

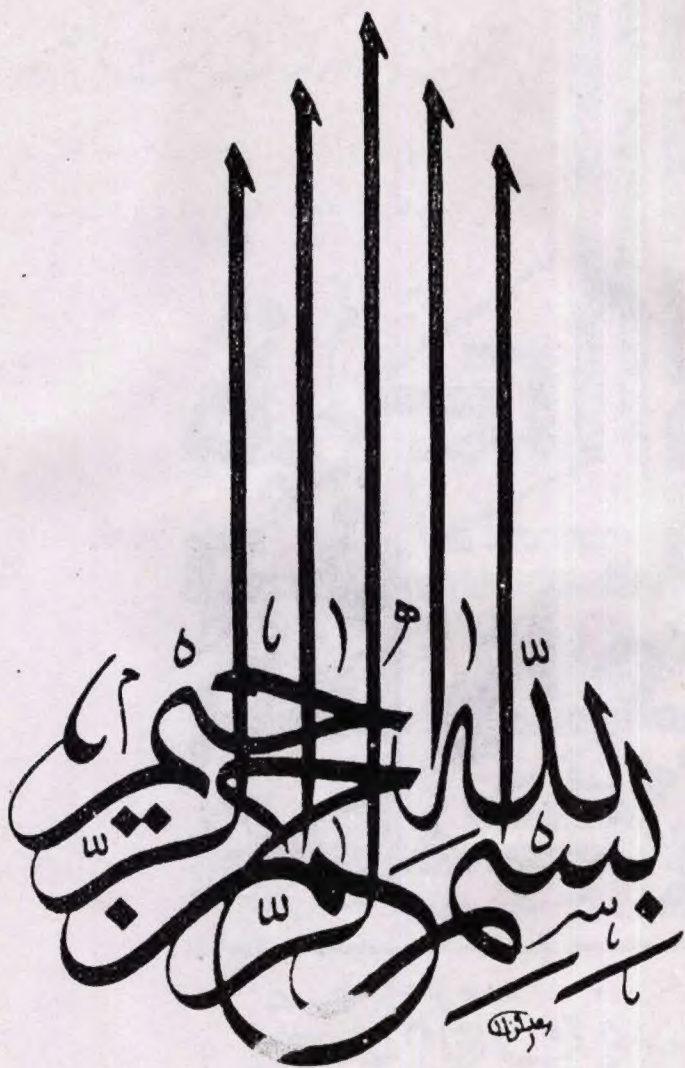
مفتی غلام سرور لاہوری

حکایت اولیاء

پنجاب کے اکابر صوفیہ کا مستند تذکرہ

الحکماء
والمعلمین
والتقویٰ

تصوف فاؤنڈیشن
۱۴۱۹ھ



هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ (القرآن ۲: ۱۲۹)

تزکیہ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم

بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد عظیم تھے
ان ہی مقاصد کے لیے تصوف فاؤنڈیشن وقف ہے

الحکمت و تہذیب و تعلیم و تزکیہ

تصوف فاؤنڈیشن
۱۴۱۹ھ

بانی: ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی

فون ۰۴۲-۵۹۹۵۴۳

www.maktabah.org

حَدِیقِ اَنْوَالِیَا

پنجاب کے اکابر صوفیہ کا مُستند تذکرہ

تألیف

مفتی غلام سرور لاہوری

المتوفی ۱۳۰۴ھ / ۱۸۹۰ء

تحقیق و تعلیق

محمد قبال مجدی



تصوّف فاؤنڈیشن

لاہوری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

۲۴۹ این سمن آباد - لاہور - پاکستان

شہرِ روم : المعارف ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

www.maktabah.org

یکے از مطبوعات تصوف فاؤنڈیشن



کلاسیک کتب تصوف

جملہ حقوق بحق تصوف فاؤنڈیشن محفوظ ہیں © ۲۰۰۰ء

ناشر	:	ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی
	:	بانی تصوف فاؤنڈیشن - لاہور
طابع	:	زاہد بشیر پرنٹرز - لاہور
سال اشاعت	:	۱۴۲۰ھ — ۲۰۰۰ء
قیمت	:	۱۵۰ روپے
تعداد	:	پانچ سو
واحد تقسیم کار	:	المعارف گنج بخش روڈ - لاہور پاکستان

۳-۱۵-۵۰۶-۹۶۹-آئی ایس بی این



تصوف فاؤنڈیشن ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی اور ان کی اہلیت نے اپنے مرحوم والدین اور نعت جگر کو ایصال ثواب کے لئے بطور صدقہ جاریہ اور یادگار یکم محرم الحرام ۱۴۱۹ھ کو قائم کیا جو کتاب سنت اور سلف صالحین و بزرگان دین کی تعلیمات کے مطابق تبلیغ دین و تحقیق و اشاعت کتب تصوف کے لئے وقف ہے۔

انتساب

حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

علم و حکمت کا یہ آفتاب بھی ۷۱ نومبر ۱۹۹۹ء کو غروب ہو گیا

رفتیدولے نہ از دل ما





پیش لفظ

۱۹۷۴ء کے اوائل کی بات ہے کہ مرتب کتاب ہذا پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ تاریخ میں متعلم تھا، ایم اے کا مقالہ لکھتے ہوئے خیال آیا کہ مفتی غلام سرور لاہوری کی مختصر سی کتاب حقیقۃ الاولیاء کو حواشی کے ساتھ مرتب کر دینا چاہیے، مفتی صاحب سے میں اپنے آغاز مطالعہ سے ہی واقف تھا ابھی ساتویں جماعت کا طالب علم تھا کہ مفتی صاحب کا مولفہ مشہور تذکرہ خزینۃ الاصفیاء خرید ا اور اس کے مندرجات میں ایک فہرست مرتب کی۔ اسی انیسیت کے تحت میں نے ایم اے کے دوران ہی حدیث الاولیاء مرتب کر ڈالی جو لیکچرر لگنے کے بعد ۱۹۷۶ء کو پہلی مرتبہ طبع ہوئی۔ اور بہت جلد اس کی جلدیں ختم ہو گئیں۔ اب اس کی اشاعت ثانی کا تقاضا شروع ہوا میں اسے تجدید نظر کے بغیر شائع نہیں کروانا چاہتا تھا لیکن نظر ثانی کے لیے جس وقت کی ضرورت تھی وہ عرصہ دراز سے میرے پاس نہیں تھا کیوں کہ میں علمی تحقیقات کی دنیا میں ایسا گم ہوا کہ آج ۲۳ سال کے بعد اس کو ہاتھ لگایا تو اس پر صرف ایک ضمیمہ کے سوا کوئی اضافہ نہ کر سکا۔

ان ۲۳ برسوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علمی تحقیقات کی غرض سے طویل سفر کئے ان میں مصر، ایران، افغانستان، ہندوستان اور انگلستان و جرمنی کے اسفار نے احقر کی کایا ہی پلٹ دی۔ اس دوران بعض ضخیم و حجم متن بھی مرتب کئے ان میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید کے سلسلہ کی کتابیں مقامات مظہری، معمولات مظہری، بشارات مظہریہ اور کمالات مظہریہ کی تصحیح و تعلیق کے علاوہ حضرت

خواجہ محمد معصوم سرہندی (ف ۱۰۷۹ھ) کے ملفوظات حسنات الحرمین اور حضرت خواجہ کے احوال و مناقب پر ایک مخطوطہ مقامات معصومی بھی ایڈٹ کیا جس پر ایک جلد تعلیقات کی اور دوسری جلد اس پر مقدمہ کے طور پر جداگانہ لکھی جو گویا سترھویں صدی عیسوی کے پاکستان و ہند کی معاشرتی و نظریاتی تاریخ کا مرقع بن گئی۔ انہی ایام میں آکسفورڈ یونیورسٹی انگلینڈ کے تحقیقی منصوبے Socio-Cultural and Intellectual Atlas of the Muslims of South Asia.

کے لئے پاکستان و ہند کے علماء و صوفیہ کی تصانیف، ملفوظات، مکتوبات اور تذکروں پر کام کر کے اپنے وطن پاکستان کی نمائندگی کا شرف حاصل کیا۔ اسی دوران تقریباً ایک ہزار مقالات پاکستان اور دنیا کے موقر جرائد اور دانشنامہ شبہ قارہ۔ تہران ایران کے لئے لکھے جو ان میں شامل ہیں۔ گویا حدیقة الاولیاء کی اشاعت و تجدید کے عمل میں اس غیر معمولی تاخیر کے اسباب خالصتاً علمی و ملی نوعیت کے تھے۔

کتاب حدیقة الاولیاء مصنف مفتی غلام سرور لاہوریؒ مطبوعہ لکھنؤ (۱۹۰۶ء) کے جدید علمی ایڈیشن مطبوعہ لاہور (۱۹۷۶ء) کا یہ نقش ثانی بااضافہ حواشی و تعلیقات جدیدہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور اپنے رواجی اہتمام سے شائع کر رہا ہے اہل تصوف اور اہل علم اس روحانی اور علمی کاوش کو یقیناً پسند کریں گے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

محمد اقبال مجددی

۶ نومبر ۱۹۹۹ء لاہور

فہرست اسمائے بزرگان

شمار	اسمائے گرامی	صفحہ	شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
	مقدمہ نوشتہ مرتب	۱۰	۱۵	سید موسیٰ پاک شہید	۴۰
	ابتدائیہ از مولف	۲۲	۱۶	سید کامل شاہ لاہوری	۴۲
	ہیلامین	۲۷	۱۷	شیخ حسین لاہوری	۴۲
	سلسلہ قادریہ کے مشائخ		۱۸	شاہ غمیس الدین لاہوری قادری	۴۵
۱	میر سید شاہ فیروز	۲۹	۱۹	شاہ ابوالعالی لاہوری	۴۵
۲	سید عبدالقادر ثانی لاہوری	۳۰	۲۰	شیخ محمد طاہر لاہوری قادری	۴۷
۳	سید محمود حسودی لاہوری	۳۱	۲۱	شیخ محمد میر المشہور بہ میاں میر	۴۸
۴	میراں سید مبارک حقانی اوچی	۳۲	۲۲	سید شاہ بلاول قادری	۵۰
۵	سید محمد غوث بالا پیر	۳۳	۲۳	سید محمد متیم محکم الدین	۵۱
۶	شاہ لطیف بری قادری	۳۳	۲۴	شیخ مادھو لاہوری	۵۲
۷	سید بہار الدین گیلانی	۳۴	۲۵	خواجہ بہاری قادری	۵۳
۸	سید حامد گنج بخش	۳۶	۲۶	شاہ سلیمان قادری	۵۴
۹	شیخ داؤد چونی وال شیر گڑھی	۳۶	۲۷	سید جان محمد حضور	۵۵
۱۰	شیخ بھلول قادری	۳۷	۲۸	سید عبدالرزاق قادری	۵۵
۱۱	شیخ ابوالفتح قادری	۳۸	۲۹	ملا شاہ بدخشی	۵۶
۱۲	شاہ معروت چشتی	۳۸	۳۰	حضرت نوشہ گنج بخش	۵۸
۱۳	سید محمد نور گیلانی	۳۹	۳۱	سید حسن پشاور	۶۰
۱۴	شاہ قمیس گیلانی سادھوری	۴۰	۳۲	شاہ رضا قادری شکاری	۶۱

صفحہ	اسمائے گرامی	شمار	صفحہ	اسمائے گرامی	شمار
۸۷	شاہ کا کوچشتی لاہوری	۵۱	۶۳	سید احمد شیخ الہند گیلانی	۲۳
۸۸	شیخ عبدالقدوس گنگوہی	۵۲	۶۳	شاہ عنایت قادری شطاری	۲۴
۹۰	شیخ جلال الدین تھانیسری	۵۳	۶۴	شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی	۲۵
۹۱	شیخ جان اللہ چشتی صابری	۵۴	۶۴	شیخ پیر محمد المشور بہ پیر محمد سچیار	۲۶
۹۱	شیخ حاجی عبدالکیم چشتی	۵۵	۶۵	حضرت شاہ محمد غوث گیلانی	۲۷
۹۲	شیخ ابوسعید چشتی صابری گنگوہی	۵۶	۶۸	شیخ عبدالرحمن پاک نوشاہی	۳۸
۹۳	شیخ محمد صادق صنفی چشتی	۵۷	۶۹	سید بلخے شاد قادری شطاری	۲۹
۹۴	شیخ عبدالخالق لاہوری چشتی	۵۸	۷۰	شیخ عبداللہ شاہ بلوچ	۴۰
۹۵	شیخ محمد عارف چشتی صابری	۵۹	۷۱	شیخ غلام حسین	۴۱
۹۵	شیخ محمد صدیق چشتی	۶۰		دوسرا حصہ	
۹۶	شیخ محمد داؤد گنگوہی	۶۱		سلسلہ چشتیہ کے مشائخ	
۹۷	شاہ ابوالعالی چشتی	۶۲		خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۴۲
۹۸	شیخ عبدالرشید جالندھری	۶۳	۷۳	شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر	۴۳
۹۸	شیخ سوندھا چشتی	۶۴	۷۴	خواجہ غلام الدین علی احمد صابر	۴۴
۹۹	شاہ بھیکم چشتی	۶۵	۷۸	شیخ شمس الدین ترک پانی پتی	۴۵
۱۰۱	شیخ عتیق اللہ چشتی	۶۶	۸۱	شیخ شرف الدین بوعلی قلندر	۴۶
۱۰۲	شیخ محمد سلیم چشتی	۶۷	۸۱	سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء	۴۷
۱۰۲	شاہ بہلول چشتی	۶۸	۸۲	خواجہ امیر خسرو چشتی	۴۸
۱۰۳	شاہ لطف اللہ چشتی	۶۹	۸۵	شیخ نصیر الدین محمود	۴۹
۱۰۴	مولانا فخر الدین چشتی	۷۰	۸۶	شیخ جلال الدین محمود	۵۰
۱۰۴	شیخ سید علیم اللہ چشتی	۷۱			

نمبر شمار	اسماء گرامی	نمبر شمار	اسماء گرامی	نمبر شمار	
۱۲۸	سید نور محمد بدایونی	۹۰	۱۰۶	شیخ نور محمد چشتی	۷۲
۱۲۹	شیخ عبد الواحد وحدت	۹۱	۱۰۹	سید علی شاہ چشتی	۷۳
۱۳۰	شیخ محمد عابد	۹۲	۱۰۹	شیخ محمد سعید چشتی صابری شتر قوری	۷۴
۱۳۱	حضرت مرزا مظہر جان جاناں	۹۳	۱۱۰	شیخ محمود سعید چشتی	۷۵
۱۳۳	شاہ غلام علی دہلوی	۹۴	۱۱۰	شیخ خیر الدین چشتی	۷۶
۱۳۵	شاہ ابو سعید مجتہدی	۹۵	۱۱۰	حافظ موی چشتی	۷۷
۱۳۷	شاہ رؤف احمد	۹۶	۱۱۱	خواجہ محمد سلیمان چشتی	۷۸
۱۳۸	غلام محی الدین قصوری	۹۷	۱۱۲	مولوی امانت علی چشتی	۷۹
۱۴۲	شاہ احمد سعید مجتہدی	۹۸	۱۱۳	شیخ حاجی رمضان لاہوری	۸۰
۱۴۳	سید امام علی شاہ سامری	۹۹	۱۱۳	شیخ فیض بخش لاہوری	۸۱
۱۴۵	شیخ محمود شاہ	۱۰۰			
پوتھا چمن		تیسرا چمن			
سلسلہ مہرودیہ کے مشائخ		سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ			
۱۴۶	شیخ الشیوخ خواجہ بہار الدین زکریا	۱۰۱	۱۱۵	خواجہ محمد باقی باشر نقشبندی	۸۲
۱۴۹	شیخ سعد الدین عارف	۱۰۲	۱۱۷	شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی	۸۳
۱۵۰	سید جلال الدین شیر شاہ سرخ بخارا	۱۰۳	۱۲۰	خواجہ خاند محمد لاہوری	۸۴
۱۵۱	شیخ احمد معشوق الحی	۱۰۴	۱۲۲	شیخ محمد سعید نقشبندی	۸۵
۱۵۲	شیخ رکن الدین ابوالفتح	۱۰۵	۱۲۳	شیخ محمد معصوم نقشبندی	۸۶
۱۵۵	شیخ حمید الدین ابوالحاکم قریشی	۱۰۶	۱۲۴	خواجہ معین الدین کشمیری	۸۷
۱۵۷	سید بلال الدین سنجاری مخدوم جمالی	۱۰۷	۱۲۷	شیخ سیف الدین	۸۸
۱۵۸		۱۰۸	۱۲۷	شیخ سعدی بخاری	۸۹

شمار	اسمائے گرامی	صفحہ	شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۱۰۸	سید صدر الدین	۱۵۸	۱۰۸	پانچواں جن	
۱۰۹	سید ناصر الدین	۱۶۰	۱۰۹	متفرق خاندانوں کے مشائخ	
۱۱۰	شیخ عبد الجلیل چوہدری ہندگی لاہوری	۱۶۰	۱۱۰	شیخ محمد سخیل محدث و مفسر لاہوری	۱۷۹
۱۱۱	سید عثمان المشور شاہ جہولہ بنجاری	۱۶۱	۱۱۱	شیخ ایاز لاہوری	۱۸۰
۱۱۲	شیخ علم الدین چونی دال	۱۶۲	۱۱۲	شیخ علی مقدم المشور داتا گنج بخش	۱۸۲
۱۱۳	شیخ موسیٰ آہنگ	۱۶۲	۱۱۳	سید احمد المشور بسنی سرور سلطان	۱۸۵
۱۱۴	شیخ سید حاجی عبدالوہاب بنجاری	۱۶۴	۱۱۴	سید حسین زنجانی لاہوری	۱۸۶
۱۱۵	سید جمال الدین سرور دی	۱۶۵	۱۱۵	سید احمد توختہ ترمذی	۱۸۷
۱۱۶	مقدم شیخ حمزہ کشمیری	۱۶۵	۱۱۶	سید یعقوب صد دیوان لاہوری	۱۸۸
۱۱۷	بابا دادا دو خاکی کشمیری	۱۶۶	۱۱۷	سید شیخ عزیز الدین مکی	۱۸۹
۱۱۸	سید جھولن المشور گھوٹے شاہ	۱۶۷	۱۱۸	سید منٹھ لاہوری	۱۸۹
۱۱۹	شیخ حسن کنبہ اگر حوٹیلی	۱۶۸	۱۱۹	مویہ الدین بلبل شاہ کشمیری	۱۹۰
۱۲۰	میراں محمد شاہ موج دیہ بنجاری	۱۶۹	۱۲۰	شیخ سید ابواسحق گارزونی	۱۹۱
۱۲۱	سید سلطان جلال الدین حیدر	۱۷۰	۱۲۱	شیخ نور الدین ولی کشمیری	۱۹۲
۱۲۲	بابا نصیب الدین سرور دی	۱۷۱	۱۲۲	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۹۳
۱۲۳	حضرت شاہ جمال سرور دی	۱۷۳	۱۲۳	شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی	۱۹۴
۱۲۴	شاہ دولہا دیہانی گجراتی	۱۷۴	۱۲۴	حکیم سرور دہلوی مقتول	۱۹۷
۱۲۵	شیخ جان محمد سرور دی	۱۷۴	۱۲۵	سید ابوتراب شاہ گدا لاہوری	۱۹۷
۱۲۶	شیخ محمد سخیل لاہوری میان ڈا	۱۷۵	۱۲۶	خواجہ ایوب قریشی لاہوری	۱۹۸
۱۲۷	شیخ جان محمد ثانی لاہوری	۱۷۷	۱۲۷	شیخ فتح شاہ شطاری	۲۰۰
۱۲۸	شیخ کرم شاہ قریشی سادتی ہکاری	۱۷۸			

شمار	اسمائے گرامی	صفحہ	شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۱۴۷	شیخ حاجی محمد سعید لاہوری	۲۰۰	۱۶۸	میراں سید غلام	۲۲۲
۱۴۸	شیخ میر محمد یعقوب لاہوری	۲۰۲	۱۶۹	سید غلام غوث	۲۲۲
۱۴۹	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۲۰۵	۱۷۰	سائیں قطب شاہ	۲۲۳
۱۵۰	خواجہ حافظ عبدالحق اولیسی	۲۰۶			
۱۵۱	شیخ محکم الدین صاحب	۲۰۸			
۱۵۲	سید عبد الکریم لاہوری	۲۰۹			
۱۵۳	مولوی غلام فرید لاہوری	۲۱۰	۱۷۱	میاں سرنگا مجذوب ہانسوی	۲۲۴
۱۵۴	مفتی رحیم اللہ	۲۱۰	۱۷۲	سوجن مجذوب اجودھنی	۲۲۴
۱۵۵	شیخ نور احمد شہور بن نور حسین	۲۱۱	۱۷۳	شیخ الدین مجذوب نازولی	۲۲۵
۱۵۶	مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی	۲۱۱	۱۷۴	میاں معروف مجذوب دہلوی	۲۲۵
۱۵۷	سلطان بالادین اولیسی	۲۱۴	۱۷۵	شیخ حسن بودلہ مجذوب	۲۲۶
۱۵۸	مولانا عبدالقادر	۲۱۵	۱۷۶	شاہ ابوالفیث بخاری مجذوب	۲۲۶
۱۵۹	میراں سید غلام محی الدین	۲۱۵	۱۷۷	میاں مونگر مجذوب	۲۲۶
۱۶۰	مولوی غلام رسول فاضل لاہوری	۲۱۷	۱۷۸	جیسی شاہ مجذوب کشمیری	۲۲۷
۱۶۱	شیخ لدھے شاہ مؤمنہ سارہ	۲۱۷	۱۷۹	شاہ بدیع الدین مجذوب کشمیری	۲۲۷
۱۶۲	مولانا محمد اسحاق دہلوی	۲۱۸	۱۸۰	خواجہ داؤد مجذوب کشمیری	۲۲۸
۱۶۳	سید نور علی شاہ	۲۱۸	۱۸۱	شیخ مٹھا مجذوب نوشاہی	۲۲۸
۱۶۴	مولانا جان محمد فضل لاہوری	۲۱۹	۱۸۲	سید شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی	۲۲۹
۱۶۵	مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری	۲۱۹	۱۸۳	نانو مجذوب نوشاہی	۲۳۰
۱۶۶	مفتی غلام محمد	۲۲۰	۱۸۴	حافظ طاہر مجذوب نوشاہی	۲۳۰
۱۶۷	شیخ احمد شاہ کشمیری	۲۲۱	۱۸۵	معصوم شاہ مجذوب	۲۳۱

چھٹا چین

مجاہدین و مجاہدین کے ذکر میں

صفحہ	اسمائے گرامی	شمار	صفحہ	اسمائے گرامی	شمار
۲۴۴	زیارات عالیات موجودہ شہر لاہور	۲۰۲	۲۳۲	مستقیم شاہ لاہوری	۱۸۶
۲۴۶	تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور	۲۰۳	۲۳۲	فقیر تاج شاہ مجذوب	۱۸۷
۲۴۸	تفصیل زیارات حصہ دوم جو فقیر صاحبوں کے خاندان میں موجود ہیں	۲۰۴	۲۳۳	نظام شاہ لاہوری	۱۸۸
		۳۳۴	۳۳۴	مستان شاہ لاہوری مجذوب	۱۸۹
		۳۳۴	۳۳۴	جہلے شاہ مجذوب	۱۹۰
	حالات نذرگان پنجاب				
	جن کی وفات کاسن و تارکے بپا یہ ثبوت نہیں پیشا۔				
۲۴۹	حضرت سید موصوف لاہوری	۲۰۵		ساتواں چین	
۲۵۰	سید سر بلند	۲۰۶	۲۳۵	عورت اصالحات کے ذکر میں	
۲۵۰	حضرت پیر ذکی	۲۰۷		بی بی حاج - بی بی تاج - بی بی نور	۱۹۱
۲۵۰	حضرت پیر بلخی	۲۰۸	۲۳۷	بی بی خور - بی بی گوہر - بی بی شہباز	
۲۵۱	پیر سراج دین المشہور پیر سراجی	۲۰۹	۲۳۸	بی بی سارہ	۱۹۲
۲۵۱	پیر بھولا لاہوری	۲۱۰	۲۳۸	بی بی فاطمہ سام دہلوی	۱۹۳
۲۵۲	مزار شہید گنج	۲۱۱	۲۳۹	بی بی قرسم خاتون	۱۹۴
۲۵۲	دان شہید	۲۱۲	۲۴۰	بی بی زلیخا	۱۹۵
۲۵۲	حضرت سلطان باہو	۲۱۳	۲۴۰	بی بی اولیاء	۱۹۶
۲۵۴	پیر سید کمال	۲۱۴	۲۴۰	بی بی راستی	۱۹۷
۲۵۴	شیخ فتح شاہ امرتسری	۲۱۵	۲۴۲	عارف کاملہ بی بی لکھ کشمیری	۱۹۸
۲۵۴	شیر شاہ قادری ملتان	۲۱۶	۲۴۲	بی بی فاطمہ سیدہ	۱۹۹
۲۵۴	پیر محمد شیرازی	۲۱۷	۲۴۳	بی بی جمال خاتون	۲۰۰
۲۵۵	پیر لودی رہنما	۲۱۸		مائی جھاگی لاہوری	۲۰۱

صفحہ	اسمائے گرامی	شمار	صفحہ	اسمائے گرامی	شمار
۲۶۳	مزار مرگینی	۲۳۹	۲۵۵	شرف شاہ لاہوری	۲۱۹
۲۶۳	گنبد نقبر و حافظ غلام محمد	۲۴۰	۲۵۵	حضرت شاہ درگاہی قادری	۲۲۰
۲۶۴	حضرت پیر ڈیل مجذوب	۲۴۱	۲۵۶	شاہ ضیاء الدین شروانی	۲۲۱
۲۶۴	حضرت شاہ گمہ دین ملتان	۲۴۲	۲۵۶	مخدوم شاہ عالم صدر جہاں	۲۲۲
۲۶۴	مفتی شیخ محمد محمود قریشی	۲۴۳	۲۵۶	سید مخدوم میر جہاں صدر جہاں	۲۲۳
۲۶۵	شیخ علی رنگ بریز	۲۴۴	۲۵۷	ایوب صابر میراں	۲۲۴
۲۶۶	شیخ حامد قادری سہروردی	۲۴۵	۲۵۷	شاہ عبدالرزاق مکی	۲۲۵
۲۶۷	شیخ گلشن شاہ سرمست قادری	۲۴۶	۲۵۷	پیر زہدی لاہوری	۲۲۶
۲۶۷	حضرت شاہ حسن ولی ٹال	۲۴۷	۲۵۸	پیر غازی	۲۲۷
۲۶۸	ختمہ تالیف کتاب بجانب مولف		۲۵۹	حضرت پیر برہان	۲۲۸
۲۷۱	خاتمہ از منشی نو کشور		۲۵۹	حضرت شاہ رحمت اللہ قریشی	۲۲۹
۲۷۲	فہرست عکس ماثمولہ حقیقتہ لاؤیا			مکان مرزا حاجی جمعیت مرحوم و	۲۳۰
۲۷۵	ضمیمہ اول فرائض لاہور کا {		۲۶۰	مزار قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم	
	موجودہ داربعہ		۲۶۰	فصل شاہ مجذوب	۲۳۱
۲۸۰	ماخذ مقدمہ و حواشی		۲۶۰	حضرت شاہ کنڈھ نوشاہی	۲۳۲
۲۹۵	فہرست تصانیف و مقالات {		۲۶۱	شیخ موسیٰ کھوکھر	۲۳۳
	محمد اقبال مجددی		۲۶۱	شیخ محترم	۲۳۴
۲۹۷	ضمیمہ ثانی		۲۶۱	حضرت شاہ فرید نوشاہی	۲۳۵
۲۹۹	اشاریہ		۲۶۲	سید عبدالقادر لاہوری	۲۳۶
۲۹۹	رجال		۲۶۲	مزارات احاطہ تکیہ انبلی والا	۲۳۷
۳۲۱	اماکن		۲۶۳	مزار سپہ سالار شاہ	۲۳۸



مقدمہ

پاک و ہند کے بیشتر مورخین ایرانی نظریہ تاریخ سے متاثر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کی تاریخوں میں صرف بادشاہوں کے حالات اور جنگی مہمات کی تفصیل ملتی ہے۔ عوام کی زندگی اور ان کے مسائل کی کہیں کوئی جھلک بھی دکھائی نہیں دیتی۔ مشائخ کے تذکرے مکتوبات اور ملفوظات ہمارے تاریخی مآخذ کی اس تکلیف دہ کمی کو ایک حد تک پورا کر دیتے ہیں۔ ان سے نہ صرف صوفیہ کی زندگی اور ان کے افکار و نظریات ہی پر روشنی پڑتی ہے، بلکہ اس دور کی ذہنی فضا، معاشی حالات، ادبی تحریکات اور سماجی رجحانات کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ ان مآخذ میں عوام کے دلی جذبات، اُن کی پوشیدہ آرزوئیں، کش مکش حیات میں ان کی مارجیت، ان کی بایوسیاں، اور پریشانیاں سب ہی محفوظ ہو گئی ہیں۔ روزمرہ کی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے مسئلے کے متعلق ان مشائخ سے رجوع کیا جاتا تھا۔ گویا ملفوظات میں جگہ جگہ اس نوعیت کے واقعات ملتے ہیں۔ جن سے اس دور کی بڑی دلچسپ تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ تصوف کے اس لٹریچر کو غور سے پڑھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ پاک و ہند میں تصوف کی تحریک کن حالات میں کن دائروں میں رہ کر آگے بڑھی اور اس نے کیا کیا نتائج پیدا کیے۔ بادشاہوں، شہزادوں اور اُمراء کی زندگی کے بعض گوشوں سے متعلق بھی اس لٹریچر میں دلچسپ معلومات ملتی ہیں۔ ان کے مشائخ و علماء سے روابط اور ان تعلقات کی نوعیت بھی معلوم ہو جاتی ہے جو سلاطین و مشائخ کے مابین تھے۔ دوسرے الفاظ میں سلاطین کے

مذہبی رجحانات کا اندازہ صرف اسی لٹریچر سے ہی لگایا جاسکتا ہے۔

مختلف زبانوں کی نشوونما میں جو کردار صوفیہ کلام نے ادا کیا ہے وہ شعرا سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ جس کی تفصیل اس تصوف کے لٹریچر سے ملے گی۔ صوفیہ کلام نے عوامی زبانوں سے واقفیت پر خاص زور دیا ہے۔ اس کے بغیر ان کی تحریک عوام تک پہنچ ہی نہیں سکتی تھی۔

صوفیہ نے سماج کے صحت مند عناصر کو ابھارنے اور اخلاقی قدروں کی فضیلت دل نشیں کرنے کے سلسلہ میں جو جدوجہد کی، احترام انسانیت کی تلقین مساوات و اخوت کی تعلیم، ترویج علم کی فکر، خدمتِ خلق کے لیے بے چینی کی تفصیل ملفوظات کے مہر صفے پر ملتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ کسی ملک (خصوصاً پاکستان و ہند) کی کوئی سماجی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی۔ جب تک صوفیہ کے تذکرے اور ملفوظات سے پورے طور پر استفادہ نہ کیا جائے۔

ملفوظات اور تذکروں کی اہمیت میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب ایک خطہ کی تاریخ کے مأخذ کا فقدان ہو یا تاریخی تسلسل میں خلا ہو۔ اس اعتبار سے پنجاب سب سے محرم القسمت خطہ ہے۔ یہاں کی اب تک کوئی باقاعدہ اور تحقیقی تاریخ نہیں لکھی گئی۔

پنجاب کی تاریخ پر جتنے لوگوں نے بھی لکھا ہے۔ فقط رسمی ابواب کے تحت چند باتیں بنا کر مثال دیا گیا ہے۔ صوفیہ کے تذکروں کو اہمیت دینا یا انہیں بنیادی ماخذ کی حیثیت سے استعمال کرنا تو درکنار انہیں چھو کر بھی نہیں دیکھا گیا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب کی سیاسی ثقافتی اور روحانی تاریخ میں جو خلا پائے جاتے ہیں۔ انہیں پُر کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے۔ اس سلسلہ میں

۱۔ خلیفہ احمد نظامی، ملفوظات کی تاریخی اہمیت، مشمولہ نذر عرش ۳۵ — ۳۴، یہ تمام تر معلومات (بہ تغیر قلیل) اس گراں بہا مقالہ سے مختصاً ماخوذ ہیں۔

آغانے سے لے کر آج تک پنجاب کے صوفیہ کرام کے تذکرے، ملفوظات اور مکتوبات کی ایک فہرست ”پنجاب کی تاریخ تصوف کے آغاز“ کے عنوان سے ہم نے مرتب کی ہے جو مختصر کتابی صورت میں شائع کر دی جائے گی۔ جو حدیقۃ الاولیاء ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء کو سمجھنے اور مزید کام کرنے والوں کے لیے مددگار ثابت ہوگی۔

پنجاب کے صوفیہ کے حالات و مقامات ان کی تبلیغ دین کے سلسلہ میں مساعی جمیدہ کی تفصیلات کا حامل کوئی جامع تذکرہ اب تک ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ اس سلسلہ میں پنجاب کے ایک اہم فرد حضرت مفتی غلام سرور لاہوری (مصنف کتاب ہذا) نے صوفیہ کرام کے عمومی تذکرے لکھے جن میں پنجاب کو بھی نمائندگی دی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس فرد فریدی کی تصانیف نہ ہوتیں تو آج ہمیں پنجاب میں کوئی عالم و عارف نظر ہی نہ آتا۔ ذیل میں ہم اسی مرد بزرگ مفتی غلام سرور لاہوری کے آباؤ اجداد اور تصانیف کا مختصر خاکہ پیش کر رہے ہیں۔

مؤلف

مؤلف کا شجرہ نسب حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح ملتا ہے۔
 مفتی غلام سرور بن مفتی غلام محمد بن مفتی رحمت اللہ بن
 مفتی حافظ محمد تقی بن مفتی محمد تقی بن مولانا کمال الدین خرد بن مفتی عبدالسمیع بن مولانا عتیق اللہ
 ابن مولانا برہان الدین بن مفتی محمد محمود بن شیخ الاسلام عبدالسلام بن شیخ عنایت اللہ بن
 مولانا کمال الدین بن شیخ مخدوم مشہور بہ میاں گلان بن شیخ قطب الدین بن خیر شاہ الین النور

اے مفتی محمود عالم مرحوم نے خواجہ محمد ایوب لاہوری (مصنف شرح مشکوٰۃ) کو مفتی محمد تقی کا فرزند لکھا ہے اور انہیں اپنے شجرہ نسب میں شامل کر لیا ہے جو درست نہیں۔ خود مفتی غلام سرور نے خواجہ ایوب کو مفتی محمد تقی کا شاگرد و داماد لکھا ہے (خرنیا ۲/۳۷) خود مفتی غلام سرور سے مفتی رحیم اللہ کے بعد مفتی محمد تقی کا نام رہ گیا ہے (ایضاً)

بن شیخ بہار الدین زکریا ملتانی قدس سرہ رحمہ۔

خاندان

مفتی صاحب کے خانوادہ عالی کے سارے افراد اپنے زمانے کے بالکمال اصحاب تھے۔ ان میں سے چند ایک کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

مفتی غلام محمد

یہ مولف کے والد تھے۔ مروجہ علوم میں دخل تھا۔ عابد و زاہد، طبیب حاذق، مدرس اور معلم تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور مولانا غلام رسول لاہوری سے حاصل کی۔ تمام عمر درس و تدریس میں گزار کر ۹ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء میں انتقال کیا۔

مفتی رحیم اللہ

اپنے والد مفتی رحمت اللہ کے خلیفہ و جانشین تھے۔ تمام عمر اپنی آبائی مسجد مفتیاں کوٹلی میں درس و تدریس میں گزاری۔ آپ کا دور سکھ گردی کی بدترین مثال تھا۔ آپ کا خاندان بھی دو دفعہ سکھوں کی غارت گردی کا نشانہ بنا۔ کوٹلی مفتیاں کی حویلیاں سکھوں کے ہاتھوں مسمار ہو گئیں۔ مسجد ویران ہو گئی۔ برسوں کا جمع شدہ کتب خانہ بھی برباد ہو گیا۔ لیکن آپ کے پائے استقلال کو جنبش نہ آئی اور اس حال میں بھی یہیں مقیم رہے اور ہدایتِ خلقِ خدا میں مصروف نظر آتے تھے۔ ۱۲۳۵ھ میں انتقال کیا۔

۱۔ غلام سرور مفتی : حدیقۃ الاولیاء ۱۱۸ — ۱۱۹

۲۔ غلام سرور مفتی : حدیقۃ الاولیاء ۱۱۸ — ۱۲۰، خزینۃ الاصفیاء ۲ / محمود عالم : ذکر جمیل ۶۸-۶۹

۳۔ محمود عالم : ذکر جمیل ۶۶

مفتی رحمت اللہ

حافظ مفتی محمد تقی کے فرزند، خلیفہ و جانشین تھے۔ تفسیر حدیث، فقہ، منطق اور طب وغیرہ میں مہارت رکھتے تھے۔ اپنی آبائی مسجد کو ملی مفتیاں میں درس تھے۔ ۱۱۹۰ھ میں انتقال کیا۔ آپ کا زمانہ حیات بہت ہی پُر آشوب تھا۔ پاک و ہند مرہٹہ گردی، یکہ ظلم و ستم اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کا شکار ہو کر رہ گیا تھا۔ ان حالات میں بھی آپ کے معمولات میں فرق نہ آیا۔

حافظ محمد تقی

حافظ مفتی محمد تقی کے فرزند تھے۔ ۱۱۴۶ھ میں انتقال کیا۔ کامل دستگاہ رکھتے تھے۔

مفتی محمد تقی

مفتی کمال الدین محمود کے خلفِ اکبر تھے۔ لاہور کے جتید علماء میں شمار ہوتا تھا۔ ۱۱۳۱ھ میں انتقال کیا۔

شیخ الاسلام مفتی عبد السلام لاہوری

خلف شیخ مفتی عنایت اللہ تھے۔ والد نے انہیں حیات ۱۰۱۴ھ / ۱۹۰۴ء میں اپنا جانشین مقرر کر کے آبائی مسجد مفتیاں کی امامت و خطابت و تولیت اور فتویٰ نویسی کے فرائض آپ کو تفویض کیے۔ ۱۰۳۱ھ / ۱۹۲۱ء میں انتقال کیا۔

۱۔ مفتی محمود عالم مرحوم نے انہیں خواجہ ایوب قریشی کا فرزند لکھا ہے (ذکر جمیل ۶۹) جو خود مفتی غلام سرور کی تحریرات کی روشنی میں درست نہیں ہے۔ ۲۔ محمود عالم: ذکر جمیل ۵۹ - ۶۵

۳۔ ایضاً ۵۷۔ ایضاً ۵۸۔ مفتی محمود عالم نے مفتی عبد السلام کے والد کا نام قاضی مفتی محمد طاہر لکھا ہے جو درست نہیں خود مفتی غلام سرور نے ان کے والد کا نام شیخ مفتی عنایت اللہ تحریر کیا ہے (خلیق الاولیاء)

۴۔ محمود عالم: ذکر جمیل (۳۲، ۱۷۱) مفتی عبد السلام بن عنایت اللہ کے معاصر مفتی عبد السلام بن عبد الغنی لاہوری (مستفت نافع المسلمین) ف ۱۰۳۷ھ / ۱۹۲۸ء میں اپنے وقت کے نامور (باقی اگلے صفحہ پر)

مخدوم مفتی شیخ محمد قریشی معروف بہ میاں کلاں

اس خاندان مفتیاں میں سے یہ پہلے بزرگ ہیں جو ملتان سے لاہور آکر آباد ہوئے۔ سلطان بہلول لودھی نے آپ کو ملتان سے عہدہ افتا پر مامور کر کے لاہور بھیجا تھا اور علاقہ ہیڈت پورہ موجودہ پٹی قبل تقسیم ہند ضلع لاہور، حال ضلع امرتسر، بطور مدد معاش دیا تھا۔ آپ لاہور آکر محلہ علاول خاں کوٹانی (حال گذر حویلی میاں خاں اندرون موچی دروازہ لاہور) میں اقامت گزیریں ہوئے۔ اپنی سکونت کے لیے ایک حویلی تعمیر کی اور ایک محلہ آباد کیا جو کوٹلی مفتیاں کے نام سے مشہور رہا۔ آپ نے ۸۹۱ھ میں انتقال کیا۔

مفتی غلام سرور

حدیقۃ الاولیاء کے مؤلف مولانا حکیم مفتی غلام سرور لاہوری مفتی غلام محمد کے فرزند سوم تھے۔ ۱۲۴۴ھ / ۱۸۳۷ء میں اپنے آبائی محلہ کوٹلی مفتیاں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے جہل کی۔ طب بھی انہیں سے پڑھی۔ سلسلہ سرورویہ میں انہیں سے بیعت تھی۔ پھر مولانا غلام اللہ لاہوری کے حلقہ درس میں شامل ہو کر علوم تفسیر و حدیث، فقہ، ادب، صرف و نحو، معانی و منطق اور تاریخ کی تکمیل کی اور اپنے زمانے کے بے مثل عالم، ادیب، شاعر، بے نظیر تاریخ گو، مورخ، شہرہ آفاق تذکرہ نویس کہلائے۔

تمام عمر تصنیف و تالیف میں گزار دی۔ زندگی کا ابتدائی حصہ ملازمت میں بھی گزارا۔ پہلے سردار بھگوان سنگھ رئیس لاہور و جاگیر دار فتح گڑھ چوینیاں کی جائداد کے مہتمم ہے۔

بقیہ حاشیہ (۱) عالم تھے (۲) اظہر ظہور احمد مفتی عبدالسلام لاہوری مقالہ مشہور المعارف مئی ۱۹۶۰ء

۱۔ غلام سرور، حدیقۃ الاولیاء، ۱۱۹

۲۔ محمود عالم : ذکر جمیل ۲۹-۳۰

۳۔ لاہور میں آنریری مجسٹریٹ تھا۔ اس کا والد راجہ برہنہ سنگھ خلیفہ راجہ تیبجا سنگھ رنجیت سنگھ کے امراء میں سے تھا۔ جس کے سپرد کچھ عرصہ کشمیر کی نظامت بھی رہی تھی۔

پھر رائے بہادر کنھیا لال ایگزیکٹو انجینئر لاہور ڈوئین نے جو آپ کے تلامذہ میں سے تھا۔ اپنے محکمہ میں ایک معقول مشاہرہ پر ملازمت و ملاوی تھی۔ مگر آپ نے تھوڑے ہی عرصے بعد یہ ملازمت بھی چھوڑ دی۔ درحقیقت آپ ایسی طبیعت لے کر آئے تھے جو تصنیف و تالیف اور شعر و ادب ہی کے لیے موزوں تھی۔

جون ۱۸۹۰ء میں آپ اپنے برادر زادہ مفتی جلال الدین بن مفتی سید محمد کی معیت میں حج کے لیے روانہ ہوئے۔ بدیش ذی الحجہ کو آپ مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ تیسری منزل پر پہنچ کر مسافروں میں اچانک دبا ئے ہیضہ پھوٹ پڑی اور پانچویں منزل میں آپ بھی اس مرض میں مبتلا ہو گئے اور ساتویں منزل کے قریب پہنچ کر جمعات کے روز چوبیس ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ کو ۱۴ اگست ۱۸۹۰ء کو وفات پائی۔ منزل پیر بالا حسانی (مضافات جنگ بدر) میں دفن کیے گئے۔ مولانا غلام دستگیر قصوری نے جو رفیق سفر تھے نماز جنازہ پڑھائی۔

مؤلف کا ماحول

طبع عالی میں حد درجہ استغناء تھا۔ حکام وقت سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے۔ پنڈت بیچ ناتھ، فقیر شمس الدین اور ڈاکٹر لائٹنر جسٹس پنجاب یونیورسٹی نے کئی بار کوشش کی کہ آپ حکام وقت کے ساتھ راہ و رسم رکھنے میں گریز نہ کریں کہ آپ ایسے فاضل مصنف کی حکومت کو بے حد ضرورت ہے۔ نیز حکومت آپ سے متعدد کتابیں مختلف علوم میں لکھوانا چاہتی ہے۔ لیکن آپ نے کہا کہ نہ تو مجھے خطاب و جاگیر کی ضرورت ہے اور نہ ہی

لے کنھیا لال ف ۱۳۰۶/۱۸۸۸ء جلسہ خلیع اٹھ کر رہنے والا تھا۔ اس کی زندگی کا زیادہ حصہ سلسلہ ملازمت لاہور میں گزرا۔ فارسی دار دو میں کامل دستگاہ تھی۔ ہندی تخلص تھا۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا شوق بھی تھا۔ گزرا ہندی، ہندگی نامہ، مامقیان، یادگار ہندی، مناجات ہندی، مخزن التوحید، اخلاق ہندی، ظفر نامہ رنجیت سنگھ معروف بہ رنجیت نامہ، تاریخ پنجاب، نگارین نامہ اور تاریخ لاہور اس کی معروف اور مطبوعہ تصانیف ہیں۔ (دکسری منہاس : مورخین لاہور، مقالہ مشمولہ نقوش لاہور نمبر ۱۹، ۱۹۵۵ء)

میں اپنی تصانیف کو حکومت کے زیر اثر لکھنا چاہتا ہوں۔ ان لوگوں کی تصنیف و تالیف کا مقصد کچھ اور ہے اور میرا رستہ اُن سے الگ ہے۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر لائٹن کے اصرار کے باوجود آپ نے پنجاب یونیورسٹی کا اعزازی فیلو بننا بھی منظور نہ کیا اور تا دمِ زلیست اپنے اسی مسلک پر قائم رہے اور حکومت کے ساتھ کسی قسم کا ادبی و سیاسی اتحاد نہ کیا۔

۱۸۸۴ء میں سر سید احمد خاں نے علی گڑھ کالج کی مالی امداد کے لیے پنجاب کا دورہ کیا اور اپنے دوست خاں بہادر ڈپٹی برکت علی کے ہاں فروکش ہوئے۔ خاں بہادر نے اکابر لاہور کا ایک نمائندہ جلسہ اپنی کوٹھی واقع بیرون موچی دروازہ لاہور میں بلایا جس میں مفتی صاحب بھی مدعو تھے۔ خاں بہادر نے آپ کا تعارف سر سید سے کرایا۔ سر سید آپ کی ذات سے بڑے متاثر ہوئے۔ کہنے لگے: نام سنا ہوا تھا۔ آج بل لیا۔ پھر اپنے مشن کا کچھ کام ان کے سپرد کرنا چاہا۔ مفتی صاحب نے فرمایا: سید صاحب! میں اس کام کے لیے موزوں نہیں ہوں۔ میرا شغل تصنیف و تالیف ہے۔ آپ نے جن لوگوں کی جماعت اپنے گرد اکٹھی کر لی ہے، اس مقصد کے لیے بہت مفید ہے اور پھر جماعتی اتحاد کے لیے عقائد کے اتحاد کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور یہ چیزیں میں میاں نہیں دیکھتا۔ سر سید آپ کا یہ جواب سن کر خاموش رہ گئے۔

آپ کی ساری عمر عزیز تصنیف و تالیف میں صرف ہوئی۔ آپ کا دور نہایت ہی پر آشوب تھا۔ ہندوستان کی سلطنت انگریز مسلمانوں سے چھین چکے تھے اور مسلمانوں کی تہذیب و تمدن، اخلاق و اطوار اور مسلمان اعیان کے کارناموں کو فرسودہ قصے کہہ کر رد کیا جا رہا تھا۔ ایسے ماحول میں آپ کے قلم نے معلمِ اخلاق بن کر ایک زبردست تذکرہ نویس کے رُوب میں گرتی ہوئی قوم کو سنبھالنے کی سعی کی۔

مؤلف کی دیگر تالیفات

حلیۃ الاولیاء کے علاوہ مفتی غلام سرور کی دوسری تالیفات کا ذکر یہاں سنیں تصنیف کے اعتبار سے کیا جا رہا ہے۔

۱۔ گلدستہ کرامت : (۱۲۷۷ء) مناقبِ غوثیہ تالیف شیخ محمد صادق شہبانی کا عام فہم اردو ترجمہ ہے۔ لاہور اور پھر متعدد مرتبہ نو لکھنؤ شائع کیا۔

۲۔ خزینۃ الاصفیاء : (۱۲۸۰ء — ۱۲۸۱ء) صوفیہ کرام خصوصاً اہل ہندوستان کے مجمل حالات پر بہترین شہرہ آفاق کتاب ہے۔ لاہور ۱۲۸۴ء، پھر مطبع ثمر مند لکھنؤ ۱۸۷۳ء کانپور ۱۳۱۲ء اور پھر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ صفحات تقریباً ۱۱۶۶۔ مکتبہ المعارف لاہور نے خزینۃ الاصفیاء کا ترجمہ شائع کرنا شروع کیا ہے۔ پہلا حصہ چھپ چکا ہے۔

۳۔ گنجینۂ سروری معروف بہ اسم تاریخی گنج سروری : (۱۲۸۴ء) اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفائے راشدین اور زمانہ تصنیف تک صوفیہ کرام اور علماء کے سنین وفات نظم کیے گئے ہیں۔ مطبع نو لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

۴۔ تاریخ مخزن پنجاب : ۱۲۸۵ء پنجاب کی عام تاریخ اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ لاہور ۱۲۸۵ء میں پھر لکھنؤ سے دوسرے ۱۸۷۷ء اور ۱۸۸۹ء میں شائع ہوئی۔

۵۔ اخلاق سروری اردو : مطبوعہ لاہور ۱۲۸۸ء، لکھنؤ ۱۸۷۸ء

۶۔ گلشن سروری : (۱۲۸۹ء) اخلاق، سیاست مدن اور روزمرہ کے مسائل پر مشتمل منظوم کتاب ہے مطبوعہ لاہور ۱۸۷۴ء۔ لکھنؤ ۱۲۹۵ء / ۱۸۷۸ء

۷۔ مخزن کرامت (اخلاقی باتیں) لاہور ۱۸۷۱ء۔ لکھنؤ ۱۸۷۸ء

۸۔ دیوان سروری : مناقب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی۔ لاہور ۱۸۷۲ء، ۱۸۷۳ء، ۱۲۹۲

۹۔ نعت سروری : اردو نظم لاہور ۱۲۹۰ء / ۱۸۷۷ء، لکھنؤ ۱۸۷۸ء / ۱۸۸۰ء

۱۰۔ حدیقۃ الاولیاء : کتاب ہذا ۱۲۹۲ء

۱۱۔ بہارتان شاہی : یہ گلزار شاہی (اردو) ہندوستان کی عام مختصر تاریخ

تاج محل انگریزی۔ لکھنؤ ۱۸۷۷ء

۱۲۔ زبدۃ اللغات : یہ لغات سروری - عربی، فارسی اور دیگر غیر ملکی الفاظ کے

۱۷ مفتی صاحب کی اس کتاب کو جو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ پاک و ہند کے کسی اور تذکرہ اصفیاء کو نہیں ہوئی۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی صوفیہ کلام کے حالات پر ۱۲۸۱ء کے بعد کام ہوا ہے۔ خزینۃ الاصفیاء اس میں بحیثیت ماتخذ ضرور شامل نظر آتی ہے خصوصاً مسٹر سٹوری (ج ۱ حصہ ۲ ص ۹۲۳ - ۱۳۴۷) نے اس کے کثرت سے حوالے دیے ہیں۔

معنی اردو زبان میں لکھے گئے ہیں۔ لکھنؤ ۱۸۷۷ء

۱۳۔ دیوان حمدایزدی (اردو) لکھنؤ ۱۸۸۱ء

۱۴۔ مدنیۃ الاولیاء اردو صوفیہ کلام کا عام تذکرہ ہے۔ اس میں عموماً وہ تراجم شامل ہیں جو خزینۃ الاصفیاء میں ہیں۔ لکھنؤ سے دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۱۵۔ تحفۃ الابرار : پنڈنامہ عطار کا اردو ترجمہ ہے۔

۱۶۔ اقوال الآخرت : زبان پنجابی (نظم)

۱۷۔ مخزن حکمت : (اردو شعر و نظم) ۱۲۸۸ھ میں بمبہ ۱۲۹۵ھ میں طبع ہوئی۔ اس میں حکمائے مقدسین و متاخرین اور صوفیہ کے حالات شامل ہیں۔

۱۸۔ تحفہ سروری : (منظوم اردو) اخلاق و تصوف ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں لکھی گئی۔ نو لکھنؤ نے کئی مرتبہ شائع کی۔

۱۹۔ انشائے یادگار اصغری : (اردو شعر و نظم) اپنے فرزند اصغر کے نام پر اس کا نام رکھا جو بارہ برس کی عمر میں ۱۲۸۸ھ میں وفات پا گیا۔ اس میں علمی و ادبی مضامین ہیں۔

۲۰۔ جامع اللغات : بسال ۱۸۹۰ء اس میں عربی، فارسی اور ترکی الفاظ و معانی کے معنی تحریر کیے گئے ہیں۔

حدیقۃ الاولیاء

اس میں پنجاب کے ۲۴۴ صوفیہ کرام کے حالات شامل ہیں۔ اس کو سات چین میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چین اول، سلسلہ قادریہ کے صوفیہ کرام۔ (چین دوم، در احوال مشائخ چشتیہ (چین سوم، مشائخ نقشبندیہ (چین چہارم، مشائخ سہروردیہ (چین پنجم، مشائخ

لے ملتی صاحب کی تصانیف کی اس فہرست کی تیاری کے سلسلہ میں ہم نے

(۱) Storey: Persian Literature Vol I Part II pp ۱۰۶۶ London ۱۹۵۳

۲۔ محمود عالم : ذکر جمیل۔ لاہور ۱۹۶۸ء ص ۱۱۱۔

۳۔ مقدبات دیوان وصال مہر اور کلیات سرور سے مدد لی ہے۔

متفرق سلاسل (چین ششم) مجاہدین و مجاہذیب کے حالات (چین ہفتم) عورت صالحات کے حالات -

اس میں سلطان محمود غزنوی سے لے کر ۱۲۹۲ء / ۱۸۷۵ء تک کے پنجاب کے صوفیہ کرام کے حالات سادہ اور سلیس اردو زبان میں تحریر کیے گئے ہیں۔ لیکن اس میں بعض معروف صوفیہ کرام کے حالات بھی آگئے ہیں جن کا پنجاب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

محاسن

پنجاب کے بعض مشائخ کے حالات صرف اسی "حقیقۃ الاولیاء" میں ملتے ہیں مفتی صاحب سے پہلے کے مصنفین نے ان کے حالات نہیں لکھے مثلاً سید کامل شاہ لاہوری، شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری، شیخ محمد صدیق لاہوری، شیخ محمد سلیم لاہوری، شیخ فیض بخش لاہوری، سید مٹھا لاہوری، خواجہ ایوب قریشی لاہوری، شیخ فتح بناد شطاری لاہوری، مولوی غلام فرید لاہوری، مفتی رحیم اللہ قریشی، شیخ نور احمد معروف بہ نور حسین قادری، میراں سید غلام محی الدین، مولوی غلام رسول لاہوری، شیخ لدھی شاہ لاہوری، مولانا جان محمد فاضل لاہوری، مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری، مفتی غلام محمد والد المتولف، میراں سید غلام شاہ، سید غلام غوث، سائیں قطب شاہ لاہوری، معصوم شاہ مجذوب لاہوری، مستقیم شاہ فیض پوری، فقیر تاج شاہ، نظام شاہ لاہوری، مٹان شاہ لاہوری، جلی شاہ لاہوری بی بی فاطمہ زوہرہ شیخ موج دریا بخاری لاہوری، مائی بھاگی لاہوری، سید سر بلند، پیر فکی، سید صوف پیر بلخی، پیر سراج دین، پیر بھولا لاہوری، شیخ فتح شاہ امرتسری، شرف شاہ لاہوری، شاہ ضیا الدین لاہوری، پیر برہان لاہوری، مخدوم شاہ عالم صدر جہان، شاہ عبدالرزاق مکی لاہوری، پیر زہدی لاہوری، پیر غازی لاہوری، شاہ رحمت اللہ قریشی لمٹانی ثم لاہوری، شیخ موسیٰ کھوکھر، شیخ محترم، مفتی محمد مکرم قریشی، شیخ گلشن شاہ، شاہ حسن۔

بعد کے تذکرہ نویسوں نے ان صوفیہ کرام کے حالات فقط حقیقۃ الاولیاء سے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے

۲۔ مفتی صاحب پہلے تذکرہ نویس ہیں، جن کے ہاں ہمیں مشائخ کے سنین وفات کے اندراج کا خاص اہتمام نظر آتا ہے۔ گویا اصول تذکرہ نویسی کی نشتِ اول سے مفتی صاحب نہ صرف شعوری بلکہ عملی طور پر بھی آگاہ تھے۔

۳۔ محبت سے معاصر مشائخ کے حالات مفتی صاحب نے محفوظ کر کے پنجاب پر بڑا احسان کیا ہے گویا ان کے حالات کے لیے حدیقۃ الاولیاء کو منفرد ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

۴۔ حدیقۃ الاولیاء میں مفتی صاحب نے مشائخ کے حالات کے ضمن میں بعض اہم سیاسی واقعات بھی لکھ دیے ہیں۔ مثلاً پنجاب کے اعیان کی سکھوں کے ہاتھوں بے عزتی اور مشائخ کے مقابر کی تباہی کے بعض حالات خود مؤلف نے چشم دید گواہ کی حیثیت سے نقل کیے ہیں۔ خود مفتی صاحب کا خاندان سکھ گردی کا نشانہ بن چکا تھا۔ جس کی تفصیلات مفتی صاحب کی تالیفات میں ہی نظر آئیں گی۔ ازیں علاوہ بعض حالات ثقہ اصحاب کی زبانی بھی تحریر کیے ہیں۔

دوسرا رُخ

۱۔ تذکرہ نویسی کے جملہ اصول و ضوابط ملحوظ نہیں رکھے گئے۔

۲۔ ایک نشست میں اکابر پنجاب کے جو اسمائے گرامی ذہن میں آئے۔ ان کے حالات بلکہ دیے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں زیادہ محنت نہیں کی گئی۔ حالانکہ مفتی صاحب اس مضمون کو پھیلا سکتے تھے۔

۳۔ اکثر نثر نگاروں کے شجرہ نسب و طریقت و جن کا ہم نے معاصر ماخذ کی مدد سے تقابل کیا ہے، درست نقل نہیں کیے۔

۴۔ آج یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مصنف نے مشائخ کے تاریخی حالات لکھنے کی طرف کم توجہ کی ہے اور سارا زور ان کی کرامات کے اندراج میں صرف کر دیا ہے۔

۵۔ اس سلسلہ میں پروفیسر محمد حبیب نے لکھا ہے۔ اس کتاب (دخنیۃ الاصفیاء) باقی اگلے صفحہ پر

حدیقۃ الاولیاء کے اب تک حسب ذیل ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

- ۱۔ لاہور ۱۸۷۵ء
- ۲۔ کانپور ۱۸۷۷ء
- ۳۔ کانپور ۱۸۸۹ء
- ۴۔ ممبئی نوکلشور لکھنؤ ۱۸۹۹ء
- ۵۔ ممبئی نوکلشور کانپور ۱۹۰۶ء

یہ متن موخر الذکر نسخہ ۱۹۰۶ء پر مبنی ہے۔ کتاب کے متن میں کسی قسم کا رد و بدل نہیں کیا۔ فقط سہو کتابت کی تصحیح کر دی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے حواشی میں حسب ذیل امور پیش نظر رکھے ہیں :

- ۱۔ مصنف کے تمامات کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔
- ۲۔ کسی شخصیت کے حالات کا کوئی ایسا پہلو جو بہت اہم تھا اور اصل متن میں اس کا ذکر نہ تھا تو اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔
- ۳۔ رجال کے حالات کے جو مزید مآخذ ہو سکتے تھے۔ ہم نے ان کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔ اس سلسلہ میں معاصر اور مفرد (جو ایک شخصیت کے متعلق ہو) کو ترجیح دی گئی ہے اور متاخر مآخذ نظر انداز کر دیے گئے ہیں۔

احقر

محمد اقبال مجددی

۱۲۔ دسمبر ۱۹۷۳ء

دارالمورخین گیلانی سٹریٹ

منور عزیز پارک۔ چاہ میراں

لاہور



حمد

خدا سے محبت کا چمکا ہے نور	اسی نور سے سب نے پایا طور
پیا جس نے اس کی محبت کا جام	نہیں اس کو غیروں کی الفت کام
وہ محبوب کیا ایک محبوب ہے	کہ ہر ایک طالب کا مطلوب ہے
زمانہ محبت کا پابند ہے	محبت کا ہر اک سے پوند ہے
محبت کی ہستی سے ہستی ہوئی	اسی سے بلندی و پستی ہوئی
محبت سے جس کو رسائی ملی	خدا مل گیا اور خدائی ملی !

نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی محبت کے ہیں رہنما	جناب محمد رسول خدا
محمدؐ ہے مرغوب دنیا و دیں	محمدؐ ہے مطلوب اہل یقین
محمدؐ ہے معشوق پروردگار	محبت کا رکھتا ہے جس پر مدار
اُسی شمع کے سارے پروانے ہیں	اسی گل کے سب لوگ دیوانے ہیں
عیان نور کثرت محمدؐ سے ہے	کہ اظہار وحدت محمدؐ سے ہے
نبی سے محمدؐ کی ہے ابتدا	اسی پر ہوا خاتمہ عشق کا

منقبت چار یار کبار رضی اللہ عنہم

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	کہ تھا اوج پر صدق کے آفتاب
شہنشاہ عادل عمرؓ داد گہ	بدریائے لطف و مروت گہر
خدا دوست عثمانؓ رحیم و کریم	رو صدق و اخلاق پرستقیم

علیؑ پہسلوان شاہ مشکل کُشا
 غرض جتنے حضرت کے اصحاب ہیں
 مران پہ پہنچے درود و سلام
 جہاں میں ہے جتنی محمدؐ کی آل
 خدا یا میری مان لے التجا
 کروں جب میں دنیا سے غم بھر
 میرے تن سے جب جان جانے لگے
 تیرا نام اس دم رہے بر زبان
 میرا نیک ہو خاتمہ یا اللہ!
 الہی میری عاجزی کر قبول
 محمدؐ کا دل دار شیر خدا
 محمدؐ کے وہ پیارے اجاب ہیں
 خدا اپنی رحمت کرے اُن پہ عام
 کرے اُن پہ لطف ایندلا نزال
 طفیل محمدؐ رسول خدا
 میرا خاتمہ ہووے ایمان پر
 یہ دم اپنا جس دم ٹھکانے لگے
 تیرے غم میں آنکھیں ہوں گوہرِ فشاں
 بحق محمدؐ رسالت پناہ
 نہ رکھ مجھ کو دنیا و دیں میں بلول

در اظہار باعث تالیف کتاب حقیقۃ الاولیاء

اس کتاب کی تالیف سے پہلے بھی احقر المحقر غلام سرور خلف مفتی غلام محمد قریشی
 لاہوری اولیائے کرام و پیرانِ عظام کے حالات میں ایک کتاب خزینۃ الاصفیاء نام زبان
 فارسی تالیف کر چکا ہے جو دو مرتبہ لاہور و دہلی میں چھپ کر تحفہ نظر ارباب شوق ہو چکی ہے۔
 اس میں ہر ایک سلسلہ اور خاندان کا ابتدا سے اس زمانے تک حال ہے۔ اب
 میرے واقعہ مجتبان قدیم صادق دوستان صمیم امام الدین حکیم مدح خوان رسول کریم میرے
 مکلف حال ہوئے کہ ایک اور مجموعہ مختصر اردو زبان میں لکھو کہ جس میں ملک پنجاب کے اولیاء
 کا حال ہو۔ یعنی دہلی سے پشاور تک جس قدر علاقہ اس وقت پنجاب کے ساتھ متعلق ہے
 اور مشہور اولیاء کے مزار اس میں ہیں۔ سب کا حال ضروری ضروری اس میں تحریر ہو۔ پس
 ایک دوست کے فرمانے اور دلی محبت نے جو قدیم سے مجھ کو اولیائے اللہ کے ساتھ ہے۔
 اس کام پر مجھ کو آمادہ کیا۔ اب خداوند تعالیٰ سے امداد چاہتا ہوں کہ یہ کام بخیر و خوبی انجام
 پائے اور بعد مرنے میرے کے یہ کتاب دنیا نے فانی میں یادگار رہ جائے۔ آمین۔

اس کتاب کا نام حدیقۃ الاولیاء رکھا گیا ہے اور سات چمن پر تقسیم ہوئی۔ پہلا چمن
مشائخ قادریہ کے احوال میں دوسرا چمن مشائخ چشتیہ کے احوال میں تیسرا چمن مشائخ نقشبندیہ
کے احوال میں چوتھا چمن مشائخ سہروردیہ کے احوال میں پانچواں چمن مشائخ متفرقات ،
چھٹا چمن مجاہدین و مجاہذیب کے حالات میں ساتواں چمن عورات صالحات کے ذکر میں۔۔۔
قطعہ تالیف

یہ کیا باغ و بہار اولیا ہے	یہ کیا اچھا ہے سرور کا حدیقہ
کہ باغ اتقیا و اصفیا ہے	نہیں نخل خزاں اس بوستان میں
کہ یہ گلزارِ فیض کبیرا ہے	کہاں ہے باغ کوئی اس کے ہم رنگ
کہ جس پر عندلیب دل فدا ہے	یہ ہے سرسبز باغِ اہل عرفان
کہیں سنبل، کہیں لالہ بکھلا ہے	کہیں سبز، کہیں غنچہ، کہیں گل
بنا سرور کا یہ بستان سرا ہے	غرض روئے زمین پر مثل فردوس
کہ گوناگوں حدیقہ خوش نما ہے	کہا رضوان نے بہر سال تالیف

دہشتی غلام سرور لاہوری

پہلا چمن سلسلہ قادریہ کے مشائخ کے ذکر میں

یہ سلسلہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محمد الدین ابو محمد عبد القادر گیلانی کے ساتھ منسوب ہے۔ ابتدا اس کی حضرت امام الاولیاء علی بن موسیٰ رضا آٹھویں امام سے ہے۔ جن سے پہلے فیض باطنی حضرت معروف کرخیؒ نے پایا۔ ان سے شیخ سری سقطیؒ نے خلافت حاصل کی۔ ان سے شیخ جنید بغدادیؒ، ان سے شیخ ابو بکر شبلؒ، ان سے شیخ عبد الواحد تھمیؒ، ان سے شیخ ابو الفرج طرطوسیؒ، ان سے شیخ ابوالحسن قریشی ہکارجیؒ، ان سے شیخ ابوسعید مبارک غزنیؒ، ان سے جناب محبوب سبحانی محمد الدین ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ نے فیض پایا۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ صمیم الطرفین حسنی و حسینی سید تھے۔ ان کے والد کا نام سید ابی صالح موسیٰ بن سید عبد اللہ بن سید عمر بن زاہد بن سید محمد رومی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ ثانی بن موسیٰ ثالث بن سید عبد اللہ محض بن سید محمد المشہور بچس مثنیٰ بن امام حسن بن علی کرم اللہ وجہہ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ بن سید عبد اللہ صومعی بن سید ابوالجمال بن سید محمد بن سید احمد بن سید طاہر بن عبد اللہ بن سید کمال بن سید علی بن سید علاؤ الدین بن سید محمد بن سید امام جعفر صادقؒ بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسینؒ بن علی کرم اللہ وجہہ تھا۔

حضرت رہنے والے جیلان کے تھے۔ اس لیے حضرت کو جیلیؒ اور جیلانی کہتے ہیں کنیت

۱۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے والد کا اسم گرامی سید ابی صالح موسیٰ بن سید عبد اللہ بن سید محمد رومی بن سید محمد رومی..... برائے تفصیل نسب شریف حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ رک

فرد الدین ابی الحسن : بہتہ الاسرار مطبوعہ مصر : ۱۳۰۲ھ ص ۱۱

۲۔ جیل بکسر الحکم و سکون الیاء وھی بلاد متفرقة وراہ طبرستان و بہاولد فی نیف قصبتہ منہا و یقال فیہا ایضاً جیلان وکیل ایضاً قریہ بشاطی الرحلة علی مسیرۃ یوم من بغداد مایل طریق (باقی اگلے صفحہ پر)

حضرت کی طرقت میں امام الاتمہ اور شریعت میں محبوب سبحانی و ابو محمد و محی الدین اور مذہب حضرت کا حنبلی تھا۔ سینکڑوں اولیاء حضرت کی بیعت میں آکر مقرب ربانی ہوئے۔ حضرت کے خوارق و کرامات اس قدر ہیں کہ جس قدر آسمان پر ستارے جس کی تشریح بہت طویل ہے۔ حضرت کے سلسلہ میں سے حضرت سید محمد غوث اوجی جلی گیلانی اول پنجاب میں آئے۔ اُن کے بزرگوں سے سید ابوالعباس احمد بن سید صوفی اپنے چھوٹے بھائی سید ابوسلیمان کے ساتھ بوقت قتل و غارت بغداد کے جو ہلاک خواں کے وقت وقوع میں آئے تھے۔ بغداد سے نکل کر روم میں تشریف لے گئے جب فساد ہلاک خواں کا ختم ہوا تو جلی میں پہنچ کر سکونت اختیار کر لی حضرت سید محمد بھی وہیں پیدا ہوئے اور ابتداء جوانی میں دور دور کے ملکوں کی سیر کی۔ کئی مرتبہ حج بھی کیا۔ آخر لاہور میں آکر چند سال قیام کیا پھر حلب میں گئے اور بعد وفات اپنے باپ کے خراسان کے گزرتے ملتان میں آئے اور اوج کے مقام پر سکونت اختیار کی۔ حضرت کی اولاد کثرت سے ہندوستان میں بھی پھیلی ہوئی ہے شجرہ نسب حضرت کا غوث الاعظم قدس سرہ کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ سید محمد خلف محمد شمس الدین بن سید شاہ میر بن سید ابوالحسن علی بن سید مسعود بن سید ابوالعباس احمد بن سید صفی الدین المشہور سید جہونی بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بعد سکونت اوج کے سلطان حسین میرزا، حاکم سند اور سلطان سکندر لودھی بادشاہ ہند حضرت کے مرید ہوئے۔ لاکھوں آدمیوں نے فیض حاصل

بقیہ حاشیہ : واسطہ و یقال ایضاً جیل بالجیم ومن ثم یقال کیل العم وکیل العراق و جیل العم

و جیل العراق (نور الدین ابوالحسن : ہجرت الاسرار مصر ۱۳۰۲ھ ص ۵۵)

۱۔ ۶۵۶ھ / ۱۲۵۸ء میں ہلاکو کے ہاتھوں بغداد کا سقوط ہوا۔

۲۔ بقول علی اصغر گیلانی آپ ۸۸۰ھ میں اوج میں داخل ہوئے دخرنیۃ الاصفیاء ۱/۱۶۱ بحوالہ شجرۃ الانوار

۳۔ یہاں مفتی صاحب سے شجرہ نسب درج کرنے میں غلطی ہوئی ہے : اخبار الاخبار میں ہے۔ سید

محمد بن سید شاہ امیر بن سید علی بن سید مسعود بن سید احمد بن سید صفی الدین سیف الدین عبدالوہاب

بن شیخ عبدالقادر جیلانی (عبدالحمید دہلوی : اخبار الاخبار ص ۱۸۹)

کیا۔ خازق و کرامات ہزاروں ان سے سرزد ہوئیں۔ حضرت کے چار صاحبزادے تھے۔ ایک سید عبدالقادر ثانی دوم سید عبداللہ ربانی سوم مبارک حقانی چہارم سید محمد نورانی قدس اللہ سرہم الغریز۔ جن سے الگ الگ فیض جاری ہوا۔ ۹۲۳ھ میں فوت ہوئے اور اوج میں دفنائے گئے۔ محمد مخدوم عالمؒ حضرت کی تاریخ وفات درج خزینۃ الاصفیاء ہے اور محمد حسنی پاک رفت "شجرۃ الانوار" میں ہے۔

۱۔ میر سید شاہ فیروز قدس سرہ

یہ حضرت بھی گیلانی سادات میں سے بزرگ اور پیر طریقت تھے۔ ان کے جد بزرگوار
 ۱۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے آپ کے تین فرزند بتائے ہیں :

اور اسے پسرود۔ شیخ عبدالقادر کہ اور امجد دوم ثانی گویند و سید عبداللہ --- و سید مبارک ---
 و از ایشان خلفی نامد کہ نام ایشان میر میراں گویند بغایت مسن و متبرک اور لاہور سکونت دارند (اخبار الاخیار ۱۸۹)
 حضرت سید محمد غوث اوجی عالم اور شاعر بھی تھے۔ قادری تخلص کرتے تھے۔ آپ کا دیوان شعری ذخیرۃ
 سرلج الدین آذر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۸۴۴ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ مناقح الاخلاص
 نفیس خلاصۃ المضامیر بھی آپ کی تالیف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۔ عبدالحق محدث دہلوی : اخبار الاخیار ۱۸۹ — ۱۹۰

۲۔ علی اصغر گیلانی : شجرۃ الانوار قلمی خزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

۳۔ عبداللہ بارواڑی اوجی : مناقب الاصفیاء۔ معاصر سید حامد گنج بخش قلمی مملوکہ سید نور محمد صاحب گجرات

۴۔ محمد ادیس اوجی : نتائج الاخبار قلمی مملوکہ مولوی غلام احمد اختر اوج

۵۔ شرافت نوشاہی : شریف التواریخ جلد اول ص ۵۵ قلمی مملوکہ مصنف مدظلہ

۶۔ شجرۃ الانوار سید علی اصغر گیلانی کی تصنیف ہے جو اسی خانوادہ اوج کے احوال و انساب پر مشتمل ہے

۱۱۹۳ھ میں مکمل ہوئی۔ مولف اپنا شجرۃ نسب خود لکھتا ہے :

سید علی اصغر گیلانی بن سید عبدالقادر مشہور بہ شاہ گدا بن سید محمد بن سید محمد ہاشم بن سید صوفی
 بن بدر الدین بن اسماعیل بن سید عبداللہ بن سید محمد غوث اوجی (بانی اگلے صفحہ پر)

شاہ عالم بھی بغداد سے ہند میں آئے اور بعد سیر ہند لاہور میں آکر سکونت کی۔ ان کی وفات کے بعد شاہ فیروز دادا کی مسند پر بیٹھے اور تلقین و تدریس جاری کی۔ تمام عمر خلعت کی ہدایت میں مصروف رہے۔ ان کے پیران کے دادا شاہ عالم ان کے شاہ نواز دین، ان کے شیخ حامد ان کے عبدالرزاق اور ان کے سید عبداللہ گیلانی اور ان کے سید احمد قادری اور ان کے سید مسعود اور ان کے سید علی اور ان کے سید صوفی اور ان کے سید سیف الدین عبدالوہاب اور ان کے حضرت غوث الاعظم قدس سرہ تھے۔ وفات حضرت کی ۹۳۳ھ میں واقع ہوئی اور مزار لاہور ڈنڈی گرائٹ کے لکھے میں ہے۔

۲۔ حضرت سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد جلبی اوچی گیلانی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت کے امام طریقت و مقتداۓ حقیقت تھے۔ تعلیم علوم ظاہری و باطنی اپنے باپ سے پائی۔ ہزاروں خوارق و کرامات ان کی مرصع کتب ہیں۔ مشہور کرامت ان کی یہ تھی کہ جو کوئی کفار یا فاسق و فجار میں سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ مسلمان اور تائب ہو جاتا اور ان حضرت کو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور حضرت غوث الاعظم سے ہی ان کو خطاب عبدالقادر ثانی کا بعالم باطن عطا ہوا تھا۔ نقل ہے کہ جب بعد وفات والد بزرگوار کے سید عبدالقادر سجادہ نشین ہوئے تو انہوں نے بادشاہوں اور امیروں کی صحبت ترک کر دی۔ اس لیے شاہ دہلی ان سے رنجیدہ ہو گیا اور چاہا کہ سجادہ نشین ان کا مہجائی ہو۔ ابھی یہ تجویز عمل میں نہیں آئی تھی کہ حضرت نے اپنے جاکیر و ائمہ و وظائف وغیرہ جو متعلق خانقاہ فقرا تھے بادشاہ کے پاس بھیج دیے اور لکھا کہ ہم کو بادشاہی

بقیہ حاشیہ: (شجرۃ الانوار قلمی مجزیہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، مفتی غلام سرور نے اس کے حواکف کا نام اصغر علی غلط لکھا ہے (غزنیہ ۲/۱۱۶)

لے یہاں شیخ احمد کا نام رہ گیا ہے کیونکہ شاہ نواز دین شیخ احمد کے مرید تھے (غزنیہ جلد اول ص ۱۱۶)۔
 سید بلالہ مرید علی مرید سید مسعود مرید شیخ احمد مرید صوفی۔۔۔ سید احمد قادری مرید میر کے خلیفہ تھے۔
 ایسے مندرج بالاشجرہ میں سید احمد کے بعد سید میر کا نام لکھنا چاہیے (غزنیہ ص ۱۱۶)۔

جاگیر و ائمہ کی ضرورت نہیں جس کو سجادہ نشین آپ بنائیں دے دیں۔ بعد ازاں صرف کا صرف غیبی خزانہ سے تھا۔ ایک مرتبہ جو بادشاہ نے حضرت کو بہزار التما اپنے پاس بلایا تو حضرت نے جانے سے انکار کر دیا اور یہ شعر جواب میں لکھے :

بہ بیچ باب ازیں باب روئے گشتن نیست

ہر آنچہ بر سر ما میسرود مبارک باد

کسی کہ خلعت سلطان عشق پوشیدہ است

بجائے بستی کجا شود دل شاد!

حضرت کی وفات بتاریخ ہجری ۹۴۰/۳۳۷ھ میں ہوئی اور مزار اودھ میں ہے۔

۳۔ سید محمود حسوی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز

یہ بزرگ سادات صحیح النسب موعوی غوری تھے۔ ان کے باپ خواجہ شمس الدین المشہور بہ شمس العارفین غور کے ملک کے رہنے والے تھے۔ ان کی وفات کے بعد سید محمود نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور میں آکر بہ محلہ حاجی سوائی سکونت کی مشہور کرامت ان کی یہ تھی کہ جس روز کوئی مرید ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا اسی روز کی شب کو حضرت

سے حضرت شیخ عبدالقادر دہلوی نے ۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ اقل شیخ عبدالزاق (ف ۵ رجمادی الآخر ۹۴۲ھ) دوم سید زین العابدین (شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخبار ۱۹۳۵ء) دوسری روایت ہے کہ آپ کے سات فرزند تھے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

۱۔ سید عبدالزاق ۲۔ سید فتح الملک ۳۔ سید جلال ۴۔ سید حسن ۵۔ سید جعفر ۶۔ سید حسین ۷۔ سید زین العابدین (شرافت نوشاہی : حدائق الانوار قلی ص ۱۴۷)

۸۔ محلہ حاجی سوائی، لاہور قدیم کے بیرون شہر تھا۔ سکھوں نے اسے تباہ کر دیا تھا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتا۔ اسی لیے حضرت حضورؐ کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت کا شجرہ حضرت غوث الاعظمؒ تک اس طرح پہنچتا ہے کہ سید محمود مرید اپنے باپ شمس الدین کے اور وہ مرید سید یعقوب کے اور وہ مرید سید عبدالقادر کے اور وہ مرید سید علی کے اور وہ مرید سید مسعود کے اور وہ مرید سید احمد کے اور وہ مرید سید اصغر کے اور وہ مرید سید ابو فرح کے اور وہ مرید سید عبد الوہاب کے اور وہ مرید حضرت غوث الثقلین کے۔
وفات سید محمود کی ۹۴۲ھ ہجری میں واقع ہوئی اور مقبرہ لاہور کے باہر میاں میر کی سڑک کے پاس ہے۔

۴۔ میاں سید مبارک حقانی بن سید محمد اوجی حلبی گیلانی

قادریہ سلسلہ میں یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب زہد و تقویٰ و عبادت و ریاضت و ترک و تجرید و عشق و محبت و جذب و سکرتھے۔ حضرت نے آبادی چھوڑ کر جنگل میں سکونت اختیار کی۔ کوئی بنی آدم ان کے روبرو نہیں جاسکتا تھا اور جو جاتا مست و مجذوب ہو جاتا۔ سوائے ایک شخص معروف چشتی کے کسی نے نعمتِ خلافت ان سے حاصل نہیں کی۔ بارہ سال تک یہ حضرت مستی کی حالت میں رہے۔ پھر لاہور تشریف لائے اور یہاں ہی نو سو پچپن سال ہجری میں وفات کی۔ نعش مبارک حضرت کی اوج میں لے جا کر دفن کی۔

بقیہ حاشیہ — : تباہی کا نقشہ بہ الفاظ منفی غلام سرور ملاحظہ ہو :

محلہ حاجی سوائی بیرونی شکر کہ حال از دست سکھاں جاہل زوہ ویرانی آورده است (ذخیرۃ ۱۷۲/۱)
لے شیخ احمد مرید سید صوفی و ہو مرید سید عبدالوہاب۔ اس سے پہلے کے دو نام زائد ہیں۔

۵۔ مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

سید شرافت نوشاہی : شریف التواریخ جلد اول ۸۴۵ تا ۸۵۲ قلمی بخط مولف
مملوکہ مولف مدظلہ ساہن پال گرات۔

۵۔ سید محمد غوث بالاپیر بن سید زین العابدین

بن سید عبدالقادر ثانی اوچی گیلانی

یہ حضرت طریقت میں مرید اپنے جد بزرگوار سید عبدالقادر کے تھے اور پرورش و تکمیل ظاہری و باطنی بھی انہیں سے پائی۔ کیونکہ ان کے والد بزرگوار بعمر جوانی اپنے والد کے روبرو کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے جب ان کے جد امجد بھی وفات پا گئے تو یہ اپنے چچا سید حامد گنج بخش سے ناراض ہو کر اوجھ سے نکل آئے اور بمقام شکرہ جو پنجاب میں مشہور قصبہ ہے سکونت اختیار کی اور اسی جگہ تاریخ ۵ شوال ۹۵۹ھ میں وفات کی روضہ حضرت کا بھی شکرہ میں ہے۔

۶۔ شاہ لطیف بری قادری قدس سرہ

بزرگان پنجاب سے یہ حضرت بڑے بزرگ مشہور ہیں۔ خوارق و کرامات ہزاروں حضرت کے مشہور ہیں۔ حضرت بڑے عابد، زاہد گوشہ نشین مست و مجذوب تھے۔ ہزاروں مرید مدارج تکمیل کو پہنچے۔ حضرت نے نعمت باطنی حضرت حیات المیر زندہ پیر سے پائی۔ جو حضرت غوث الاعظم کے پوتوں سے زندہ جاوید ہیں۔ حضرت کی وفات ۱۰۶۴ھ میں واقع ہوئی اور روضہ مقدس مشہور ہے۔

۷۔ ملاحظہ ہو : (۱) علی اصغر گیلانی، شجرۃ الانوار قلمی مخزن، دار کتب خانہ دانش گاہ پنجاب۔

۸۔ حیات المیر کا ذکر معاصر کتب تاریخ اور نسب ناموں میں نہیں ملتا۔ حضرت شاہ ابوالمعالی لاہوری نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالزاق بن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے فرزندوں میں شیخ جمال اللہ اس زمانے میں بطام کے جنگلوں میں موجود ہیں۔ لیکن شاہ ابوالمعالی نے ان کا عرف حیات المیر نہیں لکھا (تحفۃ القادریہ)۔ شیخ جمال اللہ کا عرف حیات المیر مفتی صاحب سے پہلے احمد علی استرآبادی نے تذکرہ مقیمی ۱۱۴۲ھ میں ص ۲۷۰ قلمی مخزن کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی، لکھا ہے جس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے۔ (اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

۷۔ سید بہار الدین گیلانی المشہور بہ بہاول شیر قلندر ججروی

مشائخ عظام و سادات کرام قادریہ سے یہ حضرت بڑے بزرگ و مست و مجذوب تھے۔ اور شجرہ نسب ان کا حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سید بہاول شیر بن سید محمود بن سید علاؤ الدین المشہور زین العابدین بن سید مسیح الدین بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید مومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید قطب الآفاق سید عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم مکی الدین عبدالقادر جیلانی۔ سید بہاول شیر بغداد میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے باپ اور چھوٹے بھائی کے ہمراہ ہندوستان میں آکر شہر بدایوں میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ان کے باپ بھی فوت ہو گئے اور انہوں نے

بقیہ حاشیہ : سلیم شاہ لطیف بری کا یہ سال وفات بہت متنازعہ ہے۔ اس وقت موجود خاندانی ریکارڈ

میں آپ کا سال وفات ۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۶ء لکھا ہے جو آثار کے اعتبار سے مطالب ہے اس لیے کہ حضرت سید حسن پشاورؒ

۱۷۰۷ء میں شاہ لطیف سے پشاور میں ملے تھے۔ فرماتے ہیں : چوں در ملک پوٹھو مار سیدم۔ سید شاہ لطیفؒ

مجذوب دیدم کہ خلیفہ صاحب نظر اثر بوند و با من بسلو کہ تمام ملاقات کرد۔ یک دور روزی گذرانید در خض شدم۔

میر غلام کشمیری : خوارق العادات ۱۱۸۹ھ قلمی ملوک مولانا سید امیر شاہ قادری پشاور ورق ۸۔ و، ب) اور پھر

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری بن سید حسن پشاورؒ ۱۱۱۶ھ میں شاہ لطیف سے ملے تھے۔ واقعہ ملاقات خود

یہی لکھا ہے (شاہ محمد غوث : رسالہ در کسب سلوک و معرفت پشاور ۱۲۸۶ھ ص ۱۱۱) ملاحظہ ہو :

۱۔ شاہ محمد غوث لاہوری : رسالہ در کسب سلوک و بیان معرفت۔ مطبوعہ پشاور ۱۲۸۶ھ

۲۔ میر غلام کشمیری : خوارق العادات ۱۱۸۹ھ (حالات سید حسن پشاورؒ قلمی ملوک مولانا سید امیر شاہ قادری پشاور

۳۔ مقیم محکم الدین ججروی : در العجائب ترجمہ لاہور

۴۔ گل حسن شاہ : تذکرہ خوشیہ لاہور (س۔ ن)

۵۔ محمد قاسم راجوری : حیات بری امام راولپسندی

۶۔ منظور الحق صدیقی : شاہ لطیف بری لاہور ۱۹۷۰ء

۷۔ ملاحظہ ہو : بری شاہ لطیف، مقالہ اقبال ججروی، مشمولہ دانشنامہ شیعہ قاہرہ، تہران۔ ایران

۸۔ مناصر اخذ مذکورہ مثنوی ۱۱۷۶ھ میں مسیح الدین کی بچکانی سے فقہ اللہی ہے (قلمی غرور کا تبارک لکچریشن راولپسندی)

ترتیب و تکمیل اپنی پھوپھی سے جو اربعہ عصر تھی پائی اور تمام عمر ریاضت و عبادت و سکو جذب و عشق و شوق و ذوق میں گذاری۔ دو سو پچاس برس کی حضرت نے عمر پائی، بلکہ اس قدر عمر کسی نے مشائخ قادریہ سے نہیں پائی۔ حضرت تین مرتبہ بارہ بارہ برس کی خلوت میں بیٹھے اور اس عرصہ میں بے خور و خواب عبادت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جو ایک غار میں چالیس برس بحالت سکو جذب ایک مقام پر بیٹھے رہے تو پشت مبارک ایک پتھر کے ساتھ جو تکیہ گاہ آپ کا تھا چمٹ گئی۔ جب وہاں سے اٹھے تو چہرہ اسی پتھر کے ساتھ رو گیا۔ یہ حضرت جب ایک سو برس کی عمر کو پہنچے تو ریش مبارک کا آغاز ہوا۔

نقل ہے کہ جب چالیس برس کی خلوت کے بعد حضرت فارے نکلے تو اس جگہ پر آئے جہاں اب قصبہ مجھ آباد ہے۔ یہاں اس وقت دریا چلتا تھا۔ دریا کے کنارے حضرت نے بھوبنیا اور سکونت اختیار کی۔ زمینداران قوم وصول نے جن کی ملکیت میں وہ زمین تھی حضرت کو وہاں سے اٹھا دیا۔ حضرت نے دوسری جگہ قیام کیا۔ وہاں بھی یہی معاملہ وقوع میں آیا۔ اس پر حضرت جلال میں آگئے اور دریا کو حکم دیا کہ تو یہاں سے ہٹ جا اور جگہ ہمارے رہنے کے لیے خالی کرو۔ پانی فی الفور وہاں سے کئی میل تک دور چلا گیا اور ایک گریوہ بلند جو دریا سے نکلا تھا۔ اس پر حضرت نے قیام فرمایا۔ کرامت حضرت کی جو زمینداروں نے دیکھی سب مرید ہو گئے۔ اور اس مقام پر آبادی ہو گئی۔ مدت العمر حضرت وہاں ہی رہے آخر اٹھارویں شوال ۹۴۳ھ میں فوت ہو کر مجھ میں دفن ہوئے اور مادہ تعبد القادری ثانی سے حضرت کی تاریخ وفات ظاہر ہے۔

لے ملاحظہ ہو :

۱۔ احمد علی استر آبادی : تذکرہ مقیمی ۱۱۶۲ھ قلعہ مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی۔

۲۔ محمد مقیم علم الدین مجروی : دُرّ البجانب - مجھ ۱۹۶۴ء

۳۔ محمد بخش میاں : بوستان قلندری (تذکرہ حضرات مجھ) لاہور

۴۔ عبد الباقی جہی : مقامات داؤدی خلی۔ مملوک محمد اقبال مجددی دین لکھنؤ

کہ حضرت داؤد کرمانی کے زمانہ اعتکاف میں حضرت بہار الدین مجروی ملاقات کے لیے آئے تو بوجہ اعتکاف ملاقات نہ ہو سکی۔

۸۔ سید حامد گنج بخش بن سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر ثانیؒ

خاندان قادریہ اعظمیہ میں سے یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے۔ ہزاروں خدام حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب تکمیل کو پہنچے۔ بادشاہان وقت بھی ان کی آستان بوسی کو اپنا افتخار جانتے تھے۔ تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت میں گزاری اور اوج میں سکونت رکھی۔ حضرت کے خلفائے کامل و مکمل بہت تھے جیناچہ سید شیر شاہ ملتان اور شیخ داؤد کرمانی حضرت کے کاملین خلفاء میں سے تھے۔ حضرت کی وفات ۹۷۸ھ میں ہوئی اور بمقام اوج میں مدفون ہوئے اور بعد ان کی وفات کے سید جمال الدین موسیٰ مسند مشیخت پر بیٹھے۔ شیخ محبوبی ان کی تاریخ وفات ہے۔

۹۔ شیخ داؤد چونی وال شیر گڑھی قدس سرہ

پنجاب کے قادریہ بزرگوں سے یہ حضرت صاحب حال و قال و شریعت و طریقت مشہور ہیں۔ شام سے صبح تک یہ حضرت عبادت میں مصروف رہتے۔ تمام رات کبھی سوتے نہ تھے اور عبادت کا یہ حال تھا کہ تمام رات کبھی قیام اور کبھی سجد اور کبھی رکوع اور کبھی قعد میں گزر جاتی اور کثرت ریاضت سے ایک طرح کی نسبت خاص ان کو حضرت غوث الاعظمؒ کے ساتھ پیدا ہوئی اور حضرت کی باطنی اجازت سے یہ حضرت سید حامد گنج بخش کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مراتب تکمیل کو پہنچے۔ خرقہ خلافت حاصل کیا۔ صاحب شجرۃ الانوار ان کا شجرہ نسب اس طرح امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملاتے ہیں کہ سید داؤد بن سید فتح اللہ کرمانی بن سید مبارک بن سید قمیص اللہ بن صفی الدین آدم کرمانی بن سید نقی الدین احمد بن عبد المجید بن سید عبد الحفیظ بن سید عبد الرشید بن ابوالقاسم بن سید ابوالکلام بن سید ابوالحسن بن سید ابوالفیض بن سید ابوالفضل بن سید عبد الباقی بن سید ابوالمعانی بن سید عبدالوہاب بن سید سلیمان سید حامد گنج بخشؒ کا انتقال ۱۹ ذی قعدہ ۹۷۸ھ میں ہوا۔ اپنے دادا حضرت شیخ عبدالقادر ثانیؒ کے مرید تھے (عبدالحی شیخ، اخبار الاخبار ص ۱۹)

ابوالحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن سید شاہ محمد پیر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابوالاحمد بن سید داؤد بن سید ابوابرہیم اسماعیل بن سید محمد اعرجی بن موسیٰ مبرق بن امام موسیٰ رضا رضوان اللہ عنہم اجمعین۔

مگر ایک اور شجرہ میں اس طرح صحت ہوئی کہ سید محمد اعرجی بن سید موسیٰ مبرق بن امام محمد تقی بن امام علی موسیٰ رضا۔ کیونکہ سید مبرق کوئی صاحبزادہ حضرت امام رضا کا نہ تھا۔ صاحب سفینۃ الاولیاء لکھتا ہے کہ اول سید فتح اللہ والد بزرگوار ان کا عرب سے ہند میں آیا اور بمقام ہیدبت پور پٹی سکونت اختیار کی پھر وہاں سے قصبہ چونیاں میں رہائش کی جب وہ مر گئے تو سید داؤد ان کے مرنے کے چار ماہ بعد پیدا ہوئے اور مولانا اسماعیل لاہوری کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم ظاہری سے بہرہ کامل پایا۔ پھر باطنی علوم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے۔ وفات حضرت کی ۹۸۷ھ میں اور مزار گوہر بار بمقام شیر گڑھ زیارت گاہ خلق اللہ ہے اور ہر سال بڑا ہجوم حضرت کے مزار پر ہوتا ہے اور تاریخ وفات حضرت کی بیرحی پرست سے ظاہر ہوتی ہے اور مشتاق منان مادہ تاریخ درج اخبار الاخبار ہے۔

۱۰۔ شیخ بہلول قادری قدس سرہ

یہ حضرت قادریہ سلسلہ میں بڑے شیخ مشہور ہیں۔ شاہ لطیف بری سے فیض پایا۔ ہر مذہب کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۔ ابوالمعالی شاہ لاہوری : نعمات داؤدی بحوالہ عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ ص ۱۸۵

۲۔ عبدالباقی بن جان محمد جمعی قادری : مقامات داؤدی ۱۰۵۶ھ مکتوبہ ۱۲۰۱ھ قلمی مکتوبہ محمد اقبال مجددی

۳۔ عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ نو لکشتور ایڈیشن ۲۸۷ — ۲۹۱

۴۔ نظام الدین احمد : طبقات اکبری - ۱۱

۵۔ عبدالحی شیخ : اخبار الاخبار ص ۱۹۳ تا ۱۹۵

۶۔ غوثی : اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ۲۰۷

۷۔ داراشکوہ : سفینۃ الاولیاء ۱۹۳

فیض معی اسی سلسلہ میں تھا کہ شاہ لطیف نے سوائے حیات المیر زندہ پیر کے شیخ نصیر الدین قریشی ملتان سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ شیخ بہلول نے سفر بہت کیا اور بڑے بڑے بزرگوں سے فیض باطنی پایا۔ چنانچہ اول بمقام نجف اشرف پھر کر بلائے معلیٰ میں جا کر اعتکاف کیا۔ وہاں سے مکہ معظمہ میں جا کر مناسک حج ادا کیے۔ پھر مدینے میں جا کر کئی مہینے خلوت اختیار کی۔ وہاں سے بغداد میں جا کر روضۂ عالیہ غوث الاعظمؒ میں جا کر چلیم تک معتکف رہے۔ پھر شہد مقدس میں جا کر فولاد حاصل کیے پھر کوہ پنج شیر غازی پر جا کر ایک بزرگ سے جو قطب زمانہ کا تھا۔ نعمت باطنی پائی۔ آخر سال نوشتو تراسی میں وفات پائی۔ مادہ شیخ بہلول (۱۰۸۳ھ) سے حضرت کی سال وفات حاصل ہوتی ہے اور روضۂ مبارک چنیوٹ کے علاقہ میں ہے۔

۱۱۔ شیخ ابواسحاق قادری لاہوری

یہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت سید شیخ داؤد کرمانی کے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی و انوار میں بوسیدہ اپنے پیر کے مدارج علیہ پہنچے۔ ہزاروں خوارق و کرامات ان سے سرزد ہوئیں حضرت داؤد کی اجازت سے یہ حضرت لاہور میں آئے اور مجلہ پیر عزیز مرنگ محل کے سکونت اختیار کی۔ ہزاروں آدمی ان کی بیعت میں داخل ہوئے اور صد ہا لوگوں نے تعلیم علوم و فقہ و حدیث و تفسیر کی پائی۔ آخر سال نوشتو چچاسی ہجری میں وفات کی۔ روضہ حضرت کا موضع مرنگ میں جو لاہور سے جانب جنوب دو میل پر واقع ہے۔ زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۲۔ شاہ معروف چشتی و قادری

یہ بزرگ اول طلقیہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار کے جن کا شجرہ حبشی و نسب حضرت فرید الدین گنج شکر کے ساتھ ملتا تھا مرید تھے اور اسی طریق میں کامل ہوئے۔ من بعد جب شہرہ کرامت و خوارق جاذب و استغراق حضرت سید مبارک حقانی کا ان کے کان میں پہنچا تو کمال شوق کے ساتھ بمقام لکھی جگل ان کی خدمت میں پہنچے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور انہیں کی ذات بابرکات سے پنجاب میں سلسلہ نوشاہیہ نے فروغ پایا۔ وفات حضرت

کی سال نوسو و شستاسی ہجری میں وقوع میں آئی۔

۱۳۔ سید محمد نور بن سید بہاول شیر گیلانی

بڑے بیٹے اور خلیفے سید بہاول شیر گیلانی مجرہوی کے، خسران کے شاہ کمال بخاری تھے جن کا مزار قصبہ چوئیاں میں ہے اور پیر چانیان کے خطاب سے مشہور ہیں۔ نقل ہے کہ جب سید بہاول شیر فوت ہو گئے۔ سید محمد نور تھا حاضر نہ تھے۔ ان کی غیر حاضری ہی میں وہ دفنائے گئے۔ جب آئے تو باپ کے دیدار کے لیے سخت بے قرار ہوئے اور چاہا کہ قبر کھدوا کر باپ کا چہرہ دیکھیں۔ اس ارادے پر قبر پر خمیر برپا کرایا (نصب کروایا) اور سب کو نکال کر (تخلیہ و تنہائی میں) اپنے ہاتھ سے قبر کو کھودا اور زیارت کی۔ اس وقت ناگہاں ایک معمار جو حضرت کے مریدوں میں سے تھا بے اختیار اندر آگیا۔ مگر بسبب اس کے کہ بلا اجازت آیا تھا اندھا ہو گیا۔ چند سال کے بعد جب سید محمد نور کا ارادہ ہوا کہ باپ کی قبر پر گنبد بنائیں تو اس معمار نے عرض کی کہ اگر میں بنیا ہو جاؤں تو مقبرہ حضرت کا میں خود بناؤں گا۔ فرمایا کہ دن بھر جب تو کام کرتا رہے گا بنیا ہے گا اور جب کام سے اٹھے گا تو اندھا ہو جائے گا۔ چنانچہ جب تک مقبرہ تیار ہوتا رہا۔ ایسا ہی ہوتا رہا۔ وفات ان کی سال نوسو و اٹھاسی ہجری میں وقوع میں آئی۔

لے مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

- ۱۱۔ شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد اول ۸۵۳-۸۶۴ قلمی ملوک مصنف مذکور
- ۱۲۔ مادرالیشاں دختر سید کمال بود کہ از کبری سادات جوہر اند و سید جلال مذکور نیز از بطن اس پاک امن بودند (تذکرہ مقیمی قلمی مشا)
- ۱۳۔ معاصر ماخذ تذکرہ مقیمی (مشا و بعد) میں یہ نام نور محمد لکھا ہے جو درست سمجھنا چاہیے۔

لے ملاحظہ ہو :

۱۔ احمد علی استرآبادی : تذکرہ مقیمی قلمی مشا و بعد

۲۔ محمد مقیم مجرہوی : درالجبائب مقدمہ مجرہ

۱۴۔ شاہ قمیص بن سید ابی الحیات گیلانی سادھوری

یہ بزرگوار بزرگان دین و مشائخ اہل یقین سے جامع شریعت و طریقت علوم ظاہری و باطنی ہوئے ہیں۔ شجرہ نسب ان کا بچند واسطہ درمیانی بحضرت محبوب سبحانی قطب بانی سید سلطان شیخ عبدالقادر محی الدین قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔ اس طرح پرکہ شاہ قمیص گیلانی بن سید ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہار الدین محمد بن جلال الدین بن شاہ داؤد بن جمال الدین علی بن ابی صالح نصر بن سید آفاق عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی ان کے باپ ابی الحیات اول بغداد سے ہند میں آئے اور چندے بنگال میں تشریف رکھی۔ پھر قصبہ سادھورہ خضر آباد جو انبالہ کے علاقہ میں ہے آئے اور سکونت کی اور ایک شخص نصر اللہ نام نے جو عالم و عامل تھے۔ اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دی۔ اس کے بطن سے سید شاہ قمیص پیدا ہوئے جو ولی مادر زاد تھے۔ باپ نے ان کو ظاہری اور باطنی تعلیم دی۔ ہزاروں ان کی ذات بابرکات سے کمالت صوری و معنوی کو پہنچنے کو یا سلسلہ قادریہ ان کی ذات بابرکات سے ہند میں شائع ہوا۔ ان کی اولاد اب بھی سادھورہ میں رہتی ہے۔ اس زمانے کے پیروں میں سے ان کی ذات بھی مغنمت سے ہے۔ وفات حضرت شاہ قمیص کی سوم ذی قعدہ سال نو سو بانوے ہجری (میں) وقوع میں آئی اور مقبرہ سادھورہ میں ہے۔

۱۵۔ سید موسیٰ پاک شہید قدس سرہ

فرزند دل بند حضرت سید حامد گنج بخش گیلانی اویچی صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند لے شاہ قمیص کی اولاد میں سے سید رحم علی شاہ (ف ۱۲۱۴ھ) بن شاہ محمد باقر بن شاہ محی الدین بن شاہ ابو محمد بن شاہ محمد قادری بن شاہ قمیص الاعظمی سید رحم علی شاہ کے خلیفہ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید اور ان کے خلیفہ حضرت میاں نور محمد جھنجھاڑوی اور ان کے خلیفہ حضرت حاجی املا دانش ماہر کی تھے۔ ملاحظہ ہو :

۱۱۔ غوث محی الدین سید شرف الانساب دکن ۱۳۳۲ھ (۲) روشن ملی تذکرہ اولیائے راجپور مطبوعہ دکن

۱۲۔ پیر محمد لاہوری، خوارقات شاہ قمیص قلمی ذخیرہ آذر نمبر ۱۱۹۔ ۳۔ ۵۔ ۷۔ ۹۔ ۱۱۔ ۱۳۔ ۱۵۔ ۱۷۔ ۱۹۔ ۲۱۔ ۲۳۔ ۲۵۔ ۲۷۔ ۲۹۔ ۳۱۔ ۳۳۔ ۳۵۔ ۳۷۔ ۳۹۔ ۴۱۔ ۴۳۔ ۴۵۔ ۴۷۔ ۴۹۔ ۵۱۔ ۵۳۔ ۵۵۔ ۵۷۔ ۵۹۔ ۶۱۔ ۶۳۔ ۶۵۔ ۶۷۔ ۶۹۔ ۷۱۔ ۷۳۔ ۷۵۔ ۷۷۔ ۷۹۔ ۸۱۔ ۸۳۔ ۸۵۔ ۸۷۔ ۸۹۔ ۹۱۔ ۹۳۔ ۹۵۔ ۹۷۔ ۹۹۔ ۱۰۱۔ ۱۰۳۔ ۱۰۵۔ ۱۰۷۔ ۱۰۹۔ ۱۱۱۔ ۱۱۳۔ ۱۱۵۔ ۱۱۷۔ ۱۱۹۔ ۱۲۱۔ ۱۲۳۔ ۱۲۵۔ ۱۲۷۔ ۱۲۹۔ ۱۳۱۔ ۱۳۳۔ ۱۳۵۔ ۱۳۷۔ ۱۳۹۔ ۱۴۱۔ ۱۴۳۔ ۱۴۵۔ ۱۴۷۔ ۱۴۹۔ ۱۵۱۔ ۱۵۳۔ ۱۵۵۔ ۱۵۷۔ ۱۵۹۔ ۱۶۱۔ ۱۶۳۔ ۱۶۵۔ ۱۶۷۔ ۱۶۹۔ ۱۷۱۔ ۱۷۳۔ ۱۷۵۔ ۱۷۷۔ ۱۷۹۔ ۱۸۱۔ ۱۸۳۔ ۱۸۵۔ ۱۸۷۔ ۱۸۹۔ ۱۹۱۔ ۱۹۳۔ ۱۹۵۔ ۱۹۷۔ ۱۹۹۔ ۲۰۱۔ ۲۰۳۔ ۲۰۵۔ ۲۰۷۔ ۲۰۹۔ ۲۱۱۔ ۲۱۳۔ ۲۱۵۔ ۲۱۷۔ ۲۱۹۔ ۲۲۱۔ ۲۲۳۔ ۲۲۵۔ ۲۲۷۔ ۲۲۹۔ ۲۳۱۔ ۲۳۳۔ ۲۳۵۔ ۲۳۷۔ ۲۳۹۔ ۲۴۱۔ ۲۴۳۔ ۲۴۵۔ ۲۴۷۔ ۲۴۹۔ ۲۵۱۔ ۲۵۳۔ ۲۵۵۔ ۲۵۷۔ ۲۵۹۔ ۲۶۱۔ ۲۶۳۔ ۲۶۵۔ ۲۶۷۔ ۲۶۹۔ ۲۷۱۔ ۲۷۳۔ ۲۷۵۔ ۲۷۷۔ ۲۷۹۔ ۲۸۱۔ ۲۸۳۔ ۲۸۵۔ ۲۸۷۔ ۲۸۹۔ ۲۹۱۔ ۲۹۳۔ ۲۹۵۔ ۲۹۷۔ ۲۹۹۔ ۳۰۱۔ ۳۰۳۔ ۳۰۵۔ ۳۰۷۔ ۳۰۹۔ ۳۱۱۔ ۳۱۳۔ ۳۱۵۔ ۳۱۷۔ ۳۱۹۔ ۳۲۱۔ ۳۲۳۔ ۳۲۵۔ ۳۲۷۔ ۳۲۹۔ ۳۳۱۔ ۳۳۳۔ ۳۳۵۔ ۳۳۷۔ ۳۳۹۔ ۳۴۱۔ ۳۴۳۔ ۳۴۵۔ ۳۴۷۔ ۳۴۹۔ ۳۵۱۔ ۳۵۳۔ ۳۵۵۔ ۳۵۷۔ ۳۵۹۔ ۳۶۱۔ ۳۶۳۔ ۳۶۵۔ ۳۶۷۔ ۳۶۹۔ ۳۷۱۔ ۳۷۳۔ ۳۷۵۔ ۳۷۷۔ ۳۷۹۔ ۳۸۱۔ ۳۸۳۔ ۳۸۵۔ ۳۸۷۔ ۳۸۹۔ ۳۹۱۔ ۳۹۳۔ ۳۹۵۔ ۳۹۷۔ ۳۹۹۔ ۴۰۱۔ ۴۰۳۔ ۴۰۵۔ ۴۰۷۔ ۴۰۹۔ ۴۱۱۔ ۴۱۳۔ ۴۱۵۔ ۴۱۷۔ ۴۱۹۔ ۴۲۱۔ ۴۲۳۔ ۴۲۵۔ ۴۲۷۔ ۴۲۹۔ ۴۳۱۔ ۴۳۳۔ ۴۳۵۔ ۴۳۷۔ ۴۳۹۔ ۴۴۱۔ ۴۴۳۔ ۴۴۵۔ ۴۴۷۔ ۴۴۹۔ ۴۵۱۔ ۴۵۳۔ ۴۵۵۔ ۴۵۷۔ ۴۵۹۔ ۴۶۱۔ ۴۶۳۔ ۴۶۵۔ ۴۶۷۔ ۴۶۹۔ ۴۷۱۔ ۴۷۳۔ ۴۷۵۔ ۴۷۷۔ ۴۷۹۔ ۴۸۱۔ ۴۸۳۔ ۴۸۵۔ ۴۸۷۔ ۴۸۹۔ ۴۹۱۔ ۴۹۳۔ ۴۹۵۔ ۴۹۷۔ ۴۹۹۔ ۵۰۱۔ ۵۰۳۔ ۵۰۵۔ ۵۰۷۔ ۵۰۹۔ ۵۱۱۔ ۵۱۳۔ ۵۱۵۔ ۵۱۷۔ ۵۱۹۔ ۵۲۱۔ ۵۲۳۔ ۵۲۵۔ ۵۲۷۔ ۵۲۹۔ ۵۳۱۔ ۵۳۳۔ ۵۳۵۔ ۵۳۷۔ ۵۳۹۔ ۵۴۱۔ ۵۴۳۔ ۵۴۵۔ ۵۴۷۔ ۵۴۹۔ ۵۵۱۔ ۵۵۳۔ ۵۵۵۔ ۵۵۷۔ ۵۵۹۔ ۵۶۱۔ ۵۶۳۔ ۵۶۵۔ ۵۶۷۔ ۵۶۹۔ ۵۷۱۔ ۵۷۳۔ ۵۷۵۔ ۵۷۷۔ ۵۷۹۔ ۵۸۱۔ ۵۸۳۔ ۵۸۵۔ ۵۸۷۔ ۵۸۹۔ ۵۹۱۔ ۵۹۳۔ ۵۹۵۔ ۵۹۷۔ ۵۹۹۔ ۶۰۱۔ ۶۰۳۔ ۶۰۵۔ ۶۰۷۔ ۶۰۹۔ ۶۱۱۔ ۶۱۳۔ ۶۱۵۔ ۶۱۷۔ ۶۱۹۔ ۶۲۱۔ ۶۲۳۔ ۶۲۵۔ ۶۲۷۔ ۶۲۹۔ ۶۳۱۔ ۶۳۳۔ ۶۳۵۔ ۶۳۷۔ ۶۳۹۔ ۶۴۱۔ ۶۴۳۔ ۶۴۵۔ ۶۴۷۔ ۶۴۹۔ ۶۵۱۔ ۶۵۳۔ ۶۵۵۔ ۶۵۷۔ ۶۵۹۔ ۶۶۱۔ ۶۶۳۔ ۶۶۵۔ ۶۶۷۔ ۶۶۹۔ ۶۷۱۔ ۶۷۳۔ ۶۷۵۔ ۶۷۷۔ ۶۷۹۔ ۶۸۱۔ ۶۸۳۔ ۶۸۵۔ ۶۸۷۔ ۶۸۹۔ ۶۹۱۔ ۶۹۳۔ ۶۹۵۔ ۶۹۷۔ ۶۹۹۔ ۷۰۱۔ ۷۰۳۔ ۷۰۵۔ ۷۰۷۔ ۷۰۹۔ ۷۱۱۔ ۷۱۳۔ ۷۱۵۔ ۷۱۷۔ ۷۱۹۔ ۷۲۱۔ ۷۲۳۔ ۷۲۵۔ ۷۲۷۔ ۷۲۹۔ ۷۳۱۔ ۷۳۳۔ ۷۳۵۔ ۷۳۷۔ ۷۳۹۔ ۷۴۱۔ ۷۴۳۔ ۷۴۵۔ ۷۴۷۔ ۷۴۹۔ ۷۵۱۔ ۷۵۳۔ ۷۵۵۔ ۷۵۷۔ ۷۵۹۔ ۷۶۱۔ ۷۶۳۔ ۷۶۵۔ ۷۶۷۔ ۷۶۹۔ ۷۷۱۔ ۷۷۳۔ ۷۷۵۔ ۷۷۷۔ ۷۷۹۔ ۷۸۱۔ ۷۸۳۔ ۷۸۵۔ ۷۸۷۔ ۷۸۹۔ ۷۹۱۔ ۷۹۳۔ ۷۹۵۔ ۷۹۷۔ ۷۹۹۔ ۸۰۱۔ ۸۰۳۔ ۸۰۵۔ ۸۰۷۔ ۸۰۹۔ ۸۱۱۔ ۸۱۳۔ ۸۱۵۔ ۸۱۷۔ ۸۱۹۔ ۸۲۱۔ ۸۲۳۔ ۸۲۵۔ ۸۲۷۔ ۸۲۹۔ ۸۳۱۔ ۸۳۳۔ ۸۳۵۔ ۸۳۷۔ ۸۳۹۔ ۸۴۱۔ ۸۴۳۔ ۸۴۵۔ ۸۴۷۔ ۸۴۹۔ ۸۵۱۔ ۸۵۳۔ ۸۵۵۔ ۸۵۷۔ ۸۵۹۔ ۸۶۱۔ ۸۶۳۔ ۸۶۵۔ ۸۶۷۔ ۸۶۹۔ ۸۷۱۔ ۸۷۳۔ ۸۷۵۔ ۸۷۷۔ ۸۷۹۔ ۸۸۱۔ ۸۸۳۔ ۸۸۵۔ ۸۸۷۔ ۸۸۹۔ ۸۹۱۔ ۸۹۳۔ ۸۹۵۔ ۸۹۷۔ ۸۹۹۔ ۹۰۱۔ ۹۰۳۔ ۹۰۵۔ ۹۰۷۔ ۹۰۹۔ ۹۱۱۔ ۹۱۳۔ ۹۱۵۔ ۹۱۷۔ ۹۱۹۔ ۹۲۱۔ ۹۲۳۔ ۹۲۵۔ ۹۲۷۔ ۹۲۹۔ ۹۳۱۔ ۹۳۳۔ ۹۳۵۔ ۹۳۷۔ ۹۳۹۔ ۹۴۱۔ ۹۴۳۔ ۹۴۵۔ ۹۴۷۔ ۹۴۹۔ ۹۵۱۔ ۹۵۳۔ ۹۵۵۔ ۹۵۷۔ ۹۵۹۔ ۹۶۱۔ ۹۶۳۔ ۹۶۵۔ ۹۶۷۔ ۹۶۹۔ ۹۷۱۔ ۹۷۳۔ ۹۷۵۔ ۹۷۷۔ ۹۷۹۔ ۹۸۱۔ ۹۸۳۔ ۹۸۵۔ ۹۸۷۔ ۹۸۹۔ ۹۹۱۔ ۹۹۳۔ ۹۹۵۔ ۹۹۷۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۳۔ ۱۴۸۵۔ ۱۴۸۷۔ ۱۴۸۹۔ ۱۴۹۱۔ ۱۴۹۳۔ ۱۴۹۵۔ ۱۴۹۷۔ ۱۴۹۹۔ ۱۵۰۱۔ ۱۵۰۳۔ ۱۵۰۵۔ ۱۵۰۷۔ ۱۵۰۹۔ ۱۵۱۱۔ ۱۵۱۳۔ ۱۵۱۵۔ ۱۵۱۷۔ ۱۵۱۹۔ ۱۵۲۱۔ ۱۵۲۳۔ ۱۵۲۵۔ ۱۵۲۷۔ ۱۵۲۹۔ ۱۵۳۱۔ ۱۵۳۳۔ ۱۵۳۵۔ ۱۵۳۷۔ ۱۵۳۹۔ ۱۵۴۱۔ ۱۵۴۳۔ ۱۵۴۵۔ ۱۵۴۷۔ ۱۵۴۹۔ ۱۵۵۱۔ ۱۵۵۳۔ ۱۵۵۵۔ ۱۵۵۷۔ ۱۵۵۹۔ ۱۵۶۱۔ ۱۵۶۳۔ ۱۵۶۵۔ ۱۵۶۷۔ ۱۵۶۹۔ ۱۵۷۱۔ ۱۵۷۳۔ ۱۵۷۵۔ ۱۵۷۷۔ ۱۵۷۹۔ ۱۵۸۱۔ ۱۵۸۳۔ ۱۵۸۵۔ ۱۵۸۷۔ ۱۵۸۹۔ ۱۵۹۱۔ ۱۵۹۳۔ ۱۵۹۵۔ ۱۵۹۷۔ ۱۵۹۹۔ ۱۶۰۱۔ ۱۶۰۳۔ ۱۶۰۵۔ ۱۶۰۷۔ ۱۶۰۹۔ ۱۶۱۱۔ ۱۶۱۳۔ ۱۶۱۵۔ ۱۶۱۷۔ ۱۶۱۹۔ ۱۶۲۱۔ ۱۶۲۳۔ ۱۶۲۵۔ ۱۶۲۷۔ ۱۶۲۹۔ ۱۶۳۱۔ ۱۶۳۳۔ ۱۶۳۵۔ ۱۶۳۷۔ ۱۶۳۹۔ ۱۶۴۱۔ ۱۶۴۳۔ ۱۶۴۵۔ ۱۶۴۷۔ ۱۶۴۹۔ ۱۶۵۱۔ ۱۶۵۳۔ ۱۶۵۵۔ ۱۶۵۷۔ ۱۶۵۹۔ ۱۶۶۱۔ ۱۶۶۳۔ ۱۶۶۵۔ ۱۶۶۷۔ ۱۶۶۹۔ ۱۶۷۱۔ ۱۶۷۳۔ ۱۶۷۵۔ ۱۶۷۷۔ ۱۶۷۹۔ ۱۶۸۱۔ ۱۶۸۳۔ ۱۶۸۵۔ ۱۶۸۷۔ ۱۶۸۹۔ ۱۶۹۱۔ ۱۶۹۳۔ ۱۶۹۵۔ ۱۶۹۷۔ ۱۶۹۹۔ ۱۷۰۱۔ ۱۷۰۳۔ ۱۷۰۵۔ ۱۷۰۷۔ ۱۷۰۹۔ ۱۷۱۱۔ ۱۷۱۳۔ ۱۷۱۵۔ ۱۷۱۷۔ ۱۷۱۹۔ ۱۷۲۱۔ ۱۷۲۳۔ ۱۷۲۵۔ ۱۷۲۷۔ ۱۷۲۹۔ ۱۷۳۱۔ ۱۷۳۳۔ ۱۷۳۵۔ ۱۷۳۷۔ ۱۷۳۹۔ ۱۷۴۱۔ ۱۷۴۳۔ ۱۷۴۵۔ ۱۷۴۷۔ ۱۷۴۹۔ ۱۷۵۱۔ ۱۷۵۳۔ ۱۷۵۵۔ ۱۷۵۷۔ ۱۷۵۹۔ ۱۷۶۱۔ ۱۷۶۳۔ ۱۷۶۵۔ ۱۷۶۷۔ ۱۷۶۹۔ ۱۷۷۱۔ ۱۷۷۳۔ ۱۷۷۵۔ ۱۷۷۷۔ ۱۷۷۹۔ ۱۷۸۱۔ ۱۷۸۳۔ ۱۷۸۵۔ ۱۷۸۷۔ ۱۷۸۹۔ ۱۷۹۱۔ ۱۷۹۳۔ ۱۷۹۵۔ ۱۷۹۷۔ ۱۷۹۹۔ ۱۸۰۱۔ ۱۸۰۳۔ ۱۸۰۵۔ ۱۸۰۷۔ ۱۸۰۹۔ ۱۸۱۱۔ ۱۸۱۳۔ ۱۸۱۵۔ ۱۸۱۷۔ ۱۸۱۹۔ ۱۸۲۱۔ ۱۸۲۳۔ ۱۸۲۵۔ ۱۸۲۷۔ ۱۸۲۹۔ ۱۸۳۱۔ ۱۸۳۳۔ ۱۸۳۵۔ ۱۸۳۷۔ ۱۸۳۹۔ ۱۸۴۱۔ ۱۸۴۳۔ ۱۸۴۵۔ ۱۸۴۷۔ ۱۸۴۹۔ ۱۸۵۱۔ ۱۸۵۳۔ ۱۸۵۵۔ ۱۸۵۷۔ ۱۸۵۹۔ ۱۸۶۱۔ ۱۸۶۳۔ ۱۸۶۵۔ ۱۸۶۷۔ ۱۸۶۹۔ ۱۸۷۱۔ ۱۸۷۳۔ ۱۸۷۵۔ ۱۸۷۷۔ ۱۸۷۹۔ ۱۸۸۱۔ ۱۸۸۳۔ ۱۸۸۵۔ ۱۸۸۷۔ ۱۸۸۹۔ ۱۸۹۱۔ ۱۸۹۳۔ ۱۸۹۵۔ ۱۸۹۷۔ ۱۸۹۹۔ ۱۹۰۱۔ ۱۹۰۳۔ ۱۹۰۵۔ ۱۹۰۷۔ ۱۹۰۹۔ ۱۹۱۱۔ ۱۹۱۳۔ ۱۹۱۵۔ ۱۹۱۷۔ ۱۹۱۹۔ ۱۹۲۱۔ ۱۹۲۳۔ ۱۹۲۵۔ ۱۹۲۷۔ ۱۹۲۹۔ ۱۹۳۱۔ ۱۹۳۳۔ ۱۹۳۵۔ ۱۹۳۷۔ ۱۹۳۹۔ ۱۹۴۱۔ ۱۹۴۳۔ ۱۹۴۵۔ ۱۹۴۷۔ ۱۹۴۹۔ ۱۹۵۱۔ ۱۹۵۳۔ ۱۹۵۵۔ ۱۹۵۷۔ ۱۹۵۹۔ ۱۹۶۱۔ ۱۹۶۳۔ ۱۹۶۵۔ ۱۹۶۷۔ ۱۹۶۹۔ ۱۹۷۱۔ ۱۹۷۳۔ ۱۹۷۵۔ ۱۹۷۷۔ ۱۹۷۹۔ ۱۹۸۱۔ ۱۹۸۳۔ ۱۹۸۵۔ ۱۹۸۷۔ ۱۹۸۹۔ ۱۹۹۱۔ ۱۹۹۳۔ ۱۹۹۵۔ ۱۹۹۷۔ ۱۹۹۹۔ ۲۰۰۱۔ ۲۰۰۳۔ ۲۰۰۵۔ ۲۰۰۷۔ ۲۰۰۹۔ ۲۰۱۱۔ ۲۰۱۳۔ ۲۰۱۵۔ ۲۰۱۷۔ ۲۰۱۹۔ ۲۰۲۱۔ ۲۰۲۳۔ ۲۰۲۵۔ ۲۰۲۷۔ ۲۰۲۹۔ ۲۰۳۱۔ ۲۰۳۳۔ ۲۰۳۵۔ ۲۰۳۷۔ ۲۰۳۹۔ ۲۰۴۱۔ ۲۰۴۳۔ ۲۰۴۵۔ ۲۰۴۷۔ ۲۰۴۹۔ ۲۰۵۱۔ ۲۰۵۳۔ ۲۰۵۵۔ ۲۰۵۷۔ ۲۰۵۹۔ ۲۰۶۱۔ ۲۰۶۳۔ ۲۰۶۵۔ ۲۰۶۷۔ ۲۰۶۹۔ ۲۰۷۱۔ ۲۰۷۳۔ ۲۰۷۵۔ ۲۰۷۷۔ ۲۰۷۹۔ ۲۰۸۱۔ ۲۰۸۳۔ ۲۰۸۵۔ ۲۰۸۷۔ ۲۰۸۹۔ ۲۰۹۱۔ ۲۰۹۳۔ ۲۰۹۵۔ ۲۰۹۷۔ ۲۰۹۹۔ ۲۱۰۱۔ ۲۱۰۳۔ ۲۱۰۵۔ ۲۱۰۷۔ ۲۱۰۹۔ ۲۱۱۱۔ ۲۱۱۳۔ ۲۱۱۵۔ ۲۱۱۷۔ ۲۱۱۹۔ ۲۱۲۱۔ ۲۱۲۳۔ ۲۱۲۵۔ ۲۱۲۷۔ ۲۱۲۹۔ ۲۱۳۱۔ ۲۱۳۳۔ ۲۱۳۵۔ ۲۱۳۷۔ ۲۱۳۹۔ ۲۱۴۱۔ ۲۱۴۳۔ ۲۱۴۵۔ ۲۱۴۷۔ ۲۱۴۹۔ ۲۱۵۱۔ ۲۱۵۳۔ ۲۱۵۵۔ ۲۱۵۷۔ ۲۱۵۹۔ ۲۱۶۱۔ ۲۱۶۳۔ ۲۱۶۵۔ ۲۱۶۷۔ ۲۱۶۹۔ ۲۱۷۱۔ ۲۱۷۳۔ ۲۱۷۵۔ ۲۱۷۷۔ ۲۱۷۹۔ ۲۱۸۱۔ ۲۱۸۳۔ ۲۱۸۵۔ ۲۱۸۷۔ ۲۱۸۹۔ ۲۱۹۱۔ ۲۱۹۳۔ ۲۱۹۵۔ ۲۱۹۷۔ ۲۱۹۹۔ ۲۲۰۱۔ ۲۲۰۳۔ ۲۲۰۵۔ ۲۲۰۷۔ ۲۲۰۹۔ ۲۲۱۱۔ ۲۲۱۳۔ ۲۲۱۵۔ ۲۲۱۷۔ ۲۲۱۹۔ ۲۲۲۱۔ ۲۲۲۳۔ ۲۲۲۵۔ ۲۲۲۷۔ ۲۲۲۹۔ ۲۲۳۱۔ ۲۲۳۳۔ ۲۲۳۵۔ ۲۲۳۷۔ ۲۲۳۹۔ ۲۲۴۱۔ ۲۲۴۳۔ ۲۲۴۵۔ ۲۲۴۷۔ ۲۲۴۹۔ ۲۲۵۱۔ ۲۲۵۳۔ ۲۲۵۵۔ ۲۲۵۷۔ ۲۲۵۹۔ ۲۲۶۱۔ ۲۲۶۳۔ ۲۲۶۵۔ ۲۲۶۷۔ ۲۲۶۹۔ ۲۲۷۱۔ ۲۲۷۳۔ ۲۲۷۵۔ ۲۲۷۷۔ ۲۲۷۹۔ ۲۲۸۱۔ ۲۲۸۳۔ ۲۲۸۵۔ ۲۲۸۷۔ ۲۲۸۹۔ ۲۲۹۱۔ ۲۲۹۳۔ ۲۲۹۵۔ ۲۲۹۷۔ ۲۲۹۹۔ ۲۳۰۱۔ ۲۳۰۳۔ ۲۳۰۵۔ ۲۳۰۷۔ ۲۳۰۹۔ ۲۳۱۱۔ ۲۳۱۳۔ ۲۳۱۵۔ ۲۳۱۷۔ ۲۳۱۹۔ ۲۳۲۱۔ ۲۳۲۳۔ ۲۳۲۵۔ ۲۳۲۷۔ ۲۳۲۹۔ ۲۳۳۱۔ ۲۳۳۳۔ ۲۳۳۵۔ ۲۳۳۷۔ ۲۳۳۹۔ ۲۳۴۱۔ ۲۳۴۳۔ ۲۳۴۵۔ ۲۳۴۷۔ ۲۳۴۹۔ ۲۳۵۱۔ ۲۳۵۳۔ ۲۳۵۵۔ ۲۳۵۷۔ ۲۳۵۹۔ ۲۳۶۱۔ ۲۳۶۳۔ ۲۳۶۵۔ ۲۳۶۷۔ ۲۳۶۹۔ ۲۳۷۱۔ ۲۳۷۳۔ ۲۳۷۵۔ ۲۳۷۷۔ ۲۳۷۹۔ ۲۳۸۱۔ ۲۳۸۳۔ ۲۳۸۵۔ ۲۳۸۷۔ ۲۳۸۹۔ ۲۳۹۱۔ ۲۳۹۳۔ ۲۳۹۵۔ ۲۳۹۷۔ ۲۳۹۹۔ ۲۴۰۱۔ ۲۴۰۳۔ ۲۴۰۵۔ ۲۴۰۷۔ ۲۴۰۹۔ ۲۴۱۱۔ ۲۴۱۳۔ ۲۴۱۵۔ ۲۴۱۷۔ ۲۴۱۹۔ ۲۴۲۱۔ ۲۴۲۳۔ ۲۴۲۵۔ ۲۴۲۷۔ ۲۴۲۹۔ ۲۴۳۱۔ ۲۴۳۳۔ ۲۴۳۵۔ ۲۴۳۷۔ ۲۴۳۹۔ ۲۴۴۱۔ ۲۴۴۳۔ ۲۴۴۵۔ ۲۴۴۷۔ ۲۴۴۹۔ ۲۴۵۱۔ ۲۴۵۳۔ ۲۴۵۵۔ ۲۴۵۷۔ ۲۴۵۹۔ ۲۴۶۱۔ ۲۴۶۳۔ ۲۴۶۵۔ ۲۴۶۷۔ ۲۴۶۹۔ ۲۴۷۱۔ ۲۴۷۳۔ ۲۴۷۵۔ ۲۴۷۷۔ ۲۴۷۹۔ ۲۴۸۱۔ ۲۴۸۳۔ ۲۴۸۵۔ ۲۴۸۷۔ ۲۴۸۹۔ ۲۴۹۱۔ ۲۴۹۳۔ ۲۴۹۵۔ ۲۴۹۷۔ ۲۴۹۹۔ ۲۵۰۱۔ ۲۵۰۳۔ ۲۵۰۵۔ ۲۵۰۷۔ ۲۵۰۹۔ ۲۵۱۱۔ ۲۵۱۳۔ ۲۵۱۵۔ ۲۵۱۷۔ ۲۵۱۹۔ ۲

تھے جب باپ کے روبرو انہوں نے مکمل ظاہری و باطنی پائی تو بختِ جمال الدین ابو الحسن مخاطب ہوئے۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء ان کے مرید بنے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی انہیں کے مرید باخلاص تھے۔ ان کو حضرت غوث الاعظمؒ کی روحانیت کے ساتھ ایک نسبت خاص تھی کہ ہر وقت حضور رہتا تھا اور صد ہا دفعہ بیداری و خواب میں زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید ہوئے۔ تمام عمر انہوں نے ریاضت و مجاہدہ و عبادت و تعلیم و تلقین میں گزاری۔ آخر سال ایک ہزار ایک ہجرتی میں بدخواہان قوم لنگاہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ روضہ حضرت کالمات میں زیارت کا وہ خلق اللہ ہے۔

البقیہ حاشیہ شیخ حامد گنج بخشؒ کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں شیخ موسیٰ اور شیخ عبدالقادر میں سجادہ نشینی کے مسئلہ پر جھگڑا شروع ہوا جو عرصہ تک چلتا رہا۔ بقول بدایونی : در میان شیخ عبدالقادر و شیخ موسیٰ برادرِ خوردش سالہائے دراز بر سر سجادہ شریف مناجات و مناقشہ افتاد۔ (منتخب التواریخ جلد سوم ص ۹۱)

شیخ موسیٰ اوچ چھوڑ کر اکبر کے دربار میں آگئے اور یہاں اکبر نے آپ کو پانچ سو کا منصب دیا (ایضاً جلد ۳ ص ۱۰۱)۔ مابدا یونی کا بیان ہے کہ مذہبی معاملات میں وہ بادشاہ کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔ اگر وہ بادشاہ کے حضور میں ہوتے اور نماز کا وقت آجاتا تو دیوان خانہ میں خود اذان دے کر نماز باجماعت شروع کر دیتے تھے اور کسی کو ان کے روکنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ (ایضاً جلد سوم ص ۹۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۶ شوال ۹۸۵ھ / ۱۵۷۷ء کو حضرت سید موسیٰ گیلانی کے دامن پر والہ ہوئے تھے۔ شیخ نے ان پر خاص توجہ فرمائی تھی (رسالہ وصیت قلی بچہ اولیٰ احمد نظامی : حیات شیخ عبدالحق ص ۱۳۴)۔ شیخ موسیٰ پاک شہید کی ایک کتاب تیسیر الشریعین (ادوارد و معمولات) بھی شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ حضرت موسیٰ پاک شہید کا سال وفات ۱۰۱۱ھ غلط ہے۔ بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ”شمع جمع سیادت“ سے ۹۹۸ھ اخذ کیا ہے (بیاض خطی مخزن کتب خانہ دانش گاہ پنجاب)۔

۲۔ ملاحظہ ہو :

- ۱۔ بحر الرائد احوال و عملیات وغیرہ شیخ موسیٰ پاک شہید، قلمی ملوک مولوی حکیم الرحمن انصاری
- ۲۔ عبدالحق دہلوی شیخ : اخبار الانبیاء ص ۳-۱۹۳۔ عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ
- ۳۔ موسیٰ پاک شہید شیخ : تیسیر الشریعین مطبوعہ فیروز پور ۱۳۰۹ھ

۱۶۔ سید کامل شاہ لاہوری قدس سرہ

بزرگانِ خطہ لاہور سے بڑے بزرگ تھے پہلے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور بعد عبادات و پائشادلی کامل ہوئے پھر نجمت شیخ الہ داد ماری کے حاضر ہو کر فیض پایا۔ پنجاب میں لوگ ان کو دیوانِ کامل کہتے تھے رورودان کا لاہور میں اکبر بادشاہ کے وقت بخار سے ہوا اور موضع بابوسا بومیں ساتھ کونت رکھی اور وہیں سال ایک ہزار پانچ میں فوت ہو کر مدفون ہوئے۔

۱۷۔ شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاہوری قدس سرہ

شیخ بملول دیوانی کے خلیفوں سے یہ بزرگ صاحبِ حال و جذب و شوق و ذوق و وجد و سماع مشہور ہیں۔ طریق ان کا ملا متیہ تھا۔ پوشاک سرخ رکھتے تھے۔ اس لیے لال حسین مشہور ہوئے ان کا دادا (کچس رائے) ہندو تھا جس نے فیروز شاہ تغلق کے وقت میں اسلام قبول کیا۔ اس کا بیٹا عثمان دیندار آدمی تھا اور جولاہوں کے کام سے قوتِ حلال پیدا کر کے گزارہ کرتا۔ اس کے گھر شیخ حسین پیدا ہوئے۔ ساتھی برس کی عمر میں یہ ایک فضل ابوبکر نام کے پاس قرآن پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک روز شیخ بملول کا گذر اس مسجد میں ہوا اور حضرت کی نظر فیض اثر حضرت حسین پر ایسی ہوئی کہ ضرور سالی کی عمر میں ہی دلی کامل ہو گئے۔ من بعد حضرت مدتِ مدید عبادات اور ریاضاتِ شاقہ میں مصروف رہے اور کئی چلے مزار گوہر بار علی مخدوم گنج بخش جویری پر کیے اور تکمیل کو پہنچے حضرت کے خوارق و کرامات بے تعداد درج کتاب حقیقۃ الفقر میں اور چند ان میں سے درج کتاب

۱۔ درمیان نیتان مقفل موضع بابوسا بطرح اقامت انداخت (خزینہ ۱/۱۳۱)

۲۔ عبدالرحیم نامی شخص سپہ دار خاص شاہی مرید وی بود (ایضاً)

۳۔ آزاد مشرب حوفیہ کے ایک سلسلہ کا نام ملا متیہ ہے۔

۴۔ حقیقۃ الفقر میں بعد ۹۵۵ء میں حافظ ابوبکر کی شاگردی اختیار کرنے کا ذکر ہے (صفحہ ۷)

۵۔ حقیقۃ الفقر شیخ محمود معروف بہ پیر محمد نے شاہ حسین کے حالات و کرامات پر ۱۰۱۱ھ میں فارسی نظم میں لکھی۔ جسے مجلس شاہ حسین لاہور نے ۱۹۶۶ء میں شائع کر دیا تھا۔ اس کا اردو منشور ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

خزنیۃ الاصفیاء بھی ہیں۔ اس مختصر میں ان کی گنجائش نہیں۔ اس لیے ترک کی گئیں بحقیقۃ الفقراء میں لکھا ہے کہ خادم کامل و مکمل شیخ حسین کے نوہزار کس تھے اور میرا ایک لاکھ پچیس ہزار۔ ان میں سے سولہ خلفائے نامی گرامی ہوئے جن میں سے چار تو مخاطب بہ خطاب غریب تھے اور چار کا خطاب دیوان اور چار کا خطاب خاکی اور چار کا خطاب بلادل تھا۔ چار غریب تھے۔ یہ پہلا شاہ غریب بمقام رتی ٹھٹھ متصل وزیر آباد مدفون ہے۔ دوم شاہ غریب لنگھی والے ضلع وزیر آباد میں تیسرا شاہ غریب بمقام چیلہ پور علاقہ دکن میں مدفون ہے۔ چوتھے شاہ غریب کی قبر حضرت کی قبر کے پاس ہے اور چاروں دیوانوں میں سے پہلے دیوان حضرت کے معشوق و محبوب شیخ مادھو، دوسرے دیوان گورکھ تیسرے انند دیوان لاہور میں مدفون ہیں۔ چوتھے دیوان بجنٹی بجا پور دکن میں اور چار خاکی پہلا مولاجنشی ناکی دوسرا خاکی شاہ لاہور میں مدفون ہیں۔ تیسرے خاکی شاہ وزیر آباد میں چوتھے حیدر خاکی دکن میں آسودہ ہیں اور چار بلادل اول شاہ رنگ بلادل دوم بدھو بلادل سوم شاہ مست بلادل لاہور میں چہارم شاہ بلادل دکن میں مدفون ہیں۔ ولادت باسعادت شاہ حسین کی سال نو سو پینتالیس اور وفات ۱۰۰۸ھ بعد شاہ اکبر (بقیہ حاشیہ) یہ کتاب زیادہ تر سماجی حکایات پر مبنی ہے۔ بغیر کسی تحقیق کے رطب و یابس اس میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جس سے شاہ حسین کی ذات پر کئی الزامات عائد کرنے کا موقع ملتا ہے۔

۱۔ رجوع کنید بہ احوال مادھو کتاب ہذا۔

۲۔ شاہ حسین کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ تمام مقامی کتب تاریخ میں آپ کا سال وفات ۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء لکھا ہوا ہے۔ ان میں حقیقت الفقراء ۱۰۰۹ھ قدیم ترین ہے۔ اس کے سات سال بعد ۱۰۰۷ھ میں مفتاح العارفین نے تالیف ہوتی ہے جس میں سال وفات ۱۰۱۳ھ درج ہوا ہے۔ (عبد الفتاح : مفتاح العارفین قلمی ورق ۲۶۹ - ۷) جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ حقیقت الفقراء میں مندرج سال وفات مشکوک ہے۔ لیکن معاصر مورخ ملا عبد القادر بدایونی نے وضاحت کی ہے کہ گنجات الرشید کی تصنیف ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء کے دوران مجھے لاہور میں معلوم ہوا کہ شاہ حسین ایک خوش الحان مغنیہ کانفرنس کر رہے خود ہو کر مکان کی چھت سے گسے اور فوت ہو گئے (نجات الرشید، ص ۳۲) اس سے یوں ہمارے نزدیک معاصر مورخ بدایونی کے بیان کو دیکھتا مٹا خرتذکرہ نویسوں کے بیانات پر ترجیح حاصل ہے۔ تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ شاہ حسین کا صحیح سال وفات ۹۹۹ھ ہے نہ کہ ۱۰۰۸ھ۔

وقوع میں آئی اور مزار گوہر بار لاہور میں لٹے۔ قطعہ تاریخ :

طالب عشق و عاشق جانباز ماہ عالم حسین نور العین
گفت خوشحال دل بتولیدش سال ترخیل شمع عشق حسین

۱۔ شاہ حسین ابتداء میں ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ پھر اچانک اپنے استاد شیخ سعد اللہ لاہوری ف ۱۲۹۹ھ

۱۵۹۰ء سے تفسیر مدارک پڑھ رہے تھے کہ جب استاد نے آیت وما الحيوة الدنيا الا لهو ولعب

(قرآن ۳۲- انعام ۶) کے معنی بیان کیے تو شاہ حسین سمجھے کہ دنیا محض لہو و لعب کا نام ہے۔ شاہ حسین نے استاد

سے کہا۔ مجھے حال درکار ہے قال نہیں۔ آپ نے طالب ملی کی زندگی ترک کر کے طریقہ ملامتیہ اختیار کیا (حقیقت الفقہ)

۵۴- ۶۴) ہمارا خیال ہے کہ شاہ حسین اپنے استاد شیخ سعد اللہ ملتانى ثم لاہوری کے نظریات سے ضرور متاثر ہوئے

ہوں گے۔ شیخ سعد اللہ اکثر ملامتی مکتبہ فکر کی ترجمانی کرتے تھے۔ معاصر مورخ نظام الدین احمد نے واضح طور پر

شیخ سعد اللہ کے بارے میں لکھا ہے۔ ”بروش ملامتیہ سلوک می نمود (طبقات الہدیٰ لکھنؤ ۳۹۱) لیکن یہ حقیقت

ہے کہ شاہ حسین نے آخری عمر میں تمام خلاف شرع حرکات سے توبہ کر لی تھی اور صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو گئے تھے

اور اسی حالت میں وصال فرمایا تھا (عبد اللہ خلیفگی قصوری : مدارج الاولیاء قلمی — ورق ۵۱۹ ب)

عبد اللہ خلیفگی نے ہی غایت درجہ پابند شریعت بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ

محمد طاہر لاہوری ف ۱۰۴۰ھ کا شاہ حسین کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے کہ اگر مجھے علمائے ظاہر کے طعنوں کا

خدر نہ ہوتا تو میں اکثر شیخ حسین کے مزار پر جا کر استمداد کرتا (ایضاً : اخبار الاولیاء قلمی — ورق ۵۴ اب)

اس قول سے ہم یہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں اس قول سے اس خبر کو مزید تقویت ملتی ہے کہ شاہ حسین نے آخر عمر میں غیر

مشروعہ افعال سے توبہ کر لی تھی ۱۱) شیخ محمد طاہر لاہوری کی مزار شاہ حسین پر حاضری اور استمداد کی آرزو اس بات کا

بین ثبوت ہے کہ شاہ حسین ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور ان کی ولایت مسلمہ تھی۔

شاہ حسین کی اس وقت تک دو تصنیفات یعنی کافیاں پنجابی اور رسالہ تہنیت (فارسی نثر) منصف شہود

پر آئی ہیں۔ رسالہ تہنیت میں تصوف کے مسائل سہل طریقے سے پیش کیے ہیں۔ راقم محمد اقبال مجیدی کی تصنیف و فقہیم

کے ساتھ اس رسالہ کا مکمل متن مجلہ معارف اعظم گڑھ اگست ۱۹۷۰ء اور پھر صحیفہ لاہور جولائی ۱۹۷۱ء میں چھپ چکا ہے۔

ملاحظہ ہو :

۱۔ شاہ حسین : کافیاں مرتبہ چوہدری محمد افضل لاہور ۱۹۶۷ء (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۸۔ شاہ شمس الدین قادری لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ بڑے بزرگ صاحب مراتب عالیہ و مقامات جلیہ تھے۔ حضرت شاہ ابوالفتح قادری لاہوری سے انہوں نے نعمتِ خلافت پائی اور لاہور ہی میں سکونت رکھ کے مشغول تدریس و تلقین ہوئے۔ دنیا کے طالب بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کبھی خالی نہ جاتے شاہ جہانگیر بادشاہ ان کا کمال متقدر تھا ہر سال جب کشمیر کے سفر کو جاتا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ان کے کامل و مکمل مرید بہت تھے۔ چنانچہ شاہ بلاول لاہوری بھی ان کے کامل خلفاء میں سے ہیں۔ وفات ان کی سال ایک ہزار اکیس ہجری میں ہوئی اور روضہ منورہ لاہور میں ہے۔

۱۹۔ عاشق لاؤبالی شاہ خیر الدین ابوالمعالی لاہوری قدس سرہ

بن سید رحمۃ اللہ بن سید فتح اللہ کرمانی قادری قدس سرہ

یہ بزرگ برادر زادہ حقیقی شیخ داؤد کرمانی شیرگڑھی کے ہیں اور انہیں کے مرید تھے تیس سال تک یہ اپنے پیروشن ضمیر کی خدمت میں حاضر رہ کر تکمیل کو پہنچے اور بعد عطاءِ خرقہ خلافت لاہور کو مامور ہوئے۔ راستے میں جس جس مقام پر یہ منزل گزریں وہیں چاہ و باغیچے و تالاب بچتے بنائے

بقیہ حاشیہ ۲۷۔ ایضاً: تہذیب مرتبہ محمد اقبال مجددی مشمولہ صمیم لاہور جولائی ۱۹۷۲ء

۳۔ عبدالقادر بیلوینی: نہج الرشید ۹۹۹ء مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق لاہور ۱۹۷۲ء ص ۳۲

۴۔ داماشکوہ: حیات العارفین لاہور ص ۱، ص ۳

۵۔ پیر محمد: حقیقت الفقراء ۱۰۷۱ھ لاہور ۱۹۶۵ء

۶۔ عبدالفتاح بن محمد نعمان بخشتی: مفتاح العارفین قلمی ذخیرہ شیرانی ۱۶۱۳ ورق ۲۲۹-۷

۷۔ عبدی عبداللہ خویشگی قصوی: اخبار الاولیاء ۱۰۷۱ھ قلمی مملوک مولانا سید محمد طیب ہمدانی قصہ ورق ۱۵۴، ۱۵۵ و ۱۵۶

۸۔ ایضاً: معارج الولاية قلمی ذخیرہ آذر نمبر ۲۵H ورق ۵۱۹، ۱۰، ۱۱

۹۔ محمد اقبال مجددی: "مادھولال حسین" مقالہ مشمولہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب

جواب تک جھوٹائی عید المعالی مشہور ہیں۔ لاہور میں اگر انہوں نے قبولِ عظیم حاصل کیا اور ہزاروں مرید و خادم ہوئے۔ ادنیٰ کرامت ان کی یہ تھی کہ مریدان کا بیعت کے روز ہی حضرت غوث الاعظم کی زیارت سے مستفید ہو جاتا تھا۔ ان کو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور اعتقادِ وحد سے زیادہ تھا۔ کتاب تحفہ القادریہ غوث الاعظم کے خوارق و کرامت کے ذکر میں ان کا تالیف کیا ہو مشہور اور دیوان اشعار ان کی اولاد کے پاس موجود ہے۔ اولاد ان کی لاہور میں سکونت پذیر ہے مگر افسوس کہ ایسے عالم و فاضل ولی کی اولاد علم سے بے بہرہ ہے۔ ولادت شاہ ابوالمعالی کی سال نو سو ساٹھ اور وفات سال ایک ہزار چوبیس میں واقع ہوئی۔

لے حضرت شاہ ابوالمعالی شیخ داؤد کرمانی شیرکوشی کے برادر زادے، داماد اور خلیفہ تھے۔ قادریہ سلسلہ کی شرفِ عت کے لیے انہوں نے مسلسل اور انتھاک کو کششیں کی تھیں۔ آپ کی تصانیف میں سے تحفہ القادریہ، نعمات داؤدی، درحالات مرشد خود شاہ ابوالمعالی، اس کا ذکر بدایونی نے کیا ہے۔ منتخب التواریخ (۲۸۸)، مونس جان زعفرانی، زار، گلستانہ باغ ارم، قلمی ملوک محمد اقبال مجددی، شرح یازدہ بیعت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (قلمی ملوک محمد اقبال مجددی)، شعر بھی کہتے تھے۔ غریبی تخلص کرتے تھے۔

(ظہور الدین احمد: شاہ ابوالمعالی دُشاعر، مقالہ مشمولہ نذرِ حسن، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تصنیفی کارناموں میں بھی ایک حد تک شاہ ابوالمعالی کے مشورہ اور اصرار کو دخل تھا۔ فتوح الغیب اور مشکوٰۃ کی شرح انہیں ہی کے اصرار کا نتیجہ ہیں۔

مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو: عبدالحق دہلوی شیخ: اخبار الاخیار ۱۹۵

بدایونی عبدالقادر: منتخب التواریخ ۲۸۸، ۳۱۳، ۳۱۴

عبدالحق شیخ: شرح فتوح الغیب ص ۷۱

ایضاً کتاب الکاتب و رسائل ۲۲۴

خلیق احمد ظمی: حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۲۲۶ / ۲۲۹

عبدالحق حسنی: تہذیب الخواطر ۳۲ / ۳۴

غلام سرور مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۱ / ۱۴۹

ظہور الدین احمد: شاہ ابوالمعالی شاعر مقالہ مشمولہ تذکرۃ مداحین لاہور ۱۹۶۶ء

۲۰۔ شیخ محمد طاہر لاہوری قادری و نقشبندی قدس سرہ

مرید و خلیفہ شاہ سکندر بنیرہ کمال کیتھلی جامع عبادات و ریاضات و علوم دینی و دنیوی و رموزات صوری و معنوی و خوارق و کرامت و جذبات و الہامات تھے۔ پہلے انہوں نے تکمیل اپنے مرشد ارشد شاہ سکندر کیتھلی کی خدمت میں، پائی۔ پھر خدمت امام ربانی مجدد الف ثانی پیر احمد فاروقی سرہندی حاضر ہو کر فوائد عظیم حاصل کیے اور ان کے ارشاد سے لاہور میں آکر ہدایت خلق مصروف ہوئے۔ ہزاروں لوگ ان کے ارشاد کی برکت سے مراتب عالیہ پر پہنچے۔ یہ حضرت تمام عمر کسی دولت مند کے پاس نہ گئے اور نہ ان کو اپنے دربار میں بار دیا۔ کتب احادیث و تفاسیر کی کتابت حضرت کرتے اور ہدیہ کر کے گزارہ اوقات کرتے اور رات بھر ختم کی تلقین اور عبادت الہی میں گزارتے۔ سلسلہ قادریہ میں یہ بزرگ اپنے عہد کے قطب وقت تھے۔ کوئی سائل دین و دنیا کا جو ان کے دروازے پر آیا خالی نہ گیا۔ سید آدم نبوی مجددی نقشبندی نے جب ان کی بزرگی کا شہرہ سنا۔ پاسا پادہ بنور سے لاہور میں آیا اور فیض یاب ہوا۔ وفات ان کی بروز پنجشنبہ وقت چاشت آٹھویں محرم سال ایک ہزار چالیس ہجری میں ہوئی اور عمر چھپن برس کی پائی اور حضرت فرماتے تھے کہ میری وفات کے بعد جو شخص میرے احاطہ نماز میں مدفن ہوگا۔ میں نے خدا سے مانگا ہے کہ وہ جنتی ہوگا۔

لے حضرت شیخ آدم نبوی لکھتے ہیں :

ایں نسبت جذبہ را از حضرت شیخ طاہر لاہوری کہ خلفائی کبار حضرت پیر یاسست۔ یافتہ ام و ایں نسبت در اہل ایں طریقہ بر روح کمتر تاثیر می تواند نمودن۔ بنابر آنکہ اول نسبت جذبہ ایں بزرگواران از روح بقلب بطور کردہ بسببت بہ بدن متاثر می گردد و ہم در او اکل نسبت آگاہی بے چون و روح می رسد۔ پس بقلب بخلاف اہل طرق دیگر کہ تا دریر آن نسبت آگاہی بی کیفیت در ابتدا نشان میسر منکر و نسبت جذبہ قادریہ در او اکل حاصل از روحانیت حضرت شیخ عبدالقادر جیلی یافتہ بودم۔ اما برفاؤد و وسط حال خود ایں نسبت را ہم از خدمت شیخ طاہر مذکور من حیث استقرار یافتہ و ایشاں را ایں نسبت بتوسط شاہ اسکندر بنیرہ شاہ کمال کیتھلی

رسیدہ بود عظیم رحمۃ۔ (آدم نبوی شیخ : خلاصۃ المعارف جلد دوم قلمی ورق ۲۵۹ ب)

۲۱۔ موجودہ مزار جناب پیر فیض بن گیلانی مدظلہ کا تعمیر کردہ ہے۔ ان کا گنا ہے کہ جدید تعمیر کے لیے مزار (باقی صفحہ ۴۸)

قطعہ تاریخ

شیخ طاہر پاک باز و پاک دین اوج عرفان پر تھے مثل آفتاب
جب گئے دنیا سے سال خاتمہ ہو گیا روشن کہ روشن آفتاب

۲۱۔ شیخ محمد میر المشہور بہ میاں میر قادری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ خضر سیدستانی کے خلیفہ تھے۔ ان کا شجرہ اس طرح پر کتابوں میں لکھا ہے کہ
میاں میر لاہوری مرید و خلیفہ شیخ خضر سیدستانی اور وہ مرید احمد اور وہ مرید سید احمد اور وہ مرید سید عابد
کبیر اور وہ مرید سید ابوالقاسم اور وہ مرید شیخ موسیٰ جلی اور وہ مرید شاہ ابوبکر اور وہ مرید شاہ داؤد اور وہ
مرید شاہ سلیمان اور وہ مرید شیخ زید اور وہ مرید شیخ قرشی اور وہ مرید حضرت قطب الاقاف سید عبدالرزاق
اور وہ مرید اپنے والد ماجد محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہم العزیز کے تھے۔ ان
کے باپ کا نام قاضی سائیں دہ بن قاضی قلندر فاروقی اور والدہ کا نام بی بی فاطمہ بنت قاضی قادن
تھیں۔ یہ سیوستان میں آپ پیدا ہوئے۔ سات برس کی عمر میں ان کے باپ فوت ہو گئے۔ بارہ برس
(بقیہ حاشیہ) کی کھدوائی کی گئی تو قدیم مزار بالکل مزار حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرز پر بنایا ہوا تھا۔

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

- محمد اشتم کشی : زبدۃ المقامات ۳۴۰/۳۴۶ و بدر الدین سرہندی : حضرت القدس و قدوس ۲۸۸/۲۹۶
- کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومہ — رکن اول ۳۲۶/۳۲۸
- نامی غلام دستگیر : تاریخ جلیلہ ۲۰۹ و عبدالحی حسنی : زبدۃ الخواطر ۵/۳۸۱
- نور احمد چشتی : تحقیقات چشتی ۱۶۱/۱۶۳ و عبد اللہ خورشیدی قصوری : اخبار الاولیاء قلمی ورق ۱۵۶ باب ۵۴
- عبدالفتاح بن محمد نعمان بخشی : مفتاح العارفین قلمی ذخیرہ و شیر ولی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب
- شاہ محمد قریشی : معزز ہدایت و مرآت المعارف ۱۲۸۱ قلمی ذخیرہ آذنانش گاہ پنجاب نمبر ۲۳۱۲۳۱ ورق ۵۰ باب ۵۱
- نور احمد چشتی : تحقیقات چشتی ۱۶۳/۱۶۱
- عبد اللہ خورشیدی قصوری : اخبار الاولیاء قلمی ورق ۱۵۶ باب ۵۴ ۲۔ اگلے صفحہ پر

کی عمر میں علوم دینی کی تعلیم سے فارغ ہوئے اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بسلسلہ عالیہ قادریہ عیت کر کے مصروفِ عبادات و ریاضات ہوئے۔ جب صغائی حاصل ہوئی تو اپنی والدہ کی اجازت سے شیخ خضر سیستانی کی خدمت میں آئے اور تکمیلِ پائی اور بعد حصولِ خرقہ و خلافت پیر روشن ضمیر کے ارشاد سے لاہور میں پہنچے اور سکونت اختیار کی۔ ان کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ رات کو کبھی نہ سوتے اور جس دم کی یہ حالت تھی کہ ایک دم میں تمام رات گزر جاتی تھی اور ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار ہوتا تھا اور کبھی بحالتِ جذب و استغراق ایک ایک ماہ تک طعام کھانے کی نوبت نہ پہنچتی تھی حضرت کے خوارق و کرامت کے حال میں شہزادہ داراشکوہ نے ایک کتاب سکیۃ الاولیاء نام لکھی ہے۔ اس میں سب حال درج ہے۔ ولادت حضرت میاں میر کی بقول صاحبِ سفینۃ الاولیاء سالِ نوسو ستاون اور وفات ۱۰۳۵ھ میں ہوئی اور عمر ساسی برس کی اور حضرت پچیس سال کی عمر میں لاہور میں شرفِ لائے اور ساتھ

(بقیہ حاشیہ) آپ کا نام میر محمد اور لقب میاں میر اور شاہ میر تھا۔ میاں مقامی زبان میں صاحب کے معنی میں اور جبروت و عظیم کے لیے مستعمل ہے (داراشکوہ، سکیۃ الاولیاء ۲۵) آپ کی ولادت سیوستان میں ۹۵۷ھ/ ۱۵۵۰ء میں ہوئی (ایضاً، سکیۃ الاولیاء ۹۵) والد کا نام قاضی سائیں دتا بن قاضی قلندر فاروقی تھا۔ آپ کا شجرہ نسب از روئے سکیۃ الاولیاء یہ ہے:

قاضی سائیں دتا بن قاضی قلندر فاروقی

قاضی بولن میاں میر لاہوری قاضی عثمان قاضی طاہر قاضی محمد بی بی جمال خٹون بی بی بادی لاہور میں مولانا سعد اللہ لاہوری اور اخوند نعمت اللہ سے مرویہ علوم کی تحصیل کی (ایضاً ص ۳۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

- داراشکوہ، سفینۃ الاولیاء ۴۹-۵۳
- ایضاً، سکیۃ الاولیاء (دباچوال و مقامات حضرت میاں میرؒ) تہمدان ۱۹۶۵ء
- عبد الحمید لاہوری: بادشاہ نامہ جز اول ص ۱۲، ۶۵، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۳، ۳۸۶
- محمد صالح کنبرا لاہوری: عمل صالح ۳۵۷-۳۶۰ جلد سوم
- قانع مٹھوی: تحفۃ الکرام
- ایضاً: مقالات الشعراء خاشی از سید حسام الدین راشدی ۵۰۰-۵۰۳
- عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۳۹۲/۵ و جہانگیر توڑک

بریں تک قیام رکھا اور حضرت میاں میر کے چار بھائی اور سوتھے اور دو بہنوں اور بھائیوں سے ایک کا نام میاں قاضی اور دوسرے کا قاضی عثمان تیسرے کا قاضی طاہر چوتھے کا قاضی محمد نام تھا اور بہنوں کا نام بی بی بادی اور بی بی جمال خاتون تھا۔ روضہ حضرت کا لاہور میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔
 قطعہ تاریخ :

میر دنیا دیں میاں میر ست	واقعہ راز و محرم اسرار
ہست میر ہشت تولید کش	ہم میاں میر چشمہ انوار
بادی صدق میر اشرف خوان	وصل آں شاہ زبدہ اختیار
نیز فیض حق ولی آمد	ہم میاں میر دستگیر اے یار

۲۲۔ سید شاہ بلاول بن سید عثمان بن سید عیسیٰ قادری لاہوری قدس سرہ

مشائخ متاخرین میں سے یہ حضرت نہایت متقی و متشرع و صائم و قائم و عابد و زاہد تھے۔ خرقہ فقر انہوں نے حضرت خواجہ شمس الدین لاہوری سے پایا۔ بزرگ ان کے ہمایوں بادشاہ کے ساتھ ہرات سے ہند میں آئے۔ بادشاہ نے قصبہ شیخوپورہ ان کی جاگیر میں دیا اور وہ اسی مقام پر سکونت پذیر رہے۔ ولادت شاہ بلاول کی بھی اسی مقام پر ہوئی۔ کتاب محبوب الوہلین میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ مادر زاد ولی تھے۔ سات برس کی عمر میں ایک روز حضرت کے ہمسائے کا ایک لڑکا جو آٹھ برس کا تھا

سے شاہ بلاول لاہوری اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ شاہ جہاں اور دانا شکوہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ آپ کے حالات پر ایک رسالہ آپ کے پوتے شیخ عبدالغنی کے حین حیات لکھا گیا تھا۔ اس کا مصنف بعض روایتیں ان کی زبانی بیان کرتا ہے۔ عبدالغنی بن شیخ محمد حیات بن شاہ بلاول کا ذکر بھی اسی رسالہ میں ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو

• عبدالحمید لاہوری : بادشاہ نامہ جلد دوم جز دوم ۳۳۴

• محمد صالح کبیر لاہوری : عل صالح جلد سوم ۳۶۱

• دارالاشکوہ : سکینۃ الاولیاء مطبوعہ تہران ۵۰، ۱۲۶

• رسالہ در حالات شاہ بلاول اردو ترجمہ ناشر ملک فضل الدین لاہور

• مقصود ناصد : تاریخ شیخوپورہ۔ لاہور ۱۹۶۳ء ۳۰۷ — ۳۰۵

مُریا۔ اس کے ماں باپ رونے لگے۔ شاہ بلاول مُردہ کی چار پائی کے پاس جا کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے دوست بے وقت سونا کیا ضروری ہے۔ اٹھ بیٹھ کہ آپس میں کھیلیں۔ لڑکا فی الفور زندہ ہو گیا اور اٹھ کر ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ حضرت نے تعلیم ظاہری مولانا ابوالفتح لاہوری سے پائی اور تلقین حضرت شاہ شمس الدین سے جب تکمیل کو پہنچے۔ قبولِ عظیم پایا۔ ہزاروں طالب ان کے مرید ہوئے۔ حضرت نے لنگر عام جاری کیا۔ ہزاروں مسافر، غریب، مسکین دو وقتہ کھا نا آپ کے لنگر سے کھاتے تھے۔ وفات حضرت کی ایک ہزار چھیالیس ہجری میں واقع ہوئی اور تاریخ اٹھائیسویں ماہ شعبان اور عمر ستر برس کی۔ مزار گوبر بار دروازہ دہلی شہر لاہور کے باہر ہے۔
قطعہ تاریخ :

شاہ بلاول شاہ عالی جاہ تھے حضرت حق سے بلا ان کو بہشت
 ان کا نور معرفت ہے خاتمہ دوسری تاریخ ہے نیکو شریعت

۲۳۔ سید محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابوالمعالی بن سید محمد نور
 بن سید بہاول شیر گیلانی حیدریؒ

مرید و خلیفہ سید جمال اللہ حیات المیزندہؒ پیر جامع سیادت و نقابت و نجابت و شرافت و عبادت و ریاضت و خوارق و کرامت تھے۔ جب ان کے باپ شاہ ابوالمعالی فوت ہو گئے تو یہ خرد سال رہ گئے بعد حصول فراغِ علوم ظاہری ان کو شوق تحصیلِ رموزِ باطنی ہوا تو یہ ہر روز اپنی عقدہ کشائی کی امید پر اپنے جدِ بزرگوار بہاول شیر کے روضہ میں جلاتے اور بعد ذکر و شغل وہاں ہی سو رہتے۔ ایک رات جدِ بزرگوار کو خواب میں دیکھا اور انہوں نے فرمایا اے نور العین۔ تیرا حصہ ہمارے پاس نہیں بلکہ حیات المیزندہؒ پیر کے پاس ہے۔ تم لاہور جاؤ وہاں ان کو پاؤ گے اور وہ تم کو نعمتِ باطنی بخشیں گے۔ پس شاہ محمد مقیم اس ارشاد

لے احمد علی استرآبادی : تذکرہ مقیمی ۱۱۷۲ قلمی خزوئے کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی ص ۲۰

(درک کتاب بذاتِ شہادۃت شاہ طیف بری)

کے بموجب لاہور کو روانہ ہوئے۔ جب گورتان میانی میں بحوار مزار شیخ محمد طاہر لاہوری پہنچے تو حیات الیر کو ایک جگہ میں پایا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور ایک نظر فیض اثر پیر روشن ضمیر سے تکمیل پائی۔ حضرت کی ذات بابرکات سے خوارق و کرامات بہت صادر ہوئے۔ جن کی تشریح کتابوں میں لکھی ہے۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار پچیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار بمقام مجسہ زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

۲۴۔ شیخ مادھولاہوری قدس سرہ

خلفائے شیخ حسین لاہوری سے پیر بزرگ اپنے پیر روشن ضمیر کے محبوب و مطلوب تھے۔ قصبہ شاہدرہ میں ان کے باپ مال ہو قوم کے برہمن تھے رہتے تھے۔ حضرت حسین ان کے حسن و جمال پر بدل و جان عاشق ہو گئے اور بکذب محبت اپنی طرف کھینچا۔ چنانچہ شیخ مادھو بھی بارادت صادق سلمہ تذکرہ مقیمی میں میانی شریعت میں حاضری کے بارے میں ضرور تحریر ہے لیکن جوار مزار حضرت شیخ محمد طاہر کا ذکر نہیں ہے اگر مفتی صاحب کی یہ روایت درست ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ شیخ محمد طاہر کی وفات ۱۱۴۰ھ کے بعد شاہ جمال اللہ سے بیعت ہوئے تھے۔

۱۵۔ اس کا ذکر خود ایک شعر میں فرماتے ہیں :-

مزار مٹی جہاں بیاں غلط پرورد کہ ثوبہ بنو ہمد حسن و جمال گردیدم (تذکرہ مقیمی قلمی ص ۱۷)
۳۔ قریب القعد ماخذ تذکرہ مقیمی (قلمی ص ۲۳) میں آپ کا سال وفات نہم شوال ۱۱۵۰ھ ہے جو درست تسلیم کرنا چاہیے۔ سید محمد تقی حکم الدین چودھری کی ایک تصنیف و العجائب و در بیان معرفت و طریقت، سہارہ نشینان جو نے شائع کی ہے۔ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی بھی فصوص الحکم کے بعض مطالب کا حل دریافت کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے (تذکرہ مقیمی قلمی ص ۱۷)

لاحظہ ہو :

۱۔ احوال اہل ستر آبادی : تذکرہ مقیمی ۱۱۷۲ھ قلمی خزوند کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی

۲۔ محمد تقی حکم الدین سید : ذوالعجائب : مجرہ ۱۹۶۴ء

۳۔ محمد بخش میاں : بوستان قلندری (اردو ترجمہ ۷)

ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور تربیت تکمیل پاکر ولی کامل ہوئے تمام عمر اپنے پیر کی خدمت میں حاضر رہ کر وہ فائدہ حاصل کیے کہ مشائخ وقت سے ممتاز ہوئے جب حسینؑ کے وفات پائی۔ ان کے مزار پر مجاور رہے۔ ولادت شیخ مادھو کی نو سو و تراسی اور وفات ایک ہزار چھپن ہجری میں واقع ہوئی اور تہتر سال کی عمر پائی۔

۲۵۔ خواجہ بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری قادری لاہوری قدس سرہ

میاں میر بالا پیر لاہوری کے خلیفہ صاحب کمال اہل حال و قال تھے۔ میاں میرؒ کی وفات کے بعد انہوں نے ہنگامہ شیخت گرم کیا۔ ہزار مخلص خدا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب ولایت لے۔ میاں مادھو نے اسلام قبول کر لیا تھا پیر محمد، حقیقت الفقراء ص ۵۲،

۲۷۔ ذی الحجہ ۱۰۵۶ھ / ۱۶۴۶ء پیر محمد، حقیقت الفقراء ص ۱۶۵، اور اپنے شیخ کے احاطہ میں دفن ہوا۔ میاں مادھو کا ذکر ہمیں فقط حقیقت الفقراء ہی میں ملتا ہے۔ ورنہ تعجب ہے کہ ۱۵۹۰ء سے لے کر ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۴ء تک جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں اور جن میں شاہ حسینؒ کا ذکر موجود ہے۔ ان میں مادھو کا نام تک درج نہیں ہوا۔ ان میں عبدالقادر بدایونی کی سجات الرشید ۹۹۹ھ، حسنات العارفین، دار الشکوہ ۱۰۲۲ھ اخبار الدیوار مجددی ۱۰۷۷ھ، مناجات العارفین، عبدالفتاح ۱۰۷۸ھ اور معارج الولاہی ۱۰۹۶ھ کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر دار الشکوہ نے حسنات العارفین لکھی ہی اسی نقطہ نظر سے تھی۔ اس کے لیے شاہ حسینؒ کی داستان عشق مجاہدی سے بڑھ کر کوئی شے قابل تحریر ہو سکتی تھی۔ لیکن پھر اچانک ۱۰۷۱ھ / ۱۶۶۰ء میں ایک غیر محتمل اور عقیدت کیش مصنف پیر محمد حقیقت الفقراء کے نام سے شاہ حسینؒ کے سوانح کے موضوع پر تمام ربط و یاس جمع کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ مادھوؒ کی داستان عشق کو ہوا ملتی ہے۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۔ پیر محمد، حقیقت الفقراء، مجلس شاہ حسین لاہور

۲۔ غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء ۱۶۶/۱

۳۔ محمد اقبال مجددی : مادھو لال حسین لاہوری مقالہ مشمولہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور

۴۔ نور احمد چشتی : تحقیقات چشتی

کو پہنچے۔ محمد داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ ایک رات خواجہ بہاری نواب غازی خاں کے گھر بتقریب دعوت مہمان تھے اور موسم سرما کے سبب سے آگ روشن تھی۔ اتفاقاً توحید کے مسائل شروع ہوئے بہر شخص الگ تقریر کرتا تھا۔ خواجہ بہاری اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھے اور آگ میں جا کر ایک ساعت تک ٹھہرے رہے۔ ایک بال ان کا نہ جلا۔ پھر اپنی جگہ پر گئے اور کہا کہ توحید کے لیے حال درکار ہے نہ قال جب انسان پر حال غالب ہو جاتا ہے تو آگ پانی، ہوا، خاک، شیر، سانپ غرض کوئی دشمن اس کو آزار نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ سب مخلوق اس کی مطیع ہوتی ہے۔ وفات خواجہ بہاری کی سال ایک ہزار اٹھ ہجری میں ہوئی اور مزار متصل روضہ میاں میر کے ہے۔

۲۶۔ شاہ سلیمان قادری قدس سرہ

یہ بزرگ شاہ معروف چشتی کے خلیفہ تھے۔ ان کا باپ منگو قوم موچی موضع بھیکوال میں رہتا

۱۔ ملا خواجہ بہاری کا تعلق حاجی پور پٹنہ سے تھا۔ ابتدائی عمر میں تحصیل علوم کے لیے قصبہ کودہ پور میں شیخ جلال اولیا کی خدمت میں رہے۔ پھر حضرت میاں میر کی کشش انہیں لاہور لے آئی اور لاہور ہی میں ملا فضل سے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد حضرت میاں میر سے بیعت ہوئے (داراشکوہ : سکینۃ الاولیاء ۲۰۵) داراشکوہ لکھتا ہے کہ ۱۰۵۱ھ / ۱۶۴۱ء میں شاہ ایران نے قندھار پر حملہ کرنے کا قصد کیا تو مین نے اس سے نجات کے لیے ملا خواجہ بہاری سے دعا کی درخواست کی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسے زہر دے کر مار دیا گیا (ایضاً ۲۰۸) ملا خواجہ بہاری کا مسکن لاہور میں ملا فضل کے مدرسہ میں تھا۔ بعد میں کہیں اور منتقل ہو گئے (ایضاً ۲۰۸) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۔ داراشکوہ : سکینۃ الاولیاء ۵۳۳، ۶۴۰، ۹۵، ۱۱۴، ۱۳۵، ۲۰۵، ۲۰۸

۲۔ ایضاً : سفینۃ الاولیاء ۷۳ ۳۔ عبد الحمید لاہوری : بادشاہ نامہ ۳۳۲، ۳۳۴

۴۔ محمد صالح کنہو لاہوری : عمل صالح ۳/ ۳۷۰ (میں سال وفات ۱۰۰۰ھ درج ہے مطبوعہ نسو میں

سال وفات کے بعد سوالیہ نشان ڈالا گیا ہے اور پھر خطی نسخوں میں بھی یک ہزار کے بعد بیاض ہے جس کا مطلب ہے کہ مصنف کو صیح سال وفات کا علم نہیں ہو سکا تھا،

۵۔ غلام سرور لاہوری : خزینۃ الاصفیاء ۱/ ۱۶۸ — ۱۶۹

۶۔ شاہ سلیمان قادری کے والد شیخ عبداللہ معروف میان منگو قوم قریشی سے تھے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

تھا جب شاہ سلیمان خرد سال تھا تو ایک رات شاہ معروف منگو کے گھر مہمان ہوئے۔ شاہ سلیمان اس وقت گھر کے صحن میں کھیل رہے تھے۔ شاہ معروف نے ان کو بغل میں لے کر پیار کیا اور منگو کو ارشاد کیا کہ یہ لڑکا ہماری امانت ہے۔ اس کی پرورش بخوبی کرنا۔ غرض جب شاہ سلیمان بالغ ہوئے تو شاہ معروف کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی اور کالملاں وقت سے ہوئے۔ یہ بزرگ سماع سنتے اور وجدیں ایسے بے ہوش ہوتے کہ مرگ کی حالت تک پہنچ جاتے۔ ہزاروں ان کی بیعت میں آکر مدارج اعلیٰ تک پہنچے۔ تمام عمر حضرت طلباء کی ہدایت میں مصروف رہے آخر سال ایک ہزار پینٹھ ہجری میں وفات پائی۔

۲۷۔ سید جان محمد حضوری بن شاہ نور بن سید محمود حضوری لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب محبت و جذب و خوارق و کرامت مشہور ہیں۔ جد بزرگوار ان کے سید محمود جن کا ذکر جزو اول اس کتاب میں درج ہو چکا ہے۔ کو غور سے آکر لاہور میں سکونت پذیر ہوئے۔ انہوں نے تربیت و تکمیل اپنے باپ سید نور اور جد بزرگوار سے پائی اور ان کی وفات کے بعد سند ارشاد پر بیٹھے۔ ہزاروں خدام ان کے حلقہ ارادت میں آئے اور قبول عظیم حاصل ہوا۔ لاہور میں متصل موضع گردھی شاہ میں ان کا مزار ہے اور ۱۰۶۵ھ میں حضرت فوت ہوئے ان کی اولاد بھی لاہور میں رہتی ہے۔ مگر علم دینی و دنیوی سے بے بہرہ ہے۔ جلد سازی وغیرہ کاموں پر گزارہ کرتے ہیں۔ مزار پر سجادہ نشین وہی ہیں۔

۲۸۔ سید عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری قدس سرہ

مشائخ قادریہ میں سے یہ بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ جامع علوم ظاہری

(بقیہ حاشیہ) آپ موجی نہیں تھے شجرہ نسب قریشیان بحوالہ شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد اول ۸۶۵، عمر بخش رسولنگری، مناقبات نوشاہی قلی ملوک سید شرافت نوشاہی۔

۳۰ مہینہ و مال کی بجائے مہلول ہونا چاہیے۔

۳۱ آپ ۲۴ رمضان ۱۰۱۲ھ میں فوت ہوئے (عمر بخش، مناقبات نوشاہی قلی، ۱۰۶۵ھ غلط ہے۔) (رک)

شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد اول ص ۸۶۵-۸۶۹، جلد دوم ۱۰۳۰-۱۰۳۱

باطنی تھے۔ ان کے باپ کا نام سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث بن محمد غوث بالا پیر بن بن العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث اویچی جلی گیلانی تھا۔ جس روز یہ پیدا ہوئے ان کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ یہ فرزند ہمارے گھر کا ایک چراغ پیدا ہوا ہے جس سے تمام خاندان روشن ہوگا۔ ان کا نام شاہ چراغ مقرر ہوا۔ ان کو سیر کا شوق تھا۔ اکثر ملکوں کی انہوں نے بطور تجرید سیر کی جو زمین شریفین میں بھی تشریف لے گئے۔ شاہ جہان بادشاہ ان کا کمال معقد تھا۔ اس نے ہر چند چاہا کہ ایک اپنی لڑکی ان کے یا ان کے فرزند سید مصطفیٰ کے ساتھ منسوب کرے۔ قبل نہ کیا۔ وفات حضرت کی باہویں ذی قعدہ سن ایک ہزار اڑھتھ ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ حضرت کا لاہور میں ہے۔

۲۹۔ شیخ شاہ محمد المشہور بہ ملا شاہ قادری لاہوری قدس سرہ

حضرت میاں میر بالا پیر لاہوری کے خلفاء میں سے یہ حضرت بڑے زاہد و عابد و موحّد و متقی تھے کیفیت ان کی اخوند اور لقب لسان اللہ اور باپ کا نام ملا عبدی مولد و وطن موضع ارکستان ملک بدخشاں تھا۔ بچپن میں یہ حضرت طالب حق ہو کر وطن سے نکلے اور اگر دہک گئے پھر لاہور میں آئے اور حضرت میاں میر بالا پیر لاہوری کے مرید ہوئے اور اپنے پیر کے مریدوں میں سے زہد و ریاضت و مجاہدہ و ترک دنیا میں امتیاز حاصل کیا۔ یہاں تک کہ کوئی خادم اپنے پاس نہ رکھتے۔ اپنے گھریں کبھی کھانا نہ پکاتے اور نہ رات کو چراغ جلاتے۔ سوائے ایک بوری کے کبھی فرش کے محتاج نہ ہوتے۔ ذکر ان کا ہمیشہ حبس دم کے ساتھ ہوتا۔ تمام عمر میں کبھی آنکھیں ان کی نیند سے آشنا نہ ہوئیں اور نہ نکاح کیا اور ہمیشہ یہ ان کی عادت میں دخل تھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمام عمر میں ہم کو غسل جنابت اور احتلام کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ یہ دونوں غسل

لے یاران و معتقدان حضرت ایشان را حضرت اخوندی گویند (داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء تہران ۱۵۲)

۲۔ لقب ایشان از جانب حق لسان اللہ است (ایضاً ۱۵۲)

۳۔ ملا عبدی قاضی موضع ارکسا بودہ اند (ایضاً ۱۵۴)

۴۔ مولد حضرت ایشان موضع ارکسا است کہ از مضافات بدخشاں است چنانچہ اس بیت را خود فرمودہ اند

ملک من از ملک ملک بدخشاں آمدہ از بلاد بدخشاں و از قری اند ارکسا (ایضاً ۱۵۴)

نکاح اور نیند سے متعلق ہیں اور ہم نے نہ تو نکاح کیا اور نہ سوئے ہیں۔ سات برس میں انہوں نے تکمیل پائی اور اپنے پیر کے حکم سے کشمیر جا کر سکونت پذیر ہوئے۔ ہزار ہا طالبانِ خدا ان کی توجہ سے مراتبِ قربِ الہی سے مستفید ہوئے۔ کشمیر میں شیعہ لوگ ان سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ مگر جب روپرو آئے تائب ہو جاتے۔ یہ حضرت شاعر بھی تھے۔ ان کا دیوانِ فارسی عمدہ تصانیف ان کی میں سے ہے اور ہر ایک شعر میں سے مضامین وحدت وجودی مترشح ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۰۶۹ھ میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں بیرون مزار میاں میر بالا پیر ہے۔ اب ان کے مزار کے احاطہ میں موضع میاں میر آباد ہے۔ ان کا روضہ داراشکوہ نے کئی لاکھ روپے خرچ کر کے بنوایا تھا جس کے پتھر تمام وکمال رنجیت سنگھ اتروا کر امرت ستر لے گیا۔

۱۔ ملا شاہ بخشی کی رباعیات کا ایک ضخیم خطی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری نمبر ۱۵۸-۱۵/۶۱ میں موجود ہے۔
۲۔ ملا شاہ کا سال وفات ۱۰۶۹ھ غلط ہے۔ کیونکہ نزع کے عالم میں ملا شاہ نے اپنا سال وفات ۱۰۷۲ھ خود نظم کیا تھا دمر اعظم، تاریخ کشمیر (صفحہ ۱۶۲)، توکل بیگ مصنف نسخہ احوال شاہی ملا شاہ سے ۱۰۷۱ھ میں ملا تھا (توکل بیگ نسخہ احوال شاہی خطی برٹش میوزیم ریاضیہ ۱۳۰، اور سال وفات ۱۰۷۲ھ میں کوئی معاصر اختلاف نہیں ہے۔ متاخرین میں اختلاف پایا جاتا ہے جو چنداں اہم نہیں۔

۳۔ گنیا لال : تاریخ لاہور ۲۴۵

ملا شاہ بخشی نہ صرف ایک صوفی بلکہ شاعر بھی تھے۔ ان کا مجموعہ رباعیات مذکورہ کے علاوہ قرآن مجید کی ایک تفسیر کے خطی نسخے ہمارے علم میں ہیں (۱) نسخہ جی معین الدین صاحب لاہور (بقول ڈاکٹر ظہیر الدین احمد صاحب چنداں) کی تفسیر ہے (۲) ذہانی : اشاد ۹۹۲/۱۵۸۴ء میں بدخشاں میں پیدا ہوئے۔ ۱۰۷۳ھ / ۱۶۱۴ء میں ہندوستان میں آئے۔ ملاحظہ ہو :

۱۔ جہاں آمار : صاحب احوال و ذکر ۱۰۷۱-۱۰۸۱ھ خطی مملوکہ پروفیسر محمد اسلم لاہور جس کا ملخص اردو

محوالہ ایم ڈار نے تیار کیا تھا۔ مسرہ : نال کا مید : ۱۹۳۷ء

۲۔ داراشکوہ : سکنیت الاولاد : ۱۰۷۱-۱۰۷۲ھ : ۱۰۷۱-۱۰۷۲ھ : ۱۰۷۱-۱۰۷۲ھ : ۱۰۷۱-۱۰۷۲ھ

۳۔ ایضاً : سفینۃ الاولیاء : ۱۰۷۱-۱۰۷۲ھ : ۱۰۷۱-۱۰۷۲ھ : ۱۰۷۱-۱۰۷۲ھ : ۱۰۷۱-۱۰۷۲ھ

(باقی اگلے صفحہ پر)

۴۔ عبدالحید لاہوری : بادشاہ نامہ

۳۰۔ شیخ حاجی محمد قادری المشہور حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہ

یہ بزرگ مادر زاد اولی حضرت شاہ سلیمان قادری کے خلیفہ تھے۔ حالات جذب و سکرو محبت و عشق و شوق و ذوق ان کی طبیعت پر غالب تھی اور زہد و ریاضت، تقویٰ و خوارق و کرامت میں طاق بیکانہ آفاق تھے۔ طریقہ نوشاہیہ جس کے فقیر پنجاب میں ہزاروں ہیں۔ ان سے شروع ہوا۔ ان کے والد بزرگوار حاجی علاء الدین بھی بڑے بزرگ تھے جنہوں نے تمام عمر میں سات مرتبہ حج کیا اور زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف یاب ہوئے حضرت کی والدہ ماجدہ بی بی بیو بی بھی بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔ سترو سال کی عمر تک حضرت نے علوم ظاہری سے فراغت حاصل کی پھر تارک دنیا ہو کر نیتیاں ساندل باہیں قیام کیا اور ذکر الہی میں مشغول ہوئے مگر والدین نے ان کو وہاں نہ چھوڑا وہاں سے آکر حضرت بو سید ملا کریم الدین شاہ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ربیت کی اور چند

(بقیہ حاشیہ) ۶۔ محمد صالح کنبو: عمل صالح جلد سوم ۳۶۴-۳۶۶

۷۔ توکل بیگ: نسو احوال شاہی (حالات و مقامات قلاشاہ) ۱۰۷۷ برٹش میوزیم (ریونیویم ۱۳۱) اس کے فرانسی خلاصہ کے لیے دیکھیے Molla - Shari et le Spiritualisme Oriental, par M.A de Kremer (Journal Asiatique VI Serie, Tome XIII, (1869) pp. 105-59 (Story: 1, 1009)

۸۔ فانی عن: دستان مذاہب بمبئی ص ۳۱۹ - ۳۲۷

۹۔ ایضاً: ثنویات فانی۔ مرتبہ امیر حسن عابدی کشمیر ۱۹۶۷ء

۱۰۔ طاہر نصر آبادی: تذکرہ ص ۶۳ ۱۱۔ سبھاؤ خان: مرآۃ العالم قلمی دانشگاہ پنجاب ورق ۳۵۵ ب

۱۲۔ شیرخان لودھی: مرآۃ النیال ۱۲۷-۱۳۹ ۱۳۔ محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ۱۶۱-۱۶۲

۱۴۔ محمد اسلم پسرودی: فرحۃ الناظرین ۴۸-۵۰

۱۵۔ زمرہ: احوال و آثار ملا شاہ بخشی (مقالہ برائے حصول) ج ۱ پی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی لاہور

۱۶۔ متن میں نادشاہ لکھا ہے جو کتابت کی غلطی ہے۔

۱۷۔ ساندل بار کی بجائے گوندل بار ہونا چاہیے

بجال میں کمال زہد و ریاضت تکمیل کو پہنچے۔ کرامت و خوارق جو حضرت سے سرزد ہوئے۔ ان کا انتہا نہیں ہے جو کتاب تذکرہ نوشاہی مصنفہ محمد حیات میں مفصل مرقوم ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۱۰۳ھ میں واقع ہوئی اور یہ فیاض حضرت کی تاریخ وفات ہے۔

۱۔ تذکرہ نوشاہی حضرت حافظ سید محمد حیات ربانی نوشاہی ساہنپالوی (ف ۱۱۷۳ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کا سال تالیف ۱۱۴۶ھ ہے۔ یہ کتاب اصل میں رسالہ الاعجاز مؤلفہ مرزا احمد بیگ لاہوری کی مشروح نقل ہے۔ بعض حالات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس میں صرف حضرات نوشاہیہ کے حالات ہیں۔ اس کتاب کے کئی خطی نسخے پائے جاتے ہیں۔ چار نسخے مولانا سید شرافت نوشاہی مدظلہ کے کتب خانے میں ہیں۔ دو نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہیں۔

۲۔ حضرت نوشہ کا سال ولادت ۹۵۹ھ بمطابق یکم رمضان ہے (مناقب نوشاہی قلمی) آپ کا صمدی سال وفات ۸ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ ہے۔ ۱۱۰۳ھ غلط ہے۔ سید شرافت نوشاہی نے تحقیق سے ثابت کیا ہے (شریف التواریخ جلد اول صفحہ ۹-۱۰۳۵، جلد دوم ۱۶-۳۳، ۸۹۲۰-۹۰۹ جلد سوم صفحہ ۵۹-۶۰)

آپ کا مرزا شریف اس وقت ساہنپال شریف ضلع گجرات پنجاب میں ہے۔ نوشہ صاحب کا اردو اور پنجابی کلام: ”گنج شریف“ سید شرافت نوشاہی نے انتخاب کر کے مرتب کیا ہے جب دارالمؤرخین لاہور نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا ہے۔ ملاحظہ ہو :

۱۔ رضی الدین مستضیٰ کنجاہی : رسالہ تحفہ رضویہ، مشمولہ رسالہ الاعجاز مؤلفہ مرزا احمد بیگ لاہوری قلمی مملوکہ سید شرافت نوشاہی۔

- ۲۔ احمد بیگ مرزا لاہوری : رسالہ الاعجاز ۱۱۰۷ھ قلمی مملوکہ ایضاً
- ۳۔ صداقت محمد اکبر کنجاہی : ثواب المناقب ۱۱۲۶ھ قلمی مملوکہ ایضاً
- ۴۔ محمد حیات حافظ : تذکرہ نوشاہی ۱۱۴۶ھ قلمی مملوکہ ایضاً
- ۵۔ پیر کمال بن شیخ عثمان لاہوری : سخاوت قدسیہ ۱۱۸۶ھ قلمی مملوکہ ایضاً
- ۶۔ امام بخش برقدازی جالندھری : مرآۃ الغفوری ۱۱۸۶ھ قلمی
- ۷۔ محمد شرف منجری : کنز الرحمت ۱۲۲۰ھ مطبوعہ لاہور ۱۳۳۰ھ
- ۸۔ غلام محی الدین فقیر لاہوری : تشریف الفقراء حدود ۱۲۴۱ھ قلمی مملوکہ ایضاً
- ۹۔ شرافت نوشاہی سید : شریف التواریخ ۱۳۵۵-۱۳۹۴ھ جلد مات نبرہ صفحات قلمی مملوکہ مصنف مدظلہ

قطعہ تاریخ

حضرت حاجی محمد پیر نوشہ گنج بخش
آئندہ شہر و راہل جہاں اجلال او
کرد چوں آخر عروج از فرش بر عرش بریں
پیر فیاض است ہم اہل سعادت سال او

۳۱۔ سید حسن پشاورمی قادری گیلانی قدس سرہ

یہ بزرگ نسبت قادریہ اعظمیہ میں اپنے باپ سید عبداللہ گیلانی کے مرید تھے پہلے ان کا جد امجد سید محمود بغداد سے ہجرت کر کے ٹھٹھہ کے ملک میں آئے اور چند سال سکونت رکھی جب وہ فوت ہوئے تو ان کے باپ سید عبداللہ نے پشاور میں آکر سکونت اختیار کی ان کی نسبت آبائی بچند واسطہ درمیانی بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی تک پہنچی ہے۔ اس طرح پر کہ سید حسن بن سید عبداللہ بن سید محمود بن سید عبدالقادر بن سید الیاس بن بدر الدین حسن بن سید شہاب الدین احمد بن علامہ الدین علی بن سید احمد بن شمس الدین بن یحییٰ شہید تاتاری بن احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الافاق سید عبدالرزاق بن محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ۔ تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت و تلقین طلباء میں صرف کی۔ آخر سال ایک ہزار ایک سو

لے بغداد سے سید محمود بن سید عبداللہ المعروف بصحابی ٹھٹھہ میں تشریف لائے تھے۔

سید عبداللہ پشاور نہیں گئے۔ بلکہ ٹھٹھہ ہی میں رہے اور وہیں انتقال کیا۔ امیر شاہ قادری گیلانی؛
تذکرہ عبداللہ صہابی، پشاور ۱۹۷۱ء

سید یہ شجرہ نسب مفتی صاحب نے غلط لکھا ہے۔ صحیح شجرہ نسب خود حضرت شاہ محمد غوث نے اس طرح وضع فرمایا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت امام حسن، حضرت حسن ثانی، حضرت عبداللہ محض، موسیٰ الجون، عبداللہ حضرت موسیٰ، داؤد، حضرت محمد حضرت یحییٰ زابد، ابو عبداللہ، ابو صالح موسیٰ، حضرت کشیخ عبدالقادر جیلانی، سید عبدالرزاق، سید ابو صالح نصر سید ابوالحسن احمد، سید شرف الدین امیر یحییٰ، سید شمس الدین، سید علاء الدین، سید عبداللہ حسن، سید شرف الدین، سید شرف الدین قاسم، سید احمد، سید حسین، سید عبدالباسط، سید عبدالقادر، سید محمود، سید عبداللہ تہ۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

۱۔ یہ شاہ قادری گیلانی؛ تذکرہ مشائخ قادریہ حصہ ۲۶

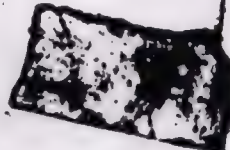
پندرہ میں فوت ہوئے۔ پشاور میں مدفون ہیں۔

۳۲۔ شاہ رضا قادری شطاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے صاحب علم و عمل جامع شریعت و طریقت تھے دعوت اسمائے الہی میں حکم کا حکم قطعی تھا جو زبان مبارک سے فرماتے ظہور میں آجاتا۔ ہزارا خوارق و کرامات بے اختیار ان سے ظاہر ہوتے تھے۔ شجرہ ان کا حضرت شاہ محمد گویا ری کے ساتھ اس طرح منتهی ہوتا ہے کہ حضرت شاہ محمد رضامید و خلیفہ شیخ محمد فاضل لاہوری اور وہ مرید شیخ الداد قادری اکبر آبادی اور وہ مرید شیخ محمد جلال اور وہ مرید سید نور اور وہ مرید سید زین العابدین حسینی اور وہ مرید شیخ عبدالغفور علی حضرت سید حسن پشوری کی ولادت جمادی الآخر ۱۲۲۳ھ / ۱۹۱۴ء میں ٹٹھہ میں ہوئی۔ آپ کے حالات اور سماعی ارشاد و تبلیغ کا مفصل جائزہ حضرت میر علی الدین معروف بہ غلام کشمیری بن سید محمد عابد بن شاہ محمد غوث نے اپنے رسالہ خوارق العادات میں لیا ہے۔ مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

- ۱۔ شاہ محمد غوث لاہوری؛ رسالہ در کسب سلوک و بیان طریقت و حقیقت۔ مطبوعہ پشاور ۱۲۸۳ھ
- ۲۔ محمد امیر شاہ قادری گیلانی؛ تذکرہ مشائخ قادریہ سنہ ۲۶ - ۶۴
- ۳۔ محمد امیر شاہ؛ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد۔ دو جلد
- ۴۔ غلام میر کشمیری؛ خوارق العادات و درحالات و مقامات سید حسن پشوری زبان حضرت شاہ محمد غوث لاہوری؛ بسال ۱۱۸۹ھ قلمی ملوک مولانا سید محمد امیر شاہ قادری۔ پشاور،
- ۵۔ نامی غلام دستگیر؛ سوانح شاہ محمد غوث لاہوری۔ لاہور (س۔ ن)
- ۶۔ شاہ رضا قادری نے اپنی تصنیف ارشاد العاشقین میں اپنا پورا نام شجر و نسب اس طرح لکھا ہے؛ محمد رضا بن شیخ محمد فاضل بن شیخ اسد اللہ لاہوری قادری (شاہ رضا؛ ارشاد العاشقین قلمی ملوک محمد اقبال محمدی)
- یہ کتاب اکبر نگہ میں ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷ء میں تصنیف کی گئی جس میں منکلف اور دو وظائف کا بیان و اسناد ہیں۔ آپ اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے مفتی صاحب نے شیخ محمد فاضل لاہوری کے بارے میں وضاحت نہیں کی کہ آپ شاہ رضا کے والد تھے۔ لیکن آپ نے خود انہیں اپنا والد لکھا ہے۔ شاہ رضا بھی اپنے والد کی طرح لاہور کے قاضی تھے مولانا عبدالحی لکھتے ہیں۔ صرف عمرہ فی الفتاویٰ القدریس (عبدالحی؛ نزہۃ الخواطر ۴/ ۳۰۵)

عکس تصویر حضرت شاه رضا قادی ۴۴۰۰۱ بر وزن اول کتاب مطلع الاطالین نامیست که در این کتاب است



Handwritten Persian text in a cursive script, likely a manuscript or a collection of poems. The text is arranged in several columns, with some lines being more prominent than others. The ink is dark, and the paper shows signs of age and wear.

اور وہ مرید شیخ فیضیہ الدین گجراتی اور وہ مرید شاہ محمد غوث گوالیاری کے۔ وفات ان کی بارہویں جمادی الاول ۱۱۱۸ھ میں واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔

۳۳۔ سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہ

مشائخ قادریہ میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے۔ اول انبیا دسے ہند میں آئے اور متصل وزیر آباد کے ایک گاؤں کٹلہ نام آباد کرنے سکونت اختیار کی نسبت آبائی اس طرح پر حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی مہتمی ہوتی ہے کہ شیخ سید احمد شیخ الہند بن سید عبدالرزاق بن تاج العارفین یحییٰ بن شہاب الدین احمد بن علاء الدین علی بن احمد بن شمس الدین قاسم بن محی الدین محمد بن علاء الدین علی بن شمس الدین شہید تاتاری بن سید احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الافاق سید عبدالرزاق بن حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہم العزیز وفات ان کی ۱۱۳۶ھ میں واقع ہوئی اور بمقام کوٹلہ مدفون ہوئے۔ ان کی اولاد موضع خان پور میں سکونت رکھتی ہے اور سلسلہ پیری کا اب تک جاری ہے۔

۳۴۔ شاد عنایت قادری شطاری لاہوری قدس سرہ

حضرت شاہ رضا قادری لاہوری کے خلفا میں سے صاحب مراتب عظیم جامع علوم لے شاہ عنایت قادری سب سے پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان کے ہندو اکثریت والے صوبوں کو دارالحرب قرار دیا۔ آپ کا پورا نام حافظ ابوالمعارف محمد عنایت اللہ خفی قادری شطاری تھا شاہ عنایت : ذیل الاغلاط علی مکرر محاذِ اقبال مجددی، شاہ عنایت، غایت الحاشی قلی مغزوہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، آپ کے والد کا نام پیر محمد تھا۔ شاہ عنایت نے علوم ظاہری کی تحصیل مولانا سید ابوالنصر عرف سید الیاس، مولوی عبدالماوی لاہوری سے کی اور پھر حضرت شاہ علی رضا فاروقی بنیرہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ف ۱۱۴۱ھ/ ۱۷۲۸ء اور شیخ محمد سلطان بخاری سے باطنی استفادہ بھی کیا۔ ۱۱۱۱ھ کے بعد آپ شاہ رضا قادری شطاری لاہوری ف ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء سے منسلک ہو گئے تھے۔ شاہ عنایت کی اب تک سولہ عربی فارسی تصانیف کا سرخ مل سکا ہے جن میں غایت الحاشی ضخیم ترین کتاب ہے۔ شاہ عنایت کا سال وفات کسی معاصر تذکرہ نویس نے نہیں لکھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ظاہری و باطنی و منظر انوار سوری و معنوی تھے۔ اول سکونت ان کی قصہ قصور میں تھی پھر بسبب اس کے کہ حسین خاں حاکم قصور سے ان کی رنجیدگی ہو گئی۔ لاہور میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ ہزاروں طالبان خدا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب تکمیل کو پہنچنے اور ہنگامہ مشیخت ان کی زندگی تک گرم رہا۔ وفات حضرت کی ۱۱۴۱ھ میں ہوئی اور مزار پر انوار لاہور میں ہے اور حضرت قوم کے باغبان تھے۔ اولاد اب بھی ان کی لاہور میں ہے۔

۳۵۔ شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی قدس سرہ

یہ حضرت اجلہ علماء و کبریٰ فضلاء و عظمائے فقہائے عرب میں سے تھے۔ تمام عمر انہوں نے تدیس تعلیم میں گزاری اور ہزاروں لوگ ان کے ذریعے سے سمیل ظاہری و باطنی کو پہنچے۔ شجرہ ان کا اس طرح پر حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کے ساتھ پہنچتا ہے کہ حضرت شیخ محمد فاضل مرید و خلیفہ شیخ محمد افضل کلانوری اور وہ مرید شیخ ابو محمد لاہوری اور وہ مرید شیخ محمد طاہر لاہوری تھے۔ ہزاروں روپیہ یومیہ ان کے خالقہ میں خرچ ہوتا اور لنگہ عام جاری رہتا۔ یہ سب خرچ حضرت خزانہ مغیب سے نیتے تھے۔ وفات حضرت کی چودھویں ماہ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ میں واقع ہوئی اور مزار قصبہ ڈالہ میں ہے۔

۳۶۔ شیخ پیر محمد مشہور بٹ پیر محمد سچیار نوشاہی قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ راستین حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش تھے۔ خود سالی کی عمر میں یہ بزرگ اپنے پیر کی (بقیہ حاشیہ) پہلی مرتبہ مفتی صاحب نے ہی ۱۱۴۱ھ بغیر کسی سند کے لکھ دیا۔ جسے بعد کے مورخ نقل کرتے رہے لیکن یہ سال وفات اس لیے غلط ہے کہ شاہ عنایت کے ایک معاصر عالم حاجی محمد شریف قصوری (ف ۱۱۵۳ھ) جن کے شاہ عنایت سے گھرے و رابطہ تھے اپنے ایک مکتوب بنام شاہ عنایت میں شاہ عنایت کی ایک تصنیف سے اقتباس لیا ہے اور شاہ عنایت کے نام کے ساتھ سلام اللہ تعالیٰ لکھا ہے اور اپنی مہر العبد الفقیر محمد شریف ۱۱۴۸ھ ہجری ثبت کی ہے (محمد شریف قصوری : مکتوب قلمی مملوک محمد اقبال مجددی) جس سے ظاہر ہے کہ شاہ عنایت ۱۱۴۸ھ تک بقید حیات تھے اور تخمیناً ۱۱۵۰ھ و ۱۱۴۳ھ کے بعد فوت ہوئے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : (محمد اقبال مجددی : حیات شاہ عنایت قادری) ۱۔ محی الدین : دربار قادریہ فاضلیہ کا قرطاس التعارف۔ لاہور ۱۹۶۷ء

خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیل پائی جو کنیر بزرگ صدق و راستی زہد و تقویٰ میں ثانی نہ رکھتا تھا۔ اس لیے سچیار کے خطاب سے مخاطب ہوا۔ وجد و سماع و شوق و ذوق کی طرف آپ کی طبیعت بہت مائل تھی۔ یہاں تک کہ سماع و وجد کی حالت میں لوگوں کو حضرت کے مرجانے کا شبہ ہو جاتا تھا۔ بعد وفات پیر روشن ضمیر کے حضرت نے موضع نوشہرہ میں جو گجرات سے بطرف شرق چھ میل کے فاصلے پہلے سکونت اختیار کی اور اسی جگہ قیام پذیر ہو کر ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ آخر سال ایک ہزار ایک سو باون میں فوت ہوئے۔

۳۷۔ حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ فرزند بلند سید حسن پشادری جامع علوم ظاہر و باطن کاشف رموز طریقت و حقیقت تھے اور خاندان قادریہ اعظمیہ میں خلافت و خرقہ اجازت انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے پایا اور اطلب خدام ہندوستان میں سیر کی اور بہت سے اولیاء سے فیض پایا۔ چنانچہ تید میاں بھیکہ جشتی و عبدالغفور نقشبندی و خلفائے حاجی محمد نوشہ گنج بخش کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض وافر حاصل کیے۔ حضرت کی کرامتیں اکثر مشہور ہیں۔ مگر چشم دیدہ یہ ہے کہ جب رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد کھرک سنگھ جانشین حکومت لاہور ہوا تو اس کے بیٹے نونال سنگھ نے جو با اختیار حاکم تھا حکم دیا کہ لاہور کی فسیل کے باہر چار ہزار قدم تک زمین صاف کر کے پریٹ چاروں طرف شہر کے بنائی جائے۔ مکانات گرائے جائیں، درخت کاٹے جائیں اور دلا روس فرنگی اس کام پر مقرر ہوا۔ اس نے مکانات گرانے شروع کیے۔ حضرت کے مزار کی چار دیواری بھی گرائی گئی اور درخت تمام کاٹے گئے۔ حبیب اندرونی دیوار خاص مزار کی چار دیواری بھی لے نوشہرہ گجرات سے چھ میل نہیں ہے بلکہ ۱۲ میل ہے۔

۳۸۔ پیر محمد سچیار نوشاہی کا سال وفات ۱۱۷۰ھ صحیح ہے اور مفتی صاحب نے ۱۱۵۲ھ غلط لکھا ہے (ترغیب التواریخ جلد دوم ص ۱۳۵، جلد دوم ص ۱۲۷، جلد سوم حصہ اول ص ۱۰۷-۱۱۸) آپ کا سال ولادت ۱۰۱۳ھ ہے۔
۳۹۔ حضرت نوشہ گنج بخش کے خلیفہ شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی (ف ۱۱۷۰ھ) سے آپ ملے اور فیض پایا۔
(شاہ محمد غوث: رسالہ کسب سلوک اور پھر حضرت نوشہ کے پوتے سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان نوشاہی۔
(ف ۱۱۳۷ھ) کی خدمت میں آپ بارہ سال تک جاتے رہے (ایضاً)

تو قدرت الہی سے اس روز کھڑک سنگھ مر گیا اور نو نہال سنگھ جب اس کی نعش جلا کر آیا تو سلامی کی توپوں کے زلزلے سے قلعہ کی دیوار سے ایک پتھر جدا ہو کر نو نہال سنگھ کے سر پر آ پڑا اور وہ جوان جوانگر ہوا۔ اس کی والدہ چند کو زمانیت ڈری اور حکم دیا کہ مزار حضرت کانہ گرایا جائے چنانچہ گرا ہوا مکان اسی وقت تعمیر ہو گیا۔ رسالہ غوثیہ میں یہ حضرت اپنے حالات کے بیان میں لکھتے ہیں کہ جب میں تلاش حق لاہور میں پہنچا۔ رات کو مقبرہ عالیہ میاں میر میں قیام پذیر ہوا۔ خواب میں میاں میر بالا پیر مجھ پر ظاہر ہوئے۔ اور کجاں توجہ ایک شغل عنایت کیا۔ صبح کے وقت وہاں سے اٹھ کر شیخ حامد لاہوری کی خدمت میں آیا اور کسی شغل کے واسطے ان سے بھی سوال کیا۔ وہ ہنسے اور فرمایا تجھ کو وہی شغل کافی ہے جو آج رات میاں میر بالا پیر سے عطا ہوا ہے۔ شجرہ نسب ان کا ان کے والد بزرگوار سید حسن پشاور کی ذکر میں تحریر ہو چکا ہے۔ وفات حضرت کی ۱۱۵۶ھ میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

قلعہ تاریخی

شہ محمد غوث شیخ متقی گشت چول در باغ جنت جائیگیر
گفت سرور سال وصل آنجناب والی حق پیہ کامل دست گیر

لے حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

- ۱۔ شاہ محمد غوث : سلاہ بیان کسب سلوک و طریقت و حقیقت فارسی مطبوعہ پشاور ۱۲۸۳ھ
- ۲۔ غلام کشمیری میر : خوارق العادات ۱۱۸۹ھ قلی مولانا سید امیر شاہ قادری پشاور
- ۳۔ غلام کشمیری میر : مقدمہ اسرار الطریقت بر غوث خلی سوز حضرت شاہ محمد غوث قلی ملوک فوری آغا پشاور
- ۴۔ نامی غلام دستگیر : سوانح شاہ محمد غوث لاہوری مطبوعہ لاہور (س۔ ن)
- ۵۔ پیام شاہ جہانپوری : تذکرہ شاہ محمد غوث مطبوعہ لاہور (یہ کتاب بغیر کسی تاریخی شعور کے مدون کر لی گئی ہے۔ اکثر تحقیقات بے سرو پا ہیں)

۶۔ محمد اقبال مجددی : حیات حضرت شاہ محمد غوث لاہوری زیر ترتیب۔

۷۔ اثر عبد الحکیم افغانی : روحانی ترون بزبان پشتو مطبوعہ پشاور

۸۔ امیر شاہ قادری : تذکرہ علماء و مشائخ سرحد مطبوعہ پشاور

۹۔ امیر شاہ قادری : تذکرہ مشائخ قادریہ حنفیہ مطبوعہ پشاور ص ۷۷ تا ص ۸۰ (باقی اگلے صفحہ پر)

۳۸۔ شیخ عبدالرحمن المشهور بہ پاک رحمن نوشاہی قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے خلیفہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش کے تھے۔ عنایت و مہربانی جوان کے پیر کو ان کی نسبت تھی کسی پر نہ تھی صفات صمدیت کی ان پر ایسی غالب تھی کہ کھانا، پینا، سونا، لہن کا بالکل موقوف ہو گیا تھا۔ سماع کا حضرت کو بہت شوق تھا اور وجد کے وقت ایسی حالت ہو جاتی کہ لوگوں کو ان کی مرگ کا یقین ہو جاتا اور ریاضت و مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ تمام رات بچس دم ذکر خفی کرتے اور بعض اوقات کنوئیں میں معکوس ٹنک کر رات بھر عبادت کرتے اور خلوت کے وقت زمین میں قبر کھود کر بیٹھ جاتے اور اوپر سے بند کر دیتے۔ چالیس روز کے بعد جب قبر کھودی جاتی تو حضرت کو بحالت زار اس سے نکالا جاتا۔ نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ شادی نام اپنے خادم پر مہربان ہوئے اور فرمایا کہ اے شادی ہم نے تیرے واسطے خدائے یہ مانگا ہے کہ جس مریض پر تیری نظر پڑے اچھا ہو جائے اور جس مردہ کی طرف تو متوجہ ہو زندہ ہو جائے اور جس فاسق کی طرف تو دیکھے ملی ہو جائے۔ پس ایسا ہی وقوع میں آیا کہ ایک روز ایک عورت اپنے بچہ خرد سال کو جو مریض تھا شیخ شادی کے پاس دم کرانے کے لیے لائی۔ قصداً روہ بچہ راستے میں مر گیا۔ عورت واویلا کرتی ہوئی شادی کے پاس اپنے بچہ کی نعش لے کر آئی۔ شادی بچہ کی طرف متوجہ ہوا۔ بچہ فی الفور زندہ ہو گیا۔ عورت نے خوش ہو کر ایک جوڑہ زنانہ کپڑوں کا شادی کے نذر کیا۔ وہ ان کپڑوں کو حضرت کے گھر لے گیا اور حضرت

البقیہ حاشیہ ۱۔ محمد حیات نوشاہی، مذکورہ نوشاہی قلی ملوک سید شرافت نوشاہی مدظلہ

۱۱۔ پیر کمال لاہوری: تحائف قدسیہ فارسی قلی ملوک سید شرافت نوشاہی

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری اپنے وقت کے عظیم شارح، مفسر اور عالم تھے جب ذیل تصانیف کے وجود کا علم

ہو سکا ہے: ۱۔ شرح غوثیہ ۱۱۳۱ھ (پہلے تین پارے) شرح بخاری شریف قلی ملوک سید امیر شاہ قادری صاحب

۲۔ کتاب در بیان کسب سلوک و طریقت و حقیقت، مطبوعہ پشاور (فارسی)

۳۔ رسالہ ذکر جہر قلی ملوک سید امیر شاہ قادری مدظلہ

۴۔ ترجمہ فارسی قصیدہ غوثیہ شریف۔ یہ رسالہ پیر عبدالغفار لاہوری نے ۱۹۱۰ء میں شائع کیا اس کا نام شرح خمیر بھی ہے

۵۔ اسرار التوحید عربی (بحوالہ رسالہ در بیان کسب سلوک ص ۶۶) حضرت شاہ محمد غوث کے وحدت الوجود پر دو

ذیلی رسالے حال ہی میں مخدومی مولوی سید محمد امیر شاہ مدظلہ کو ہم دست ہوئے ہیں۔

کی صبیحہ کو پہنایا دیے۔ یہ خبر جب حضرت کو پہنچی غضب میں آکر شادی کو روک دیا اور فرمایا تو اس نعمت کے لائق نہیں کہ اس بڑھیا کے بچہ کو زندہ کر کے تو نے اجرت لے لی۔ اسی روز سے وہ شادی سے کراہت جاتی رہی۔ وفات حضرت کی ۱۱۵۳ھ میں ہوئی اور مزار پر انوار موضع بھڑی زیارت گاہ خلق ہے پوشیدہ نہ رہے کہ فرقہ نوشاہیہ عالیہ میں سب لوگ صاحب وجد و سماع و شوق و ذوق و مستی ہیں۔ مگر فقرائے سلسلہ پاک رحمان کے سماع کے وقت سب سے زیادہ مست ہو جاتے ہیں۔ جب تک ان کے پاؤں میں رستہ ڈال کر اٹانہ لٹکائیں اور وہ ساعت و وساعت اسی حالت میں رقص نہ کریں سر نہ ہنیں ہوتے اور اگر اس عمل سے ہوش میں نہ آئیں تو اسی حالت میں ان کو زمین پر کھینچتے ہیں۔ جب تک وہ ہوش میں آجائیں رسن ان کے پاؤں سے کھولا نہیں جاتا۔

۳۹۔ سید بھلی شاہ قادری شطاری قصوی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے خلیفہ تھے۔ قصبہ قصور میں سکونت رکھتے تھے۔ سماع و وجد کا شغل دن رات مد نظر تھا۔ اکثر اوقات خوارق و کرامت بے اختیار ان سے سرزد ہوتی۔ طبیعت بھی ان کی موزوں تھی۔ پنجابی زبان میں ابیات و کافی ہزاروں ان کی تصنیف کی۔
 لے حضرت عبدالرحمن پاک نوشاہی کا سال وفات ۱۱۵۳ھ غلام ہے بلکہ خاندانی ماخذ لطائف گل شاہی قلمی، بیاض قادری قلمی اور کتاب الفوائد قلمی ہیں ۳۴ محرم ۱۱۱۵ھ لکھا ہے جو معتبر ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ شریف التواریخ، جلد سوم حصہ اول ۳۳۷۔ آپ کی ولادت ۹۹۵ھ میں ہوئی (شریف التواریخ جلد سوم ۳۲۹) ملاحظہ ہو:

- ۱۔ گل محمد نوشاہی سید: لطائف گل شاہی قلمی مملوکہ سید شرافت نوشاہی گجرات
- ۲۔ غلام قادر نوشاہی سید: بیاض قادری قلمی مملوکہ ایضاً
- ۳۔ محمد شاہ نوشاہی سید: کتاب الفوائد قلمی مملوکہ ایضاً
- ۴۔ شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول ۳۲۹۔ ۳۳۹ قلمی مملوکہ مصنف مدظلہ
- ۵۔ ایضاً: شاہ عبدالرحمن پاک لاہور ۱۹۷۱ء

۶۔ اس وقت اس لفظ کا تلفظ تھیمے یا تلمھا ہے۔ آپ کی مہر تلمھا شاہ قادری ۱۱۸۱ھ سے بھی موجودہ لفظ تلمھا کی تائید ہوتی ہے (محمد شفیع، اولیائے قصور ۱۹۹)۔

ہوئی مضامین توحید اب تک قوال مجالس فقرا میں گاتے ہیں۔ وفات ان کی ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔ اور نزار گوہر با قصور میں زیارت گاہ خلق ہے۔

۴۰۔ شیخ عبداللہ شاہ بلوچ لاہوری قادری قدس سرہ

خاندان قادریہ اعظمیہ میں یہ بزرگ مرید و خلیفہ شیخ شرف الدین پانی پتی کے تھے اور سلسلہ ان کا چار واسطوں کے ساتھ حضرت میاں میر بالا پیر لاہوریؒ کے ساتھ ملتا تھا۔ یہ بزرگ ذات کے بلوچ تھے اور سارانی کے پیشے سے بہت مال جمع کیا تھا اور موضع مزنگ میں متصل لاہور ایک کوٹ اپنے نام کا آباد کیا۔ اس کا نام کوٹ عبداللہ رکھا۔ یہ جب جاذب حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچنا تو مال دنیا کو ترک کر کے فقیر ہوئے و باجائز پر پرورش ضمیر عبادت و ریاضت پر کمر باندھی اور تکمیل پائی تمام عمر حضرت نے تلقین خدام میں گزاری اور سیکڑوں لوگ ان کے ذریعے مراتب قرب تک پہنچے۔ ان کے بڑے خلفاء میں سے ایک حافظ غلام محمد المشہور امام گاموں امام مسجد وزیر خاں تھے جو اپنے وقت میں گیارہ آفاق تھے۔ دوسرے شیخ فیض بخش قریشی لاہوری پر شیخ امام بخش جد مادری مولف کتاب تھے جنہوں نے حضرت کی خدمت میں حاضرہ کر قرب الہی حاصل کیا۔ شیخ مراد بخش ولد شیخ فیض نعل کرتے تھے کہ ایک روز میں نے اپنے ایک ہمسایہ کو جس کو کمیہ گری کا شوق تھا۔ دیکھا کہ سم الفار و گوگرد بازار سے لاکر اس نے کھل کیا اور مٹی پیسوں پر لگا کر آگ

لے لے کر سال وفات ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کی تحقیق کے مطابق غلط ہے۔ اس لیے کہ انہیں فیروزپور میں عبدالغفر خاں کپاس ایک قلمی نسخہ اور اردو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا جس پر بابا تجھے شاہ کی ایک مذکورہ بالا مہر بھی ثبت تھی جس میں سنہ ۱۱۸۱ھ مذکور تھا جس سے مترشح ہوتا ہے کہ بابا صاحب ۱۱۸۱ھ تک بقید حیات تھے (ایضاً ۱۹۷۷-۱۹۹۰)

ملاحظہ ہو :

۱۔ تجھے شاہ بابا : کلیات تجھے شاہ۔ مرتبہ فقیر محمد فقیر لاہور

۲۔ احمد حسین احمد قریشی : سوانح بابا تجھے شاہ زیر طبع محکمہ اوقاف لاہور

۳۔ محمد شفیع ڈاکٹر : اولیائے قصور ۱۹۷۷-۱۹۹۰

۴۔ محمد اقبال مجددی : تاریخ قصور زیر ترتیب ۵۔ ایضاً : حیات شاہ عنایت قادری زیر طبع

میں ڈالا۔ یہ بات دیکھ کر مجھ کو بھی کمیہ گری کا شوق ہوا اور میں نے جانا کر عمل کیا گری بہت آسان ہے اسی طرح میں سم الغار اور گورگولایا اور کھل کر کے پیسوں کو لگایا اور پیسے آگ میں ڈال دیے جب آگ سرد ہوئی تو معلوم ہوا کہ پیسے بھی بیکار ہو گئے ہیں۔ اس نقصان سے میں بہت ہشیمان ہوا اور اسی ہشیمانی میں عبداللہ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ میں اس وقت کم عمر نوجوان لڑکا تھا۔ حضرت میری طرف دیکھ کر متشکم ہوئے اور فرمایا کہ برخور دار آج تم نے کمیہ بنانے میں بہت تکلیف اٹھائی تم کو اگر کمیہ کا عمل حاصل کرنا ہے تو اپنے باپ کی طرح ہماری خدمت میں آتے اور ہم تم کو ایسی کمیہ بخشیں گے کہ یہ کمیہ تمہاری نظر میں خاک نظر آئے گی۔ وفات حضرت عبداللہ شاہ کی ۸ جمادی الاول ۱۲۱۲ھ اور مزار بیرون شہر موضع مرننگ میں ہے اور غریب تاریخ وفات ملے ہے۔

۴۱۔ شیخ غلام حسین نساکن وایاں والی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ اعظمیہ میں نہایت عابد و زاہد و صاحب عشق و محبت و کشف و کرامت تھے۔ آخری زمانے میں اگر ان کو قطبِ وقت لکھا جائے تو بجا ہے۔ ہزاروں طالبانِ خدا ان کی خدمت میں آتے اور اپنی مراد کو پہنچے۔ طالبانِ دنیا میں سے بھی جو اہل حاجت حضرت کے دروازے پر حاضر ہوا خالی نہ گیا۔ ان کی ذات بابرکات گویا چشمہ فیض و دریائے رحمت تھی۔ کشف و کرامت جو ان کی ظہور میں آتی رہیں۔ ان کا ذکر لوگوں کی زبان پر اس قدر جاری ہے کہ ان کے اندراج کے لیے ایک کتاب علیحدہ لکھی جائے۔ وفات ان کی ۱۲۶۰ ہجری میں واقع ہوئی اور بعد وفات ان کے شیخ قیصر شاہ ان کے فرزند بھی جامع کمالات ظاہری و باطنی ان کی ذات سے بھی بہت سے لوگوں کو فیض پہنچا۔

لے ملاحظہ ہو : محمد دین کلیم : عبداللہ شاہ بلوچ لاہور ۱۹۷۱ء

لے شیخ غلام حسین بن بہرام خاں بن زکریا بن رسیدہ قوم تور عرف داوان، وایاں والی ضلع گوجرانوالہ میں آپ کا مزار ہے (از افادات ممدومی سید شرافت نوشاہی مدظلہ)

لے اصل نام کبیر شاہ تھا۔ سال وفات ۱۲۸۱ھ۔ آپ بادعائے حضرت سید الی بخش نوشاہی ساہنپالوی دف ۱۲۵۳ھ پیدا ہوئے دشرافت نوشاہی : کلید بخش قلمی

دوسرا حصہ

تذکرہ پیران خاندان چشتیہ اہل بہشت میں

ابتداءً اس سلسلہ عالیہ کی خواجہ حسن بصری سے ہے جنہوں نے فیض باطن جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے پایا۔ ان سے عبدالواحد بن نیدان سے خواجہ فضیل بن عیاض ان سے خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم ان سے خواجہ حذلیۃ المرعشی ان سے خواجہ جمہیرہ بصری ان سے خواجہ علو دینوری ان سے خواجہ ابواسحاق شامی ان سے خواجہ ابوالبدال ان سے خواجہ ابو محمد چشتی ان سے خواجہ ابویوسف چشتی ان سے خواجہ مودود چشتی ان سے خواجہ احمد چشتی ان سے حاجی شریف زندنی ان سے لے چشت کے بارے میں شجرۃ الانوار میں ہے:

(چشت نام کے) دو مقام ہیں۔ ایک شہر خراسان میں ہرات کے قریب واقع ہے۔ دوسرا چشت ہندوستان میں اوج اور ملتان کے درمیان ایک قصبہ ہے۔ خواجگان چشت خراسان والے چشت سے تعلق رکھتے ہیں۔ (بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ۲۶-۱۳۵۔ مشائخ سلسلہ چشتیہ کے اسمائے گرامی بالترتیب اس طرح ہیں:

- ۱۔ حضرت علیؑ ۲۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ ۳۔ ابوالفضل عبدالواحد بن نید ۴۔ ابوالفضل فضیل بن عیاض ۵۔ خواجہ ابراہیم بن ادھمؒ ۶۔ خواجہ سعید الدین حذلیۃ المرعشی ۷۔ خواجہ امین الدین ابی مہیرہ البصری ۸۔ خواجہ متشاد علی دینوری ۹۔ خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی ۱۰۔ ابی احمد بن فرسانہ البشتی ۱۱۔ ابی محمد بن احمد چشتی ۱۲۔ ابی یوسف چشتی ۱۳۔ خواجہ مودود چشتی ۱۴۔ خواجہ حاجی شریف زندنی ۱۵۔ خواجہ عثمان ہرونی ۱۶۔ خواجہ معین الدین حسن بصری (تاریخ مشائخ چشت ۱۳۹-۱۴۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب اقباء فی سلاسل الاولیاء میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چشتیہ سلسلہ خواجہ حسن بصریؒ کے ذریعہ حضرت علیؑ تک نہیں پہنچتا۔ اس لیے کہ خواجہ بصری اس وقت خود سال ستھے کہ لوہو خلیفہ نہیں ہو سکتے تھے۔ حضرت شاہ فرالدین دہلوی جو شاہ صاحب کے معاصر تھے۔ اس خیال کی تردید میں ایک رسالہ فخر الحسن کے نام سے لکھا۔ اس رسالہ کی شرح مولانا حسن الزمان حیدر آبادی ف ۱۳۲۸ھ نے قول المستحسن فی فخر الحسن کے نام سے عربی زبان میں ایک ضخیم شرح لکھی تھی جو حیدر آباد سے ۱۳۱۷ھ میں چھپ چکی ہے۔

سے خواجہ عثمان ہرونی، ان سے خواجہ معین الدین حسن سجری ثم الاجیری نے خلافت پائی اور یہ سلسلہ ہند اور پنجاب میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سجری سے شائع ہوا اور ہزاروں طلباء تکمیل پا کر قرب الہی کے مارچ پر پہنچے۔

۴۲۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ اکابر اولیاء و اجل اصفیائے ہند میں سے ہیں۔ خرقہ خلافت انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین حسن سجریؒ سے پایا۔ اصل ان کا سادات اوش سے تھا جو ایک قصبہ سرزمین ماورالنہر میں ہے۔ شجرہ نسب ان کا حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ اس طرح پر پہنچتا ہے کہ خواجہ قطب الدین بن سید کمال الدین بن سید موسیٰ بن سید احمد اوشی بن سید کمال الدین بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحق بن سید احسن بن سید معروف بن سید احمد بن سید رضی الدین بن حسام الدین بن رشید الدین بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ خرد سالی کی عمر میں ان کا باپ مرگیا اور والدہ ماجدہ نے ان کو پڑھایا اور تربیت کی جب بالغ ہوئے تو بطلب حتی گھر سے نکلے اور بخدمت خواجہ معین الدین حسن سجریؒ حاضر ہو کر مدید ہوئے۔ بعد تکمیل پیر و شن ضمیر نے ان کو دہلی کو مامور کیا اور حکم دیا کہ اس شہر میں رہ کر ہایت خلق میں مشغول ہو چنانچہ دہلی میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے خوارق و کرامات و زہد و ریاضت کے ذکر میں صد ہا کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ مشہور کرامت ان کی یہ ہے کہ جب حضرت کے گھر سماع ہوتا اور خلقت جمع ہوتی تو حضرت اپنی بغل میں سے دو دو گرم کاک یعنی کچے نکال کر دیتے جاتے۔ یہاں تک کہ تمام مفضل کے لوگ سیر ہو جاتے۔ اسی واسطے حضرت کا خطاب کاکی مشہور ہے۔

۱۔ خواجہ معین الدین حسن سجریؒ حقیقی ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے بانی تھے۔ آپ کے حالات سے اکثر کتابوں میں ملتے ہیں مثلاً سیر الاولیاء، سیر العارفین اور اخبار الاخیار وغیرہ۔ آپ کی نسبت سجری (س۔ ج۔ ز۔ می) ہے نہ کہ سجری۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، مقدمہ دیوان امیر حسن سجریؒ نوشتہ مسعود علی عوی۔

۲۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ معین الدین حقیقی سے امام ابوالعیث سمرقندی کی مسجد میں لفظ میں ملے اور خرقہ خلافت حاصل کیا (سیر الاولیاء ص ۴۸)

۳۔ اوش، فرغانہ میں اندیمان کے جنوب مشرق میں، ایک قصبہ ہے۔

وفات حضرت کی چودھویں ماہ ربیع الاول ۶۳۴ ہجری میں عین سماع میں ہوئی تھی۔ اس روز حضرت کے
 یہاں مجلس سماع تھی اور قوال حضرت احمد جام کی غزل گاتا تھا۔
 منزل عشقت مکان دیگرست ایں جہازا ہم جانے دیگرست
 جب یہ غزل گاتے گاتے نوبت اس شعر کی آپہنچی۔
 کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جانے دیگرست
 تو حضرت کا حال برگشتہ ہو گیا اور اسی حالت میں جہان دے دی
 قطعہ تائید

گئے جنت کو جب دنیائے دون سے جناب شاہ شاہان قطب اقطاب
 ندامت سے یہ سہر کو آئی کہ والا قطب دوراں قطب اقطاب

۴۳۔ حضرت شیخ فرید الدین مہر گنج شکر اجمودھنی پاک پٹنی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان چشت اہل بہشت میں ترک و تجرید وزہد و ریاضت و علم و عمل و کشف و کرامت
 میں ہر ایک سے سبقت لے گئے تھے۔ ذوق و شوق و محبت و وجد و سماع سے ان کو کمال شغل رہتا
 تھا۔ زہد و ریاضت راوہ خدائیں جس قدر انہوں نے کیا ہے کسی نے متقدمین اولیاء میں سے بھی
 نہیں کیا۔ روزہ آپ کا دائمی تھا جب افطار کرتے تو درختوں کی پتی ان کی خوراک تھی۔ تمام روز خلم
 کی تلقین میں گذر جاتا اور رات عبادت میں۔ ان کا باب جمال الدین سلیمان ان کا بھائی سلطان
 لے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا صیغہ سال وفات ۱۲ ربیع الاول ۶۳۲۔ ۶۳۱ (عبدالحی شیخ: اخبار الانبیاء ۶۵)
 ملاحظہ ہو:

۱۔ حسن سبزی امیر: فوائد الفوائد مرتبہ ملک لطیف ۲۵، ۲۴، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰

محمود غزنوی کا سلطان شہاب الدین غوری کے وقت کابل سے لاہور میں آیا۔ چندے قصبہ قصور میں سکونت رکھی پھر ملتان میں گیا اور ملا وجہ الدین غزنوی کی دختر قسّم خاتون سے نکاح کیا۔ اس کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک شیخ اعز الدین محمود دوم فرید الدین مسعود تیسرے نجیب الدین متوکل کریمینوں بھائی اپنے زمانے کے یگانہ تھے اور شجرہ ان کے بزرگوں کا سترہ واسطوں کے ساتھ سلطان ابراہیم بن ادھم کے ساتھ اور تیس واسطوں کے ساتھ حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب کے ساتھ منہی ہوتا ہے۔ اس طرح پر کہ حضرت شیخ فرید الدین بن جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد المشہور بفرخ شاہ بادشاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بشیخال شاہ بن سامان شاہ بن سلیمان مسعود بن عبد اللہ بن واعظ الاکبر بن ابو الفتح بن ابقیہ حاشیہ قاضی شعیب کی وفات کے بعد قصبہ کتوال (ماہین ملتان واجدھن) اس وقت ایک معمولی قصبہ ہے جسے مشائخ کی چادلی کہتے ہیں) کے قاضی مقرر ہوئے اور وہیں دفن بھی کیے گئے (سیر العارفین ص ۲۲، معارج الولاہی بحوالہ لائف اینڈ ٹائمز آف شیخ فرید الدین از خلیق احمد نظامی ص ۱۱)

۱۔ یہ روایت سیر الاولیاء، مرآۃ الاسرار، معارج الولاہی اور سیر العارفین (قدرے اختلاف کے ساتھ) منقول ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ قاضی شعیب ۱۱۷۵ھ سے پہلے اور مگلوں کے قبضے سے تقریباً چالیس برس قبل بن سرائے میں آئے (خلیق احمد نظامی، شیخ فرید الدین ص ۱۱) بلکہ قاضی شعیب گز (۱۶۸۱ھ) کے آگے کے وقت ۵۵۲ھ / ۱۱۵۷ء میں ہندوستان میں آئے۔

۲۔ ملا وجہ الدین غزنوی کا کسی معاصر تذکرہ نویس نے ذکر نہیں کیا۔ ان کا نام سیر العارفین، مرآۃ الاسرار، سیر الاقطاب اور روضۃ الاقطاب میں ہی درج ہوا ہے۔

۳۔ غوثی نے آپ کو حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد میں سے بتایا ہے ص ۱۱۱ سیر الاقطاب پہلا تذکرہ ہے جس میں حضرت بابا صاحب کا شجرہ نسب درج ہوا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے کی کتابیں شجرہ نسب سے خالی ہیں۔ سیر الاقطاب سے مقابل کے بعد مفتی صاحب کا منقولہ شجرہ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو :

شیخ فرید الدین مسعود بن شیخ سلیمان بن شیخ شعیب بن محمد امجدین شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین معروف بفرخ شاہ کابل بن فخر الدین محمود بن سلیمان بن شیخ مسعود بن عبد اللہ واعظ الاکبر بن ابو الفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ نصیر بن عبد اللہ بن حضرت عمر فاروقؓ (سیر الاقطاب ص ۱۶۳)

اسحاق بن سلطان المتقین ابراہیم بادشاہ ملخ بن ادھم بن سلیمان بن ناصر بن عبدالشہن امیر المومنین فاروق اعظم عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد وفات فرخ شاہ بادشاہ کابل کے جب کابل کا ملک شاہان غزنی نے لے لیا۔ اس خاندان سے سلطنت جاتی رہی مگر اولاد اس کی بدستور کابل میں رہی۔ پھر جب چنگیز خاں سلطان خوارزم پر غالب آیا اور شہر کابل پر آفت آئی تو حضرت کے جد بزرگوار لڑائی میں شہید ہوئے اور شیخ جمال الدین سلیمان ہندوستان کو چلے آئے۔ ولادت حضرت گنج شکر کی سال پانسو ستیاسی بھری میں بموضع کھوتوال علاقہ ملتان عمل میں آئی۔ پرورش بھی حضرت نے ملتان سے پائی۔ خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی سے پایا۔ حضرت نے سیر بھی بہت کی اور بہت بزرگوں سے فیض باطنی پایا۔ بعد حصول خرقہ خلافت حضرت نے شہر ہانسی میں سکونت اختیار کی پھر اچودھن میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت کے خوارق و کرامت ہزاروں درج تواریخ کتب ہیں۔ اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ شائق کتاب خزینۃ الاصفیاء میں دیکھ لے مگر ایک کرامت کا ذکر منجملہ ان کے یہاں بھی لکھا جاتا ہے کہ حضرت نے ایک قطعہ زمین ایک شخص سے شمول خانقاہ کے لیے قیمت دے کر خریدا۔ چند ماہ کے بعد ایک اور بھویدار اس زمین کا پیدا ہوا اور اس نے استغاثہ اس دعوے کا دیسا پور میں جا کر حاکم شاہی کے دربار پیش کیا۔ وہاں سے حضرت کی اصالت یا وکالت طلبی ہوئی۔ حضرت نے ایک خادم کو جواب دی کے واسطے بھیجا۔ پھر گواہ طلب ہوئے جن سے زمین ملکیت بالغ کی ثابت ہو۔ حضرت نے حاکم کے بار بار تقاضے سے تنگ لے فرخ شاہ کی شخصیت کے بارے میں کتب تاریخ خاموش ہیں۔ سیر الاولیاء میں اسے کابل کا بادشاہ بتایا گیا ہے (صفحہ ۷۵) مولانا محمد ہاشم کشمیری نے اسے اجلہ امرا و اعظم وزراء سلطین کابل لکھا ہے۔ (زبدۃ المقامات ۸۸)

۷۷ دیکھیے حاشیہ نمبر ۱ گزشتہ صفحہ

۷۸ یا صاحب کے سال ولادت میں از خلافت پایا جاتا ہے۔ ۵۸۲ھ تو بالکل غلط ہے۔ سیر الاولیاء میں سال ولادت ۵۶۹ھ اس صلیح سے فوائد الغلو میں ہے کہ یا صاحب نے ۹۳ سال کی عمر پائی۔ اس لیے جب ہم فوائد الغواد کے مطابق شمار کریں تو آپ کھلنا ۱۱۰۱ھ یا ۱۱۰۲ھ ہے مگر سیر الاولیاء کے مطابق ۵۶۹ھ۔ ہمارے نزدیک فوائد الغواد کو سیر الاولیاء پر ترجیح حاصل ہے کہ یا صاحب کا سال ولادت ۵۷۱ھ درست ہے (خلیق احمد نظامی: شیخ فرید الدین گنج شکر لکھنؤ)

۷۹ ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۲ گزشتہ صفحہ

اگر فرمایا کہ اس گردن ٹوٹے تو کہہ دو کہ خود اگر زمین سے پوچھ لے۔ اگر زمین گواہی نہ دے گی تو ہم گواہ بھیج دیں گے۔ حاکم یہ بات سن کر کمال متعجب ہوا اور کہا کہ اچھا ہم چلتے ہیں۔ اگر زمین نہ بولی تو فرمید اس بات کی سخت سزا پائے گا۔ پس حاکم خود سوار ہو کر آیا اور ہزاروں لوگ دیکھنے والے جمع ہوئے جب مجمع ہو چکا تو اول مرغی کو حکم ہوا کہ زمین سے اپنی ملکیت کا سوال کرے۔ چنانچہ اس کے سوال پر زمین نے کچھ آواز نہ دی پھر حضرت کی طرف سے ایک خادم نے زمین سے پوچھا کہ تو کس کی ملکیت ہے۔ زمین سے آواز آئی کہ میں اس کی ملکیت تھی جس نے فرید کے پاس مجھ کو فروخت کیا اور اب ملکیت خواجہ فرید کی ہوں۔ یہ بات سن کر حاکم حیرت میں آیا اور مدعی کو سخت سزا دی۔ بعد فیصلے کے جب وہاں سے چلا تو گھوڑے نے ناخن لیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ اسی وقت گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ نعوذ باللہ من غضب الاولیاء۔ وفات حضرت کی پانچویں ماہ محرم ۶۶۴ ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ منورہ بمقام پاک پٹن زیارت گاہ خلت ہے۔

قطعہ تاریخ

چو اندر زمین آہ نند گنج نہاں گشت فردے یگانہ فرید
ز سرور عجب سال تاریخ او عیاں گشت فردے یگانہ فرید

۱۔ بابا صاحب کے سال وفات میں بھی اختلاف ہے لیکن ۶۶۴ھ ہی معتبر اور صحیح ہے (خلیق احمد نظامی)؛ لائف اینڈ مائنر ٹیپا فرید ۵۶-۵۸، حضرت بابا صاحب سے ملفوظات کے کئی مجموعے منسوب ہیں (قائد الکین ملفوظات قطب الدین بختیار کاکی جامع بابا صاحب)، انسار الاولیاء، جامع شیخ بدیع الدین اسحاق، راحت القلوب جامع خواجہ نظام الدین اولیاء، یہ تمام مجموعے محض وضعی اور منسوب ہیں (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو خلیق احمد نظامی، بابا فرید ۱۱۸-۲۰، محمد اقبال مجددی، احوال و آثار عبد اللہ خلیق ص ۹۹-۱۰۰)

ملاحظہ ہو:

- ۱۔ امیر حسن سجری، فائد الغزادہ مطبوعہ لاہور
- ۲۔ امیر خود، سیر الاولیاء ۵۴-۸۱
- ۳۔ عبد اللہ شیخ، انبالاخیار ص ۵۲-۵۳
- ۴۔ جمال، سیر العارفین ۹۰-۹۷
- ۵۔ نظام غریب یمنی، لطائف اشرفی
- ۶۔ حمید شاعر قلند، خیر المباحس مرتبہ خلیق احمد نظامی علی گڑھ
- ۷۔ سل بیگ، ثمرات القدس قلمی مملوک مولانا نصرت نوشاہی شرقیہ پاکستان (باقی اگلے صفحہ پر)

۴۴۔ حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت فرید الدین گنج شکر کے خلفا میں سے عارف کامل صاحب ارشاد جوامع سیادت و نجابت و شرافت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و شوق و ذوق و وجد و سماع و خوارق و کرامت تھے۔ فقربان مقامات بلند و مدارج ارجمند رکھتے تھے۔ حضرت کی طبیعت میں جلال بہت تھا۔ صابر خطاب ان کو پیر روشن ضمیر سے عنایت ہوا۔ اس خدمت پر کہ انہوں نے بارہ برس تک باورچی خانہ کی خدمت کو انجام دیا مگر خود بے اجازت ایک لقمہ نہ کھایا صرف درختوں کی پتی کھا کر گزارا کیا۔ جب یہ حال ان کے پیر پر روشن ہوا تو کمال مہربانی سے صابر خطاب بخشا اور دہلی کا قطب بنا کر فرمان لکھ دیا۔ چونکہ حضرت فرید الدین گنج شکر کا یہ دستور تھا کہ جس خلیفہ کو کسی ملک کو روانہ کرتے۔ فرمان اپنے دستخط سے لکھ کر اس کو دیتے اور فرماتے کہ خواجہ جمال الدین ہانسوی کے پاس جا کر اس کی مہر کرالو۔ پس وہ ہانسی جاتا اور جمال الدین کی مہر اس پر کر لیا۔ مگر مامورہ کی طرف روانہ ہو جاتا۔ اس رسم کے بموجب علامہ الدین علی احمد صابر بھی ہانسی پہنچے۔ چونکہ یہ خواجہ فرید الدین گنج شکر کے بھانجے اور داماد اور مقامات ولایت میں سب سے بڑھ کر تھے۔ ان کے استقبال کے لیے خواجہ جمال الدین ہانسی سے دو میل باہر آئے۔ انہوں نے ان کی تکریم کی مگر چندول

(بقیہ حاشیہ) ۸۔ غوثی : اذکار الابرار۔ ترجمہ گلزار الابرار ص ۴۳۔ ۵۳

۹۔ علی اکبر اردستانی : مجمع الاولیاء قلمی ذخیرہ آذر نمبر ۱۱۔ ۸

۱۰۔ عبد اللہ خوشی قصوری : معارج الولاہ قلمی ذخیرہ آذر ورق ۲۱۔ ۲۶

۱۱۔ محمد بلق : مطلب الطالبین قلمی ذخیرہ مولانا غلام علی الدین قصوری مخدوم کتاخانہ گنج بخش راولپنڈی

۱۲۔ اصغر علی : جوامع فریدی لاہور ۲۳۔ معنی اجیری : سوانح حضرت بابا فرید الدین

۱۳۔ K.A. Nizami: Life and Times of Sh. Farid-ud-Din Ali Ghaznavi, 1955.

۱۴۔ مسلم نظامی : انوار الفریذ پاک پٹن ۱۹۹۵ء

۱۵۔ محمد اسلم : کیا سلطان بلبن کی کوئی بیٹی بابا صاحب سے منسوب تھی؟ مشمولہ تاریخی مقالات ۹۔ ۳۱

۱۶۔ وحید احمد مسود : سوانح حضرت بابا فرید الدین کراچی ۱۹۹۵ء

سے نیچے نازرے اور خواجہ جمال الدین پا پیادہ ان کی سواری کے ساتھ رہے اور اپنی مسجد میں لے جا کر اتارا۔ اس وقت شام کی نماز کا وقت تھا۔ خواجہ جمال الدین نے ان کو نمازیں بھی امام کیا۔ جب نماز پڑھ چکے اندھیرا ہو گیا۔ حضرت نے اپنا فرمان خواجہ جمال کو دکھایا اور مہر کر دینے کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا۔ اب شام کا وقت ہے آپ آرام کریں کل صبح مہر کر دوں گا۔ یہ بات سنتے ہی حضرت نے دلہنے ہاتھ کی بڑی انگلی کو پھونکا۔ اس پھونک سے انگلی شمع کے مانند روشن ہو گئی۔ فرمایا کہ اگر اندھیرے کا خیال ہے تو اب روشنی ہو گئی ہے۔ روشنی میں فرمان پڑھ کر مہر کر دو۔ یہ بات سن کر خواجہ جمال نے فرمان پھاڑ کر کہا کہ دہلی بے چاری تیری ایسی آتشیں دم سہانے کی قوت نہیں رکھتی۔ اس بات پر حضرت کمال ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تو نے میرے فرمان کو پھاڑ ڈالا ہے۔ میں نے تیرمی ولایت کو پھاڑ ڈالا۔ انہوں نے کہا اول سے یا آخر سے۔ کہا۔ آخر سے۔ یہ بات کہہ کر حضرت وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ خواجہ فرید کی خدمت میں اگر کل حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ پارہ کردہ جمال را فرید تواند دوخت۔ بعد کچھ مدت کے خواجہ فرید نے حضرت صابر کو شہر کلیر روانہ کیا اور فرمانِ تولیت اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا۔ یہ تعمیل ارشاد حضرت وہاں جا کر سکونت پذیر ہوئے۔ شہر والے حضرت کی طرف رجوع نہ لائے۔ کوئی طالبِ خدا خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ چند ماہ اسی طرح گزر گئے تو ایک روز جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے حضرت جمعہ مسجد میں گئے اور امام کے مصطفیٰ کے بہت نزدیک بیٹھ گئے۔ جب نمازی جمع ہوئے تو لوگوں نے حضرت کو کہا کہ جہاں تم بیٹھے ہو یہ مقام قاضی کی جانا نما ہے۔ یہاں سے اٹھ کر دوسری صف کی جگہ پر چلے جاؤ۔ حضرت وہاں سے نہ اٹھے اور فرمایا کہ قاضی سے بڑھ کر تہہ قطب کا ہے اور ہم اس سرزمین کے قطب ہیں۔ یہ بات سن کر لوگ ہنسے اور ان کی بات مہنسی میں اڑا دی اور زبردستی وہاں سے باز و پکڑ کر اٹھا دیا۔ حضرت سب سے پیچھے آکھڑے ہوئے اور طبیعت پر جلال و غضب غالب تھا۔ جب لوگ نماز پر کھڑے ہوئے اور حضرت کو کوئی جگہ نماز پر کھڑے ہونے کے لیے نہ ملی تو حضرت نے مسجد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے مسجد تمام لوگ سجدے کو جاتے ہیں۔ تو بھی سجدہ کر۔ یہ بات کہتے ہی مسجد مع چھت اور دیواروں کے ان پر گر پڑی اور سب لوگ نیچے آ کر ہلاک ہو گئے۔ اس روز سے بتاثر غضب و جلال حضرت کے اس شہر پر دانا نزل ہوئی اور تھوٹے

عرصے میں وہ شہر ویران ہو گیا اور حضرت بفرغ باطن عبادت میں مشغول ہوئے اور تمام عمر اسی ویرانہ میں بسر کی۔ اس وقت حضرت کے پاس صرف شمس الدین ترک پانی پتی خدمت گزار و خادم رہتے تھے جب ان کو بھی حضرت نے پانی پت کی طرف روانہ کر دیا تو بحالت تنہائی دہلا لے حضرت صابرؒ کا ذکر معاصر کتب میں نہیں ملتا۔ سیر الاولیاء میں یہ چند غیر واضح سطور ہیں :

محمد مبارک علوی مدعو بہ امیر خود عرض پرداز ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک درویش صاحب نعمت شیخ علی صابرؒ نام درویشی میں ثابت قدم اور مستجاب الدعوات قصبہ ڈیکری کا رہنے والا شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کامرید تھا۔۔۔۔۔ رخصت ہوتے وقت شیخ علی صابر نے وصیت کی درخواست کی۔ تو شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ جاؤ زندگی خوشی سے بسر ہوگی چنانچہ آپ کی دعا سے اس بزرگ کی زندگی بڑے عیش سے گزری۔ یہ شخص نہایت خوش باش اور منہس نکمہ تھا (سیر الاولیاء اردو ترجمہ ۱۶۵)

صاحب لطائف اشرفی (حدود ۸۳۰ھ) کے الفاظ بھی قابل توجہ ہیں۔

حضرت قطب المشائخ شیخ علی صابرؒ کا زکریا خلیفہ حضرت کبیر (بابا فرید الدین صاحبؒ) اندوانک قوی در میان واقع شدہ بود باز رفع اوباحسن وجہ محال گشتہ (جلد اول ص ۳۶۷)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :

شیخ صابرؒ در سیر الاولیاء رمی نویسد کہ اوراد و ریشی بود۔ ثابت قدم و صاحب نعمت مرید شیخ فرید الدینؒ است و شیخ فرید الدین وقتی کہا و اجازت بیعت می کرد۔ فرمود صابرؒ زندگی خوش خواہی گذرانید و بچناں بود تا زندہ بود بہ عیش خوشی گذرانید و او مردی خوش باش و کشادہ بود و غالباً اس شیخ صابر غیر شیخ علی صابرؒ است کہ او ماد شیخ فرید الدین و خلیفہ او بود و قبر او در قصبہ کلیر است و سلسلہ شیخ عبد القدوس و غیرہ یہی منتهی می شود و ذکر او در سیر الاولیاء اصلاً نیکوہ و آنچه کردہ ہمیں شیخ صابرؒ را کردہ برآں نہی کہ در عزان مذکور شد و ترک ذکر او خالی از غرابت نیست، و تواند کرد او از شیخ صابرؒ ہمیں شیخ علی صابرؒ باشند و انشاء اللہ (اخبار الاخیار ص ۶۶)

اس سلسلہ میں بہت بعد میں جو کتا ہیں لکھی گئیں۔ ان کا ماخذ کشف والہام قرار پایا اور — تجل نہ دیند حقیقت رہ فسانہ زندہ والا معاطہ پیش آگیا حقیقت یہ ہے کہ حضرت صابرؒ ان اولیاء اللہ میں سے تھے جو اخفائے حال کو پسند کرتے ہیں اور ان کا یہ اخفائے حال بعد وصال بھی کچھ عرصہ تک رہا — ان کا روحانی فیض اور صابرؒ کے اکابر اولیاء اللہ ان کی عظمت و بزرگی پر شاہد عادل ہیں۔

تشریف رکھی۔ آخر سال چھ سو نوے میں بحالت سماع وفات پائی اوس روز خواجہ شمس الدین خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے حضرت کو دفن کیا اور روضہ مکلف بنوایا جواب تک زیارت گاہ خلق ہے۔ قطعہ تاریخ

بمشوق ازل موصول گردید چو آں عاشق علاء الدین صابر
بال احتمال آں شہ دین بگو صادق علاء الدین صابر

۴۵۔ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہ

یہ بزرگ خواجہ علی احمد صابر کے خلیفہ تھے اور حضرت کے حکم سے شہر پانی پت میں اگر سکونت پذیر ہوئے۔ ہزاروں آدمی ان کے ذریعے سے مراتب قرب الہی تک پہنچے۔ اصلی وطن ان کا ترکستان تھا۔ عبد بزرگوار ان کے شیخ احمد سیوی مشہور اولیاء میں سے تھے۔ شجرہ نسب ان کا حضرت امام محمد حنیف فرزند ارجمند علی المرتضیٰ کے ساتھ ملتا ہے اور علوی قریشی کہلاتے تھے حضرت کے خوارق و کرامت کے ذکر سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور اس مختصر میں گنجائش اس کی نہیں ہے۔ وفات حضرت کی ۱۵، ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پانی پت میں ہے۔

۴۶۔ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی قدس سرہ

اکابر اولیاء رے چشت خاندان میں سے یہ بزرگ ہیں۔ شجرہ نسب ان کا حضرت امام عظیم کوئی کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ شیخ بوعلی قلندر بن سالار فخر الدین بن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابابکر غازی بن فارس بن عبدالرحمان بن عبدالرحیم بن محمد بن امام نعمان امام عظیم کوئی رحمۃ اللہ علیہ اور شجرہ پیران عظام کا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے ساتھ اس طرح پر گرہ کھاتا ہے کہ شیخ بوعلی قلندر مرید و خلیفہ شیخ عاشق خدا اور وہ مرید و خلیفہ امام الدین ابدال اور وہ مرید ہے آپ کی نسبت طریقت صحیح معلوم نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق لکھتے ہیں :

نسبت ارادت اویسی ازیں مشائخ مشہور نیست۔ یعنی گویند کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ارادت داشت و

بعض گویند بہ شیخ نظام الدین اولیاء دینیج کی ازیں دو نقل بہ صحت ذر سیدہ است (اخبار الاخیار ۱۲۰ - ۱۲۱)

وخلیفہ شیخ بدرالدین غزنوی اور وہ مرید و خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے حضرت کا طریق مجذوبانہ قلندرانہ اور کلام آپ کا توحیدانہ تھا۔ خوارق و کرامت ان کی ہزاروں کتابوں میں تحریر ہیں۔ وفات ان کی ۱۳۔ ماہ رمضان ۷۲۴ ہجری میں واقع ہوئی۔

۴۔ سلطان المشائخ نظام الدین بدایونی دہلوی قدس سرہ

یہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر پاک پٹنی کے تھے۔ اصلی نام حضرت کا محمد بن احمد دانیال بن علی بخاری تھا اور لقب سلطان المشائخ و سلطان الاولیاء سلطان السلطین و خطاب محبوب الہی و نظام الملتہ و الدین تھا۔ ان کے دادا شیخ علی بخاری اور نانا ان کے شیخ خواجہ عرب دونوں اول بخاری تھے۔ آپ کے والد اور چند سال لاہور میں سکونت رکھی۔ پھر بدایوں میں جا کر قیام کیا۔ شیخ احمد دانیال ان کے باپ بھی ہمراہ تھے۔ ۶۳۴ھ میں بمقام بدایوں حضرت پیدا ہوئے۔ پانچ برس کی عمر میں حضرت کا باپ مر گیا اور بی بی زلیخا ان کی والدہ نے ان کو پرورش کیا بارہ برس کی عمر میں حضرت نے علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی کی تعلیم سے فراغت پائی اور دستار فضیلت زینب سرفرائی۔ بعد ازاں بوسیلہ جمیلہ شیخ نجیب الدین متوکل بخدمت شیخ لے آپ کی تصانیف میں سے مکتوبات مشہور ہیں (الغنی) دانش گاہ پنجاب میں جو رسالہ مکتوبات بوعلی شاہ قلندر ہے۔ وہ محض منسوب ہے۔ آپ کے دیوان فارسی کی شرح فتاح النیب کے نام سے چھپ چکی ہے۔

لاحظہ ہو :

۱۔ عبدالحی شیخ، اخبار الاخبار ۱۲۰-۱۲۲ (۲)، غوثی : اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ۱۰۰-۱۰۱

۲۔ امیر خسروؒ نے صرف سید علی کا مع خاندان بخاری سے ہجرت کا ذکر کیا ہے (سیر الاولیاء ۹۲-۹۴) نیز جمالی نے لکھا ہے کہ خواجہ نظام الدینؒ کے والد احمد بن دانیال نے غزنی سے ہجرت کی تھی۔ (سیر العارفین)

۳۔ امیر خسروؒ نے آپ کا سال ولادت ۵۳۶ھ/۱۱۳۸ء درج کیا ہے (ص ۱۵۴) اس لیے مفتی صاحب کا مندرجہ ۵۳۴ھ درست نہیں ہے ۵۳۵ھ یا ۵۳۶ھ کی روایت قیاسی ہے۔ سولہ سال کی عمر میں تو آپ نے حصول علم کے لیے بدایوں سے دہلی کا سفر کیا اور تین یا چار سال دہلی کے قیام کے دوران وہاں کے مقتدر اصحاب سے اکتساب علوم کیا (امیر خسروؒ کی مثنوی خود فرماتے ہیں "من بقدر دوازده سالہ بودم کم و بیش لغت می خواندم" (فوائد الخواد ۷۵۲)

فریدالدین گنج شکر کے حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال میں بکمال محنت و ریاضت و عبادت تکمیل پائی اور بعد حصول خرقہ خلافت دہلی کو رخصت ہوئے۔ دہلی آکر حضرت جب مشغول عبادت ہوئے تو لاکھوں آدمی طالبان حق خدمت میں حاضر ہوئے اور وقفہ و رخ حاصل ہوا کہ کسی کو اس وقت کے اولیاء کو نصیب نہ تھا۔ دولت ظاہری کا یہ حال تھا کہ ہزاروں روپیہ روزمرہ حضرت کے لنگر میں خرچ ہوتا اور ہزاروں روپیہ نقد خیرات کیا جاتا اور باطنی فیض کی یہ حالت تھی کہ جو طالب حق بصدر لائق خدمت میں حاضر ہوتا۔ بتا خیر نظر کیا اور دلی کامل ہو جاتا حضرت کے خوارق و کرامت کے تذکرے سے ہزاروں کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ کسی کی طاقت ہے جو بیان کر سکے۔ مگر لاکھوں میں سے ایک ہیمل بھی لکھی جاتی ہے۔ نقل ہے کہ ایک فاضل جاگیر دار کے گھر آگ لگ گئی اور فرمان جاگیر جو ان کو بادشاہ سے ملا ہوا تھا جل گیا۔ اس نے بڑی محنت و مشقت سے دوسرا فرمان حاصل کیا، مگر جب وہ فرمان لے کر دیوان شاہی سے نکلا۔ وہ بھی نفل سے گر پڑا اس بات سبب گھبرا اور بکمال شغلی ہوئی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر فرمان تمہارا مل جائے تو پیران چستہ کے ارواح دو آٹا ر حلوادو گئے۔ اس نے عرض کی کہ میں فرمان کے ٹٹنے سے پہلے ہی حلوالاکر فاتحہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ وہ گیا اور بازار سے حلوالے آیا۔ جب حضرت کے پاس آیا تو حلوائی نے جس کاغذ سے حلواس کو ڈھانک کر دیا تھا۔ وہ کاغذ اسی کا فرمان نکلا۔ حضرت نے حلوے کے اوپر سے وہ کاغذ اٹھا کر اس کو دے دیا اور فرمایا کہ لو تمہارا یہ فرمان ہے جب اس نے غور سے دیکھا تو اسی کا فرمان وہ تھا۔ نقل ہے کہ حضرت سلطان المشائخ تمام عمر مجرور رہے اور نکاح نہ کیا۔ باعث یہ ہوا کہ ایک روز خواجہ فرید ان کے مرشد نے روزہ افطار کیا اور ان کو حکم دیا کہ ہمارے کھانے کیلئے کچھ لاؤ۔ سلطان المشائخ نے اپنی پگڑی گرہ کی اور تصور اسالو بیا خرید کر نمکین پکایا اور پیر کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت کھا کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے خدا سے مانگا ہے کہ تیرے مہمان خانے میں ہر روز تہتر من نمک خرچ ہو کر رہے۔ یہ مہربانی کا کلام سن کر سلطان المشائخ تعظیم کو اٹھے۔ چونکہ پاجامہ آپ کا اس وقت پھٹا ہوا تھا حضرت نے اپنا پاجامہ منگو کر ارشاد کیا کہ ہمیں لے سلطان المشائخ نے اپنے پاجامہ کے اوپر اس کو پہن لیا جب ازار بند ماندھنے لگے تو مارے جلدی کے ازار بند ہاتھ سے چھوٹ کر پاجامہ پاؤں پر گر پڑا حضرت نے فرمایا کہ ازار بند مضبوط کر کے ماندھ لے عرض

کی کہ کس قدر مضبوط باندھوں فرمایا۔ اس قدر کہ سوائے روز قیامت کے نہ کھلے، اگر کھلے تو حوران بہشت پر کھلے۔ عرض کی کہ بہتر ہے۔ اس روز سے سلطان المشائخ نے ارادہ نکاح کا فریغ کیا اور تمام عمر مجرور ہے۔ وفات حضرت کی اٹھارہویں ربیع الآخر بدھ کے روز سات سو پچیس ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ مبارک شہر دہلی میں زیارت گاہ خلق ہے۔

قطعہ تاریخ

گئے دنیا سے جب نظام الدینؒ کھلے جنت کے ان کے واسطے ابواب
سال تاریخ کے لیے سرور بولا ہاتھ کہ اشرف الاقطابؒ

۴۸۔ خواجہ امیر خسرو شاعرِ چشتی دہلوی قدس سرہ

خواجہ سلطان المشائخ کے خلفاء میں سے تھے یہ حضرت کمال متقدا اپنے پیر کے تھے اور پیر روشن ضمیر کے رو برو اس سے زیادہ کوئی محرم اسرار و واقف راز نہ تھا۔ نام اصلی ان کا ابوالحسن اور
سے ملاحظہ ہو :

(۱) امیر حسن بجزی : فوائد الفوائد مرتبہ محمد لطیف ملک لاہور ۱۹۶۶ء

(۲) کرنائی امیر خسرو : سیر الادبیات دہلی ۱۳۲۲ھ (۳) جمالی : سیر العارفین ۱۱۴-۱۵۹

(۳) برنی : تاریخ فیروز شاہی کلکتہ ۱۸۶۲ء (۵) عنیف : تاریخ فیروز شاہی کلکتہ ۱۸۹۰ء

(۶) حمید شاعر قلندر : خیر الجاس مرتبہ خلیق احمد نظامی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

(۷) عبدالحق شیخ : اخبار الاخبار

(۸) لعل بیگ لعلی : ثمرات القدس قلمی مملوک مولانا نصرت نوشاہی شری قہور

(۹) غوثی : اذکار الابرار۔ ترجمہ گلزار ابرار۔ ص ۸۲

(۱۰) محمد صادق : کلمات الصالحین قلمی مملوک پروفیسر قریشی احمد حسین احمد بکرات

(۱۱) خلیق احمد نظامی : سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات دہلی ۱۹۵۸ء

شعر میں تخلص خسرو تھا۔ ان کا باپ امیر سعید الدین ایک امیر صاحب جاہ و دولت و علم و حلم تھا اور ارادت بخدمت سلطان المشائخ رکھتا تھا۔ وہ ستر سال کی عمر میں کفار کی جہاد میں شہید ہوا۔ نانا خواجہ خسرو کا امیر عمادی الملک بھی ایک شخص صاحب خیر و برکت و واقف رموز ظاہری و باطنی تھا۔ خواجہ خسرو باپ کے مرنے کے بعد نو سال کے رہ گئے اور امیر عمادی الملک کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ ایک بھائی خواجہ خسرو کا جس کا نام اعز الدین علی تھا۔ کمال مقبول و محبوب سلطان المشائخ کا تھا۔ صاحب سفینۃ الاولیاء لکھتے ہیں کہ خواجہ خسرو کی دلی محبت منزل میں اس قدر آتش عشق مشتعل تھی کہ پیراہن ان کا ہر وقت قلب کی جگہ سے جلا رہتا تھا۔ جب نیا پیراہن پہنتے تو اسی وقت پیراہن قلب کے مقام سے جل جاتا۔ تصانیف ان کی ایک کم سو مشہور ہیں اور اشعار منظوم فارسی پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہیں اور ہندی اشعار اس سے علاوہ بے شمار ہیں اور فی البدیہہ کہنے پر ان کی طبیعت ایسی قادر تھی کہ کتاب مطلع الانوار بحواب مخزن الاسرار نظامی انہوں نے دو ہفتہ میں تمام کی۔ وفات ان کی سنہ سات سو پچیس میں سلطان المشائخ کی وفات کے بعد چھ ماہ وقوع میں آئی اور مزار گوہر بار سلطان المشائخ کے روضہ کے پاس ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سلطان المشائخ فوت ہوئے۔ یہ حاضر نہ تھے۔ بنگال کے ملک کی مہم پر بادشاہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ جب یہ خبر ان کو پہنچی۔ فوراً دہلی میں آئے اور لباس سیاہ پہن کر بے غور و خواب پر روشن ضمیر کے مزار کے پاس باسینہ بریاں و حچم گریاں بیٹھے رہے۔ جب چھ مہینے اسی حالت میں گزر گئے تو بدھ کے روز اٹھا رہوین ماہ شوال کو وفات پائی۔

قطعہ تاریخ :

جب کہ فخر شاعران ملک ہند شاہ والا خسرو عالی مقام
کر گئے رحلت بسال خاتمہ بولا سرور ببل شیریں کلام

۴۹۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی المخاطب پیراغ دہلی قدس سرہ

بڑے دوست اور خلیفہ راتیں سلطان المشائخ نظام الدین کے تھے۔ شیخہ ان کا حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ملتا تھا۔ ان کے جد بزرگوار کا نام سید عبداللطیف اور باپ کا نام سید

سیحی تھا۔ بعد وفات سلطان المشائخ کے ولایت خطہ دہلی کی ان کو ملی۔ صبر و رضا و تسلیم ان کا شعار تھا۔ ان کی خوارق و کرامت کے تذکرہ دل سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ جن کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ہے۔ ہزاروں طالبانِ حق ان کے ذریعہ سے بہرہ مستحق ہوئے۔ وفات آپ کی اٹھارہویں رمضان المبارک روز جمعہ سال ۱۰۰۱ھ میں واقع ہوئی اور مزار گوہر پار شہر دہلی میں ہے۔

۵۰۔ شیخ جلال الدین محمود پانی پتی کا زونی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے مرید تھے اور خرقہ خلافت ان سے پایا۔ اصلی نام ان کا محمد بن محمود اور شجرہ نسب حضرت امیر المومنین عثمان کے ساتھ ملتا تھا۔ جذب و استغراق حضرت نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی وفات کے بعد سچستہ سلسلہ کے مرکزی نظام کو حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے سنبھالا۔ حضرت چراغ دہلی کو اپنے سلسلہ کا کام انتہائی نامساعد حالات میں کرنا پڑا۔ اب دہلی علاؤ الدین خلجی کی دہلی زد تھی۔ بکواب یہ بدقسمت شہر ایک مطلق العنان بادشاہ کے بدلتے ہوئے افکار و تصورات کا بازیچہ بنا ہوا تھا۔ بادشاہ کے بہت سے تیز و تند جھونکے آئے اور سلطان وقت محمد بن تغلق نے انہیں طرح طرح سے پریشان بھی کیا۔ لیکن آپ نے سلسلہ ارشاد و تلقین سے بہرہ جہش نہ کی۔ خلق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ۳۶۲-۳۶۸

ملاحظہ ہو :

- (۱) حسن سجزی امیر، فائدہ الغلو ۲۰۵
 - (۲) امیر خسرو، میرالاولیاء ۲۳۷
 - (۳) حمید شام قلندر، غیر المجالس، ملفوظات خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی، مرتب خلق احمد نظامی علی گڑھ
 - (۴) عبدالحق دہلوی، اخبار الاخیار ۷۴-۸۰ (۵) بنی صیاد الدین، تاریخ فیروز شاہی ۷۵
 - (۶) جمال دہلوی، سیر العارفین جہدوم ۳۹-۵۵ (۷) عبد الواحد بکرامی، سبع سایل ۶۴-۶۵
 - (۸) نظام غریب یمنی، الحائق اشرفی ۳۶۱-۳۶۲ بہ بعد
 - (۹) غوثی سندوی، اذکار ارباب رمہ
 - (۱۰) محمد صادق، کلمات الصادقین قلمی
- ۵۰ حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء رحمہ اللہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے جانشین تھے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کے مزاج پر اس قدر غالب تھا کہ ہر وقت بے ہوش رہتے۔ نماز کے وقت خدام باواز بلند حق حق آپ کے کان میں کہتے تو وہ ہوش میں اگر نماز ادا کرتے۔ چالیس اولیائے کامل ان کے خلیفہ تھے۔ جن سے علیحدہ علیحدہ سلسلے جاری ہوئے اور کتاب زادالابرار ان کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔ ان کے مطبخ میں ایک ہزار آدمی سے کم کھانا نہیں کھاتے تھے۔ جب کم ہوتے۔ شہر سے آدمی بلائے جاتے اور جب کبھی سفر میں ہوتے تو ایک ہزار آدمی کا کھانا غیب سے نمودار ہوتا۔ وفات حضرت کی سند سات سو پینٹھ بھری میں واقع ہوئی۔

۵۔ شاہ کا کوچشتی لاہوری قدس سرہ

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کی اولاد سے یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب عبادت و

(بقیہ حاشیہ) انہیں برہمنی مقبولیت ہوئی معارج الولاہیت میں ہے :

نوربان ازہر جانب روئے با وئی آوردند و تذرو فتوح بے شمار آوردند (عبد اللہ خولگی : معارج الولاہیت قلمی ورق ۱۹۴ ب) : آپ کے چالیس خلفا تھے جن میں شیخ احمد عبدالحی رودلوچی خاص طور پر قابل ذکر ہیں حضرت کبیر الاولیاء کی اولاد میں سے حضرت قاضی ثناء اللہ بانی پی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جید عالم اور مفسر تھے (غلام علی شاہ : مقامات مظہری ۷۵-۷۶) :

ملاحظہ ہو :

۱۔ المدیہ چشتی : سیر الاقطاب ۱۹۷-۲۱۵ (۲) عبد اللہ خولگی قصوری : معارج الولاہیت قلمی ورق ۱۹۴ ب
۲۔ حضرت شیخ کا کوچشتی لاہوری : شیخ علاء الدین بن عبداللہ لاہوری کے مرید تھے۔ اناں بعد آپ نے شیخ عبد الکرم لاہوری سے بھی فیض حاصل کیا۔ آپ نے موجودہ لنڈا بازار متصل ریلوے سٹیشن لاہور میں اپنا مدرسہ تعمیر کروایا تھا۔ آپ کے محلہ کا ذکر بائزید بیات نے کیا ہے (تذکرہ ہمایوں واکبر ۳۷) آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ اسحاق بہت ہی معروف عالم و مدرس تھے۔ شیخ سعد اللہ بن اسحاق اور شیخ منور لاہوری آپ کے نامور شاگرد تھے۔ شیخ اسحق ۱۹۱۴ء میں فوت ہوئے۔ باپ اور بیٹے کے سال وفات میں ۱۱۴ سال کافرق ہے۔ یہ فرق مفتی صاحب نے پیدا کیا ہے نیز مفتی صاحب خزنیۃ الاصفیاء (۱/۴۰۰) میں لکھتے ہیں کہ صاحب تذکرہ چوہدر قطب العالم شاہ کا کوچ نے ۸۸۲ھ میں انتقال کیا۔ اس سے تذکرہ قلبیہ مولفہ شیخ جمال الدین ابوبکر (باقی اگلے صفحہ پر)

ریاضت وزہد و تقویٰ و توکل تھے۔ شیخ پیر محمد حقیقی لاہوری سے انہوں نے خرقہ خلافت پایا اور تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ دولت ظاہری و باطنی ان کے نصیب تھی۔ کرامتیں ان کی بہت مشہور ہیں۔ چنانچہ سکھوں کے وقت کا ذکر ہے کہ سکھان شہید بونگیوں نے ان کے مزار کا سالانہ عرس جو قوم خواجہ ان کی مرید کرتے ہیں بند کر دیا اور مریدوں سے پوچھا کہ ان کا عرس تم کیوں کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ بزرگ ولی عابد و زاہد تھے۔ اس واسطے ان کا عرس ہوتا ہے۔ یہ سن کر ایک سکھ بولا کہ میں اس کا امتحان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اس بیر کے درخت پر جو حضرت کے قبر پر ہے چڑھ گیا اور قبر پر پشیا ب کرنے لگا۔ اسی وقت پاؤں پھسل کر نیچے آ پڑا اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اس روز سے پھر سکھ مانع عرس نہ ہوئے۔ وفات ان کی سال آٹھ سو اسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں دہلی دروازے کے باہر ہے۔

۵۲۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے خلیفہ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردولی کے تھے۔ شجرہ (بتیہ حاشیہ) مراد ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سارے تذکرے میں کہیں شاہ کا کوٹ کے سال وفات کا ذکر تک نہیں ہے۔ البتہ اتنا تحریر ہے کہ جب لودھیوں کے زمانہ میں حضرت شیخ عبدالجلیل لاہور تشریف لائے تو اس وقت شاہ کا کوٹ بہت من اور ضعیف ہو چکے تھے۔ گویا ندگی کی آخری منازل میں تھے۔ اس نامی صاحب نے قیاس کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالجلیل ۸۸۲ھ کے قریب لاہور آئے ہوں گے اور اسی سن میں شاہ کا کوٹ نے انتقال کیا ہو گا۔ گویا آپ کا حتی سال وفات معلوم نہیں۔ ملاحظہ ہو :

(۱) جمال الدین البکر : تذکرہ قطبیت مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۲ء ص ۹۱۔

(۲) عبدالقادر بدایونی : نقب التواریخ۔ لکھنؤ ۲۹۵ - ۲۹۶

(۳) بانیہ بیات : تذکرہ جمالیوں و اکبر کلکتہ ۳۷۴

(۴) غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء / ۱۰۰ (۵) نامی غلام دستگیر : تاریخ جلیلہ ۱۵۰ / ۱۵۱

(۶) شجاع الدین پروفیسر : خلفاء، شیخ کلاویچتی، مقالہ مشمولہ معبد مبارک دیاں سنگھ کالج لاہور ۱۹۵۴ء

(۷) ظہور احمد ظہر : شیخ سعد الدین ابن اسیر : مقالہ مشمولہ المعارف لاہور جولائی ۱۹۶۰ء (باقی اگلے صفحہ پر)

پہلے ان غلام ان کا انہیں تین واسطوں سے شیخ جلال الدین پانی پتی کے ساتھ ملتا ہے کہ شیخ احمد عبدالحی ردولی نے خرقہ خلافت شیخ جلال الدین پانی پتی سے پایا تھا۔ خاندان حشمت اہل بہشت سلسلہ صابریہ میں سے یہ بزرگ صاحب کمال ظاہری و باطنی تھا۔ تصوف میں ایک کتاب انوار العیون نام ان کی تصانیف میں سے مقبول خاص و عام ہے۔ وفات ان کی سال نو سو و پچاس ہجری میں واقع ہوئی اور مرزا گوہر بار گنگوہہ میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ) ۱۔ حضرت شیخ محمد کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) غوثی : گلزار ابرار ۵۸۲-۵۸۳ (۲) المدیہ چشتی : سیر الاقطاب ۲۱۸

۲۔ شیخ عارف بڑی موثر شخصیت کے مالک تھے۔ شیخ عبد القدوس گنگوہی فرماتے ہیں کہ اس فقیر نے کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ شیخ عارف سے مجھے محبت نہیں یا مجھ پر وہ شفقت نہیں فرماتے (انوار العیون) ملاحظہ ہو :

(۱) عبد القدوس گنگوہی : انوار العیون مطبوعہ (۲) عبدالحی دہلوی : اخبار الاخیار

۳۔ شیخ احمد عبدالحی ردولی وف ۸۳۶/۸۳۷-۱۲۳۳/۱۲۳۴ ع ردولی میں خشتیہ سلسلہ کی خالقہ آپ نے ہی قائم کی تھی۔ آپ کے نفس گرم سے سلسلہ صابریہ کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ ملاحظہ ہو :

(۱) عبد القدوس گنگوہی : انوار العیون (ملفوظات و حالات شیخ احمد عبدالحی) مطبوعہ دہلی

(۲) عبدالحی : اخبار الاخیار ۱۸۷-۱۹۰ (۳) محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار

۴۔ انوار العیون فی اسرار المکنون، حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کی تصنیف ہے۔ جس میں آپ نے اپنے مرشد شیخ احمد عبدالحی ردولی کے ملفوظات و احوال جمع کیے ہیں۔ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے (۱) مطبوعہ مطبع گلزار محمدی لکھنؤ ۱۲۹۵ھ (۲) علی گڑھ ۱۹۰۵ء (۳) لکھنؤ ۱۹۰۹ء (۴) خالقہ ایڈیشن ۱۳۱۸ھ (۵) الدرد المکنون ترجمہ انوار العیون۔ مطبع مجتہائی دہلی۔

۵۔ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی سلسلہ صابریہ کے معروف ترین مشائخ میں سے تھے۔ آپ کا عہد سیاسی اعتبار سے بڑا ہوش ربا تھا۔ سلطنت دہلی دم توڑ رہی تھی۔ آپ کو مجبوراً سیاست میں حصہ لینا پڑا۔ ایک طویل مکتوب آپ نے سکندر لدوھی کو لکھا۔ پھر بابر کا تسلط ہو گیا تو آپ نے ایک مکتوب بابر کو بھی لکھا۔ جس میں ان بادشاہوں کو خاص نصیحتیں فرمائی ہیں۔ پروفیسر عوا سلم نے کتاب دین الہی اور اس کا پس منظر میں حضرت شیخ محمد برے میں جو نوٹ لکھے ہیں وہ تصوف اور اصطلاحات تصوف سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہیں۔ (باقی آئندہ صفحہ پر)

۵۳۔ شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہ

یہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ شجرہ نسب ان کا فائقِ علم عمر ابن الخطاب کے ساتھ ملتا ہے۔ ان کا باپ محمود بھی عالم فاضل مرد صاحبِ عظمت تھا۔ شیخ جلال الدین ان کے گھر میں ولیِ مادر زاد ہوئے۔ سات برس کی عمر میں انہوں نے قرآن حفظ کیا اور سترہ برس کی عمر میں تحصیلِ علوم صرف و نحو و منطق و معانی و حدیث و تفسیر سے فراغت پائی۔ بعد ازاں بجذبِ جاذب حقیقی بخدمتِ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے حاضر ہو کر تکمیل کو پہنچے۔ تمام عمر ہدایتِ خلق میں مصروف رہے۔ آخر سالِ نوسو و نواسی ہجری میں وفات پائی۔

(بقیہ حاشیہ) آپ کی تصانیف میں سے (۱) انوار العین مذکورہ (۲) مکتوبات مطبوعہ دہلی ۱۲۸۷ھ (۳) شرح عوارف المعارف (۴) حاشیہ قصص الملک (۵) رسالہ قدسیہ (۶) غرائب الفوائد (۷) رشتنامہ (۸) منظر العجائب (۹) الطائف قدوسی (ملفوظات شیخ عبدالقدوس) (۱۰) بحر الانشعاب (۱۱) شرح مصباح (۱۲) حاشیہ شرح صحائف (۱۳) فوائد القراءت، رسالہ قرۃ العین وغیرہ ہیں۔

ملاحظہ ہو :

(۱) رکن الدین، الطائف قدوسی، مکتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ (۲) عبدالحی شیخ : اخبار الاخیار

(۳) محمد اشتم کشمی : زبدۃ المقامات ۱۰۱۹ھ

(۴) جلال الدین تھانیسری : ارشاد الطالبین : مرتبہ : مولانا نور احمد امیر تھانی مطبوعہ امرتسر ۱۳۱۱ھ

(۵) اعجاز الحق قدوسی : شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات کراچی ۱۹۹۱ء

۱۔ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری بڑے ذی علم بزرگ تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے تحقیق اراضی ہندی مطبوعہ کراچی اور ارشاد الطالبین (مطبوعہ امرتسر) معروف اور متداول ہیں۔ ملاحظہ القادر بدلیونی آپ سے دومرتبہ ملا اور بڑا متاثر ہوا اور اپنے آثارات منتخب التواریخ میں لکھے ہیں۔

ملاحظہ ہو :

(۱) عبدالقادر بدلیونی : منتخب التواریخ ۲۷۸ - ۲۷۹

(۲) غلام عبدالقدوس : حقائق داؤدی قلمی - ذخیرہ شیرانی نمبر ۱/ ۸۷۹ / ۳۹۲۸

۵۴۔ شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ نظام الدین بلخی کے خلیفہ تھے جو بڑے جانشین شیخ جلال الدین تھانوی کے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں ان کو استعداد کامل تھی۔ پہلے انہوں نے ظاہری علم حاصل کیا۔ اور تعلیم و تدریس کے کام میں مشغول ہوئے۔ چند سال اس کام میں مصروف رہے۔ پھر شیخ نظام الدین بلخی کی خدمت میں جا کر تکمیل باطنی پائی اور لاہور میں بعد حصول خرقہ خلافت مامور ہوئے۔ تمام عمر ہدایت و ارشاد کے کام میں صرف کی آخر سال ایک ہزار انتیس میں وفات پائی مزار لاہور میں ہے۔

۵۵۔ شیخ حاجی عبدالکریم چشتی لاہوری قدس سرہ

اس بزرگ کا باپ عماد علی الملک عبداللہ انصاری سرکار شاہی میں ایک امیر کبیر تھا۔ انہوں نے دولت ظاہری کو ترک کیا اور خدا کے طالب ہو کر شیخ نظام الدین بلخی کے مرید ہوئے اور تکمیل پائی۔
 اے حضرت نظام الدین بلخی بن عبدالمشکور فاروقی تھانوی ۱۰۳۶ھ معروف عالم و شیخ تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے حقیقت حقہ (در توحید)، رسالہ وحدت (شرح بیت : دل قدم کہ عشق دارد) ابرہیت کہ جلد کفر بادم، اور رسالہ احسانہ (مسائل وحدت الوجود) ذخیرہ جواہر سوزیم انا وہ حال مسلم بن یونس علی گڑھ میں موجود ہیں (ابراہیم فاروقی) تذکرہ جوامع زواہر ۱۰۳۳ھ۔ ۷۴ھ، دو شرح لمعات کئی و مدنی (تجلیات البہال شرح لمعات خطی ملوکہ ڈاکٹر مولوی محمد شعیب لاہور) رسالہ حقیقت، ریاض القدس، تفسیر قرآن و وجہ آخر، شرح سوانح احمد غزالی اور رسالہ بلخی ہیں۔ (خزنیۃ الاصفیاء)

ملاحظہ ہو :

(۱)، غوثی : گلازادہ ابرار ۵۸۰

حضرت شیخ جان اللہ کے علاوہ سید الکبش بمبکتی، شیخ الکبش لاہوری، شیخ دوست محمد لاہوری بھی لاہور ہی میں آپ کے پیر بھائی تھے۔ شیخ جان اللہ باغ مہارن سنگھ لاہور میں مدفون ہیں۔
 شیخ جان اللہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۲) غلام سرور : خزنیۃ الاصفیاء (۲) ثانی : بزرگان لاہور ۱۹۷-۱۹۹

اے مخدوم الملک ہونا چاہیے۔

اور جب اکبر بادشاہ نے نظام الدین ان کے پیر پر ناراض ہو کر ان کو مہندس نکال دیا اور وہ حرمین الشرفین کو چلے گئے تو یہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ وہاں سے واپس آ کر انہوں نے لاہور میں قیام کیا اور تمام عمر ہدایتِ خلق میں بسر کی۔ ان کی تصانیف اور تالیفات میں سے کتاب شرح فصوص المحکم فارسی و رسالہ اسرار عجیبہ پیرانِ حقیقت کے ذکر و شغل کے بیان میں مقبول خاص و عام ہے۔ ان کی کرامتیں اکثر کتابوں میں مذکور ہیں۔ چنانچہ ایک روز جو جگادون تھا ایک مرید خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج جگادون ہے۔ صاحبِ قیمت لوگ آج مکہ معظمہ میں ہوں گے۔ فرمایا لاؤ ہم اور تم مکہ کو چلیں۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس مرید کو ساتھ لے لیا۔ جب آدھ کو س تک گئے تو مرید کو کہا کہ آنکھیں بند کرو اور ہماری دوش پر ہاتھ رکھ کر چلے آؤ۔ تھوڑی دیر گزری تو فرمایا کہ آنکھیں کھول دو۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ عرفات میں موجود ہے۔ بہت خوشی سے حج ادا کیا اور دوسرے روز بھی وہاں قیام کیا۔ پھر جس طرح گئے تھے لاہور پہنچ گئے۔ وفات ان کی تائیسویں ماہِ رجب سنہ ایک ہزار پینتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں متصل باغِ زیب النسا بگم المشہور میں کوٹلی

۵۶۔ شیخ ابوسعید حسینی صابری گنگوہی قدس سرہ

یہ بزرگ فرزندِ دلہند شیخ نور الدین بن عبدالقدوس گنگوہی تھے۔ تربیت و تکمیل و خرقہ خلافت لے۔ میان مفتی صاحب سے تلامذہ ہوا ہے۔ انہوں نے خود خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے باغی لڑکے شہزادہ خسرو کی دلجوئی اور اس کے لیے دعا کی تو جہانگیر آپ سے بدظن ہو گیا انہیں ملک بدر کر دیا (خزینہ ص ۴۲۳) ۲۔ ان کتابوں کے وجود کے بارے میں ہمیں ہنوز کوئی اطلاع نہیں ہے۔ شیخ عبدالحکیم لاہوری کا ایک خطی رسالہ مسکدِ بیست غوثِ اعظم مولانا عبدالرشید صاحب رشیدیہ کتب خانہ لاہور کے اُن نظر سے گذرانا کی ایک تصنیف مصباح العارفین (فارسی نثر) کا خطی نسخہ نمبر ۴۲/۱۷/۴۰ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں محفوظ ہے۔ (ملاحظہ ہو)

(۱) عبدالحی : نزہۃ الخواطر ۵/۲۴۲ (۲) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ۳۲۰

(۳) غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۰۰ - ۴۰۱ (۴) ظہور الدین احمد پاکستان میں فارسی ادب ۲/۱۳۴-۱۳۵
۳۔ شیخ نور الدین، شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صاحبزادے نہیں تھے، بلکہ پوتے تھے۔ یعنی شیخ نور الدین بن شیخ علی بن شیخ عبدالقدوس (غلام عبدالقدوس، حقائق داؤدی قلمی ذخیرہ شیرانی روضہ دوم)

شیخ نظام الدین لمبئی سے حاصل کیا اور اولیائے کاملین میں سے ہوئے۔ سواطع الانوار میں لکھا ہے کہ ایک شخص منکر حال درویشاں ان کے رو برو آیا اور عرض کی کہ میں طالب خدا ہوں، مگر طاقت محنت و عبادت و ریاضت کی مجھ میں نہیں ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپ کی نظرفیض اتر مقصود دل حاصل کروں حضرت کے ہاتھ میں اس وقت عصا تھا فرمایا کہ ہاں ہم اس عصا کی تین ضرب سے طالب کو خدا تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر ایک ضرب عصا کی اس کے سر پر لگائی۔ عالم ملکوت اس پر کھل گیا۔ دوسری ضرب میں عالم جبروت، تیسری ضرب سے عالم مشہود اس پر منکشف ہو گیا۔ تین دن تک بیہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا۔ صدق دل سے مرید ہوا۔ وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار انچاس میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بارگنگرہ میں ہے۔

۵۔ شیخ محمد صادق بن فتح اللہ گنگوہی حنفی حشمتی صابری قدس سرہ

شیخ ابوسعید کے خلفائے میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند اور فوق و شوق و وجد و سماع و محبت میں یگانہ زمانہ تھا۔ صاحب سواطع الانوار لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ حالت سیر میں حضرت جگمگاتے میں پہنچے۔ سر بازار ایک بت سنگین نہایت خوبصورت دیکھا حضرت سواطع الانوار کا نام اقتباس الانوار بھی ہے۔ یہ شیخ محمد اکرم براسوی ف ۱۱۵۹ھ کی تصنیف ہے۔ ۱۱۳۲ھ/۱۷۱۹ء میں مکمل ہوئی۔ چشتیہ صابریہ سلسلہ کا اہم تذکرہ ہے۔ شیخ محمد صادق، شیخ داؤد، شیخ سوندا سفیدونی، شیخ الکیش اور شیخ محمد علی کے حالات کے لیے اسے معاہدہ تاریکی حیثیت حاصل ہے۔ یہ تذکرہ مبلج اسلامیہ لاہور ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا تھا۔ محمد اقبال مجددی، حقائق داؤدی۔ برلن دہلی مئی ۱۹۴۰ء

۶۔ شیخ ابوسعید کا سال وفات حقائق داؤدی میں ۱۰۳۹ھ درج ہے (قلمی ذخیرہ شیرانی روضہ دوم)

ملاحظہ ہو :

(۱) غلام عبدالقدوس، حقائق داؤدی ۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء قلمی ذخیرہ شیرانی روضہ دوم

(۲) محمد اقبال مجددی، حقائق داؤدی تاریخ صابریہ کا ایک اہم اخذ۔ برلن دہلی مئی ۱۹۴۰ء

(۳) محمد اکرم براسوی، اقتباس الانوار

(۴) گامی شیخ : انیس العاشقین قلمی ذخیرہ شیرانی

محاسن کے تماشے میں ہوئے۔ خدا کے حکم سے بت بولا اور کہا انا المعبود لا تعبد سواہی شیخ اگرچہ اس وقت مغلوب الحال تھے مگر برعایت شرع مقدس کعبہ کو سجدہ کیا بت بولا اینما تو لو فتم وجہ اللہ۔ شیخ نے جواب دیا کہ سچ ہے مگر رعایت شرع رسول فرض ہے۔ وفات حضرت کی اٹھارہویں محرم ۱۰۵۸ھ ایک ہزار اٹھاون جبری میں واقع ہوئی۔

۵۸۔ شیخ عبدالخالق لاہوری چشتی صابری قدس سرہ

شیخ جان اللہ لاہوری کے یہ بزرگ خلیفہ علوم ظاہری و باطنی میں طاق یگانہ آفاق تھے۔ وجود سماع کے وقت ان کی یہ حالت ہوتی تھی کہ لوگوں کو ان کے مرجانے کا شبہ ہوتا اور حالت وجد میں جس پر نظر فیض اثر ڈالتے بیہوش ہو جاتے۔ لنگان کا غر بار و مساکین پر عام تھا۔ ہزاروں لوگ دو وقت کھانا ان کے باورچی خانے سے کھاتے تھے۔ بہت طالبان خدا ان کے ذریعہ جمیلہ سے قرب خدا تک پہنچے۔ آخر سال ایک ہزار اونسٹھ ہجری میں فوت ہو گئے اور مزار گوہر بار لاہور میں ہے۔

۱۔ شیخ محمد صادق گنہ گوی کے سال وفات میں باختلاف ہے۔ خود مفتی صاحب نے خزینۃ الاصفیاء طبع اقل لاہور میں ۱۰۳۶ھ ظہر کیا ہے اور یکایک دوسرے ایڈیشن میں بحوالہ سواطع الانوار (اقتباس الانوار) ۱۰۵۸ھ لکھ دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقتباس الانوار میں شیخ محمد صادق کے سال وفات کے بارے میں مصنف نے صاف لکھا ہے کہ سنہ وفاتش احوال معلوم اس احقر نہ شد کہ نوشتہ آید (ص ۳۳۳) ہمارے پیش نظر اس وقت ایک خاندانی دستاویز یعنی حدائق دادی ہے جس میں مع اسناد، شیخ محمد صادق کا سال وفات ۱۹ محرم ۱۰۵۱ھ تحریر ہے بحسب کا حاصل یہ ہے کہ شیخ محمد صادق کا سال وفات ۱۰۵۱ھ مسیح ہے۔

ملاحظہ ہو :

(۱) غلام عبدالقدوس : حدائق دادی قلمی ذخیرہ شیرانی روضہ سوم

(۲) محمد اکرم باسوی : اقتباس الانوار لاہور ۱۸۹۵ء ص ۳۳۳

(۳) امام بخش : حدیقۃ الاسرار فی اخبار الاولیاء مطبوعہ ۱۲۳

(۴) آفتاب بیگ : تحفۃ الابار ص ۱۶۹ (جز و مشائخ چشتیہ)

(۵) محمد اقبال عسکری : شیخ محمد صادق کا سال وفات مقالہ حدائق دادی مشمولہ جرنل مئی ۱۹۴۰ء

۵۹۔ شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبدالخالق چشتی لاہوری کے جانشین تھے تجرید و تفرید میں شان بلند رکھتا تھا۔ جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے ظہور میں آجاتا۔ ایک روز حضرت کے گھر سماع ہوتا تھا اور حضرت وجد میں تھے۔ قوال یہ بیت پڑھ رہے تھے۔

اُن میمائے کرجان در دست اوست می دہد جان گر بمیہ دم چند بار
اچانک ایک شخص اپنے بیمار لڑکے کو جو قریب الگ رکھا۔ کا ندھے پر اٹھائے ہوئے خدمت میں آیا اور التجا کی کہ حضرت اس کے واسطے دعا لے حصول شفا کریں حضرت اسی وجد کی حالت میں اٹھے اور ہیما کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ اسی وقت اچھا ہو گیا۔ وفات حضرت کی ساتویں ذی الحجہ سال ایک ہزار اکتتر میں ہوئی۔ مزار لاہور میں ہے۔

۶۰۔ شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ علمائے مشائخ چشت سے صاحب مقامات بلند درجہ اور مجتہد تھا۔ علوم شریعت و طریقت میں اپنے زمانے میں فرید العصر و جید العصر تھا۔ تمام روز تدریس طالبان علم میں مصروف رہتا اور رات بھر تلقین عارفان حق میں گزارتا۔ پنجاب کے ہزاروں لوگ اس کے ذریعہ سے فیض یاب دنیا و آخرت ہوئے۔ بعد بارہ برس کی عمر کے یہ اپنے دلی شوق سے علم کے شغل میں مشغول ہوا۔ بیس برس کی عمر میں جاذب حقیقی نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور شیخ محمد عارف کی خدمت میں جا کر تکمیل پائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ وفات ان کی ایک ہزار چوراسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گومر بار لاہور میں ہے۔

سید شیخ محمد صدیق لاہوری کا سال وفات سید محمد لطیف نے ۱۵۸۶/۷۹۹ م لکھا ہے۔ جو مفتی صاحب سے بہت متضاد ہے۔ دونوں معتقد بہت بعد کے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی معاصر شہادت نہیں ہے۔ اس لیے ترجیح دینے سے قاصر ہیں۔ سید محمد لطیف نے آپ کے مزار کے پاس میں لکھا ہے کہ میدان زین خان میں جو مرکز کے جنوب میں سرے رتن چند سے ریلوے ٹیشن کو جاتی ہے واقع ہے (صفحہ ۹۵)

۶۱۔ شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گن گوی قدس سرہ

مرید و خلیفہ پدر عالی قدر اپنے کا تھا۔ ہمت عالی و حالت قوی رکھتا۔ صاحب سواطع الانوار کا قول ہے کہ ایک مرید حضرت کاچلہ میں بیٹھا۔ اس حجرے میں درخت بیر کا تھا۔ درویش محبوب کی حالت میں بیر کے درخت کی پتی کھا لیا کہ آج جب چلہ سے نکلا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے چالیس روز تک کچھ نہیں کھا یا۔ حضرت نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ بیر کے درخت کی پتی چلہ کے وقت تیری غذا تھی۔ اس نے انکار کیا۔ اس بات سے حضرت غضب میں آئے اور درخت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سچ بل تیری پتی یہ کھا تا رہا ہے یا نہیں۔ درخت زبان فصیح سے بولا کہ ہاں یہ درویش چالیس روز تک میری پتی کھا تا رہا ہے۔ درویش یہ بات سن کر اپنے دعوے سے تائب ہوا و فات حضرت کی پانچویں رمضان ایک ہزار پچانوے ہجری میں واقع ہوئی۔ اگرچہ خلیفہ حضرت کے بہت تھے۔ مگر شیخ سوندھا و شیخ بلاقی و سید غریب اللہ و شاہ ابوالمعالی چار خلیفہ بڑے تھے۔ جن سے علیحدہ علیحدہ سلسلے جاری ہوئے۔

۱۔ شیخ داؤد گن گوی کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ مفتی صاحب نے خزینۃ الاصفیاء (۴۸۵/۱) میں ۱۰۹۵ھ سواطع الانوار کے حوالہ سے لکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سواطع الانوار (آقباس الانوار) شیخ داؤد کے سال وفات سے یکسر خالی ہے (صفحہ ۳۱۶)۔ حدائق داؤدی میں سال وفات یک شنبہ رمضان ۱۰۷۳ھ درج ہے اور یہی سال محمد اسلم پسروری نے بھی لکھا ہے (فرحۃ الناظرین صفحہ ۵۹) جو ہمارے نزدیک معتبر ہے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو)۔ شیخ داؤد گن گوی کا سال وفات مقالہ حدائق داؤدی۔ برلین واصل می ۱۹۷۰ء)

۲۔ ملاحظہ ہو :

۱۱) غلام عبدالقدوس : حدائق داؤدی (احوال مقامات شیخ داؤد گن گوی) قلمی ذخیرہ شیرانی۔ مقالہ

عمر اقبال بمقام حدائق داؤدی مشمولہ برلین می ۱۹۷۰ء

۱۲) محمد اسلم پسروری : فرحت الناظرین مرتبہ و مترجمہ محمد ایوب قادری کراچی ۱۹۷۲ء ۵۸-۶۰

۱۳) محمد اکرم براسی : آقباس الانوار ۳۱۶

۱۴) مشتاق احمد میٹھی : انوار العاشقین ص ۱۰۱

۶۲۔ شاہ ابوالمعالی حسینی صابری قدس سرہ

سادات عظام و مشائخ کرام سے صاحب عشق و محبت شوق و ذوق و وجد و سماع تھے۔ خرقہ خلافت شیخ داؤد سے پایا۔ شیخ محمد صادق گن گوی سے بھی فیض حاصل کیا۔ باپ ان کے سید محمد اشرف قصبہ امیٹھ ضلع سہارنپور میں رہتے تھے۔ باپ کے مرنے کے بعد شاہ ابوالمعالی خرد سال رہ گئے۔ والدہ نے ان کو شیخ محمد صادق کے سپرد کیا۔ انہوں نے علوم ظاہری و باطنی سے ان کو مستفید کیا اور مرتے وقت ان کو شیخ داؤد کے سپرد کیا۔ باقی ماندہ تکمیل ان کی شیخ داؤد نے کی اور خرقہ خلافت عطا کیا۔ صاحب ثمرۃ الفوائد لکھتا ہے کہ ایک روز مجلس مشائخ تھانہ سر میں جمع تھے۔ عند التذکرہ حضرت شاد نے فرمایا کہ مرگ و حیات کلمہ نفی اثبات لا الہ الا اللہ میں ہے۔ جنہوں نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے اگر وہ لفظ لا الہ نہ پڑھے کان میں کہہ دیں تو مرنے والے۔ اگر لا الہ کہہ دیں تو جی اٹھے۔ حاضرین مجلس نے التماس امتحان کی کہ حضرت مجلس سے اٹھیں اور ایک گاؤں میں کھڑے ہو جائیں۔ حاضرین میں جو اسی گھر کے صحن میں بندھی ہوئی تھی لا الہ کا لفظ کہا۔ وہ فی الفور گر پڑی اور مر گئی پھر دوسرے کان میں لا الہ کا لفظ کہا۔ فی الفور گاؤں میں جی اٹھی اور چارہ چرنے لگی۔ وفات شاہ ابوالمعالی کی ایک ہزار ایک سو سولہ ہجری میں واقع ہوئی۔

۱۔ شیخ محمد اشرف کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

۲۔ ثمرات الفوائد شیخ لطف اللہ انبالوی کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے اپنے مشہور میراں بھیک حسینی امیٹھوی کے حالات و مناقب لکھے ہیں۔ ضمناً اس میں حضرت شاد ابوالمعالی امیٹھوی کی کرامات کا ذکر بھی ہے۔ یہ کتاب آرمی پریس دہلی سے مع ۱۰۰ روپے چھپ چکی ہے۔ ذخیرہ شیرانی پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اس کے دو خطی نسخے نمبر ۲۲۹۹ و ۲۲۹۸ موجود ہیں۔ ۳۔ مشتاق احمد امیٹھوی نے شاہ ابوالمعالی کا سال وفات ۱۱۱۲ھ لکھا ہے (انوار العاشقین ۱۰۹) ملاحظہ ہو :

شاہ ابوالمعالی کی وفات کے بعد ان کے دو صاحبزادے شاہ محمد فخر الدین اور مسعود احمد سجادہ نشین ہوئے (انوار العاشقین ۱۰۹)

(۱) لطف اللہ انبالوی : ثمرات الفوائد - آرمی پریس دہلی (۲) محمد کرم بلوچی : اقتباس الانوار لاہور

(۳) غلام جالبندوس : حلقہ داؤد خلی و ذخیرہ شیرانی (۴) مشتاق احمد امیٹھوی : عقد اللہ یعنی مناقب ابوالمعالی

(۵) ایضاً : انوار العاشقین ۱۰۸-۱۱۰

۶۳۔ شیخ عبدالرشید جالندھری حشتی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان سادات عظام شہر جالندھر سے ہے۔ ان کے باپ کا نام سید اشرف تھا۔ خرد سالی کی عمر میں ان کو شوقِ حق و امن گیر ہوا اور بعد تحصیلِ علوم متداولہ گھر سے نکل کر شاہ ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی۔ شاہ ابوالمعالی نے ان کو تربیت و تکمیل کے واسطے میراں سید بھیکھ کے حوالے کیا۔ ان کی خدمت میں چند سال انہوں نے بسر کیے اور خرقہ خلافت پایا۔ وفات ان کی غرمہ ماہ ربیع الاول روز جمعہ سنہ ایک ہزار ایک سو اکیس میں واقع ہوئی غلام مئی الدین ان کے فرزند بھی ایک مقبول شخص تھے۔ بیعت ان کی بھی میراں سید بھیکھ کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔

۶۴۔ شیخ سونڈھا ولد شیخ مومن صدیقی حشتی صابری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ داؤد حشتی گنگوہی کے خلیفہ تھے۔ شجرہ نسب ان کا حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کے ساتھ ملتا تھا۔ باپ ان کا شیخ مومن بادشاہی جاگیر دار امیر کبیر تھا۔ اس کی وفات کے بعد یہ خرد سال رہ گئے۔ بالغ ہونے کے بعد انہوں نے سامانِ حشمت مجاہد ترک کیا اور شیخ داؤد کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور ایسے مراتبِ عالیہ کو پہنچے کہ اولیائے متقدمین سے گوے سبقت لے گئے۔ صاحبِ سواطع الانوار کا قتل ہے کہ ایک روز ایک گاؤں میں حضرت بقرب ایک عرس کے تشریف لے گئے۔ جب ہنگامہ سماع گرم ہوا تو اتفاقاً اسی وقت گاؤں کے مالک کا بیٹا لوجھان مڑ گیا۔ وہ مردہ کی چارپائی اٹھا کر عین مجلس میں لے آیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی: مردانِ خدا خدا نباشد لیکن زخدا جدا نباشد

لے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) لطف اللہ انبالوی، ثمرات الغواد مطبوعہ دہلی

(۲) علیم اللہ جالندھری تید: نزہۃ السالکین اردو ترجمہ باسم تحفۃ الصالحین لاہور

(۳) غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ۱۳۶۶ھ (۴) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۱۳۹/۶

۵، امام بخش: حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار - ۱۲۵

میرے گھر میں بھی ایک لڑکا تھا جو آج لقمہ نہنگ جہل ہو گیا ہے۔ تم لوگ مقبولان الہی ہو اگر تمہاری توجہ سے یہ لڑکا میرا زندہ ہو جائے تو عجب نہیں۔ یہ تقریر سن کر شیخ اٹھ کھڑے ہوئے اور لڑکے کے منہ سے چادر اٹھا کر فرمایا کہ اے لڑکے اس قادر قیوم کے حکم سے جو ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ زندہ ہو جا۔ لڑکا کافی الغور زندہ ہو گیا اور درج سواطع الانوار ہے کہ جب روز وفات شیخ سونڈھا کا آیا۔ قوالوں کو بلا کر حکم دیا کہ یہ شعر خواجہ حافظ شیرازی کا گائیں۔
 صحبت غیر خواہم کہ بود عین قصور با خیال تو چہ بادِ گراں پر دازم
 جب قوالوں نے یہ شعر گانا شروع کیا۔ حضرت وجد میں آئے اور اسی حالت ذوق و شوق میں دنیائے فانی سے رگڑی عالم جاودانی ہو گئے۔ وفات حضرت کی چوبیسویں ماہ جمادی الاول سنہ ایک ہزار ایک و سوائیس میں ہوئی۔

۶۵۔ سید محمد سعید المخاطب بمیراں شاہ مہیکہ چشتی صابری قدس سرہ

بڑے خلیفہ اور جانشین حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابری کے تھے۔ ذوق و شوق و وجد و سماع و استغراق و عشق و محبت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مشائخ متاخرین میں سے کسی بزرگ کو ایسے کشائش ظاہری و باطنی نصیب نہیں ہوئی۔ جیسے کہ ان کو ہوئی۔ ان کے مرید اکثر اقطاب و ابدال کے مراتب تک پہنچے۔ اشعار ہندی و وہڑے حضرت کے بمضامین توحید بہت مشہور ہیں۔ جو صوفیوں کی مغل میں گائے جاتے ہیں۔ شجر و نسب ان کا حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ سید محمد سعید میراں مہیکہ بن محمد یوسف سوانیہ بن سید قطب شاہ بن سید عبدالواحد بن لے شیخ سونڈھا سفیدنی کا سالی وفات صاحب اقتباس الانوار نے نہیں لکھا۔ اس لیے مولانا مشتاق احمد نے انوار العاشقین میں کوال اقتباس الانوار، شیخ سونڈھا کا جو سال وفات ۱۱۱۹ھ لکھا ہے غلط ہے (انوار العاشقین ص ۱۰۵) ملاحظہ ہو۔

(۱) محاکم براسوی، اقتباس الانوار (۲) غلام عبدالقدوس، حدائق داودی قلمی ذخیرہ شیرانی

(۳) امام بخش، حدیقۃ الاسرار ۱۲۵ (۴) مشتاق احمد، انوار العاشقین ۱۰۴-۱۰۵

علہ سید میراں مہیکہؒ کے دو بڑے لطف افتدالوی نے خمرات الغواذ میں نقل کیے ہیں (مسلک)

سید احمد بن سید امیر سعید بن سید محمد نظام الدین بن سید عزیز الدین بن شاہ تاج الدین بن عز الدین
نوبہار بن سید عثمان بن سید شاہ سلیمان کفار شکن بن سید شاہ زید سالار لشکر بن امیر احمد زائد
بن سید امیر حمزہ بن سید ابابکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد تنخیں بن سید علی شاہ رہبر کاکلی بن سید حسین
ثانی الملقب بجمیص بن سید محمد دنی بن سید حسن شاہ ناصر ترمذی بن سید موسیٰ حمیص بن سید علی
حسن بن سید حسین علی اصغر بن سید زین العابدین بن سید الثقلین امام حسینؑ اور والدہ حضرت
کی بھی سیدہ پاکدامن تھی۔ حضرت کے بزرگوں میں سے زید سالار لشکر شہر ترمذ سے بہت سا لشکر
لے کر ہند کو بارادہ جہاد کے اور شہر سوات میں قیام کیا۔ وہاں کے راجہ نے جس کا نام سیانہ تھا۔ بکمال
حد حضرت کو نمازیں شہید کر دیا۔ حضرت سالار کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادوں نے
راجہ کے ساتھ جنگ کیا اور فتح یاب ہو کر وہ شہر لے لیا اور سکونت وہاں ہی اختیار کی۔ سلطان
شمس الدین شاہ دہلی نے ان کی شرافت کا شہرہ سن کر اپنی لڑکی سید شہاب الدین زید سالار کے بیٹے
کو دی اور دولت ظاہری و باطنی ان کے نصیب ہوئی۔ حضرت میراں جیکھ نوبرس کی عمر میں یمیم ہو گئے
تو فرید الدین نام ایک فاضل سے انہوں نے ظاہری علوم حاصل کیا اور شاہ ابوالمعالی سے خرقہ خلافت
پاکر مقتدا سے ظاہری و باطنی ہوئے۔ خیرۃ الغوا میں لکھا ہے کہ ایک مرید حضرت کا موضع نونہن میں
رہتا تھا۔ اتفاقاً اس کا وہ سالہ لڑکا مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد جب دو گھڑی گزری تو حضرت بھی
اسی جگہ جا پہنچے۔ اس کو خبر ہوئی۔ حضرت کو اپنے گھر لے آیا۔ اپنے لڑکے کی تعش کو کوٹھڑی میں بند

۱۔ عز الدین غلط ہے۔ صحیح رض الدین ہونا چاہیے (ثمرات الغلو، ص ۶۲)

۲۔ سید محمد سید احمد سیکی امثال رسول (ایضاً ص ۶۳)

۳۔ شاہ میراں جیکھ کی والدہ کا نام بی بی لکھو ہمشیرہ سید علی اکبر بن سید صادق بن سید احمد بن مومن بن علی اکبر
بن حسین سید خان کلمتی بن شاہ نظام الدین ساکن ساڈھورہ بن شاہ عزیز الدین سیوانیہ بن تاج الدین بن عزیز الدین
نوبہار بن شاہ عثمان بن شاہ سلیمان بن شاہ زید شہید (ایضاً ص ۶۳)

۴۔ سید شاہ سلیمان کفار شکن نے فتح کے بعد سیانہ کا نام سیدوانہ رکھا تھا (ایضاً ص ۶۲)

۵۔ اس کا کوئی معاصر تاریخی ثبوت نہیں ہے۔ ثمرات الغوا میں مفصل واقعہ لکھا ہے (ملاحظہ ہو ص ۶۲)

کہ کے عورت کو تاکید کی کہ صفت ماتم کی اٹھاوے اور حضرت کی ضیافت کے کام میں سرگرم ہو عورت نے خافند کے حکم کی تعمیل کی جب کھانا پاک کر تیار ہوا حضرت کے آگے اترا۔ فرمایا کہ مرید کا لڑکا بھی کھانا کھانے کے لیے حاضر ہو۔ مرید نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ لڑکا کبیں لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوگا آپ کھانا تناول فرمائیں حضرت نے فرمایا کہ لڑکا جب تک حاضر نہ ہوگا۔ کھانا ہم پر حلال نہیں ہے مرید پریشادس کر دیا اور عرض کی کہ لڑکا آج حضرت کے آنے سے دو ساعت پہلے مر گیا ہے۔ لاش اس کی کو ٹھہری میں بند ہے۔ فرمایا کہ وہ مرنے نہیں۔ شاید تو نے مغالطہ کھایا ہوگا۔ اب جا کر اس کو اچھی طرح سے دیکھ۔ اگر سوتا ہو تو جگلا۔ ہمارے ساتھ کھانا کھائے۔ اس نے کہا کہ وہ مر چکا ہے۔ اب آپ کی توجہ سے زندہ ہو جائے تو عجب نہیں۔ یہ کہہ کر وہ حجرے کے اندر گیا تو دیکھا۔ لڑکا سانس لیتا ہے۔ اس نے اس کو بھلایا تو اٹھ بیٹھا اور باپ کے ساتھ ہولیا۔ حضرت کی خدمت میں آکر قدیموں ہوا یہ کرامت دیکھ کر حاضرین مجلس سے اک شورا اٹھا اور ہزاروں آدمی مرید ہوئے۔ ولادت حضرت کی ساتویں رجب پر کے روز سنہ ایک ہزار چھیالیس اور وفات پنجم رمضان المبارک سنہ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری میں واقع ہوئی اور عمر شریف چوڑاسی برس کی اور مزار گوہر باقصبہ گٹر ام میں زیارت گاہ خلق ہے۔ قطعہ تاریخ

میر سید بھیکھ پیر بالکل
ہست نور معرفت تولد او
اہل ورد و اہل حال و اہل قال
رکن حق شاہ ولایت ارشال

۶۶۔ شیخ عتیق الشہیدی جالندھری قدس سرہ

سادات صحیح النسب جالندھری سے ہیں۔ خاندان حشمت میں بیعت ان کی شاہ ابوالعالی

۱۔ مولانا لطف اللہ نے تاریخ ولادت نہم رجب کمبی ہے (ثمرات ۷۷۱)

۲۔ ملاحظہ ہو :

۱، لطف اللہ انبالوی، ثمرات الغواد (احوال و مقامات میراں بھیکھ حشمتی، مطبوعہ دہلی

۲، علیم اللہ جالندھری، تحفۃ العالمین ترجمہ اردو و نثرہ السالکین و سنان و مقلدات میراں بھیکھ، مطبوعہ لاہور

۳، محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار

چشتی کی خدمت میں تھی۔ تمام عمر ان کی عبادت و ریاضت میں گذر گئی۔ زہد و تقویٰ بدرجہ کمال تھا۔ وفات ان کی سنہ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری میں ہوئی۔

۶۷۔ شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری قدس سرہ

لاہور کے مشائخ چشتیہ صابریہ میں سے یہ بزرگ صاحب طریقت و شریعت تھے خرقہ فقر انہوں نے شیخ محمد صدیق چشتی لاہوری سے پہنا اور بہت شے طالبان حق کو بقرب حق پہنچایا۔ انکی مجلس کبھی سماع سے خالی نہ ہوتی۔ محمد شاہ بادشاہ کے وقت علمائے لاہور بسبب سماع داعی ان کے دشمن ہو گئے۔ سب نے مل کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ ایسے بدعتی شخص کو قتل کرنا واجب ہے۔ بادشاہ نے وہ عرضی صوبہ دار لاہور کے پاس بھیج دی۔ صوبہ دار لاہور خود ان کی خدمت میں آیا۔ کشش باطنی سے مرید ہو گیا۔ جب خود صوبہ دار لاہور نے بیعت کر لی تو علمائے لاہور خاموش ہو گئے۔ وفات ان کی تیسری ذی الحجہ سنہ ایک ہزار ایک سو اکیاون ہجری میں ہوئی ہزار لاہوریوں کے۔

۶۸۔ شاہ بہلول برکی چشتی صابری جالندھری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شاہ بھیکھ چشتی کے خلیفہ قوم کے افغان جالندھر کے رہنے والے تھے۔ فاضل اہل و عامل و مکمل و عالم بزرگ علوم معقول و منقول سے واقف سید عبدالرشید و سید کبیر و سید عتیق اللہ جالندھری سے علم ظاہری حاصل کیا۔ وضع ان کی قلندرانہ تھی۔ شاہ بھیکھ کی وفات کے بعد یہ لاہور میں آئے اور شاہ بلاق لاہوری سے فیض پایا۔ بہت سی کتابیں بھی مثل فوائد الاسرار و شرح دیوان خواجہ حافظ وغیرہ لکھیں۔ ان کے شعروں کا دیوان بھی بمبضاین توحید مقبول خاص و عام ہے۔ مولوی جان محمد ترک کے ساتھ ہمیشہ ان کا بحث رہتا تھا۔ سید علیم اللہ جالندھری

۷۵ ملاحظہ ہو ترجمہ نمبر ۶۶ کتاب ہذا

۷۶ ملاحظہ ہو ترجمہ نمبر ۶۳ کتاب ہذا

۷۷ فوائد الاسرار فی رفع الاستاد عن عیون الاغیار در اصل دیوان حافظ کی شرح کا ہی نام ہے۔ یہاں اندراج میں مفتی صاحب سے تسامع ہوا ہے اور فوائد الاسرار کو دیوان حافظ کی شرح سے الگ تصنیف لکھ دیا۔ فوائد الاسرار غلطی و ذخیرۂ

خیرانی میں موجود ہے۔

۷۸ ملاحظہ ہو ترجمہ نمبر ۶۷ کتاب ہذا

سبحانہ تخلص نادر و عظمت خاں برکی ان کے اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں اور دیوان تصانیف ان کے شاگردوں کے بھی مشہور ہیں ^{۱۱} شاہ ایک ہزار ایک سو ستر ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔ مزار جالندھر میں ہے۔

۶۹۔ شاہ لطف اللہ چشتی قدس سرہ

مریدان پاک اعتقاد و خادمان حق یاد میراں سید بھیکہ چشتی سے تھے سکونت ان کی شہر انبالہ میں تھی۔ لڑکپن کے زمانہ سے انہوں نے پیر روشن ضمیر کے حضور میں پرورش پائی اور انہیں سے ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ حاصل کیا اور کتاب ثمرۃ الفوائد اپنے پیر کے حال میں لکھی جو اب تک لے شیخ بہلول گول بن مرزا خاں برکی ثم جالندھری ایک کثیر التصانیف عالم اور شاعر تھے۔ آپ کی قلمی تصانیف بزبان فارسی و غیرہ شیرانی کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب میں محفوظ ہیں۔

(۱) ثنوی منصور نامہ خطی ۴۳۳ / ۳۷۶

(۲) السیف المسلول علی من اعرض من سماع الرسول بسال ۱۱۳۸ھ نمبر ۴۲۵/۴۷۴ (۲ نئے)

(۳) شرح دیوان صائب بسال ۱۱۲۴ھ بخط مصنف خود بہلول بدستخط تمام شد بخط شارح عفی عنہ نمبر ۱۲۱/۵۱۹۲

(۴) شرح دیوان غنی کشمیری بسال ۱۱۲۳ھ نمبر ۳/۷۱۸۱ / ۵۱۹۲

(۵) شرح دیوان ناصر علی (حدود ۱۱۲۴ھ بخط شایخ خود بہلول نمبر ۲/۷۱۸۱ / ۵۱۹۲

(۶) شرح ثنوی معنوی (دفتر دوم) بسال ۱۱۲۹ھ نمبر ۶۳۶۲

(۷) فوائدا لاسرار فی رفع الاستار عن عیون الاغیار (شرح دیوان حافظ) نمبر ۲۲۲ / ۵۲۳۷

(۸) عقائد علیہ در مذہب صوفیہ در جواب اعتراضات مخالفین بر رسالہ السیف المسلول نمبر ۲، بسال ۱۱۴۰ھ

نمبر ۲/۱۳۷۴ / ۴۲۵۔ مولوی رحمان علی نے ان کی تصانیف کی تعداد نوے لکھی ہے (تذکرہ مس ۱۳)

ملاحظہ ہو :

(۱) بہلول برکی : احوال نامہ (احوال مرزا بہلول برکی) بحوالہ خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۹۸

(۲) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ۱۳۴ (۳) عبدالحی : نزہۃ الخاطر ۴/۴۸

(۴) محمد بشیر حسین ڈاکٹر : فرست مخطوطات شیرانی مس ۱۳۶ / ۲۹۰۰ / ۴۳۴ / ۴۵۶ / ۴۷۴ / ۶۷۷

یادگار زمانہ ہے۔ وفات ان کی بیسویں ماہ ذیقعد سنہ ایک ہزار ایک سوا سی بھری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار جالندھر میں ہے۔

۷۔ مولانا فخر الدین فخر جہاں شاہ جہاں آبادی چشتی قدس سرہ

اعلم علماء عظمائے مشائخ و کبرائے خلفائے شیخ نظام الدین اورنگ آبادی اپنے باپ کے لے حضرت لطف اللہ انبالویؒ نے اپنے حالات ثمرات الفواد میں لکھے ہیں جن کا یہاں خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ شاہ میراں بھیکھ کی ارشاد یافتہ تھیں۔ ان سے حضرت میراں بھیکھ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو فرزند عطا کرے۔ اس کا نام لطف اللہ رکھنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پرورش قصبات انبالو میں ہوئی۔ چودہ برس کی عمر تک شب و روز تحصیل میں کوشش کی۔ میاں شاہ عنایت کی ریاضت سے متاثر ہو کر انہیں بھی ریاضت کا شوق دامن گیر ہوا۔ ابتدائی سلوک میں میاں محمد شاہ کرنالی نے رہنمائی کی پھر حضرت میراں بھیکھ چشتی نے سلوک کی تعلیم سے نوازا۔ آپ نے اپنے مرشد شاہ میراں بھیکھ کے حالات، ملفوظات اور مقامات پر ثمرات الفواد کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جو بہت اہم ماخذ ہے۔ یہ کتاب آرمی پریس دہلی سے مع اردو ترجمہ چھپ چکی ہے۔

ملاحظہ ہو :

۱۱، لطف اللہ : ثمرات الفواد - ۱۱ - ۱۴

۱۲، امام الدین گلشن آبادی : برکات الاولیاء - ۱۶۱

۱۳، غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء جلد اول - ۹۸

۱۴، حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی ۱۰۶۰ - ۱۱۴۲ھ / ۱۶۴۹ - ۱۷۲۹م سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ تھے حضرت خواجہ گیسو درازؒ ۸۶۵ھ کے بعد سرزمین دکن پر چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے کسی اتنے جلیل القدر بزرگ نے قدم نہیں رکھا امرا کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ نظام الملک آصف جاہ اول (۱۷۴۸ - ۱۸۱۸) آپ کے معتقد تھے اور ایک کتاب اشک گلستان ائمہ آپ کے حالات پر تصنیف کی تھی۔ اہل دکن اور والیان دکن پر آپ کی تعلیمات کے گہرے اثرات ہوئے۔

ملاحظہ ہو :

۱۱، کامگار : احسن الشمال قلمی نسخہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (۲) مناقب غفر

(۲) رحیم بخش : شجرۃ الانوار قلمی کراچی میوزیم

(۳) فخر الطالبین

(۴) خلیق احمد نظامی : تاریخ مشائخ چشت ۴۷ - ۵۹

(۵) روائع النظام مسلسل ۱۳۴۴ھ

تھے حضرت کی ذات عالم علوم شریعت و واقف رموز طریقت و محرم اسرار حقیقت جامع کمالات
ظاہری و باطنی تھے۔ پدروی شجرۂ ان کا حضرت شیخ شہاب الدین سروردی کے ساتھ ملتا تھا اور
مادری شجرہ البید السادات سید محمد گیسو دراز چشتی کے ساتھ ملتی ہوتا ہے۔ حضرت کے اوصاف
احاطہ تقریر و تحریر سے خارج ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے خاندان چشت اہل بہشت میں ان کو زمانہ
اخیر کا قلب پیدا کیا تھا۔ ہزاروں طالبان خدا ان کے ذریعہ سے ہر تاب علیہ پہنچے۔ لاکھوں خواص
کرامتیں ان سے سرزد ہوئیں تو اب نظام الملک غازی الدین خاں ناظم حیدر آباد مولف مناقب
فخریہ نے بے شمار کرامتیں حضرت کی اپنی کتاب میں درج کی ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب میں لکھا ہے
کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ نظام الدین کی خانقاہ پر مجلس سماع گرم محفی اور چند صوفی حالت
وجد میں تھے۔ ان میں سے ایک نوجوان لڑکا بھی سر مست بادۂ حالت تھا۔ اتفاقاً تبدیلی قوالوں کی
عمل میں آئی اور سماع موقوف ہو گیا۔ اس وقت وہ جوان بھی خاموش مجلس میں پڑا رہا جب لوگ
اس کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ وہ مرجچا ہے۔ سانس کا آنا جانا مسدود اور بدن سرد ہے اس
کلاب جو حاضر مجلس تھا۔ سخت بے قرار ہوا اور نالاں و گریاں حضرت کے روبرو آکر کہنے لگا۔
کہ میں ایک میرافرزد تھا اب جو یہ مر گیا ہے۔ میں بھی اپنی زندگی نہیں چاہتا حضرت کو اس کی
حالت دیکھ کر رحم آیا اور کہا کہ صبر کر اگر خدا نے چاہا تو لڑکا تیرا زندہ ہو جائے گا۔ شاید ابھی یہ زندہ
ہو۔ یہ فرما کر قوالوں کو حکم دیا کہ یہ شعر پڑھیں۔

یک لب لعل تو صد جان می دهد خضر آس آبِ حیوان می دهد
مردہ گر با شتم بعالم پاک نیست جان بومل خویش جانان می دهد

جب قوالان خوش مقال نے یہ قول شروع کیا۔ اہل مجلس جوش و خروش میں آئے۔ ایک
ساعت کے بعد اس جوان نے بھی حرکت کی اور فرش پر لوٹنے لگا۔ کچھ دیر گزری تو ہوش میں آگیا
ولادت باسعادت حضرت کی سنا ایک ہزار ایک سو چھبیس اور وفات ساتویں ماہ جمادی الثانی سنہ

۱۰۷۱ مناقب قزۂ نواب غازی الدین نمبر ۱۰ ص ۱۱۱ جاہ اہل کی تصنیف ہے جو حضرت فخر جان کے حالات و ملکات
پر مشتمل ہے۔ مطبع مجتبیٰ دہلی سے اس کا فارسی متن چھپ چکا ہے۔ سروردی کا کردی نے کراچی سے ۱۹۶۱ء میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا تھا۔
۱۰۷۲ جمادی الآخری غلط ہے بلکہ ۱۰۷۲ جمادی الآخری ہونا چاہیے (ظہیر احمد نظامی) تاریخ مشائخ چشت بھلا فرط الطالبین ص ۱۳۸

ایک ہزار ایک صد نو نو قہ وقوع میں آئی اور مزار گوہر بار دہلی میں اندرون احاطہ مزار خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی کے ہے۔

قطعہ تاریخ از مولف

فخر دنیا فخر دین فخر الانام	افتخار خلق و غنم المومنین
گشت فخر الدین علامی بیان	سال تولیدش بعد صدق و یقین
مرفہ سال انتقال آل جناب	شد عیاں محبوب فخر المسلمین

۷۔ شیخ سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ چشتی جالندھری قدس سرہ

سادات صحیح الطرفین قصبہ جالندھر سے ہیں۔ شجرہ نسب ان کا حضرت زید بن امام حسن
علیہ السلام کے ساتھ ملتا ہے۔ پہلے بیعت ان کی بخدمت شاہ ابوالمعالی چشتی سے تھی اور
تربیت و تکمیل و خرقہ خلافت حضرت میراں سید بھیکھ سے پایا۔ علوم ظاہری میں بھی یہ صاحب
مدیس تھے۔ کتابیں بھی انہوں نے مثل انہار الاسرار و شرح بوستان سعدی و رسالہ نزهۃ السکین

لے حضرت فخر جہاں جید عالم بھی تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے (۱) نظام العقائد (۲) رسالہ حسیہ
(۳) عین الیقین مطبوعہ دہلی (۴) فخر الحسن جس میں حضرت فخر جہاں نے حضرت حسن بصریؒ کی حضرت علیؒ سے
بیعت کے اثبات میں دلائل دیئے ہیں۔ اس کی شرح مولانا حسن الزمان حیدر آبادی نے القول المستسن فی فخر
الحسن کے نام سے تقریباً آٹھ سو صفحات میں لکھی جو حیدر آباد ۱۳۱۲ھ میں چھپ چکی ہے۔

ملاحظہ ہو :

- (۱) رحیم بخش فخری : شجرۃ الانوار فخری قلمی ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم کراچی میوزیم
- (۲) غازی الدین : مناقب فخریہ دہلی
- (۳) نور الدین حسین فخری : فخر الطالبین دہلی مجتہاتی
- (۴) نجم الدین حاجی : مناقب الجودین لاہور
- (۵) گل محمد علی پوری : تہذیب سیر الاولیاء دہلی ۱۳۱۲ھ
- (۶) احمد خاں سریتہ : آثار الصنادید
- (۷) خلیق احمد نظامی : تاریخ مشائخ چشت ۵۶۰-۵۶۹ھ

(۸) عبد العبد معینی : روائع النظام (سوانح شاہ نظام الدین ادنگ آبادی) دہلی ۱۳۴۴ھ

۱۔ میان مفتی صاحب سے تسامع ہوا ہے۔ شرح بوستان ہی کا نام انہار الاسرار ہے۔ (باقی آئندہ صفحہ پر)

شرح اخلاق ناصری و زبدة الروایات فقہ و نشر الجواہر فارسی ترجمہ نظم الدرر و المہربان بہت سی لکھیں اشعار فارسی ان کے بے شمار مشہور ہیں۔ شیخ عبد اللہ ان کے خلیفہ نے کتاب اسرار العلیم ان کے احوال میں لکھی ہے۔ اس میں بہت سے کرامت و خوارق ان کے درج کیے ہیں۔ ولادت ان کی بانیسویں جمادی الثانی سنہ ایک ہزار ایک سو نو اور وفات سولہویں ماہ صفر سنہ ایک ہزار دو سو دو میں واقع ہوئی اور روضہ عالیہ جالندھر میں زیارت گاہ خلق ہے۔

قطعہ تاریخ :

حضرت سید علیم اللہ شاہ دو جہاں ذات پاکش بود براوج شرف بدر منیر
قلب اللہ مجتہد تار یخ تولیدش بود وصل سلطان متقی سید علیم اللہ شیر

۷۷۔ شیخ نور محمد شہیدی المشہور نور محمد مجتہد مہاروی قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ اعظم مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی کے ہیں۔ اوائل سال میں بعد حفظ قرآن پنجاب و بقیہ حاشیہ : انہار الاسرار اور شرح بوستان دو کتابیں نہیں ہیں۔ مولانا عبدالحی نزہتہ ۷۳۷/۷ نے اسی غلطی کا اعادہ کیا ہے۔

۷۸۔ اسرار العلیم کے کسی مطلوبہ یا غلط نسخہ کا ہمیں علم نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو :

(۱) لطف اللہ انبالوی : ثمرات الغواد دہلی (۲) غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء ۵۰۵/۱

(۳) رحمان علی : تذکرہ علماء ہند ۳۵ (۴) عبدالحی : نزہتہ الخواطر ۷۳۷/۷

۷۹۔ شاہ علیم اللہ جالندھری جید عالم تھے۔ آپ کی حسب ذیل تصانیف اس وقت ہمارے علم میں ہیں۔

(۱) نزہتہ السالکین در سلوک و سخنان میراں جھیکھ۔ اس کا اردو ترجمہ لاہور سے تحفۃ الصالحین کے نام سے شائع ہوا تھا۔

(۲) انہار الاسرار شرح بوستان سعدی شیرازی بسال ۱۱۳۰ھ مکتوبہ ۱۱۳۴ھ قلمی ملوکہ محمد اقبال مجددی و مہرور لاہور ۱۲۸۱ھ

(۳) نثر الجواہر ترجمہ فارسی نظم الدرر و المہربان (در سیرت) عربی مؤلف مرزا جان برکی قلمی مخزنہ در کتب خانہ الشکاف

پنجاب لاہور۔ بانکی پور نمبر ۱۰۳۳-۱۰۳۴ آصفیہ ۸۷۴، دیباچی بصفو آصفیہ ۸۷۴

سے دہلی میں گئے اور مولانا فخر الدین کی خدمت میں بیعت کی اور چند سال کجبال خدمت گزار رہے۔
 صدق و اخلاص تکمیل پاکر خرقہ خلافت حاصل کیا اور پنجاب میں آکر قصبہ مہاراں علاقہ نواب
 بہاول خاں میں سکونت اختیار کی اور تمام عمر پابیتِ خلق میں مصروف رہے۔ ہزاروں مخلوق ان کے
 طفیل سے بقرب الہی پہنچے۔ ان کے خلفائے کرام میں سے چار خلیفے صاحبِ قرب تھے۔ ایک خواجہ
 ثانی القلوب بخلیفہ صاحبِ دوم مولانا قاضی محمد عاقل نسوم خواجہ محمد جمال شہباز خواجہ سلیمان اور خلیفے
 بھی آپ کے بہت ہیں جن سے فیض اب تک جاری ہے۔ وفات ان کی سنہ ایک ہزار و دو سو
 پانچ میں واقع ہوئی اور مزار پر انوارِ قرینہ تاج سرور متصل قصبہ مہاراں کے ہے۔

(بقیہ حاشیہ) (۴) شرح اخلاق نامری (۵) زبدۃ الروایات

(بقیہ حاشیہ) حضرت خواجہ نور محمد ماروی کا آبائی نام بھیل تھا۔ حضرت شاہ فخر الدین نے اسے نور محمد سے بدل
 دیا۔ آپ کے والد کا نام ہندال بن تمار بن فتح محمد بن محمود بن مریم غریز بن دلائم کو بہا بن چاہڑ۔ انور محمد الدین۔
 مناقب المہربین ص ۴۵، آپ کا تعلق قوم کھل سے تھا۔ آپ کی ولادت ۱۴ رمضان ۱۱۴۷ھ میں قصبہ چٹارہ (ازمہار
 سرحد سمت مشرق بہاول پور ایضاً ص ۴۵) میں ہوئی۔

۱۱۶۵ھ میں حضرت شاہ فخر سے بیعت پھر خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت ۵۳۸ھ آپ کے
 تین صاحبزادے تھے (۱) نور العمد شہید (۲) نور احمد (۳) نور حسن (مناقب المہربین ص ۶۱)

۱۱۷۵ھ آپ کے بہت سے خلفاء تھے جن میں سے تیس کے نام محفوظ ہیں (خلیق احمد نظامی ص ۵۵۵)

۱۱۷۵ھ خلیفہ دوم سے مراد حضرت نور محمد ثانی نادر الدین آپ نے ۱۲۰۴ھ میں وصال فرمایا (ایضاً ص ۵۶۰۔ مناقب المہربین ص ۵۵۵)۔
 حضرت خواجہ محمد عاقل کا فاروقی خاندان سے تعلق تھا۔ آپ کے والد کا نام غنوم محمد شریف تھا۔ شاہ محمد عاقل کا خاندانی
 لقب کبریٰ کو تھا۔ آپ نے ۸ رجب ۱۲۲۹ھ میں انتقال کیا (خلیق احمد نظامی تاریخ مشائخ چشت ص ۵۴۵-۵۹۴)۔
 ۵ سلطان میں سلسلہ چشتیہ کو حضرت حافظ محمد جمال طائی ف ۱۲۲۶ھ کی بدولت فروغ ہوا۔

۱۱ گلاز جمالید از علامہ عبد العزیز پٹاوی (۲) انوار جمالید از غلام حسن (۳) اسرار الکمالید از زاهد شاہ۔ آپ کے ملفوظات کے
 مجموعے ہیں (مناقب المہربین ص ۱۲۱-۱۴۰، خلیق احمد نظامی۔ تاریخ مشائخ چشت ص ۵۹۸-۶۰۴)

۱۲ پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ کن زیادہ اشاعت حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کے ذریعہ ہوئی۔ آپ کی ولادت ۱۱۴۷ھ
 میں اور وفات ۱۲۴۴ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو: نافع السالکین خاتم سلیمانی، انتخاب مناقب سلیمانی مناقب المہربین وغیرہ۔

قطعہ تاریخ

حضرت نور محمد نور حق جلوه گر شد چوں بہ گلزارِ جلال
سالِ ترحیلش بقولِ اہل سیر نورِ عثمانِ آفتابِ دینِ بخوان

۷۳۔ سید علی شاہ چشتی صابری جالندھری قدس سرہ

یہ بزرگ سید علیم اللہ جالندھری کے خلیفہ تھے بعد وفات پیر روشن ضمیر کی مندر شاہ پر
تمکین ہوئے تمام عمر ہدایت و ارشاد میں گزاری۔ وفات ان کی سنہ ایک ہزار دو سو تیرہ میں ہوئی
اور مزارِ قصبہ جالندھری میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

۷۴۔ شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری قدس سرہ

سرست محبت الہی جامع خوارق و کرامت تھے۔ قصبہ شرقپور متعلقہ ضلع لاہور میں
سکونت رکھتے تھے۔ چونکہ یہ بزرگ قوم کے خوجہ تھے۔ پہلے اپنے ہم قوم خوجوں کے ساتھ عنایت
مزدوری سے گزارہ کرتے تھے۔ پھر جب شوق الہی دامن گیر ہوا۔ بامداد غیبی عبادت و ریاضت
میں مصروف ہوئے۔ شجرہ ان کا ان ناموں سے شیخ نظام الدین بلخی کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح
پیر شیخ محمد سعید بن محمد باقر شرقپوری مرید شاہ مراد ملتان اور وہ مرید شیخ جیوی شاہ گجراتی اور وہ
مرید شیخ لکڑیا اور وہ مرید شیخ حاجی قلب اور وہ مرید شیخ درگاہی لاہوری اور وہ مرید حاجی ابو سعید
حنفی گنگوہی اور وہ مرید شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہم العزیز۔ وفات شیخ کی باقوال صحیح
سنہ ایک ہزار دو سو چودہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار شرقپور میں ہے۔ ان کی ہدایت کا حال
اس طرح پر مشہور ہے کہ ایک روز یہ غلہ کا بیل لاد کر شرقپور سے لاہور کو آئے گذر راہ قصبہ شاہ پور
سے اتر کر جب متصل گنبدِ کمند مدرسہ عالیہ کے پہنچے۔ ان کا بیل گر پڑا اور ٹانگ اس کی ٹوٹ گئی۔ ہماری
ان کے سب لاہور کو چل دیے اور یہ تنہا مع بیل وہاں ہی رہے۔ اُدھی رات ہوئی تو ایک سوار برق
پوش آیا اور اپنے نیزہ کی نوک کے ساتھ بیل کو اشارہ کیا۔ بیل اٹھ کھڑا ہوا اور گون غلہ کی بھی اسی اشارہ
کے ساتھ رکھ دی اور کہا کہ تیرا بیل تندرست ہے۔ لاہور کو چلا جا۔ محمد سعید نے قدم پکڑ لیے اور

عرض کی آپ کون ہیں۔ اپنا نام بتائیے۔ فرمایا کہ ہمارا نام علی المرتضیٰ ہے اور حق سے تیری امداد کے لیے مہور ہوئے ہیں۔ عرض کی کہ اب مجھے محمدؐ نہ چھوڑو اور باطنی امداد بھی کیجئے۔ فرمایا کہ تیرا حق شاہِ مراد طانی کے پاس ہے۔ وہاں جا کر لے لے۔ اسی روز سے ان کو شوقِ حق دامن گیر ہوا اور پیر کی خدمت میں جا کر تکمیل پائی۔

۷۵۔ شیخ محمد سعید چشتی جالندھری قدس سرہ

سید عظیم اللہ جالندھری کے خلفاء میں سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے۔ خالقِ حقیقی نے ان کو علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ کامل بخشا تھا۔ ہزاروں آدمیوں نے ان کی ذات سے بہرہ کامل تلقین و تعلیم سے پایا۔ تمام عمر انہوں نے طلبہ کی تکمیل و تربیت میں صرف کی۔ آخر سنہ ایک ہزار و دو سو تیس میں وفات پائی۔

۷۶۔ شیخ خیر الدین المشہور خیر شاہ چشتی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ سلیم چشتی لاہوری کے خلیفہ تھے۔ اخیر زمانہ میں انہوں نے علمِ مشیخت کا بلند کیا۔ بہت سے طالبانِ حق ان کی خدمت میں آئے اور فائدہ پا گئے۔ وجد و تواجد و سماع کے ساتھ ان کو کمال میل تھا۔ لنگر بھی ان کا فترا اور درویشوں کے واسطے جاری رہتا۔ وفات ان کی انیسویں ذی الحجہ سنہ ایک ہزار و دو سو اٹھائیس میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

۷۷۔ حافظ مومی چشتی مانک پوری قدس سرہ

یہ بزرگ سلسلہ شاہ بھیکھ چشتی میں مرید و خلیفہ شیخ اعظم چشتی روپڑی کے تھے۔ ابتدائے حال

لے شیخ خیر شاہ لاہوری کا سال وفات نور احمد چشتی نے ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء لکھا ہے (تحقیقات چشتیہ ۳۹) اور

امام بخش نے ۱۲۲۰ھ درج کیا ہے (حدیقۃ الاسرار ص ۱۲) ملاحظہ ہو

۱) نور احمد چشتی، تحقیقات چشتیہ ص ۳۹ (۲) کنھیالال، تاریخ لاہور ص ۴

۳) امام بخش، حدیقۃ الاسرار ص ۱۲۹

میں مشغولی گری کے کام میں مشغول رہتے اور ڈکڑو زوجہ ان کی تھیں۔ جب جاذب حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچا۔ دونوں عورتوں کو طلاق دے دی اور دنیاوی علاقہ چھوڑ کر بہمتن عبادت میں مشغول ہوئے اور شیخ سید اکرم چشتی روپڑی کی خدمت میں جا کر مرید ہوئے اور بعد تکمیل خلافت حاصل کی۔ ان کے جذب کا یہ حال تھا کہ وجد و حالت کے وقت جس پر ان کی نظر پڑ جاتی۔ مجذوب سرست ہو جاتا۔ چنانچہ کسی شخص مثل کریم شاہ و محمد شاہ وغیرہ مجذوب ہو گئے۔ وفات ان کی سولہویں ماہ رمضان روز یک شنبہ سنا ایک ہزار دو سو پینتالیس میں ہوئی اور مزار پر انوار قصبہ مانگ پور میں ہے۔ ان کے خلیفہ صاحب کمال مثل امانت علی امر وہی و غلام معین الدین شاہ خاموش و خواجہ عبداللہ امری میر امانت علی ثانی و محمد بخش علیہ شاہ وغیرہ بہت تھے۔

۷۸۔ خواجہ محمد سلیمان چشتی قدس سرہ

خلفائے نامدار و احباب بادقار خواجہ نور محمد نبیل چشتی سے تھے۔ کشف و کرامت و زہد و ریاضت و عبادت میں شرق سے غرب تک مشہور تھے۔ اصل وطن ان کا پہاڑی ملک میں موضع گرگوچھی تھا۔ ابتدائے حال میں قصبہ کوٹ مٹھن میں قاضی محمد عاقل کی خدمت میں حاضر ہو کر علم ظاہری حاصل کیا۔ بعد تحصیل علم کے حضرت نور محمد نبیل کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال میں تربیت و تکمیل پا کر خرقہ خلافت پایا اور حسب الحکم پیر روشن ضمیر کے قصبہ تونسہ میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ ہزاروں طالبان خدا و ان حضرت کی خدمت میں مشرف ہوئے اور ہزاروں مسافر و مسکین و غرباد و وقتہ حضرت کے لنگر سے کھانا کھاتے۔ غرض وہ قبولِ حاصل ہوا کہ اس زمانہ میں کسی کو حاصل نہ تھا۔ تمام عمر حضرت نے ہدایت و ارشاد میں گزار دی اور ایک لاکھ سے زیادہ حضرت کے مرید ہوئے اور سیکڑوں کفار و فجار نے توبہ کی حضرت کے خلفائے بے شمار تھے۔ ان میں سے

۱۔ حضرت شاہ سلیمان تونسوی بن زکریا بن عبدالوہاب بن عمر خاں کی ولادت ۱۱۸۴ھ بمقام گرگوچھی میں ہوئی۔

۲۔ خانہ خود کر دکرہ است واسم آل کرگوچی است کہ مسافت از تونسہ ستہ کرگوچی شود (نافع السالکین ص ۱)

۳۔ تونسہ ڈیرہ غازی خاں سے ۳۰ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ آپ نے اپنا شہر چھوڑ کر یکم مرشد تونسہ میں

سلسلہ ارشاد و تلقین کا آغاز کیا۔ یہاں ایک مدرسہ قائم کیا۔ آپ کو قرآن حدیث اور فقہ پر عبور حاصل تھا۔

شیخ محمد یار و حافظ محمد علی و مولوی محمد علی ثانی تین خلیفے حضرت کے مقرب و محبوب و محرم اسرار تھے
وفات حضرت کی نویں ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ایک ہزار دوسو سرسٹھ میں واقع ہوئی اور بعد وفات
ان کے اب شیخ الکرم بخش حضرت کے پوتے مسند آرائے مسند شینخت ہیں۔
قطعہ تاریخ

شہ چو از دنیا بفر دوس بریں شاہ والا شان سلیمان اصل فیض
بہر تاریخش بسرور گفت دل امی گجو سلطان سلیمان اصل فیض
حضرت کے مرید صاحب ذوق و شوق بے شمار تھے اور موجود بھی ہیں۔ چنانچہ لاہور کے
مشائخ میں سے میاں امیر بخش جلد ساز ایک مرد صاحب ذوق و عبادت تھا جو سہ بارہ سو
اکیانوے میں خلد علی میں قیام پذیر ہوا۔

۷۹۔ مولوی امانت علی چشتی صابری قدس سرہ

شیخ حافظ موسیٰ مانک پوری کے خلفاء میں سے صاحب کشف و کرامت و زہد و ریاضت
و تارک الدنیا تھے۔ بعد وفات پیر اپنے کے کشمیر گئے اور شیخ احمد شاہ کشمیری سے بھی فیض

۱۔ حضرت حافظ محمد علی عرف محرم علی خیر آبادی (۱۱۹۲-۱۲۶۶) خواجہ تونسوی کے اولین خلفاء میں سے تھے۔ خیر آباد
میں ان کی خانقاہ علم و فضل کا مرکز تھی (لاحظہ ہو محمد اوی علی : مناقب حافظیہ، مناقب المجاہدین ص ۳۵۲-۳۵۶)
۲۔ اپنے دادا کی طرح خواجہ الکرم بخش تونسوی روحانی اصلاح و تربیت کے کام میں سرگرم رہے حقیقت یہ ہے کہ
انیسویں صدی میں چشتیہ سلسلہ کی رونق ان کے دم قدم سے تھی۔ آپ علم و عمل، لطف و کرم کا مجسمہ تھے۔ ولادت
۱۲۴۱ھ، وفات ۱۳۱۹ھ میں ہوئی خلیف احمد نظامی تاریخ مشائخ چشت ۷۱۸-۷۲۷)

لاحظہ ہو :

(۱) امام الدین : نافع السالکین لاہور ۱۲۸۵ھ (۲) الکرم بخش خاں : خاتم سلیمانی لاہور ۱۳۳۵ھ

(۳) محمد الدین صوفی : ذکر حبیب پٹی بہار الدین ۱۳۲۲ھ (۴) محمد اوی علی خاں : مناقب حافظیہ مطبوعہ

(۵) امیر بخش : انوار شمسیہ لاہور ۱۳۳۵ھ (۶) دین محمد : احترام الاصفا : نساخ حافظیہ علی گڑھ ۱۹۳۱ء

(۷) لغات المجرب فی احیاء القلوب (۸) خلیف احمد نظامی : تاریخ مشائخ چشت ۶۰۸-۶۶۶

پایا اور وہاں سے واپس اگر امر وہہ میں سکونت کی اور باقی عمر ہدایت و ارشاد میں صرف کی۔
وفات ان کی سنہ ایک ہزار دوسو اسی میں وقوع میں آئی۔ ان کے مریدوں میں سے شیخ عبدالرحیم
و عبدالرحمان و شیخ یسوع اللہ موجود ہیں۔

۸۰۔ شیخ حاجی رمضان لاہوری چشتی قدس سرہ

خواجہ سلیمان کے خلیفہ صاحب عبادت و ریاضت و صدق و راستی تھے۔ لاہور میں ان کی
سکونت تھی۔ حالت تجرید و تغرید میں گزارتے۔ سماع کے حالت میں کمال اضطراب و بے قراری
ان پر عائد ہوتی۔ حرمین الشریفین میں یہ بزرگ گئے اور مستفید حج و زیارت روضہ نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہوئے۔ دعا ان کی اکثر اوقات مقبول ہوتی۔ غرض ایسے ناپرساں وقت میں کہ
ذات مردان خدا حکم عقار رکھتی ہے۔ ان کی ذات باریکات مغفلات میں سے تھی۔ ولادت ان
کی ماہ رمضان سنہ ایک ہزار دوسو و بیس اور وفات ماہ رمضان کی تیسری ۱۲۸۲ھ ایک ہزار دو
سویاسی میں واقع ہوئی اور عمر شریف اسی برس کی تھی۔

۸۱۔ شیخ فیض بخش لاہوری صابری چشتی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ حیدر شاہ کے خلیفہ تھے۔ جنہوں نے فیض باطنی شیخ خیر الدین المشہور خیر شاہ
سے پایا تھا۔ صاحب حال و قال و وجد و سماع و شوق و ذوق و تجرید و تغرید تھے۔ گذارہ ان کا
ریشم سازی کے کام پر پندرہ سال میں سترہ عرس مثل سالدینہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
علی المرتضیٰ و فاطمہ الزہراء ختم سالدینہ امامین و غوث الثقلین و خواجہ معین الدین حسن سبحوی و خواجہ
قطب الدین بختیار و خواجہ فرید الدین و خواجہ ملاء الدین علی احمد صابر و غیرہ پیران عظام کیا کرتے
اور ہر ایک سالدینہ میں طعام وافر تکا غربا و مساکین کو تقسیم کرتے۔ سماع کے وقت کمال اضطراب
عائد حال ان کے ہوتا اور وجد کی حالت میں جس پر نظر فیض پڑ جاتی رست و بے خود ہوتا۔ خواجہ و
لے حاجی شیخ رمضان لاہوری کا مزار دربار حضرت شیخ محمد طاہر ندکی (لاہور میانی صاحب) کے قریب ہے۔ ملاحظہ ہو

کرامات ان کے مرید بے انتہا بیان کرتے ہیں جس کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ہے مگر ہزاروں میں سے ایک تحریر یہی ہے کہ ایک روز آپ ریشم کھول کر مہمان سنگھ کے باغ میں کام کرتے تھے۔ اتنے میں ٹیٹری کا دل آسمان پر نمودار ہوا۔ اس قدر کہ سورج چھپ گیا۔ باغبان جس نے باغ کا میوہ خریدا تھا۔ رونے لگا کاب ٹیٹری میرا میوہ دہنختوں کو کھاتا ہے حضرت اس کو روتے دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کہ ایک ٹیٹری پانی کی بھرلا۔ وہ بھر لایا۔ آپ نے اس کے نیچے ایک باریک سولہ رخ کر دیا اور فرمایا کہ باغ کے باہر جا کر اس پانی سے باغ کے چاروں طرف لیکر کر دے۔ انشاء اللہ ٹیٹری تیرے باغ پر نہ بیٹھے گی۔ اس نے ایسا ہی کیا اور ٹیٹری باہر کے تمام دختوں کو کھا گئی مگر باغ کے اندر ایک پرند بھی نہ گیا۔ زہد و ریاضت کا یہ حال تھا کہ تمام رات بیٹھ حالت بیداری میں کشتی تھی۔ ایک رات میں تین مرتبہ غسل کیا جاتا اور بنظر ترک لذت جلا میں نمک مرچ لگا کر تناول فرماتے۔ جب حضرت کے وفات کے دن قریب آئے۔ تب عرق کی بیماری لاحق ہوئی۔ چند روز اسی حالت میں گزر گئے۔ جب آخری وقت قریب آیا۔ قالوں کو بلایا چنانچہ حافظ قادر بخش مرح خوان حاضر ہوا تو اس کو اشارہ کیا۔ کوئی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں پڑھے۔ اس نے یہ غزل شروع کی ۔

منم خاک در کوئے محمد اسیر حلقہ موئے محمد

قتل نوک شمشیر نگاہش شہید تیغ ابروئے محمد

اس نعت کے سنتے ہی حضرت وجد میں آئے اور لرزہ جسم پر ظاہر ہوا۔ تمام بدن پر عرق ہو گیا آخر اس جوش و خروش میں وفات پائی۔ تاریخ وفات نویں ماہ رجب ۱۲۸۶ھ ایک ہزار دو سو چھیالیس ہے۔

لے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ۔

تیسرا چمن

تذکرہ مشائخ خاندان نقشبندیہ قدس سرہم الغزنی

اول امام اس خاندان عالی شان کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے حضرت سلمان فارسی نے فیض پایا۔ ان سے امام قاسم خلف ابو بکر صدیق نے۔ ان سے حضرت امام جعفر صادق نے۔ ان سے شیخ بازید بسطامی نے۔ ان سے شیخ ابوالحسن خرقانی نے۔ ان سے شیخ ابوعلی نے۔ ان سے خواجہ ابویوسف ہمدانی نے۔ ان سے خواجہ عہد الخلق محمد دانی نے۔ ان سے خواجہ محمد عارف نے ان سے خواجہ محمد خیر فغنوی نے۔ ان سے خواجہ عزیزان علی نے۔ ان سے خواجہ بابا سماسی نے۔ ان سے خواجہ میر کلاں نے۔ ان سے حضرت شیخ بہار الدین نقشبند نے۔ ان سے خواجہ علاؤ الدین عطاء نے۔ ان سے خواجہ یعقوب چرخانی نے، ان سے خواجہ عبید اللہ احرار نقشبند نے۔ ان سے خواجہ محمد زاہد نے، ان سے خواجہ درویش نے، ان سے خواجہ محمد خواجگی نے، ان سے خواجہ باقی باللہ دہلوی نے فیض باطنی حاصل کیا۔ چونکہ بزرگان مرقوم القصد سے کسی کا درجہ پنجاب کی سرزمین میں نہ تھا۔ لہذا احوال مفصل ان کا قلم انداز ہوا اور خواجہ باقی باللہ سے آغاز کیا گیا۔

۸۲۔ خواجہ محمد باقی المشہور باقی باللہ نقشبندی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں امام طریقت و معتزلے حقیقت صاحب کمالات ظاہری و باطنی معروف باخلاق حمیدہ موصوف باوصاف پسندیدہ تھے۔ اگرچہ ظاہری بیعت ان کی خواجہ محمد خواجگی کے ہاتھ پر ہوئی، مگر نسبت باطنی ان کی حضرت بہار الدین شاہ نقشبند کے ساتھ تھی، بلکہ روحانیت خواجہ عبید اللہ نقشبندی سے بھی ان کو بہت سا فیض حاصل ہوا۔ ابتدائے حال میں انہوں نے شہر کابل کا سفر کیا۔ وہاں ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر سے بہرہ حاصل کیا۔ ظاہری علوم کے حاصل کرنے سے جب فراغت پائی۔ حضرت خواجہ محمد خواجگی المکنی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور بعد تکمیل مراتب بلند مقامات ارجمند تک فائز ہوئے۔ زہد و ریاضت کا یہ

حال تھا کہ کھانا آپ بہت کم کھاتے۔ خواب بھی بہت کم کرتے۔ ضرورت کے بغیر کسی سے ہم کلام نہ ہوتے۔ نماز عشاء کے بعد نماز تہجد تک دو قسم قرآن شریف کے کرتے۔ بعد تہجد صبح تک اکتیس مرتبہ سورۃ الیمن پڑھنا آپ کا روزمرہ کا ورہ تھا۔ ہزاروں طالبانِ حق ان کے ذریعے سے منازلِ قرب الہی پر فائز ہوئے۔ وفات ان کی بروزِ دوشنبہ ۱۰۱۲ھ بمطابق ۱۰۱۲ ہجری میں واقع ہوئی۔ عمر چالیس برس کی پائی۔ مزار پر انوارِ شہرِ دہلی میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

سلاہ اگر سولہویں صدی کے آخر اور سترہویں صدی کے شروع کی مذہبی اور روحانی تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی ذات گرامی اچانے سنت کی تمام تحریکوں کا فنیح ممتی۔ آپ کے ملفوظات و کتوبات کا ایک ایک حرف آپ کی مجددانہ ماسعی، بلند ہی فکر و نظر کا شاہد ہے۔ جب سترہویں صدی کی دو جلیل القدر اہستوں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ رحمۃ اللہ علیہما نے اچانے علوم و دنیا کا بیڑا اٹھایا تو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے انوار سے مستفیض ہونا انہیں لازم سمجھا۔ خواجہ باقی باللہؒ نے شیخ محدث سے ایک مرتبہ رسالہ فقر محمدی کے مصنف اور مضمون کے متعلق دریافت کیا شیخ محدث نے آپ کے استفسار کے جواب میں جو کچھ لکھا، وہ ہندوستان کے حالات پر ایک بصیرت افروز تبصرہ تھا۔ اس کتاب میں گرد و پیش کے حالات پر نہایت بالغ نظری کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ پردے ہی پردے میں آپ نے عہد اکبری کے سب فتنوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور اپنے پریشان دل کی دھڑکن کو اپنے پیروم رشد کے کانوں تک پہنچا دیا ہے۔ (شیخ عبدالحق، کتاب المکاتیب والرسائل ص ۱۹)

حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۱) محمد خونی مندوی ، از کار ابرار ، ترجمہ گلزار ابرار ۱۳۷۰-۱۳۸۰ھ

(۲) محمد صادق، کلمات الصادقین ۱۰۶۲ھ، ذوق ۵، ۷، قلمی ملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد گجرات پاکستان

(۳) محمد باقر کشی : زبدة المقامات نوکستور ایڈیشن ۹۵۰۵ (۴) بدرالدین سرہندی : حشرات القدس نور اول ۲۱۱۳/۲۴۴

(۵) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ رکن لقل ۷۱-۷۶ء بعد

(۶)، خواجہ باقی باشر کلیات خواجہ باقی باشر مرتبہ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور

(۷) ایضاً، مشائخ طرق اربعہ ناشر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ اٹال کراچی ۱۹۶۹ء

۱۰۱. صید شکار بن خواجه: بالغ الرجال: اعمار المتعارف: مبلغ رجال خلق نود و نهم و ارا و اسلم و نینوی علی علیهم السلام و جماعتهم تا نین و معارفات

۸۳۔ شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سترہ صدی قدس سرہ

یہ بزرگ اہل علم علمائے دین و غوث العالمین قطب الاقطاب عالی جناب منظر خواق و کرامت جامع عشق و محبت دافع بدع و ضلالت عامل سنت و جماعت وارث کمالات نبویہ مطلع الانوار احمدیہ عارج معارج نقشبندیہ امام طریقت مقتدر حقیقت تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں امام تھے۔ شجرہ آبائی ان کا اٹھائیس واسطوں کے ساتھ حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملتا ہے۔ طریقت میں ان کو چار سلاسل نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ میں بیعت محقی - نقشبندیہ میں تو بیعت حضرت کی خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے ساتھ محقی اور قادریہ میں حضرت کی بیعت شاہ سکنہ کبکھیلی اور ان کی سجدت شاہ کمال کبکھیلی کے محقی اور سلسلہ چشتیہ میں ارادت ان کی سجدت شیخ عبدالاحد پیر خود اور ان کی سجدت شیخ رکن الدین اور ان کی سجدت شیخ عبدالقدوس گنگوہی محقی اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی حضرت نے فیض شیخ الاحد سے اور انہوں نے شیخ رکن الدین گنگوہی سے پایا۔ چونکہ اس سلسلہ میں چار سلسلوں کا فیض ہے۔ اس واسطے اس کو سلسلہ مجددیہ کہتے ہیں حضرت مجدد صاحب کی تصانیف میں سے کتاب مکتوبات مقبول علماء و فضلا و مشائخ ہے اور سلسلہ حضرت کا آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ کرامت و خوارق لاکھوں حضرت کے وجود برکت آموز سے ظاہر ہوئیں۔ جن کا اظہار زبان اور قلم سے نہیں ہو سکتا۔ تذکرہ مجددیہ میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک شخص نے جس کا مذہب شیعہ امامیہ تھا حضرت کی کتاب مکتوبات کو ہاتھ میں لے کر کھولا اور ایک صفحہ پر حضرت صدیق اکبر ابوبکر خلیفہ اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح لکھی دیکھی۔ فوراً کتاب کو ہاتھ سے پھینک دیا۔ منہ سے بھی کلمات تبرک کے جب رات کو سویا تو دیکھا کہ شیخ احمد مجدد اس کے گھر آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے مردود تو نے میری کتاب کو ہاتھ سے بڑے غضب کے ساتھ پھینک دیا اور حضرت صدیق اکبر کی نسبت کلمات بے ادبی کے کہے تو سزا کے لائق ہے۔ آئیں تجھ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ لے تذکرہ مجددیہ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہے۔ محمد دین فوق نے اسے حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری سے

(ف ۱۰۲۰) کی تصنیف بتایا ہے (محمد دین فوق، تذکرہ علماء و مشائخ لاہور ص ۵۱)

۵۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ضخیمہ ثانی کتاب ہذا ص ۲۹۷

کی خدمت میں لے جاؤں اور تجھے سزا دلواؤں۔ یہ کہہ کر اس کو پکڑ لیا اور کھینچتے کھینچتے دوسرے مکان میں علی مرتضیٰؑ کی خدمت میں لے گئے اور حال بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اسے بد اعتقاد بزرگوں کی کتاب کو اس طرح پھینکتا ہے اور اصحاب بنی کو برا کہتا ہے تو لائق سزا ہے یہ کہہ کر حضرت اسٹھے اور ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا جس کے صدمے سے اس کی نیند کھل گئی اور آنکھوں سے خون جاری دیکھا۔ پھر آئینہ لے کر منہ دیکھا تو تمام سیاہ پایا۔ اسی وقت اس اعتقاد سے توبہ کی۔ علی الصبح حضرت کی خدمت میں آکر مرید ہوا۔ مرید ہوتے ہی چہرہ کی سیاہی جاتی رہی۔ تمام عمر حضرت نے ہدایت و ارشاد کے کام میں صرف کی۔ اگرچہ علمائے ظاہری نے حضرت کی عداوت پر کمر بستہ رکھی، مگر خدا کی امداد اور پیرانِ عظام کی حمایت سے فتح یاب نہ ہوئے۔ ولادت حضرت کی باقوال صبح ۱۹، ۱۰ ہجری میں اور وفات منگل کے روز وقت صبح سلخ ماہ صفر سال ایک ہزار پینتیس ہجری میں وقوع میں آئی اور عمر ترسیٹھ برس کی مزار سرہند میں ہے۔

قطعہ تاریخ

چوں جناب شیخ احمد شیخ دین دل ازیں دنیا بخت باز بست

احمد فیاضؒ کامل سال اوست بار دیگر پیر احمد حق پرست

۱۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مخالفین کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (مقابلہ مجددی، احوال و آثار عبداللہ خورشیدی، لاہور ۱۹۷۲ء) کتبات کے علاوہ رسائل مبداء و معاد، معارف لدنیہ، مکاشفات عینیہ، شرح باعیات حضرت خواجہ باقی باللہؒ، رسالہ التلیلیہ، رسالہ رد و روافض، جہل مدیث امام ربانی شائع ہو چکے ہیں اور تعلیقات عارف المعارف اور رسالہ جذب و سلوک اہم تک دریافت نہیں ہوئے ہیں۔

۲۔ حضرت مجدد کا مسیح سال وفات ۱۰۳۲ھ ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) بدرالدین سرہندی : وصال احمدی، کراچی ۱۳۸۰ھ، محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقالات، لکھنؤ ۱۳۰۴ھ

(۲) بدرالدین سرہندی : حضرات القدس مرتبہ مولانا محبوب عالم لاہور ۱۹۷۲ء : اردو ترجمہ لاہور ۱۳۸۰ھ

(۳) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ قلمی مخزنہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور، اردو ترجمہ لاہور ۱۳۳۵ھ

(۴) غوثی مسندوی : اذکار اہرار ترجمہ گلزار ابرار اگرہ ۱۳۲۶ھ ص ۵۲ (باقی اگلے صفحہ پر)

۸۴۔ حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المشہور بحضرت ایشال نقشبندی قدس سرہ

ولی مادر زاد قطب الارشاد صاحب حال وقال جامع کمال ظاہری و باطنی و مظهر جمال صوفی
معنوی تھے۔ شجرہ ان کے بزرگوں کا خواجہ علاء الدین عطار حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند کے
خلیفہ اعظم کے ساتھ ملتا ہے اور نام ان کے باپ کا میر سید شریف بن خواجہ ضیاء بن خواجہ
(بقیہ حاشیہ) (۶) محمد صافق : کلمات الصادقین قلم ملوک پر وفیر قریشی احمد حسین احمد گرات۔

(۷) علی اکبر اردستانی : مجمع الاولیاء قلمی ذخیرہ آذر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر H-8

(۸) عبدالفتاح بن میر محمد نعمان بخشی : مفتاح العارفین ۱۰۷۷ قلمی ذخیرہ شیرانی نمبر ۱۷۱۳/۸۲۲۳۔

(۹) محمد فضل اللہ : عمدة المقامات، سندہ ۱۳۵۵ھ۔

(۱۰) سراج احمد بن محمد رشید : سیر المرشدين داخل و احوال و انساب اولاد حضرت مجددؑ بمکالمہ ہدیہ احمدیہ ص ۱۱۔

(۱۱) احمد ابوالخیر مکی : ہدیہ احمدیہ انساب صاحبزادگان حضرت مجددؑ کا نمبر ۱۳۱۳ھ۔

(۱۲) محمد مظہر مجددیؑ : مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ، دہلی ۱۳۸۲ھ و عربی ترجمہ مطبوعہ قزوین ۱۸۹۶ء۔

(۱۳) ابوالفضل محمد احسان : سوانح عمری حضرت مجددؑ دہلی ۱۹۲۶ء۔

(۱۴) محمد منظور نعمانی : تذکرہ حضرت مجددؑ الف ثانی، لکھنؤ ۱۹۵۹ء۔

(۱۵) زہار حسین سید : حضرت مجددؑ الف ثانی، کراچی ۱۹۷۶ء۔

16. Friedman, Shaykh Ahmad Sirhindi, Montreal 1971.

(۱۷) محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم خواجہ : خل الغلقات فی الرد علی اہل الضلالات بر تعصیح و حاشی

محمد اقبال مجددی لاہور۔

(۱۸) وحدت عبدالاحد شاہ گل : شواہد التجدید مرتبہ ڈاکٹر علامہ مصطفیٰ خان، مجلہ الرحیم ستمبر اکتوبر ۱۹۷۶ء۔

(۱۹) معین الدین ٹھٹھوی : ہجرت التظار فی برآة الابار (ردیٰ مخالفین حضرت مجددؑ) قلمی ملوک مولانا

محمد شمس جان مجددی کراچی۔

(۲۰) نظام الدین شکارپوری : روشنیات در جواب مخالفین حضرت مجددؑ قلمی ملوک مولانا محمد شمس جان مجددی

سید خواجہ محمد ضیاء الدین (معین الدین بن خواجہ خاوند محمود : المرقۃ القلوب و دق ۱۴ باب

میر محمد بن تاج الدین حسین بن خواجہ علاء الدین عطا رتھا بیعت حضرت کی اگرچہ بظاہر خواجہ ابوالسحاق
سقیفہ کے ہاتھ پر ہوئی، مگر نسبت اویسی شاہ بہار الدین نقشبند کے ساتھ تھی۔ ولادت حضرت
کی شہر بنار میں ہوئی۔ بیس سال کی عمر میں حضرت بعد حصول فراغت علوم طاہری شہر خوش
میں آئے۔ وہاں سے کابل میں چندے سکونت رکھی۔ پھر کشمیر جنبت نظیر میں آکر چند سال وہاں
رہے اور ہزار مغلوق کو نسبت نقشبندیہ سے سرفراز کیا۔ پھر عزم سیر ہندوستان ہوا۔ چنانچہ
دہلی و اکبر آباد وغیرہ بڑے بڑے شہروں کی سیر کر کے لاہور میں رونق افروز ہوئے۔ اگرچہ ارادہ
وطن کے جانے کا تھا، مگر شاہجہان بادشاہ کی التماس سے یہاں ہی قیام کیا اور تمام عمر ہدایت خلق
میں مصروف رہے۔ خواجہ معین الدین ان کے فرزند نے کتاب رضوانی ان کے احوال میں لکھی
لے ملا معین الدین نے اپنے نسب نامہ میں کسی تاج الدین حسین کا ذکر نہیں کیا۔ لہذا یہاں یہ نام ناسد ہے۔۔۔
(الرفقۃ القلوب ورق ۱۲ ب) خواجہ محمد اعظم نے شجرہ نسب کی جو تحقیق پیش کی ہے (اعظمی ص ۱۶۸) وہ ملا معین کے
مقابلہ میں اہمیت نہیں رکھتی۔ ملا معین نے اپنا شجرہ اس طرح سے لکھا ہے :

معین الدین بن خاوند محمود بن میر سید شریف بن خواجہ محمد ضیاء الدین بن خواجہ میر محمد بن خواجہ علاء الدین
حامد حسین بن خواجہ علاء الدین عطار (الرفقۃ ۱۲ ب)

۱۔ حضرت خواجہ علاء سحاق دہلوی از فرزندان مخدوم اعظم خواجہ احمد کانسائی (است) (اعظمی ۱۳۹)

۲۔ سال ولادت ۹۷۱ھ (اعظمی ۱۳۹)

۳۔ کشمیر میں اہل تسنن و تشیع کے اختلاف اور آپ کی مداخلت کی وجہ سے شاہجہان نے انہیں کشمیر سے
لاہور ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا (اعظمی ۱۳۸) ملاحظہ ہو

(۱) معین الدین : کتاب رضوانی قلمی جوں و کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر ۔

(۲) ایضاً، مقامات محمودی قلمی انڈیا آفس ۶/۲ ۱۰۵۵ (۳) محمد اعظم : تاریخ کشمیر اعظمی ۱۳۸-۱۴۰

(۴) عبد الحمید لاہوری : بادشاہ نامہ جلد دوم حصہ اول ص ۲۳۲ (۵) محمد صالح کنبر : عل صالح جلد سوم ص ۲۸۴

(۶) معین الدین مذکور، الرفقۃ القلوب قلمی ملوکری معین الدین لاہور (۷) بدر الدین سرحدی : حضرت القدس و قدوم ص ۱۵۸

(۸) خاوند محمود خواجہ : رسالہ نمویہ (احمال مشائخ خود و ذکرا و اولاد ایشان و ذکات) حال بیک انبارک بآئندنگ لاہور

۹۔ کتاب رضوانی در حالات خواجہ خاوند محمود ایک اہم تذکرہ ہے۔ جوں و کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر میں اس کا ایک نسخہ محفوظ ہے۔

ہے۔ اس میں صد خوارق و کرامات حضرت کے درج کیے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت کے جب روضہ تعمیر ہوا تو خان دولان صولہ لاہور جو خشک ملا تھا اور مشائخ عظام کے ساتھ اس کی کمال عداوت تھی، برسر پر خاش ہوا اور مجاور کو بلا کر کہا کہ خاندان نقشبندیہ میں کسی بزرگ کا روضہ آج تک نہیں بنا۔ بلکہ شاہ نقشبند کا بھی روضہ نہیں ہے۔ اس کو گرا دینا چاہیے مجاور نے جواب دیا کہ مجھ کو گرنے کا اختیار نہیں ہے۔ آپ کو اختیار ہے تو گرا دو۔ دوسرے روز خان دولان خود روضہ پر آیا اور حاکمانہ حکم دیا کہ روضہ گرا دیا جائے، مگر جب وہاں سے لوٹ کر شالامار باغ کو چلا تو راستہ میں گھوڑے نے ناخن لیا اور خان دولان کی گھوڑے سے گر کر گردن ٹوٹ گئی۔ تین دن زندہ رہ کر مر گیا۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ علیہ۔ وفات حضرت کی بارہویں شعبان ۱۰۵۲ھ ایک ہزار پچاھ و دو ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں ہے۔

۸۵۔ شیخ محمد سعید نقشبندی مجددی قدس سرہ

یہ بزرگ دوسرے فرزند شیخ احمد مجدد الف ثانی کے ہیں۔ حامی معقول و منقول جامع فروع و اصول صاحب حال و قال مظهر انوار کمال مخزن برکات معدن خوارق و کرامات ہزاروں خدا کے طالب ان کے وسیلہ جمیلہ سے تکمیل کو پہنچے۔ مولف تذکرہ آدمیہ لکھتا ہے کہ ملا بدر الدین مجددی کا شمار ایک روز میں شیخ محمد سعید مجددی کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک سال حضرت شیخ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات حکیم عبد المجید سیفی مرحوم نے لاہور سے شائع کر دیے تھے۔ خواجہ محمد ثاقب کشمی نے آپ کی تعلیمات مشکوٰۃ المصابیح کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۸۰ھ کو فوت ہوئے (روضۃ القیومیہ ۱/۲۹۱-۱۹۲) آپ کے آٹھ فرزند اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ شاہ عبداللہ، لطف اللہ، مولوی فرخ شاہ، سعد الدین، شیخ عبدالاحد، خلیل الرحمن، محمد یعقوب اور محمد تقی آپ کے صاحبزادے تھے (ہدیہ احمدیہ ۸-۹)

۱۔ خواجہ عبدالخالق سرہندی سرید حضرت شیخ آدم بنوٹری

۲۔ معتمد حضرت القدس اور وصال احمدی

خادم پان کا بیڑا، پلاس کی پتی میں لپیٹا ہوا حاضر لایا۔ حضرت نے اس کو کھول کر بیڑا پان کا تو کھالیا اور پلاس کی پتی کو پھر اسی طرح باندھ کر میری طرف پھینکا۔ میں سمجھا کہ شاید اس میں بیڑا پان کا ہے بڑی تعظیم کے ساتھ میں نے اس کو اٹھالیا اور کھولا تو خالی پایا۔ حاضرین مجلس اس بات پر متبسم ہوئے اور میں نادم ہوا۔ رفعِ مذمت کے لیے میں نے وہ تپا بدستور لپیٹ کر گپرٹمی میں لکھ لیا جب مجلس سے اٹھ کر گھر پہنچا اور چاہا کہ گپرٹمی سے وہ تپا نکال کر پھینک دوں تو دیکھا کہ وہ تپا پان کا بیڑا بنا ہوا تھا۔ یہ تصرف حضرت کا دیکھ کر میں سخت حیران ہوا اور بڑی خوشی کے ساتھ کھا لیا۔ وہ لذت پائی کہ تمام عمر نہ بھولا۔ وفات حضرت کی سن ایک ہزار ستر ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار سرہند میں ہے اور عمر اسی برس کی۔

۸۶۔ شیخ محمد معصوم نقشبندی مجددی سرہندی قدس سرہ

یہ بزرگ فرزند میاں گئی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کے قطب المشائخ مقتدا نے زمانہ روگیا نہ تھے۔ سولہ برس کی عمر میں انہوں نے ظاہری علوم سے فراغت حاصل کی کے دستاویز کی باندھی۔ پھر اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں تکمیل باطنی پائی صحبت اغیار سے ان کو کمال نفرت تھی۔ اگرچہ شاہ اورنگ زیب عالمگیر حضرت کا مرید و کمال متقد تھا، مگر حضرت کبھی اس کے دربار میں نہ گئے اور نہ زرنقہ و جاگیر وغیرہ کی طمع کی اور مرید حضرت کے جوان کی توجہ موجب سے درجہ قرب

القیاضہ : ملاحظہ فرمادہ محمد سعید خواجہ : مکتوبات مرتبہ حکیم عبد المجید سیفی لاہور

(۱) محمد اشرف کشمی : زبدۃ المقامات ص ۳۰۰-۳۱۰ (۲) بدرالدین سرہندی : حضرت القدس و قدوم ص ۲۵۰

(۳) کمال الدین مملو حسان : روضۃ القیومیرکن اول ص ۲۴۰-۲۴۱

(۵) فضل اللہ حاجی : عمدۃ المقامات ص ۲۲۶-۲۳۰

۱۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اپنے والد بزرگوار حضرت اقام ربانی کے جانشین تھے۔ لاقعدا و الناسون کو آپ سے ظاہری باطنی فیض حاصل ہوا۔ مکتوبات معصومیہ (جلد ۳) اذکار معصومیہ آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

تک پہنچے۔ تین لاکھ سے زائد تھے۔ حضرت ہندوستان سے سفر کر کے حرمین الشریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مستفید ہوئے۔ محمد صدیق پشاور سٹی سے نقل ہے کہ میں پشاور سے بسواری استر سرہند کو بامید ملازمت حضرت کے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ استر بے بس ہو کر بھاگا اور میں زمین پر کھنچا ہوا اس کی رکاب میں جا رہا تھا۔ ایسی حالت میں کہ ہتر دوڑا جاتا اور میں زمین پر کھنچا ہوا اس کی رکاب میں جاتا تھا۔ میں زندگی سے ناامید ہوا اور بحالت ناامیدی حضرت کو یاد کیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور استر کو کچھ ٹکڑے پاؤں میرا رکاب سے جدا کیا۔ جب اپنے کو سنبھالا اور چاہا کہ قدم بوس ہوں مگر حضرت کو نہ پایا۔ ولادت حضرت کی سن ایک ہزار نو میں اور وفات سال ایک ہزار اسی میں واقع ہوئی۔

۸۷۔ خواجہ معین الدین خلف خواجہ خاوند محمد نقشبندی لاہوری قدس سرہ
یہ بزرگ خواجہ خاوند محمد نقشبندی لاہوری کے بیٹے تھے۔ بعد وفات پذیر بزرگوار کے

۱۔ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاور سٹی، حضرت خواجہ محمد معصوم کے محبوب ترین خلفا میں سے تھے۔ بہت سے حضرت خواجہ کے مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوبات ۵۶، ۵۹، ۶۶، ۸۴، ۱۱۱

۲۲۳، ۱۱۸، ۱۵۹، ۱۶۹، ۱۷۹، ۱۸۹، ۱۹۹، ۲۰۹، ۲۱۹، ۲۲۹، ۲۳۹، ۲۴۹، ۲۵۹، ۲۶۹، ۲۷۹، ۲۸۹، ۲۹۹، ۳۰۹، ۳۱۹، ۳۲۹، ۳۳۹، ۳۴۹، ۳۵۹، ۳۶۹، ۳۷۹، ۳۸۹، ۳۹۹، ۴۰۹، ۴۱۹، ۴۲۹، ۴۳۹، ۴۴۹، ۴۵۹، ۴۶۹، ۴۷۹، ۴۸۹، ۴۹۹، ۵۰۹، ۵۱۹، ۵۲۹، ۵۳۹، ۵۴۹، ۵۵۹، ۵۶۹، ۵۷۹، ۵۸۹، ۵۹۹، ۶۰۹، ۶۱۹، ۶۲۹، ۶۳۹، ۶۴۹، ۶۵۹، ۶۶۹، ۶۷۹، ۶۸۹، ۶۹۹، ۷۰۹، ۷۱۹، ۷۲۹، ۷۳۹، ۷۴۹، ۷۵۹، ۷۶۹، ۷۷۹، ۷۸۹، ۷۹۹، ۸۰۹، ۸۱۹، ۸۲۹، ۸۳۹، ۸۴۹، ۸۵۹، ۸۶۹، ۸۷۹، ۸۸۹، ۸۹۹، ۹۰۹، ۹۱۹، ۹۲۹، ۹۳۹، ۹۴۹، ۹۵۹، ۹۶۹، ۹۷۹، ۹۸۹، ۹۹۹

۳۔ خواجہ محمد معصوم کا صحیح سال وفات ۱۰۷۹ھ ہے (رک جواہر علویہ)

۴۔ تلامعین الدین کشمیری جید عالم تھے کثیر التصانیف فاضل تھے۔ ان کے والد بزرگوار خواجہ خاوند محمد نے انہیں کشمیر میں اپنی خانقاہ میں مقیم ہو کر رشد و ہدایت خلق کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ تلامعین الدین، اکبر، جہانگیر اور شاہجہان کے عہد کی پیدا کردہ بدعات کے خاتمہ کے لیے کوشاں رہے۔ جب محمدی الدین اور رنگ زیب کا دور آیا تو نبدۃ التماسیر کے نام

(بقیہ حاشیہ) سے قرآن پاک کی تفسیر لکھی جس کے خلبہ میں تحریر فرماتے ہیں :

”میں عرصہ دراز سے ان بدعات و اہوا کی وجہ سے پریشان تھا جو اس ملک میں رائج ہیں۔ بیس سال کے بعد عالمگیر کا دور آیا اور مجھے اور ملک کو اطمینان حاصل ہوا تو بطور شکریہ میں نے یہ تفسیر لکھ کر بادشاہ کے حضور میں پیش کی۔“ (زبدۃ التفاسیر قلمی مخزنہ سعیدیہ لائبریری ٹونک بجوالہ)

قاضی محمد عمران : تلامعین کشمیری مقالہ مشمولہ معارف مارچ ۱۹۶۷ء ص ۲۳۱

تلامعین شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے شاگرد بھی تھے۔

تلامعین الدین کی حسب ذیل تصانیف ہمارے علم میں ہیں :

(۱) فتاویٰ نقشبندیہ (معاصر علماء کی خواہش پر مرتب کیا) متعدد خطی نسخے موجود ہیں۔ ایک نسخہ ملا یعقوب تاجر

کتب کوئٹہ کے پاس ہے۔

(۲) کنز السعادت (مسائل فقہ و در آغاز کتب احوال میں خاندان خود) دو نسخے خطی (۱) ایٹانک سوسائٹی ملکتہ

(۲) پنجاب پبلک لائبریری لاہور نمبر ۲۹۷۱۴۲-۲۹۷۱-۶/ش ۶، ۶۹۷-غزا-نظا

(۳) کتاب رضوانی (احوال والد خود خواجہ خاندان محمود) قلمی مخزنہ جوں و کشمیر کلچر اکیڈمی سری نگر

(۴) مقامات محمودیہ (احوال والد خود) قلمی انڈیا آفس ملتان نمبر ۱۸۹۵

(۵) زبدۃ التفاسیر (عربی - عمد عالمگیر) قلمی مخزنہ پٹنہ لائبریری (فرست ۱۳۳۶) سعیدیہ لائبریری ٹونک

(۶) شرح القرآن (فارسی) ببال ۱۰۷۷ھ (آغاز ۷ رجب انجام محرم چہ ماہ میں) قلمی سعیدیہ لائبریری ٹونک

(۷) مرآۃ العیال (بجوالہ شرح القرآن) (۸) رسالہ رد الملاحضہ (بجوالہ شرح القرآن)

(۹) المرفقۃ القلوب و تنقح الکاملین (عربی) فقہ و تصوف قلمی ملوک جی مدین الدین صاحب لاہور، ملا

مدین کشمیری کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی صحیح بخاری اور رسالہ تحقیق الاشارہ تصنیف شیخ عبدالحق محدث

دہلوی بھی اپنے ہاتھ سے ۱۰۵۹ھ میں لکھا تھا۔ یہ دونوں خطی نسخے سعیدیہ لائبریری ٹونک میں محفوظ ہیں (بجوالہ حکیم

(۱۰) مرآۃ الطیبہ و سیرت (بجوالہ قلمی ۱۹۸۰) ملاحظہ ہو :

قاضی محمد عمران ص ۲۷۲

(۱۱) محمد اعظم : تاریخ کشمیر اعظمی ۱۳۰۰-۱۶۹۰

(۱۲) سکین : سماع الابرار تاریخ کبیر کشمیر

(۱۳) فوقی محمد دین : روضۃ الابرار

(۱۴) فقیہ محمد جمالی : صدائق المنفیہ ص ۴۲

(۱۵) رحمان علی : تذکرہ علمائے جند قند ۵۰

(باقی بر صفحہ آئندہ)

کشمیر میں سکونت اختیار کی اور اس خاندان میں جوان کے باپ کی تعمیر مہتی متعام کیا۔ تمام عمر ہدایت و ارشاد میں گزرائی۔ علمائے ظاہری بھی حضرت کے دل سے فرمانبردار تھے۔ ہر ایک مقدمہ میں جو حضرت فتویٰ دیتے۔ کسی کو انکار نہ ہوتا۔ وفات ان کی بقول صاحب تواریخ ڈوہری ماہ محرم سن ایک ہزار پچاسی ہجری میں واقع ہوئی۔

۸۸۔ شیخ سیف الدین بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی ہندوی قس سترہم

یہ بزرگ خاندان نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے باپ کے جانشین تھے۔ جامع تھے علوم ظاہری باطنی و کمالات صوری و معنوی و زہد و ورع و تقویٰ و عبادت و اتباع سنت و شریعت اور ز فائیت پر ہمیز گاری کے سبب سے مخاطب بخطاب محی السنن تھے۔ جو کوئی شخص کفار یا فاسق و فجار میں سے ان کے روبرو آتا تب ہو جاتا۔ دنیا داروں کی صحبت سے ان کو کمال نفرت تھی اہل فعل میں سے جب کوئی لفظ اللہ کا زبان پر لانا تو شیخ پر حالت وجد طاری ہو جاتی۔ ان کی خانقاہ میں ہر روز چار سو آدمی درویش و وقفہ کھانا کھاتے تھے اور کھانا ہر ایک شخص کے کھنے کے بموجب تیار ہوتا تھا۔ وفات حضرت کی سن ایک ہزار اٹھانوے ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گومبار سترہند میں ہے۔

البقیہ حاشیہ : ۱۱۔ جلد المی : نزہۃ الخواطر ۵/۴۶

۱۱۔ محمد مران خان قاضی، معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف مقالہ مستقر لہ معارف، ۱۹۹۷ء، ص ۲۳۵۔
 ۱۲۔ حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے زمانے میں اچھے سنت اور رفع بدعت کے لیے جو کامائے نمایاں انجام دیے۔ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم نے اورنگ زیب کی درخواست پر شاہی دربار میں بھیج دیا۔ جہاں آپ بقول محمد ساقی مستعد خاں قلعہ کے اندر شاہی محل کے جوار میں رہنے لگے۔ بادشاہ اکثر کاروبار سلطنت سے فراغت کے بعد رات گئے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحبت سے فیض یاب ہوتا۔ تاثر عالمگیری ۸۴، حضرت سیف الدین نے بادشاہ کے ساتھ رہ کر ترویج شریعت اور احیاء سنت کے لیے بڑا کام کیا۔ آپ کے مکتوبات طبع ہو چکے ہیں۔ ان میں اورنگ زیب کے نام آپ کے ۱۸ مکتوبات ہیں (محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین، مکتوبات سیفیہ مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کراچی)۔
 ۱۳۔ مفتی صاحب نے خواجہ سیف الدین کا سال وفات ۱۰۹۸ھ لکھا ہے۔ جو درست نہیں۔ (باقی برصغور آئندہ)

۸۹۔ شیخ سعدی بلجاری مجتہد دی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگان نقشبندیہ میں سے یہ بزرگ صاحب کمال مشہور ہیں۔ آٹھ برس کی عمر میں ان کو شوق حق دامن گیر ہوا اور مولانا حاجی سعد اللہ وزیر آبادی کے ذریعہ سے بندہ مت شیخ آدم بنوری جو بڑے بزرگ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے حاضر ہوئے اور تکمیل ظاہری باطنی (بقیہ حاشیہ) صیغ سال وفات ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ ہے (رافت رؤف احمد شاہ، جوامع علویہ ص ۱۶۶)

اور ولادت ۱۰۴۹ھ میں سرہند میں ہوئی (ایضاً ص ۱۱۲)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین : مکتوبات سیفیہ مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، کراچی (س۔ن)

(۲) کمال الدین مملو خان : روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۳۶، ص ۱۸۵

(۳) محمد فضل اللہ : عمدۃ المقانات ص ۲۹۵، ۲۹۶ (۴) رؤف احمد رافت مجتہد دی، جوامع علویہ ص ۱۲۲، ۱۲۳

۱۔ حضرت شیخ سعدی لاہوری (۱۰۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد صادق تھا (محمد عمر چینی میاں : ظہور سبق ص ۱۰۹) آپ کے والد کا نام اہلال تھا (ایضاً ص ۱۰۹) مگر آپ کے نام کے ساتھ مفتی صاحب نے جو بلجاری کی نسبت لکھی ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آسکی۔ ہمارے خیال میں یہ نسبت بلجاری ہے۔ افغانستان میں اس نسبت کے بعض بزرگ گزرے ہیں۔ ممکن ہے آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق بھی اسی قصبہ بلغار سے ہو۔

۲۔ مولانا حاجی سعد اللہ وزیر آبادی ف ۱۱۰۲ھ اپنے وقت کے بڑے عالم اور صاحب ارشاد بزرگ تھے۔ سلوک مجددیہ کے تذکروں میں آپ کا نام اسد اللہ بھی لکھا ہوا ہے (مکتوب حضرت خواجہ سیف الدین بنام حاجی آفتاب وزیر آبادی، مکتوبات سیفیہ ص ۱۱۲، محمد رفیع اخوند : قرآن السعیدین قلمی

حاجی اسد اللہ حضرت شیخ آدم بنوری کے خلیفہ تھے۔ ان کا مسکن و موطن سرے وزیر خاں (وزیر آباد ضلع بکرات پاکستان) تھا۔ یہاں لاہور اور وزیر آباد میں ساری زندگی تبلیغ و ارشاد میں کی۔ سلسلہ مجددیہ آدمیہ کی نشر و

اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا (محمد امین بخش : تاسیخ المحرقین قلمی ورق ۲۱۶ ب --- ۲۲۲) ۳۔ حضرت شیخ آدم بنوری خلیفہ اعظم حضرت مجدد الف ثانی ف ۱۰۵۲ھ نے سلوک مجددیہ کی نشر و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا آپ کے لاتعداد مرید و خلفاء تھے۔ آپ کی مذہبی سرگرمیوں کی وجہ سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

پانی اور ہمراہ پر روشن ضمیر کے حرمین الشریفین کو گئے۔ چند سال وہاں بسر کیے جب شیخ آدم بمقام مدینہ فوت ہو گئے۔ تو شیخ سعدی لاہور میں آئے اور قیام اختیار کیا۔ حضرت کے خوارق و کرامات کتاب روضۃ السلام میں بہت درج کیے ہیں۔ جن کی تشریح کی گنجائش اس مختصر کتاب میں نہیں ہے۔ وفات حضرت کی تیسری ربیع الثانی روز چہار شنبہ سن ایک ہزار ایک سو اٹھ میں واقع ہوئی اور مزار بیرون لاہور موضع مزنگ کے پاس ہے۔

۹۰۔ یزد نور محمد بدایونی قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ اعظم شیخ سیف الدین بن محمد معصوم مجددی کے تھے حالت استغراق و مستی (بقیہ حاشیہ) شاہجہان نے آپ کو ملک بدر کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ عرب شریف میں رہے اور یہیں آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے خلاصۃ المعارف قلمی و جلد منکوک محمد اقبال مجددی، نظم النکات ۳۔ نکات الاسرار ۴۔ و صوح المذاہب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ کے خلیفہ مولانا محمد امین بدخشی نے آپ کے حالات پر ایک ضخیم کتاب نتائج الحرمین لکھی تھی۔ جس کے خطی نسخے کتاب خانہ جھانہ ماٹھی پشاور، اسلامیہ کالج لاہور بری پشاور اور کتاب خانہ مولانا یوسف بنوری کراچی میں موجود ہیں۔

لے ببال ۱۰۵۲ھ (بدالدین سرہندی، حضرات القدس و قدس دوم ۲۵۶)

۲۔ روضۃ السلام، شیخ شرف الدین کشمیری ف ۱۲۵ھ کی تصنیف ہے۔ ہمیں اس فرق ممکن اس کے کسی خطی نسخے کا علم نہیں ہے۔

۳۔ حضرت خواجہ نور محمد بدایونیؒ اپنے وقت کے اجل عالم اور پابند شریعہ صوفی تھے۔ ہر وقت کتاب و سنن اپنے پاس رکھتے اور اس کے مطابق عمل کرتے۔ ایک مرتبہ بیت اللہ میں داخل ہوتے ہوئے راست پاؤں پہلے رکھ دیا تو تین روز تک سیر باطنی بند رہا۔ آپ سے بے شمار انسانوں نے باطنی فیض حاصل کیا۔ جن میں حضرت مرزا مظہر جان جاناؒ کا نام گرامی سرفراز ہے۔ جن سے سارے عالم اسلام میں مجددی سلوک کا عام رواج ہوا۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) لافٹ رؤف احمد : جواب طویہ ۱۷۴ - ۱۳۰

(۲) نعیم اللہ بٹراکچی : معمولات مظہریہ کانپور ۱۲۷۵ھ

(۳) شاد غلام علی دہلوی : مقامات مظہری، دہلی ۱۲۶۹ھ - ۲۵۰۶۱

ان کی طبیعت پر غالب تھی صحبت اہل دنیا سے کمال پرہیز تھا خوارق و کرامات بے انتہا ان سے سرزد ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک روز دو کس جن کا مذہب شیعہ تھا۔ خدمت میں حاضر آئے اور امتحاناً درخواست بیعت کی حضرت نے بنوہ باطنی ان کے حال سے واقف ہو کر فرمایا کہ اول عقیدہ باطلہ شیعہ سے تائب ہو کر اپنے قلب کو صاف کرو۔ بعد ازاں بیعت کرنے کا اختیار ہے چنانچہ ایک شخص ان میں سے بصدق باطن تائب ہوا اور بیعت کی۔ دوسرے کو توفیق رفیق نہ ہوئی۔ وفات ان کی یازدہم ذی قعدہ سن ایک ہزار ایک سو پچیس میں واقع ہوئی۔ ہزار سرہند میں ہے۔

۹۱۔ شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید بن شیخ احمد مجدد قدس سرہ

یہ بزرگ جانشین و خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے۔ بعد وفات پدر عالی قدر کی مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھے۔ ہزار طالبانِ خدا ان کے ذریعہ سے اپنے مطلوب کو پہنچے۔ سلسلہ مجددیان کی ذات بابرکات سے تمام زمانہ میں پھیل گیا۔ خلفاء ان کے تمام دور دراز ملکوں سے مکہ مدینہ میں جا کر مصروف ہدایتِ خلق ہوئے۔ خوارق و کرامت کے اظہار میں حضرت کو کمال انکار تھا، مگر اکثر اوقات بے اختیار سرزد ہوتے۔ چنانچہ ایک بے ادب عورت جس کا بیٹا حضرت کی بیعت میں اگر تارک الدنیا و مجذوب ہو گیا تھا۔ حضرت کے روبرو حاضر ہوئی اور کلمات بے ادبی کے کہنے شروع کیے حضرت نے صبر کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ آخر جب دیکھا کہ غیرتِ الہی در پے انتقام ہے تو ایک خادم کی طرف اشارہ کیا کہ اس عورت کو ایک طمانچہ مار۔ خادم نے زبانی عورت کو منع کیا اور طمانچے کے لگانے سے متاثر رہا عورت اسی وقت گر پڑی اور فرنگی حضرت اپنے خادم پر کمال غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو طمانچے لگانے میں دیر نہ کرتا تو اس عورت کی جان برباد نہ جاتی۔ کیونکہ اس حالت میں اس بلوغی شدید کا انتقام میری طرف سے ہو جاتا اور اب منتقم حقیقی نے یہ انتقام لیا اور جان اس کی جاتی رہی۔ خون اس عورت کا تیری گردن پر ہے۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار ایک سو

(بقیہ حاشیہ ۴۶۰) محمد مظہر بن شاہ احمد سعید دہلوی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۴۲-۴۴

مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کا مزار سرہند میں ہے۔ یہ درست نہیں۔ آپ کا مزار دہلی میں جوار حضرت

نظام الدین اولیا باغ مکرم خاں میں ہے (جواہر ملویہ صفحہ ۱۳)

بیانیس جہری یس واقع ہوئی۔

۹۲۔ شیخ محمد عابد نقشبندی مجددی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبدالاحد کے خلیفوں میں سے ان کے جانشین و قائم مقام تھے نسبت

۱۔ حضرت شیخ عبدالاحد متخلص بہ وحدت معروف شاہ گل کا مسیح سال وفات ۱۱۲۶ھ ہے (محمد اعظم، تاریخ کشمیر ج ۱) مفتی صاحب نے ۱۱۴۲ھ غلط لکھا ہے۔ آپ نے بہت سے رسائل و کتابیں تصنیف کیں۔ تقریباً تیس کے حوالے ملتے ہیں۔ جن میں سے جنات الثمانیہ اور شواہد التبیہ، رسالہ شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب حضرت مجددؑ، آپ نے حضرت مجددؑ کی حمایت اور مجددی تحریک کے مخالفین کے رد میں لکھے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

۱، کمال الدین محمد احسان، روضۃ القیومیہ رکن اول ۲۹۹-۳۰۶

۲، فضل اللہ، عمدۃ المقامات ۲۴۳-۲۵۰ (۳)، لفت رؤف احمد، جوامع علویہ ۲۰۴-۲۰۸

۳، محمد مظہر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ص ۲۶ ص ۳

۵، وحدت عبدالاحد، گلشن وحدت (مکتوبات) جامع خواجہ محمد مراد ٹنگ کشمیری مرتبہ مولانا عبداللہ جان

مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء (۴)، محمد اعظم، تاریخ کشمیر اعظمی کشمیر ۱۳۵۵ھ

۶، ایضاً، فیض مراد قلبی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

۷۔ شیخ محمد عابد حنفی نقشبندی نامی

و ریاضات کا ذکر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے بھی کیا ہے (رسالہ رحلات حضرت مرزا مظہر ص ۳، حضرت مرزا

مظہر جان جاناںؒ نے آپ سے باطنی استفادہ کیا تھا

مفتی صاحب نے شیخ محمد عابدؒ کا سال وفات ۱۱۶۰ھ لکھا ہے۔ لیکن فقیر محمد جمالی نے ۱۱۶۶ھ

تفصیل کے لئے دیکھیے ضمیمہ ثانی کتاب ہذا صفحہ ۲۹۷

پدری ان کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی تھی۔ عبادت و ریاضت میں حضرت کو میان یک توجہ تھی کہ سوائے عبادت کے کسی کام کی طرف رغبت نہ تھی۔ ہر روز بیس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور ہزار مرتبہ ذکر نفی اثبات بچیں دم و تلاوت یک منزل قرآن و ہزار بار درود شریف و طیفہ تھا اور تہجد کی نماز میں ساٹھ مرتبہ سورۃ یسین پڑھے جاتے تھے اور بحال اشتیاق پایادہ ہند سے روانہ ہو کر حرمین الشریفین میں پہنچے اودھج زیارت فقیر رسول مقبول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہوئے۔ وفات ان کی اٹھارہویں ماہ رمضان المبارک ایک ہزار ایک سو ساٹھ ہجری الاقدس میں واقع ہوئی۔

۹۳۔ شاہ شمس الدین حبیب اللہ المخاطب بہ مرزا جاناں قدس سرہ

یہ بزرگ سادات علوی میں سے صاحب مقامات بلند مدارج ارجمند تھے۔ شجرہ نسب ان کا اٹھائیس واسطوں کے ساتھ حضرت امام محمد بن حنیف بن علی المرتضیٰ کے ساتھ ملتا ہے۔ ان کے شان دہلی کے دربار میں امیر کبیر تھے۔ قرابت بھی سلاطین تیموریہ کے ساتھ رکھتے تھے۔ چنانچہ

ملاحظہ ہو :

(۱) غلام سرور مفتی لاسوری، خزینۃ الاصفیاء، اول ۶۴۳۔ ۶۴۴

(۲) غلام علی دہلوی، مقامات مظہری، ۲۹-۳۲

(۳) فقیر محمد جملی، حقائق المغنیہ، ۴۴-۴۵ (۴) رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، ۴۴۸-۴۴۹

(۵) عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ۲۲۶، ۲۲۷

۱۔ اٹھائیس واسطے غلط ہیں۔ انیس واسطے ہونے چاہئیں (نعم اللہ مبراہی، معمولات مظہریہ، ص ۱۷)

۲۔ حضرت مرزا صاحب کے اجداد میں سے دو بزرگ بابا خاں اور محبوب خاں ہمایوں کے ساتھ ہندوستان آئے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے : مآثر الامراء، ۱/۳۹۱-۳۹۲، ۲۰۹/۲۱۰-۲۱۱ اور دیگر درباری کتب تاریخ مغلیہ

امیر عبدالسبحان نواسہ اکبر بادشاہ کا ان کا دادا تھا۔ والدان کا مرزا جان ترک بھی ایک امیر الامراء شخص تھا۔ جو تارک الدنیا ہوا۔ اس نے ظاہری دولت ترک کر کے فیر جی اختیار کی اور خاندان قادریہ میں مرید شاہ عبدالرحمان قادری کا ہوا۔ میرزا جان جاناں جب سولہ برس کی عمر کے ہوئے۔ باپ ان کے فوت ہو گئے۔ انہوں نے تو تل بخاندان نقشبندیہ مجددیہ ڈھونڈ کر سید نور محمد بدایونی کے مرید ہوئے۔ پھر بخدمت حاجی محمد افضل تلخو حافظ سعد اللہ وخواجہ محمد عابد شاخ مجددیہ سے فیض یاب ہو کر تکمیل پائی۔ اور سند ہدایت و ارشاد پر بیٹھ کر ہزاروں طالبان حق کو واصل کئی کیا۔ آخر بتاریخ نہم ماہ محرم الحرام سن ایک ہزار ایک سو پچانوے چند معاندان خاندان نقشبندیہ سے کہ عقیدہ نجدیہ رکھتے تھے شہرت شہادت بغلوہ لٹنگ پایا۔ چوراسی برس کی عمر پائی۔ کیونکہ ولادت حضرت کی گیارہویں ماہ رمضان روز جمعہ شہدائیک ہزار گیارہ میں واقع ہوئی تھی۔

۱۔ امیر عبدالسبحان کے والد مرزا محمد امانی کے بارے میں مولانا محمد نعیم ٹھٹھارچی نے لکھا ہے کہ ان کی شادی اکبر کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ لیکن اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے۔ مرزا عبدالسبحان کی شادی اسد خاں وزیر کی لڑکی یا خاں زادہ بن سے ہوئی تھی۔

۲۔ مرزا جان اورنگ زیب کے منصب دار تھے۔ غالباً کسی اہم عہدے پر فائز نہیں تھے۔ اس لیے ان کا نام تاریخوں میں نہیں ملتا۔ اورنگ زیب دکن میں تھا تو انہوں نے ملازمت ترک کر کے سارا اثاثہ غریبوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

۳۔ شیخ محمد افضل، حضرت شیخ عبدالاصد وحدت کے مرید تھے جبکہ عالم تھے۔ حدیث اور فقہ میں کمال حاصل تھا۔

۱۱۴۶ھ میں انتقال کیا (نزہۃ الخواطر ۶/۲۸۱۔ مقامات مظہری ۲۵-۲۷)

۴۔ حافظ سعد اللہ دہلوی نے حضرت محمد صدیق بن حوجہ محمد معصوم کے مرید تھے۔ ۱۱۵۲ھ میں انتقال کیا۔

(شاہ غلام علی دہلوی، مقامات مظہری ۲۵-۲۷، نزہۃ الخواطر ۶/۹۸)

۵۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ مرزا مظہر جان جاناں میں مختلف شواہد کی بنا پر آپ کا سال ولادت ۱۱۰۰ متعین کیا ہے (بحوالہ خلیق انجم، مرزا مظہر کے خطوط مثلاً)

حضرت مرزا صاحب صوفی باصفا ہونے کے ساتھ ایک بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی تھے۔ آپ کا دیوان اشعار اور بیاض خریطہ جوابہ کے نام سے چھپ چکا ہے۔

۹۴۔ شاہ عبداللہ المخاطب بسید غلام علی شاہ نقشبندی مجددی دہلوی تدویر

یہ بزرگ خلیفہ راستین و جاننشین حضرت حبیب اللہ مرزا جان جاناں شہید کے تھے۔ نسبت آبائی ان کی بحفرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سے ملتی ہے۔ ان کے والد سید عبداللطیف قصبہ روٹالہ میں سکونت رکھتے اور سلسلہ قادریہ میں مرید شاہ ناصر الدین قادری کے تھے۔ مگر انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بخدمت مرزا جان جاناں حاضر ہو کر بیعت کی اور تکمیل پائی اور تمام عمر دہلی میں رہ کر ہدایت خلق معروف رہے اور وہ فیض جاری کیا کہ گویا اخیر زمانہ میں ہند کی ولایت ان کی ذات پر ختم ہوئی خواص و کرامت بشمار حضرت سے وقوع میں آئے چنانچہ کتاب

(بقیہ جلد صفحہ ۱۴۷) (۱) نعیم اللہ بھڑائی، معمولات مظہریہ کانپور ۱۲۷۵ھ

(۲) غلام علی دہلوی شاہ، رسالہ درحالات و مقامات حضرت مرزا مظہر (مقامات مظہریہ)، دہلی ۱۲۶۹ھ

(۳) نعیم اللہ بھڑائی، بشارات مظہریہ خلی، مخزنہ برائے میوزیم مقالہ عبدالرزاق قریشی، بشارات مظہریہ

معارف اعظم گڑھ مئی ۱۹۶۰ء ۲۲۵، ۳۲۳

(۴) آغا غلام علی، سروآزاد ۲۳۳-۲۳۴، ۵، آرزو: مجمع النفاس قلمی مخزنہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

(۶) درگاہ قلی خاں، مرقع دہلی ۱۹، (۷) فارسی شعرا کے تذکرے

(۸) خلیق انجم، مرزا مظہر جان جاناں مقالہ بلے حصول درجہ ڈاکٹری

(۹) عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر اور ان کا کلام (مجموعہ ۱۹۶۰ء)

(۱۰) ایضاً، مکتبہ نثر مظہر فارسی، بیبی (۱۱) خلیق انجم، مرزا مظہر کے خطوط دہلی ۱۹۶۲ء

علیہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی تیرہویں صدی ہجری کے سب سے نامور شیخ طریقت تھے۔ آپ کی بدولت

سلسلہ مجددیہ نہ صرف ہندوستان میں پھیلا، بلکہ سارے عالم اسلام میں اس کی تعلیمات پہنچ گئیں۔ عرب میں آپ اور کئی

کے خلیفہ حضرت مولانا خالد کردی نے سلسلہ ارشاد و تلقین شروع کر کے سارے عرب کو متاثر کیا۔ حضرت شاہ غلام علی

کی تصانیف میں سے (۱) رسائل سبعة سیارہ (۲) رسالہ درحالات و مقامات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

(۳) رسالہ مشلولیہ (۴) رسالہ طریقہ مجددیہ (۵) در المعارف (۶) جواہر معلویہ (۷) مجموعہ مقنونات

۱۵۱ مکتبہ مشہور ہیں۔

منظر جان جاناں میں لکھا ہے کہ ایک عورت خدمت میں حاضر ہوئی اور ایک بیمار کی صحت کیلئے عرض کی حضرت اس وقت نان و کباب تناول فرما رہے تھے۔ اس میں سے ایک نان اور تھوڑے کباب اس کو بطور تبرک دے دیے جب وہ گھر میں گئی تو کباب مبتدل بکلا ہو گئے۔ جانا کہ بیمار جان بر نہیں ہوگا۔ دارالمعائن میں لکھا ہے کہ حضرت کے ایک مرید کی دختر مرگئی اور حضرت عیادت کے لیے اس کے گھر گئے اور اس کی عورت کی تسلی کی اور فرمایا: خدائے تعالیٰ لڑکی کے عوض تجھ کو لڑکا دے گا۔ چونکہ وہ عورت خاوند ضعیف العمر تھے عورت نے عرض کی کہ حضرت مجھ کو ساٹھ سال کی عمر میں اب لڑکا ہونا ناممکن ہے۔ فرمایا کہ خداوند تعالیٰ قادر ہے۔ اس کی قدرت میں عجب نہیں۔ چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا اور نیز اسی

سلسلہ کتاب منظر جان جاناں سے بیان مراد مقامات مظہری مؤلفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے آخر میں ملکہ ضمیمہ درحالات شاہ غلام علی نوشتہ شاہ عبدالغنی مجددی ہے۔

۱۰ اس کتاب کا مصنف نام درالمعارف ہے جو حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے آپ کے خلیفہ ارشد حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی نے ۱۲۵۳ھ میں مرتب کیا تھا متعدد مرتبہ چھپ چکا ہے۔
ملاحظہ ہو :

- ۱) غلام علی شاہ : مقامات مظہری دہلی ۱۲۶۹ھ
- ۲) ایضاً : رسالہ درحالات و مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی بتعصیح مولانا غلام محی الدین قصوری قلمی مملوکہ محترمہ پاشاہ بیگم راولپنڈی۔

- ۳) ایضاً : رسائل سبعہ کیارہ۔ مطبع نقشبندی ۱۲۸۲ھ
- ۴) ایضاً : رسالہ مشغولہ قلمی مشمولہ بیاض خواجہ دوست محمد قندھاری مخزن کتب خانہ گنج بخش راولپنڈی
- ۵) ایضاً : رسالہ طریقی مجددی قلمی مملوکہ جی معین الدین صاحب لاہور
- ۶) عبدالغنی شاہ مجددی : ضمیمہ مقامات مظہری دہلی ۱۲۶۹ھ (۷) رافت رؤف احمد : درالمعارف دہلی
- ۸) ایضاً : جواہر علویہ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور (س.ن.)

۹) محمد عبدالرشید خاں خالقی : البجۃ السنیۃ فی آداب الطریقۃ الخالدیہ مصر ۱۳۱۹ھ

۱۰) محسن ترہٹی : الایانع البنی مطبوعہ

کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت کا ایک مرید دہلی سے کسی شہر کو روانہ ہوا۔ گاڑی میں اسباب تھا اور خود بھی سوار تھا۔ راہ میں چلتے چلتے دیکھا کہ حضرت سامنے سے آگئے ہیں اور فرمایا ہے کہ گاڑی کو دوڑا کر قافلے سے الگ ہو جاؤ۔ وہ بموجب حکم گاڑی کو دوڑا کر لے گیا۔ جب ایک میل پہنچا تو تمام قافلہ کو رہنمائی نے لوٹ لیا اور وہ ان کی وجہ سے سلامت رہے۔ وفات حضرت کی بانیویں ماہ صفر سن ایک ہزار و سو چالیس میں واقع ہوئی۔

قطعہ تاریخ

چوں غلام علی بحکم خدا
گشت از قیدِ دنیوی آزاد
سال تاریخ رحلتش سرور
گو غلام علی ولی آزاد ۱۲۳۳ھ

۹۵۔ شاہ ابوسعید مجددی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ و جانشین شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی کے صاحب مقامات بلند مدارج ارجمند تھے۔ ان کے والد کا نام صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی تھا۔ علوم ظاہری و باطنی و فقہ و حدیث و تفسیر میں بھی طاق و یگانہ آفاق تھے۔ ظاہری علم انہوں نے مفتی شرف الدین دہلوی و مولانا فیض الدین ملہ حضرت شاہ ابوسعید مجددی کی ذات گرامی سے نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب اور ترکی میں بھی سلسلہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت ہوئی۔ مجددی سلسلہ کی آخری فعال خاندانوں میں سے آپ کی خاندان نے بہت سے نمایاں کام سر انجام دیے۔

۱۔ شیخ صفی القدر ۱۱۳۹ھ مدفون کھنؤ (ملاحظہ مناقب احمد و مقامات سعیدہ ۵۹)

۲۔ شیخ محمد عزیز القدر ۱۱۷۷ھ (ایضاً ۷۲)

۳۔ شیخ محمد عیسیٰ ۱۱۵۳ھ عالم و فاضل اور شاعر بھی تھے (احمدی : ہدایہ احمدیہ ۷۳)

۴۔ مولانا مفتی شرف الدین رام پوری صفی ہندوستان کے مشہور دیرین ہیں سے تھے۔ پنجاب سے رام پور گئے تھے۔ بڑے بڑے علماء آپ کے پروردہ تھے۔ سراج المیزان، شرح السلم، فتاویٰ فقہ اور رسائل کثیرہ آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔ ۱۱۶۸ھ میں انتقال کیا۔ (رک : تذکرہ کاظم رام پور ۱۶۰، اخبار الصنادید جلد اول ۸۴، آئینہ العلوم ۹۲، نزہۃ الخواطر ۲۰۷)

صاحبِ ممدت فرزندِ شاہ ولی اللہ ممدت دہلوی سے حاصل کیا۔ بعد فراغِ علم ظاہری شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل و تربیت پائی اور یگانہ زمانہ ہوئے۔ خوارق و کرامت بہت سے ان کی ذاتِ بابرکات سے سرزد ہوئے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت رام پور اپنے مسکن سے بسواری عرابہ سنبھل کر چلے جاتے تھے۔ شام کے بعد دریا پر پہنچے کشتی و ملاح حاضر نہ تھے۔ حضرت نے گاڑی ڈالنے کو حکم دیا کہ ہبل کو دریا میں ڈال دے۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ دریا میں گاڑی ڈال دینا موجبِ بڑبی جان و مال ہے۔ یہ کام مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ آخر میں بھی اسی گاڑی میں بیٹھا ہوں تو کچھ اندیشہ نہ کر اور گاڑی دریا میں ڈال دے۔ گاڑی بان اگرچہ ہندو تھا۔ لیکن نکل بکڑا کر کے گاڑی دریا میں ڈال دی اور وہ گاڑی حضرت کی توجہ سے پانی پر ایسی چلی گئی جس طرح زمین پر چلتی ہوئی آئی تھی۔ جب دریا سے اتر گئی۔ گاڑی بان فوراً مسلمان ہو گیا اور مرید ہو کر جامہ و رویشی پہنا آخر عمر میں حضرت حج کو گئے اور زیارتِ حرمین الشریفین مشرف ہو کر واپس آئے جب بے قلم لڑکے پہنچے بروزِ عید سندھ ایک ہزار دوسو سچا پس منگل کے روز وفات کی۔ شاہ عبدالغنی حضرت کے صاحبزادے ان کی نیش کو دہلی میں لائے اور شاہ غلام علی و مرزا جان جاناں کے مزار کی قربت میں دفن کیا۔ پچون سال حضرت کی عمر تھی۔

لے آپ ۱۲۸۹ھ میں حرمین الشریفین گئے۔

۱۰ حضرت شاہ عبدالغنی ۱۲۳۵ھ تا ۱۲۹۶ھ عالم اور معروف مدرس تھے۔ علماء کی کثیر تعداد نے آپ سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا (رک۔ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۶، ایضاً الجہن، نزہۃ الخواطر ۴/۲۸۹) حضرت شاہ ابوسعید کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد منظر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، دہلی ۱۲۸۲ھ ص ۵۹۔ ۶۴

(۲) عبدالقادر رام پوری : علم و عمل مرتبہ محمد ایوب قادری جلد اول ۲۶۱

(۳) محمد حسن ترمیٹی : ایضاً الجہن ۶۱ (۴) احمد خاں سرسید : آثار العناوید ۱۵-۱۶

(۵) احمد علی شوق : تذکرہ کاملانِ رام پور ۳-۵ (۶) بشیر الدین احمد : واقعات دارالکلمت دہلی ۲۹۲، ۲۹۴

(۷) معصوم شاہ مجددی : ذکر السعیدین فی سیرت الاولادین، مطبوعہ

(۸) عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۴/۱۳۰

۹۶۔ شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی قدس سرہ

مرید و خلیفہ شاہ غلام علی و برادر خالہ زاد شاہ ابوسعید مجددی علوم ظاہری و باطنی میں یکایک وقت تھے۔ تصانیف ان کی بہت سی مشہور ہیں۔ چنانچہ تفسیر رؤفی اور دیوانِ رافت ان کی مشہور تصانیف ہیں اور ایک کتاب دُرُ المعارف نام حضرت شاہ غلام علی کے ملفوظات ہیں۔ انہوں نے جمع کی حضرت شاہ غلام علی نے بعد عطائے خرقہ خلافت ان کو شہر بھوپال کو مامور کیا اور انہوں نے قیام کیا اور صد ا طالبانِ حق کو منزلِ قرب الہی تک پہنچایا۔ آخر بارادہ حج مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ جب جہاز دریائے محیط میں پہنچا۔ پیکِ اجل آیا اور حضرت اس جہان فانی سے رگھڑائے عالم جاوانی ہو گئے۔ ایک ہزار دوسو تین حضرت کا سالِ وفات ہے۔ شاہ ابوسعید کی وفات کے بعد صرف اڑھائی برس حضرت زندہ رہے۔

۱۔ حضرت شاہ رؤف احمد متخلص بہ رافت بن شعور احمد بن محمد شرف بن شیخ رضی الدین بن زین العابدین بن محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی ۴، عالم، مدرس، مفسر، فقیہ اور شاعر تھے۔ رام پور میں ۱۲۰۱ھ / ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے شاہ درگاہی سے سلوک کی تعلیم حاصل کی پھر حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے منسلک ہو گئے۔ اپنے خود نوشت حالات جواہرِ علویہ کے خاتمہ پر لکھے ہیں (۲۲۴-۳۰۹)

اپنی حسب ذیل تصانیف اس وقت تک ہمارے علم میں ہیں :

- (۱) تفسیر رؤفی اردو مطبوعہ (۲) صادقہ مصدقہ قلبی خزائنہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب
- (۳) فتویٰ اسرار (وحدت الوجود) (۴) مراتب الوصول خلی نسخہ دانش گاہ پنجاب (۵) معراجِ نامراد (۶) فتویٰ یوسف زلیخا (اردو) (۷) سلوک العارفین خلی کتب خانہ ریاست رام پور (۸) تشریح خلی کتب خانہ رام پور (۹) ارکانِ اسلام، شاہ غلام علی کے ملفوظات کے مجموعے (۱۰) جواہرِ علویہ (۱۱) دُرُ المعارف ۳ ملاحظہ ہو :

(۱) رافت رؤف احمد، جواہرِ علویہ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ۲۲۴ - ۳۰۹

(۲) ایضاً : دُرُ المعارف، دہلی (۳) احمد علی شوق، تذکرہ کلاطان رام پور ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۰ء

(۴) شیفہ، گلشنِ بے خار ۸۴-۸۵

(۵) عبدالحی، نزہۃ الخواطر ۱۸۸/۷

۹۷۔ حضرت غلام محی الدین قصوی مجددی قدس سرہ

یہ حضرت اپنے وقت میں جامع کمالات ظاہر و باطن و مظہر تجلیات شریعت و طریقت و حقیقت و عاشق صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اصحاب کبار سے حضرت کو کمال عشق تھا۔ مذہب آپکا حنفی اعظمی تھا۔ جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھی حضرت کو کمال اعتقاد حاصل تھا۔ ابتدائے حال میں حضرت مرید اپنے عم بزرگوار حافظ شیخ محمد کے ہوتے اور انہیں سے ظاہری علم حاصل کیا۔ جب وہ فوت لے حضرت مولانا غلام محی الدین قصوی تیرہویں صدی ہجری کے جید عالم، قلب پنجاب اور شاعر باکمال تھے۔ حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اور سلوک باطنی کا فیض حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے حاصل کیا۔ آپ کی اس وقت کچھ حسب ذیل تصانیف دریافت ہو چکی ہیں :

- ۱۱۔ ملفوظات چل روزہ حضرت شاہ غلام علی قلمی مملوک محمد اقبال مجددی (۲)، تحفہ رسالہ ۱۲۳۴ھ مطبوعہ
- ۱۲۔ رسالہ نظامیہ (مبحث وحدت الوجود فارسی نظم، قلمی مملوک ڈاکٹر مولوی محمد شفیع لاہور (۴)، نادالماج (پنجابی نظم، خطی ذخیرہ شیرانی نمبر ۶۹، ۵) سلاسلہ المبرورہ فی تجویز اسرار المشورہ بجناب مولوی غلام نبی للہی قلمی مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی (۶)، خطبات حضوری مطبوعہ (۷)، مکتایب طیبہ مرتب مولانا غلام محی الدین قصوی قلمی مملوک محمد اقبال مجددی (۸)، مکتایب شریفیہ بنام مولوی غلام نبی للہی (۹)، مکتوبات مولانا قصوی بنام مولوی محمد صالح کنبجانی مشمولہ سلسلہ الاولیاء مولفہ مولوی محمد صالح کنبجانی قلمی مملوک پروفیسر قریشی احمد حسین احمد گجرات (۱۰)، مکتوبات حضرت قصوی بنام مولوی غلام محمد خطی بجناب حضرت مولانا قصوی مملوک محمد اقبال مجددی (۱۱)، مجموعہ مکتوبات حضرت قصوی بنام یاران خاص جامع محمد اقبال مجددی (۱۲)، بیاض نظم و نثر قلمی مملوک ڈاکٹر مولوی محمد شفیع لاہور (۱۳)، شرح گلستان سعدی ۱۷۲۵ھ قلمی بجناب مصنف مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی (۱۴)، علیہ مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ذخیرہ شیرانی نمبر ۶۸، ۱۵) الفاظ چند خطی مخزنہ ایضاً دیوان حضور خطی بجناب حضرت قصوی مملوک محمد اقبال مجددی (۱۶)، رسالہ علم میراث ۱۷۲۶ھ بجناب مصنف قلمی مملوک صاحبزادہ ارشد حسین شاہ قصور
- ۱۷۔ حضرت حافظ شیخ محمد آپ کے عم بزرگ تھے۔ آپ نے ان سے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی سے سبقاً سبقاً پڑھے تھے (یادداشت مولانا قصوی قلمی مملوک محمد اقبال مجددی،

ہو گئے تو بطلبِ خدا دہلی میں پہنچے اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ میں نبیت کی بیعت کے وقت شاہ غلام علی نے زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ آج ایک امیرِ عظیم نے ظہور کیا ہے کہ ایک فاضلِ علم نے اگر ہم سے اخذ طریقہ کیا ہے اور دونوں ہاتھ ان کے اپنے ہاتھوں کے آسمان کی طرف رُخ کیا اور کہا کہ الہی جو فیض حضرت غوث الاعظم کو آباؤ کے کرام سے ملا تھا۔ ان کے نصیب کر بھران کا ہاتھ ہوا میں کہ کے فرمایا کہ تمہارا ہاتھ ہم نے حضرت غوث الثقلین کے ہاتھ میں دیا کہ ہر ملکِ دین و دنیا میں تمہارے مدد و معاون رہیں۔ پھر اپنے فرق مبارک سے کلاہ اٹھا کر حضرت کے سر پر رکھی اور اجازت سلاسل اربعہ یعنی قادریہ چشتیہ نقشبندیہ و سہروردیہ عطار فانی اور ایک سال تک اپنی خدمت میں رکھ کر تکمیل بخش۔ نسبت آباؤ حضرت غلام محی الدین کی حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملتی ہے۔ ان کے جدِ اعلیٰ حاجی حافظ قاری علی الملک تھے اور وہی قصور کے علما و فضلا و شرفار کے الحاج سے ملک سندھ سے آکر قصور میں سکونت پذیر ہوئے۔ علم قرأت میں وہ حضرت سرآمد روزگار تھے اور جدِ حقیقی حضرت غلام محی الدین کے شیخ غلام مرتضیٰ بھی ظاہری و باطنی علوم میں کیاتھے۔ تمام عمر اپنی انہوں نے تعلیم و تلقین میں گزرائی ہزاروں آدمی ان کے ذریعہ سے براتبِ قرب الہی پہنچے اور ہزاروں نے علم شریعت و طریقت

لے ۱۷۳۴ھ میں آپ کا قیام دہلی خود آپ کی ایک یادداشت نوشتہ درخاتمہ متحدہ اثنائے عشریہ دہلی غور و کتاخانہ گنج بخش راولپنڈی سے ثابت ہے۔

۱۱۵۰ھ حضرت قصوری نے خود حضرت شاہ غلام علی کے چالیس روزہ ملفوظات جمع کیے ہیں۔ اس میں یہ تفصیلات موجود ہیں کہ آپ کا ایک سال تک شاہ غلام علی دہلی کی خدمت میں رہنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ خود آپ نے ملفوظات چیل روزہ میں لکھا ہے کہ شاہ صاحب نے مجھے تین چار ماہ میں باطنی علوم سے نوازا۔

۱۱۵۱ھ رسالہ علم میراث میں خود اپنا شجرہ نسب یہ لکھا ہے "غلام محی الدین بن مصطفیٰ بن الشیخ حافظ المرتضیٰ" یہاں حضرت قصوری کی سند بخاری کا عکس دیا جا رہا ہے۔ یہ سند آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلی سے حاصل کی تھی۔ یہ سند خود شاہ عبدالعزیز کے دست مبارک کی لکھی ہوئی ہے جس پر شاہ صاحب کی مہر بھی ثبت ہے جس میں ۱۱۸۹ھ تحریر ہے۔ جس سے عام قاری ہی اندازہ کرے گا کہ آپ نے ۱۱۸۹ھ میں یہ سند حاصل کی۔ یہ قیاس درست نہیں ہے، بلکہ اس سند پر شاہ صاحب نے پانی مہر ثبت کر دی ہے حضرت قصوری کا سال ولادت ۱۲۰۲ھ ہے اور خود حضرت قصوری کا ۱۷۳۴ھ میں دہلی میں موجود ہونا آپ کی یادداشت درخاتمہ متحدہ اثنائے عشریہ سے ثابت ہے۔ (باقی صفحہ آئندہ)

حاصل کیا۔ اخیر عمر میں انہوں نے وطن سے ہجرت کی اور پشاور میں جا کر بہدایت خلق مصروف ہوئے اور سن ایک ہزار دوسو دوویں وفات کی۔ یہ حضرت قاری صاحب کے پوتے تھے اور حضرت حاجی فتح علی متقی سیالکوٹی کے خلیفہ کے مرید تھے۔ چاروں طرائق عالیہ میں اجازت کا ارشاد ان کو حاصل تھا۔ حضرت غلام محی الدین کے باپ کا نام حافظ شیخ مرتضیٰ تھا۔ وہ بھی اپنے وقت میں گویا گمانہ زمانہ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی و حسن و صورت و سیرت و بذل و ایثار میں طاق و وسوسہ آفاق تھے۔ ان سب بزرگوں کے مزار قصور میں ہیں اور دائمی کرامت ان کی خاک پاک سے یہ سرزد ہے کہ ان کے مزار کا چوترا ایسے حال میں کہ تابستان کی گرم دھوپ پڑتی ہو۔ چوترا چونکہ گچ ہمیشہ سرد رہتا ہے۔ کبھی گرم نہیں ہوتا۔ ولادت باسعادت حضرت غلام محی الدین کی سنہ ایک ہزار دوسو دو اور وفات سنہ ایک ہزار دوسو ستر میں واقع ہوئی۔ ارٹھ برس کی عمر پائی۔ ان کی ولادت مادہ ظہورِ کامل اور وفات مادہ بے نظیر زمان اور عمر شریف مادہ محبوبی سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت کے صاحبزادے شیخ عبدالرشید بھی عالمِ اہم و فاضلِ فضل و کاملِ اکمل جامع شرافت و نجابت ہادی شریعت و البقیہ حاشیہ، حضرت شیخ غلام مرتضیٰ قصوری کے مفصل حالات نہیں ملتے۔ آپ نے پنجاب میں سکھ گردی سے تنگ آکر پشاور ہجرت فرمائی۔ آپ احمد شاہ ابدالی کے ہم عصر تھے۔ احمد شاہ ابدالی جب پنجاب میں آیا تو اس نے یہاں کے علماء سے ایک مسئلہ کے بارے دریافت کیا۔ احمد شاہ ابدالی کو جن علماء نے جواب دیا۔ ان میں حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کا نام بھی آتا ہے۔ اس سالہ مسائل فقہِ فہمی مملوکہ جی معین الدین لاہور، آپ پشاور میں فوت ہوئے۔ اور وہاں سے آپ کی نعش قصور لاکر دفن کی گئی۔

۱۔ آپ کے والد کا نام شیخ مرتضیٰ درست نہیں۔ بلکہ جیسا کہ خود آپ نے شیخ مصطفیٰ لکھا ہے (رسالہ علمِ مرتضیٰ مذکورہ) ۲۔ حضرت حافظ شیخ عبدالرسول ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے (غلام محی الدین کنجاہی، مجمع التواریخ خطی مملوکہ عمداً قبلاً مجیدی، اور وفات ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے والد کے جانشین تھے۔ آپ کی زنیہ اولاد نہیں تھی۔ صرف دو صاحبزادیاں تھیں۔ جن کی اولاد اب تک قصور اور پنجاب کے مختلف مقام میں آباد ہے۔

ملاحظہ ہو :

(۱) محمد منظر مجیدی : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ

(۲) محمد صالح کنجاہی : سلسلۃ الاولیاء قلمی مملوکہ پنجاب پروفیسر قریشی احمد حسین احمد گکرات (باقی صفحہ آئندہ)

طاہریت واقف حقیقت و معرفت ہیں حضرت کی ذات بابرکات ایسے زمانہ میں کہ مردان خدا غما ہو گئے ہیں منعماتِ وقت سے ہے مولف کتاب بھی ان کے دیدار پر انوار سے مشرف ہو رہے۔
 بھان اُنہ کیسے مردِ خدا ہیں جن کی زیارت کرنے سے خدا یاد آتا ہے۔ اُنہ ان کو دیر تک سلامت رکھے۔ حضرت کا وعظ ایسا پُر مذاق و پُر تاثیر ہے کہ سننے والے کے دل پر اس کے مضامین نقش ہو جاتے ہیں اور جب تک حضرت وعظ میں مصروف رہتے ہیں اُنکے عموں سے اُنسو نہیں تھمتے اور اخلاقِ حسنہ کی کیا تعریف کی جائے۔ حضرت کے اخلاق کو محمدی اخلاق سے کمال نسبت ہے۔ الغرض اس خانہ تمام آفتاب است۔
 قطعہ تاریخ :

مرشدِ دین رہبرِ ہر خاص و عام	اُن شہ والا غلامِ محی الدین
از شربِ معرفت پُر کردہ جام	و اداسِ قی از دل در دستِ او
بخشش آمد سال تولیدش تمام	چول بُدِ نیا آمد اُن مردِ سخی
نیز کرد ستم رقم شیخ الکرام	مُرشِد حق متقی ہم گفتہ اُم
ذاتِ حقانی است ہم لے نیک نام	ہست خورشیدِ معلیٰ جلالتش
سال وصل اُن فقیدِ نیک نام	فیضِ فقر است و گریخِ ریف
ہم بجزان ابرِ سخاوت و التام	کن بیان تاریخِ منظورِ رجال

۹۸۔ شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ

فرزندِ خلیفہ و جانشین حضرت شاہ ابوسعید مجددی کے تھے۔ تربیتِ تکمیل شاہ غلام علی

(بقیہ حاشیہ) : (۳) غلام محی الدین کجانی، مجمع التواریخ غلطی ملو کہ محمد اقبال مجددی

(۴) محمد حسن علی : حالاتِ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، مراد آباد ۱۳۲۲ھ، ص ۴۴، ص ۴۵

(۵) انوارِ معصوبہ : شبیر شاہ : انوارِ محی الدین (شواہج حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری، لاہل پور ۱۹۶۹ء)

(۶) محمد اقبال مجددی : حیات مولانا غلام محی الدین قصوری ۱۹۷۳ء

۱۔ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ۱۲۱۷ھ میں رام پور میں پیدا ہوئے۔ تمام مروجہ علوم اپنے زمانے (باقی صفحہ آئندہ)

سے پائی۔ بعد وفات شاہ ابوسعید کے چند سال دہلی میں رہ کر مہدایت خلق مصروف رہے۔ آخر جب شورش فوج انگریزی ۱۸۵۷ء میں ہوا اور تمام شہر تہہ بالا ہو گیا تو حضرت بھی منع عیال و اطفال وطن چھوڑ کر بیت اللہ کو چلے گئے اور وہاں ہی سکونت رکھی اور ایک ہزار دو سو ستتر ہجری میں وہاں ہی فوت ہوئے۔ حضرت کے دو صاحبزادے حافظ عبد الغنی و عبد الغنی باقی رہے جو اب تک وطن واپس تشریف نہیں لائے اور وہاں ہی قیام پذیر ہیں۔

۹۹۔ سید امام علی شاہ سامری الحسینی نقشبندی مجددی قدس سرہ

آخری زمانہ میں یہ بزرگ گویا قطبِ وقت و حقیقہ فیض تھے۔ شجرہ ان کا چچ واسطے کے ساتھ حضرت شیخ احمد مجتہد الف ثانی کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ سید امام علی مرید و خلیفہ میراں (بقیہ حاشیہ ص ۱) کے نامی گرامی اساتذہ سے پڑھے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے منسلک ہو گئے۔ ۱۸۵۷ء کے جنگامہ میں حرمین الشریفین چلے گئے اور وہیں ۱۲۷۷ھ میں انتقال کیا جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ سے خلق کثیر نے ظاہری و باطنی استفادہ کیا۔ آپ کے صاحبزادوں میں سے حضرت محمد مظفرؒ نے مدینہ منورہ میں ایک خانقاہ ربانہ مظہری بنائی تھی، جو اب تک قائم ہے۔ حضرت شاہ احمد میدکی تصانیف میں سے (۱) مکتوبات بنام مولانا دوست محمد قندھاری مطبوعہ (۲) اربعہ انوار مطبوعہ (۳) فائدہ ضابطہ (۴) حق المبین فی ردّ الوابین (۵) سعید البیان فی سیرۃ سید الانس والجان المطبوعہ (۶) ذکر شریعت (۷) تحقیق مسائل اربعین قلمی ذخیرہ آذر کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب (۸) رسالہ مراقبات و رسالہ طریق تذکر حق سبحانہ و رسالہ مراقبات کرم خودہ مخزون کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب ذخیرہ آذر۔

ملاحظہ ہو :

- (۱) محمد مظہر بن شاہ احمد سعید : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدہ احوال و مقامات شاہ احمد سعید دہلی ۱۳۲۲ھ
- (۲) معصوم شاہ مجددی : ذکر السعیدین فی سیرت الوالدین مطبوعہ
- (۳) احمد علی شوق : تذکرہ کاملان رام پور
- (۴) البرالحسن : مقامات گلِ محمدیہ، مدرّس ۱۳۰۷ھ
- (۵) حبیب الدلی : نزہۃ الخواطر ۴۰/۷ - ۴۲

شاہ حسین اور وہ مرید شیخ حاجی احمد مجددی اور وہ مرید خواجہ حاجی محمد زمان اور وہ مرید خواجہ زکی اور وہ مرید خواجہ عبدالاحد اور وہ مرید شیخ محمد معصوم اور وہ مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد شیخ احمد مجدد الف ثانی کے اور سید امام علی نے عہد طفولیت و شباب میں علوم ظاہری و باطنی کے حاصل کرنے میں کمال کوشش کی اور بار بار ریاضت اپنے سر پہ اٹھایا اور بعد وفات میراں شاہ حسین کے مندار شاد پر متمکن ہو کر قبولِ عظیم حاصل کیا۔ ہزار طالبانِ خدا ان کی خدمت میں آئے خلیفے ان کے اقالیم دور دراز میں پہنچ کر ہدایت غلطی مصروف ہوئے۔ لنگر آپ کا اس قدر جاری ہوا کہ صد ہا مسافر و غریب و محتاج و دو وقتہ روٹی حضرت کے لنگر سے کھاتے تھے۔ حضرت کی ذات بابرکات شغفے بیماریاں و حاجت روائے حاجت مندان معنی جو سائل و طالب کسی مطلب کا حضرت کے در دولت پر آیا۔ خالی نہ گیا۔ ولادت باسعادت حضرت کی سنہ ایک ہزار دو سو بارہ میں اور وفات تیرہویں ماہ شوال سنہ ایک ہزار دو سو بیاسی ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ منورہ موضع رتھ چتر ضلع گورداسپور میں ہے۔ حضرت کی وفات کے بعد سید صادق علی شاہ ان کے فرزند

۱۔ سید شاہ حسین معذوف برہم پورے والا کا سلسلہ نسب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ نے مروجہ علوم کی تحصیل پشاور میں کی تھی۔ حضرت حاجی احمد ساکن قلات سے فرقہ خلافت حاصل کیا اور پنجاب کو فیض یاب کیا۔ سید شاہ حسین نے ۱۲۲۴ھ میں انتقال کیا۔ خود امام علی شاہ صاحب نے ”مرشد مجددی“ سے سال وفات نظم کیا (مرآۃ المحققین ص ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱

ارجہ مند ارشاد و نیکوئی ہوئے جو اپنے والد کی طرح کمال خلیق و خوش خلق و مہمان نواز و صاحبِ دولت و جاہ ہیں۔ حتیٰ سبحانہ تعالیٰ نے جامع فقر میں ان کو بادشاہت بخشی ہے۔ لاہور میں ایک سار کی عورت کو سخت آسیب تھا۔ ایسا کہ رات کو وہ اپنے گھر والوں سے بے خبر باہر نکل جاتی جب دن میں وہ تلاش کرتے تو کبھی کسی چاہ میں لپکی ہوئی اور کبھی کسی قبر کی مٹاک میں چھپی ہوئی دستیاب ہوتی۔ اکثر اوقات وہ آسیب ان کے گھر کی دیواروں کو گرا دیتا۔ کبھی چھت گھر کی از خود گر پڑتی۔ غرض نہایت سخت حالت میں گرفتار تھی۔ آخر وہ اس عورت کو لے کر سید امام علی شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب ممکن مبارک سے ایک کوس کا فاصلہ رہ گیا۔ عورت ہوش میں آگئی اور آسیب از خود دفع ہو گیا۔ جب وہ سار عورت کو لے کر رو برو گیا تو حضرت نے بے دریافت حال ارشاد کیا کہ اب دشمن تمہارا خدکے حکم سے دفع ہو گیا ہے۔ باطنیان خاطر گھر کو چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ لاہور کو چلے آئے۔ سید صادق علی شاہ کی زیارت سے مولف کتاب بھی مستفید ہوا ہے۔ سبحان اللہ! کیا کنا ہے۔ نہایت بزرگ اور باخدا مرد ہیں۔ درود شریف کا ذکر اکثر اوقات ان کی مجلس میں ہوتا ہے اور ذکر نفی و اثبات دائمی فرماتے۔ اس سال میں حضرت کا جوان لڑکا فوت ہو گیا۔ حضرت نے کمال صبر کیا اور کسی طرح کی شکایت زبان پر نہ لائے۔

۱۰۰۔ شیخ محمد شاہ نقشبندی مجددی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ خدا پرست عابد اور زاہد لاہور میں سکونت پذیر تھا۔ طریق احمدیہ مجددیہ میں شیخ عبدالکریم مجددی سے اس کو فیض پہنچا اور شیخ عبدالکریم کو خرقہ اجازت شاہ غلام علی دہلوی سے ملا۔ لاہور کے رہنے والے طالبانِ خدا اکثر ان کی خدمت میں جا کر فائدہ حاصل کرتے تھے اور وہ تمام عمر مجرمانہ

لے نور احمد چشتی نے لکھا ہے کہ آپ نے اپنا رائی مکان فروخت کر کے اپنا مقبرہ بنوایا تھا (ص ۳۸)

سید محمد لطیف نے آپ کا سال وصال ۱۸۶۶ء / ۱۲۸۳ھ لکھا ہے ص ۱۵۸

لاحظہ ہو :

(۱) کنیہ لال : تاریخ لاہور ۱۸۸۴ء ص ۱۶۴ (۲) محمد لطیف : لاہور ۱۵۸

(۳) نور احمد چشتی : تحقیقات چشتی ۳۸۳

گوشہ سجادت و ریاضت میں گوشہ نشین رہے۔ آخر سال ایک ہزار دوسو اسی ہجری میں فوت ہوئے اور متصل مقبرہ جموں شاہ کے مدفون ہوا اور روضہ منورہ ان کا نیا رنگاہ خلق اللہ ہے۔

چوتھا چمن

خاندان سہروردیہ کے مشائخ کے تذکرہ وغیرہ میں

واضح ہو کہ آغلزاس سلسلہ عالیہ کا حضرت تیدا الطائفہ جنید بغدادی سے ہے جن سے فیض حضرت عمشاد علو دنیوری نے پایا، اُن سے شیخ ردیم نے اُن سے شیخ علی رودیاری نے اُن سے شیخ احمد اسود دنیوری نے اُن سے شیخ ابو عبد اللہ خفیف نے اُن سے شیخ ابوالقاسم گوگانی نے اُن سے شیخ ابوبکر ناسخ نے، اُن سے شیخ احمد غزالی بادر امام محمد غزالی نے ان سے شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی نے اُن سے شیخ وجیہ الدین سہروردی نے ان سے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے فیض پایا۔ اُن سے شیخ بہار الدین زکریا ملتانی نے جن کا ذکر لکھا جاتا ہے۔

۱۰۱۔ شیخ الشیوخ بہار الدین زکریا قریشی ملتانی قدس سرہ

علمائے مشائخ خاندان سہروردیہ و کبرائے اولیائے ولایت ہند سے ہے صاحب کرامات

ملہ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی ۵۶۶ھ / ۱۱۷۱ء میں کوٹ کردوڑ (مقان میں پیدا ہوئے) نور احمد

فریدی، مذکورہ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی متبع سید جلال بخاری،

حضرت ملتانی کی تصانیف میں سے ایک کتاب الادراود موجود ہے۔ اس کی شرح مولانا علی بن احمد غوری

مرید حضرت شاہ رکن عالم ملتانی نے کی تھی۔ اس کا ایک خط نسخہ مکتوبہ درمختار قدس سال ۱۲۵۴ھ (باقی برصغیر آئندہ)

البقیہ حاشیہ ص ۱۷) بخط شمس الدین احمد بن مولانا صدیق الدین راقم محقق اقبال مجددی کے کتب خانہ کی زینت ہے۔ اس
اس قدیم نسخہ سے بھی ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کے اس شہد کی تردید ہوتی ہے کہ یہ اولاد شیخ شہاب الدین ہرزی
کے ہیں اور شارح نے صاف طور پر بہار الحق والشرع والدین لکھا ہے اور کسی قاری نے شکل الفاظ کے معنی الفاظ
کے نیچے ہی لکھ دیے ہیں۔ پیش نظر نسخہ میں بہار کے نیچے قاعدہ لکھا ہوا ہے حضرت کے ملفوظات میں سے
خلاصۃ العارفین اور ایک غیر معروف غیر مطبوعہ نسخہ ملفوظات مجددی مولوی محمد شمس الدین مرحوم کے کتب خانہ
میں موجود تھا۔ ملک لطیف مرحوم نے رسالہ مصیغہ لاہور ۱۹۷۷ء میں شائع کر دیا تھا۔ اب یہ نسخہ
بھی ملک صاحب کے کتب خانہ میں ہے۔ حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی نے ۶۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ سال
وفات میں اختلاف ہے۔ لطائف اشرفی ۶۶۶ھ، اخبار الاخیار ۶۶۱ھ، گلزار ابرار ۶۶۶ھ،
لیکن ان میں ہمارے نزدیک صحیح ۶۶۱ھ ہے۔

حضرت کے سلطان شمس الدین التمش کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ سلطان قباچ کے مقابلہ میں آپ
نے التمش کی حمایت کی تھی اور التمش کی درخواست پر شیخ الاسلام کا عمدہ بھی قبول کر لیا تھا۔
خلیق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۱۱۶، ک۔
(۱) خلاصۃ العارفین : اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ۱۹۰۹ء

(۲) ملفوظات حضرت بہار الدین زکریا ملتانی دہلی قلمی مملوک مجددی شمس الدین مرحوم لاہور
(۳) علی بن احمد الغوری، کنز العباد فی شرح الادوار دہلی مکتوبہ درسمرتند ۸۵۷ھ مملوک محمد اقبال مجتبیٰ لاہور
(۴) شرف الدین قریشی : جامع الکلمات اردو ترجمہ از سید فرزند علی بہاول پور ۱۹۱۵ء
(۵) عبدالقادر مہٹھوی : حلیۃ الاولیاء ۱۰۱۶ھ مرتبہ سید حام الدین راشدی سندھی ادبی بورڈ
حیدرآباد سندھ ۱۹۶۷ء ص ۱۱۷

(۶) داراشکوہ : سفینۃ الاولیاء ص ۱۱۷، ۱۱۸، جمالی دہلوی : سیر العارفین ص ۱۶، ص ۴۴
(۷) نظام الدین دہلوی خواجہ حضرت : فوائد الغواد جامع خواجہ حسن سبحی
(۸) جلد الحق دہلوی : اخبار الاخیار ص ۱۱۷، ص ۲

(۹) اشرف جہانگیر سنائی : لطائف اشرفی جامع نظام غریب جلد اول ص ۲۸۳، ص ۲۸۴

(۱۰) نور احمد فریدی : تذکرہ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی ص ۲ مطبوعہ (باقی برصغیر آئندہ)

ظاہر و مقامات باہر تھے۔ پہلے ان کے جدِ بزرگوار کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم میں آئے۔ وہاں سے ملتان میں آکر قیام کیا۔ ان کے گھر میں شیخ وجہ الدین پیدا ہوئے۔ جن کو خداوندِ حقیقی نے کمالات ظاہری و باطنی سے آراستہ کیا۔ وجہ الدین کی شادی مولانا حم الدین ترمذی کی دختر سے ہوئی جو موضع کوٹ کروڑ میں سکونت پذیر تھے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین مولانا وجہ الدین کے گھر پانچ سواٹھتر کسندہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں انہوں نے قرآن حفظ کیا اور بعد وفات اپنے والد کے سچا راہیں جا کر علم صرف و نحو و حدیث و تفسیر حاصل کیا پھر حرمین الشریفین کا سفر کیا اور پانچ سال مدینہ منورہ میں رہ کر بہت سے علما و فضلاء و مشائخ سے فیض پایا۔ پھر بیت المقدس میں پہنچے۔ وہاں سے بغداد کو آئے اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اٹھارہ روز کے عرصہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور ملتان کو مامور ہوئے۔ ملتان میں آکر شاہان وقت اور خاص و عام حضرت کی بیعت میں داخل ہوئے اور دولت ظاہری و باطنی ان کے نصیب ہوئی۔ ہزاروں خادم حضرت کی بارگاہِ فلک پانچ گاہ پر حاضر رہتے۔ سینکڑوں کرامات و خواص حضرت کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوئیں۔ جن کی تشریح کتب اخبار میں درج ہے۔ لکھا ہے کہ ایک روز حضرت فرید پاک پٹنی ملتان میں خواجہ بہاؤ الدین کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ عند التذکرہ حضرت نے پوچھا کہ آپ نے اس قدر مجاہدہ و ریاضت میں کہاں تک رسائی پیدا کی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ہاں اس قدر کہ ان کریسوں کو جس پر ہم اور تم بیٹھے ہیں۔ اگر میں کہوں تو ابھی ہوا میں پرواز کر جائیں۔ اتنی بات حضرت کی زبان سے نکلی ہی تھی کہ دونوں کریسیاں زمین سے اٹھ کر ہوا کو پرواز کرنے لگیں۔ حضرت نے کریسوں پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ گفتگو بسبیل تذکرہ تھی نہ بسبیل ارشاد، تم اسی جگہ پر قائم رہو۔ لاکھوں آدمی حضرت سے مستفید طریقہ سہروردیہ ہوئے۔ آخر حضرت نے سال چھ سو چھیاسٹھ میں دنیائے پائدار سے سفر کیا اور ملتان میں مدفون ہوئے۔

(البقیہ حاشیہ) (۱۲) شمیم زیدی، احوال و آثار حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ و تصحیح خلاصۃ العارفين مطبوعہ راولپنڈی۔

(۱۳) محمد ہاشم ٹھٹھوی مخدوم، بیاض قلی مخدوم کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان راولپنڈی۔

قلمبہ تائیں

بادشاہ دین بہاؤ الدین دلی
عشق حق تولید او سحریر کن
پیر و نبی ہادی دور زمان
عاشق صادق بگو تر جیل آن
شیخ نور آمد وصال پاک او
نیز فتح دین بہاؤ الدین بخوان

۱۰۲۔ شیخ صدر الدین عارف خلیفہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ

یہ بزرگ فرزند و جانشین اپنے پدر بزرگوار شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے تھے بعد وفات

۱۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ حضرت اشرف جہانگیر سنائیؒ آپ کی ولادت ۸۳۵ھ اور وفات ۹۸۴ھ بتاتے ہیں (لطائف اشرفی جلد اول ص ۲۸۴)، غوثی نے ۸۳۹ھ لکھا ہے (ادکار ابرار ص ۱۲) بشائر صدر الدین عارفؒ فرشتہ نے ۸۳۵ھ (تاریخ فرشتہ ص ۱۱۱)، لیکن خاندانی ریکارڈ میں ۸۳۵ھ ہی درج ہوا ہے جس سے غوثی کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت شیخ صدر الدین عارف اپنے والد بزرگ کی طرح ارشاد و تلقین کے ساتھ درس و تدریس کا شغل بھی فرماتے تھے۔ بقول حضرت مندوم جہانیاںؒ: "شیخ العارف ہر مبتدی و منتهی کو بلا کسی امتیاز کے تعلیم دیتے تھے۔ تعریفِ جدولی آپ کی تصنیف ہے (الدر المنظوم ص ۲۸)، آپ کے محفوظات کنوز الفوائد کے نام سے شیخ ضیاء الدین نے جمع کیے تھے (اقتباسات مشمول اخبار الاخبار ۵۹-۶۱ میرٹھ ۱۲۶۷ھ)۔

رک۔

۱۱۔ اشرف جہانگیر سنائیؒ: لطائف اشرفی جامع نظام غریب یعنی جلد اول ص ۳۸۴

۱۲۔ عبدالحق دہلویؒ: اخبار الاخبار ۵۹-۶۱ (۳) جمال دہلوی: سیر العارفین ص ۹۰، ۱۱۴

۱۳۔ غوثی ہندوی: ادکار ابرار، ترجمہ گلزار ابرار ص ۱۲، ص ۱۲

۱۴۔ فرشتہ: تاریخ فرشتہ لوک شور ص ۱۱

۱۵۔ جلالہ خولنگی قصوری: معارج الولاية قلمی و حق ۱۸۳ ب

۱۶۔ عبدالقادر شمشوی: حلیۃ الاولیاء ص ۲۱-۲۲

۱۷۔ نور احمد خاں فویدی: تذکرہ حضرت صدر الدین عارف ملتانی ص ۱۹۵۸

اپنے باپ کے مندار شاو پر بیٹھے اور ہزاروں طالبان خدا کو منزل مقصود تک پہنچایا۔ چونکہ شیخ مبارک الدین
 زکریا ملتانی کے سات بیٹے تھے۔ ایک شیخ صدر الدین عارف، دوسرے شیخ برہان الدین، تیسرے شیخ
 ضیاء الدین، چوتھے شیخ علامہ الدین، پانچویں شیخ شہاب الدین، چھٹے شیخ قدوة الدین ساتویں شیخ
 شمس الدین، ان ساتوں نے بعد وفات باپ کے باپ کا ترکہ نقد و جنس آپس میں حصص مساوی
 تقسیم کیا تو شیخ صدر الدین عارف کے حصہ میں ستر لاکھ تنگہ سرخ نقد سوائے اور اسباب پوشیدنی
 و زیور وغیرہ کے آیا۔ شیخ نے اسی روز وہ تمام نقد و جنس خدا کے واسطے غریبار و مساکین کو دے ڈالا
 ایک خر مہرہ اس میں سے نہ لیا اس بات سے اکثر لوگ جو ان کے دلی خیر خواہ تھے۔ شیخ کو ملامت کرنے
 لگے کہ اس قدر دولت بے انتہا کو جو تم نے ایک روز میں برباد کر دیا ہے۔ اچھا نہیں کیا۔ یہ بات سن کر
 حضرت ہنسے اور فرمایا کہ میرے والد نے جو اس قدر خزانے جمع کیے اور خدا کے نام پر بھی دیا۔ وہ دنیا
 پر غالب تھے اس قدر دولت کے جمع ہونے نے ان کو کبھی خدا سے غافل نہ کیا اور میں ابھی اس
 رتبہ کو نہیں پہنچا۔ ڈر آہوں کہ یہ دنیا مجھ کو خدا سے غافل نہ کر دے۔ وفات شیخ صدر الدین کی تیسویں
 ذی الحجہ ۹۸۷ھ چھ سو چالیسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار ملتان میں ہے۔

۱۰۳۔ سید جلال الدین شیر شاہ المخاطب بمیر سراج بخاری اوچی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ مبارک الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ سید صمیم النسب جامع سیادت و
 سخاوت و زہد و ریاضت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے اور ہندوستان جنت نشان
 میں تمام سادات و مشائخ و امراء و سلاطین بسبب صحت حسب و نسب ان کے ان سے بالادب
 پیش آتے۔ شجرہ آبائی ان کا چند واسطہ درمیانی کے بعد حضرت امام تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ
 اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سید جلال الدین میر سراج بخاری بن سید ابوالموید علی بن سید جعفر بن
 سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام محمد تقی اور سید
 علی اصغر ساتواں جد حضرت کا دو صاحبزادہ سید عبداللہ و سید اسماعیل رکھتا تھا اور سید عبداللہ کی
 اولاد سے خاندان سادات بخاری اور سید اسماعیل کی اولاد سے خاندان سادات مہاکھری ظاہر ہوا۔
 اور صاحب منظر حلالا لکھتا ہے کہ سید جلال میر سراج بخاری مادر زاد ولی تھے۔ ایک روز ان کے گھن کی

عمر میں لوگوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ناگاہ گزر آپ کا شہر کے باہر ایک جگہ پر ہوا جہاں کسی میت کا جنازہ رکھ کے نماز پڑھتے تھے۔ حضرت ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ کیسا مجمع ہے لوگوں نے کہا اس مردہ کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ کہا کہ نماز پڑھ کر مچھ کیا کر دو گے۔ کہا کہ اس کو زمین میں دفن کر دیں گے۔ یہ بات سن کر حضرت جلالہ جلال میں آگئے اور لغوہ الشہداء کے مردہ کے منہ سے پردہ اٹھایا اور فرمایا۔ قُہم بآذن اللہ مُردہ فی القورجی اٹھا اور چالیس برس تک زندہ رہا اور روایات صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت کے پانچ فرزند تھے۔ اقل سید علی دوم سید جعفر جو بخارا کے بادشاہ کی لڑکی کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ ان دونوں نے اپنے نانا کے پاس پڑش پائی اور ان میں سے سید جعفر بخارا میں سکونت پذیر رہا۔ پھر ہند کو نہ آیا۔ تیسرے سید احمد کبیر بی بی فاطمہ سید بدرالدین جھاکھری کی لڑکی کے بطن سے چہارم سید صدرالدین محمد غوث نجم سید بہا الدین احمد المشور محمد معصوم بی بی طہرہ سیدہ کے بطن سے تھا۔ یہ پانچویں فرزند حضرت کے پنج نبائے اسلام کی طرح صاحب مقامات عالیہ تھے۔ ولادت باسعادت حضرت کی سنہ پانچ سو پچانوے اور وفات انیسویں جمادی الاول سنہ چھ سو نوے میں واقع ہوئی اور مزار اوج میں ہے۔

قطبہ تاریخ :

چورفت از جہاں در بہشت بریں جلال ولی صاحب حال و قال
بتاریخ ادمینستہ دولت بگو در قبال اہل جنت حب جلال

۱۰۴۔ شیخ احمد معشوق الہی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ صدرالدین عارف کے خلفاء میں سے صاحب مراتب بلند و مقامات ارجمند تھا۔ اس کا باپ میر قندھاری شہر قندھار میں دکان سوداگری کرتا۔ چونکہ یہ شخص دائم الخمر و مسکور تھا۔ اس نے اپنے پاس سے کچھ مایہ دے کر نکال دیا اور کہا کہ کسی شہر میں جا کر دکان علیحدہ کر اور اپنے گزarah کے لیے تجارت کا سامان بنا۔ چنانچہ یہ قندھار سے نکل کر ملتان میں آیا اور دکان تجارت کی جاری کی۔ ایک روز حضرت شیخ صدرالدین سوار چلے جاتے تھے۔ راہ میں جاتے ہوئے نظر فیض اثر شیخ احمد پر جا پڑی۔ جب خانقاہ میں پہنچے۔ اس کو خدمت میں بلایا اور پسپے

شریت میں سے پس ماندہ شربت اس کو عطا کیا۔ شربت کو پیتے ہی ناسوت و ملکوت اس پر نکلنے لگے۔ فی الفور بصدق باطن مرید ہوا۔ دکان کا سامان اسی وقت غبار و فقر میں تقسیم کر دیا اور سوئے ایک تہ بند کے کچھ باقی نہ رکھا۔ سات برس تک حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی اور مخاطب بمخاطب شیخ احمد مشوق الہی ہوا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ حالت جذب و عشق شیخ احمد کے اس درجہ تک پہنچ گئے تھے کہ دنیا و اہل دنیا سے محض بے خبر تھا اور مدہوشی اس قدر تھی کہ نماز پنجگانہ بھی ادا نہیں ہو سکتی تھی۔ علمائے وقت نے ترک نماز کے سبب سے اس سے ناراض ہو کر اس پر فتویٰ لکھا کہ یہ واجب القریہ ہے۔ مواخذے کے وقت شیخ نے جواب دیا کہ میں نماز نہیں پڑھ سکتا اگر تم کہو تو پڑھتا ہوں، مگر میں اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھوں گا۔ علمائے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ تم کو یہ سورۃ ضرور پڑھنی ہوگی۔ کہا اچھا اور ساری سورۃ پڑھوں گا۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین نہیں پڑھوں گا۔ علمائے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے سورۃ کا پڑھنا جائز نہیں۔ پس وضو کرنا شروع کیا تو بہت مشکیزے پانی کے صرف ہو گئے، مگر شیخ کے ہاتھوں پر پانی رواں نہ ہوا۔ جو پانی ہاتھ پر پڑتا فوراً خشک ہو جاتا۔ علمائے شیخ کو پانی میں غوطہ دے دیا غوطہ کے وقت دریا کا پانی ایسا ابلا جس طرح دیگ و گدبان پر ابلتی ہے جب وضو ہو چکا اور شیخ نماز پر کھڑے ہوئے اور ایاک نعبد و ایاک نستعین زبان سے نکلا تو تمام جسم چھٹ گیا اور بال بال سے خنجر جاری ہو کر کپڑے تر ہو گئے۔ فی الفور نماز توڑ دی اور کہا کہ اے بھائیو! اب تو میں حائض عورت ہو گیا ہوں اور حیض والی عورت کو نماز معاف ہے۔ یہ حالت دیکھ کر علمائے ان کو معذور سمجھ کر معاف رکھا۔ وفات ان کی سال سات سو تیس میں ہوئی اور مزار پر انوار ملتان میں ہے۔

۱۰۵۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح بن شیخ صد الدین عارف بن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قسیر

یہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے، صاحب کشف و کرامات جامع علوم لے حضرت شاہ رکن عالم ملتانی بقول حضرت اشرف جہانگیر سنائی بروز جمعہ ۱۰۵۷ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۰۷۵ھ میں انتقال کیا۔ فرماتے ہیں: ولادت یوم المجد من شہر سبع واربعین وستمائة (بانی برصغیر آئندہ)

البتہ حاشیہ : دوکان مدتہ حیاتہ شان شہانین سنہ واقام فی سجادہ عہدہ بعد اسیرائین و خمین سنہ شہ
 ارتحل الی دارالوصل فی لیلۃ الجمعہ۔ التاسع من جمادی الاول سنہ خمس وثلثین و سبعمائۃ "لطائف اشرفی جلد اول ص ۳۸
 آپ حضرت شیخ صدالدین بن حضرت بہار الدین زکریا کے صاحبزادے تھے۔ آپ کو اپنے زمانے میں
 بڑا عروج حاصل ہوا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی آپ کا بڑا متقدّر تھا۔ حضرت اس کی زندگی میں دہلی بھی گئے۔۔۔
 (جمالی : سیر العارفین حصہ دوم ص ۱) سلطان نے نذر پیش کی۔ ملتان میں کشلو خاں نے بغاوت کی اور محمد تغلق
 نے اسے شکست دے کر ملتان میں خون کی ندیاں بہانے کا حکم دیا تو حضرت شاہ رکن عالم سنگے پاؤں بادشاہ
 کے پاس سفارش کے لیے گئے (عصامی : فتوح السلاطین ص ۴۳) آپ کی تعلیمات آپ کے بزرگ خلفاء کی
 تصانیف فاضل صوفیہ از فضل الشہد ابوبکر، مجمع الاخبار اور کنز العباد فی شرح الادوار حضرت بہار الدین زکریا
 قلمی ملوک محمد اقبال مجددی، آپ کے ملفوظات کا ایک خطی نسخہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب جگرات کے
 کتب خانہ میں ہے۔ آپ کے نامور خلفاء میں سے مولانا ظہیر الدین، سلطان حمید الدین حاکم، شیخ فخر الدین عراقی،
 مخدوم جانیان جہاں گشت بھاری، شیخ سائر الدین دہلوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

(۱) برنی : تاریخ فیروز شاہی اردو ترجمہ و تکرار معین الحق ص ۳۴، ۴۹۸، ۵۰۰، ۵۰۸، ۵۱۹، ۵۴۲، ۶۸۳، ۸۵،

(۲) ملفوظات شاہ رکن عالم ملتان : خطی ملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب جگرات

(۳) اشرف جہانگیر سمنانی : لطائف اشرفی جلد اول ص ۳۸

(۴) جمالی : سیر العارفین حصہ دوم ص ۱ (۵) عصامی : فتوح السلاطین، مدرس ۱۹۴۸ء ص ۴۳

(۶) میر مبارک خرو : سیر الاولیاء ص ۱۲

(۷) جمال الدین ابوبکر : تذکرہ قطبیت مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۲ء

(۸) عبدالحق دہلوی : اخبار الانبیاء ص ۶، ۶۵

(۹) غوثی مندوی : اذکار اہرام ص ۶

(۱۰) شہر نشہ : تذکرہ حمیدیہ ترجمہ نامی لاہور ۱۹۵۹ء

(۱۱) عبدالقادر مہرٹوی : حدیقۃ الاولیاء ص ۱۶ مرتبہ راشد ص ۲۵، ۳۲

(۱۲) نور محمد خان فریدی : تذکرہ شاہ رکن عالم ملتان ص ۱۶۶

(۱۳) غلیق احمد نظامی : سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۲۹، ۲۷

ظاہری و باطنی مظہر انوارِ شریعت و طرقت تھے۔ حضرت کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا جو اپنے وقت میں رابعہ وقت تھیں۔ ان کے ایامِ حمل میں جب بی بی راستی شیخ بہار الدین زکریا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہ تعلیم کو اٹھ کھڑے ہوتے۔ ایک مرتبہ بی بی نے دست بستہ ہو کر باعثِ تعلیم بخلافِ عادت بزرگانِ دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ تعلیم تیرے واسطے نہیں بلکہ اس شخص کے واسطے ہے جو تیرے بطنِ عفت میں ہے کہ وہ ایک آفتابِ اوجِ ولایت و اہتابِ برجِ شرافت ہوگا۔ بعد وفات پدر بزرگوار کے جب شیخ رکن الدین مسندِ ارشاد پر بیٹھے تو ہزاروں طالبانِ خدا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مراد کو پہنچے اور حضرت کو دولتِ ظاہری و باطنی نصیب ہوئی۔ سلاطین وقت حضرت کی خدمت کو اپنا فخر جانتے تھے۔ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت بعمرِ نحو ۲۰ سال اپنے والد کے ہمراہ جنگل کی سیر کو گئے۔ وہاں ایک ہرنی کو دیکھا کہ ایک بچہ شیر خوار اس کے پیچھے ہے اور دوڑی جاتی ہے۔ حضرت کو اس بچہ کی صورت پسند آئی اور باپ سے عرض کی کہ ایسا بچہ ہم کو منگوا دو چونکہ ہرنی اور بچہ دونوں چلے گئے تھے حضرت نے فرمایا کہ وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا ہے۔ اب نہیں آسکتا۔ شیخ بدقتضائے عمر رونے لگے۔ ان کو رونا دیکھ کر والد متوجہ ہوئے۔ فی الغد ہرنی مع بچہ جنگل سے نکل کر رو بہِ واکھڑی ہوئی۔ شیخ اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور ہرنی کو جمع بچہ لپٹے گھر لے آئے۔ اسی طرح حضرت کے خوارق کتابوں میں بہت لکھے ہیں۔ دنیا اور دین کا حاجت مند جو ان کی خدمت میں آتا خالی نہ جاتا۔ اس لیے لوگ ان کو قبلہ حاجات کہتے تھے۔ تمام عمر حضرت کی ہدایت و ارشاد میں گزری آخر جب حضرت کے فوت کے دن قریب پہنچے تو تین ماہ اولِ حجہ میں شبِ دروزِ خدا کی عبادت میں خلوت گزیر رہتے۔ سولے اداۓ نماز پونگاہ فریضہ کے باہر نہ آتے۔ آخر سولہویں ماہِ حجہ ۷۵۰ھ سات سو پینتیس بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین کو حضرت نے رو بہِ دلایا اور حکم دیا کہ سامانِ تجزیہ و تفتیش مہیا کرے۔ پھر نمازِ مغرب میں امام ہو کر نماز پڑھائی اور نوافل کی اخیر رکعت کے سجدہ میں جانِ عزیزِ خداوند جانِ آفریں کو سونپ دی۔ حضرت لاؤلد تھے۔ ان کی وفات کے بعد محمد اسماعیل ان کے بھائی کی اولاد سجادہ نشین ہوئی۔ روضہ منورہ حضرت کا ملتان میں زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۰۶۔ شیخ حمید الدین ابوالحاکم قریشی ہکاری سہروردی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت رکن الدین ملتانیؒ کے خلیفہ تھے۔ سلطان التارکین ان کا خطاب تھا۔ ان کا شجرہ نسب حضرت ابوسفیان بن حارث اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ شیخ حمید الدین بن سلطان بہاء الدین بن قطب الدین بن رشید الدین بن ابوعلی بن شیخ المشائخ ابراہیم ابوالحسن علی ہکاری بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شریف عمر بن شیخ عبدالوہاب بن ابوسفیان بن حارث۔ ان کا جد بزرگوار قطب الدین خطہ کیجی و مقران کا بادشاہ تھا اور ناناں کا سید احمد تختہ لاہوری مقتدائے زمانہ و پیشوائے اہل طریقت تھا۔ جن کا حال چھپے باب میں تحریر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ، شیخ حمید الدین نے سلطنت ظاہری ترک کر کے خرقہ فقر کا پناہ اور کمال کو پہنچے۔ ولادت حضرت کی بقول شیخ شہر آشوب صاحب تذکرہ حمیدیتہ تاریخ بارہویں ربیع الاول ۷۰۰ھ میں ان شجرہ نسب درست نہیں ہے۔ خاندانی ماخذ کا رقلندری میں ہے۔

سلطان حمید الدین حاکم بن سلطان بہاء الدین بن سلطان قطب الدین بن رشید الدین بن ابوعلی بن شیخ محمد موسیٰ بن ابوطاہر بن ابراہیم ابوالحسن علی ہکاری بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شریف محمد عمر بن شیخ عبدالوہاب بن حضرت نذیر بن ابوسفیان لمقب زید بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمنفی (فرع بخش ۱) اذکار قلندری مرتبہ نامی ۵۶، ۵۷،

۱۔ تذکرہ حمیدیتہ دو حالات سلطان حمید الدین حاکمؒ (۲) شیخ شہر آشوب بن رحمۃ اللہ بن تماچی بن کالوالنگاہ ملتانیؒ کی تصنیف ہے جو سلطان سکندر لودھی ف ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء کے عہد میں لکھی گئی۔ پیر غلام دستگیر نامی مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ لاہور سے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) شہر آشوبؒ تذکرہ حمیدیتہ قبل ۹۲۳ھ مطبوعہ لاہور ۱۹۵۹ء (۲) حاکم حمید الدین : گلزار مرتبہ نامی لاہور ۱۹۴۹ء

(۳) جمال الدین ابوبکر : تذکرہ قطبیہ ۹۵۲ھ مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۲ء

(۴) قلندر شاہ : دیوان قلندر شاہ مرتبہ نامی لاہور

(۵) فرع بخش فرحت : اذکار قلندری مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۷ء

۱۵۵ھ اور وفات بانیسویں ربیع الاول سن سات سوینتیس ہجری میں واقع ہوئی اور عمر ایک سو سترہ برس کی ہوئی اور بزرگان خاندان سہروردیہ سے کسی بزرگ نے اتنی عمر نہیں پائی جو حق تعالیٰ سے ان کو ملی۔ مزار پڑانا حضرت کا موضع موعلاقہ ملتان میں زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۰۷۔ سید جلال الدین بخاری الملقب بجمہد جہانیاں جہاں گرد بن

سید احمد کبیر بن سید جلال الدین شیر شاہ میر شیخ بخاری اچھی قدس سرف

سادات بخاری میں سے یہ بزرگ چلاخ خاندان منظر انوار ربانی مطلع تجلیات سبحانی کاشف رموز طریقت آدمی طرائق حقیقت صاحب ارشاد و پیشوائے اودان تھے۔ پہلے انہوں نے اپنے والد بزرگوار سید احمد کبیر کے ہاتھ پر بیعت کی اور خرقہ خلافت طریقیہ سہروردیہ پہنا۔ پھر شیخ صدر الدین الشہر محمد غوث سے فیض باطن حاصل کیا اور ان کے ارشاد سے بخدمت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان کے حاضر ہو کر مرید ہوئے اور تکمیل پاک خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پھر بیت اللہ کو سفر کیا اور شیخ الاسلام شیخ عقیف الدین عبداللہ مطری سے مکہ معظمہ میں یہ کفر و اندھا ہری و باطنی حاصل کیے۔ پھر بقدم تجرید سیر تمام روستے زمین کی کی اور صمد اولیا راشد سے فیض حاصل کر کے عارف یگانہ و مقصدی زمانہ ہوئے۔ ہزار ہا خوارق و کرامت ان سے سرزد ہوئے جن کی تشریح کتب سیر میں لکھی ہے۔

۱۵۷۔ سید احمد کبیر حضرت شیخ صدر الدین عارف کے مرید تھے۔ ۱۵۷ھ کے بعد انتقال کیا و محمدایوب قادری :

مندوم جہانیاں جہاں گشت بخاری ۱۵۷ھ ، ۱۵۸ھ

حضرت مندوم جہانیاں جہاں گشت کے اپنے معاصر سلاطین سے گہرے روابط تھے۔ آپ نے سیاست کو جس طریقہ سے آلودگیوں سے پاک کرنے کی کوشش کی۔ اس کی مثال بہت کم ملے گی۔ آپ کے ملفوظات کے مجموعے سیاسی، ثقافتی اور مذہبی تاریخ کے ناخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اب تک ان مجموعوں کا سرخ ملا ہے البتہ المعلوم، سراج الدیاء، مقرر نامہ (مکتوبات و ہدایات)، خزائنہ جلالی، جواہر جلالی، منظر جلالی، مناقب مندوم اور فوائد المخلصین، جامع سید محمد جعفر توامی۔ خطی نسخہ مخدوہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر

اور مظہر جلال میں لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم مدنیہ منورہ تشریف لے گئے تو شرفائے مدینہ نے ان کی سیادت کی سند طلب کی۔ حضرت روضہ رسولؐ پر گئے اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہؐ وابی وجدی۔ اندوے باوان بلند آواز ہوئی کہ علیک السلام یا ولد ی یا قرۃ عینی۔ یہ کرامت دیکھ کر حضرت کی سیادت کے سب قائل ہوئے اور بزرگی آپ کی سب پر ثابت ہو گئی۔ ولادت حضرت کی چہارم شعبان المعظم شب شنبہ سہ ماہ سوسات اور وفات وہم ماہ ذی الحجہ روز عید اضحیٰ سنہ سات سو پچاسی میں وقوع میں آئی اور روضہ بمقام امچ زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۰۸۔ سید صد الدین المعروف بشیر راجو قتال بن سید احمد کنیرامی اوچی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاںؒ کے بھائی تھے۔ غرہ خلافت انہوں نے ملے مظہر جلال کا خط نسخہ مخدوم نور شاہ سجاد نشین اوچ بھاری کے پاس ہے (محمداویب قادری، مخدوم جہانیاںؒ) ریک

۱، اشرف جاگیر سنانی، الطائف اشرفی دہلی ۱۷۹۹ء (۲) جلالی دہلوی، اخبار الاخبار

(۳) ملا الدین علی حسین، الدار المنظوم ترجمہ ملفوظا المخدوم دہلی ۱۳۰۹ء

(۴) شراشد، تذکرہ حمیدیہ مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۹ء

(۵) عبدالاحد میر بلگرامی، بیع سابل، کانپور ۱۲۹۹ء، ۵۳، ۵۴

(۶) تاج الدین احمد بنی، سراج الہدیہ قلمی ملوکہ محرقا سال مجددی لاہور

(۷) جمال دہلوی، سیر العارفین، سخاوت ہرزا، تذکرہ مخدوم جہانیاں دکن ۱۹۶۲ء

(۸) محمداویب قادری، مخدوم جہانیاں جہان گشت کراچی ۱۹۶۳ء

۵۔ حضرت راجو قتالؒ کی ولادت ۲۰ شعبان ۷۶۰ھ/۱۳۵۹ء میں ہوئی۔ حضرت مخدومؒ کے لقب

راجو قتال کے بارے میں مناقب الولاہیت میں تحریر ہے کہ یہ لفظ راجن کتا ہے۔ قتال نہیں۔ یہ سرائی زبان

کا لفظ ہے۔ جس کے معنی "ہنگ" اور راجن کے معنی "ہیبت ناک" ہیں۔ لیکن دوسرے تذکروں میں ان کے لقب

کی وجہ رعب و جلال بتائی گئی ہے اور اسی طرح آپ معروف ہوئے۔

حضرت راجو قتالؒ کے فیروز شاہ تغلق سے اچھے تعلقات تھے۔ آپ اس کے لشکر (باقی بر صفحہ آئندہ)

اپنے باپ اور بھائی دونوں سے پایا۔ یہ ایک بزرگ تھے جامع علوم ظاہری و باطنی و عشق و محبت و تجرید و تفرید و شریعت و طریقت و دنیا و اہل دنیا سے حضرت کو کمال نفرت تھی۔ مخدوم جہانیاں ان کے حق میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خالق حقیقی نے ہم کو خلقت کے ساتھ مشغول کیا ہے اور صدالذین کو اپنی ذات کے عشق میں مستغرق کر رکھا ہے۔ ان کے خوارق جو کتابوں میں تحریر ہیں بیشمار ہیں مگر لاکھوں میں سے ایک لکھے جاتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم جہانیاں بحرِ مرض موت بیمار ہوئے نوابوں نام ہندو عامل شاہی جواوچ میں قیام پذیر تھا۔ حضرت کی عیادت کو آیا اور تقریر کی کہ خدا وحدہ لا شریک نے جس طرح حضرت خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم المرسل پیدا کیا۔ اسی طرح آپ کی ذات خاتم الاولیاء تھی۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات میں نبوت ختم ہو گئی تھی اور آپ کی وفات کے بعد ولایت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چونکہ اس تقریر سے اقرار توحید الہی و رسالت نبوی ثابت ہوتا تھا۔ حضرت مخدوم نے شاہ راجن قتال کو فرمایا کہ تم نے اس کا اقرار کیا۔ اب یہ مسلمان ہو چکا ہے۔ اگر پھر مرتد ہو گیا تو واجب القتل ہے۔ حضرت قتال نے فرمایا کہ اسے نوابوں اب تو احکام مسلمان بنالاء۔ ورنہ قتل ہو گا۔ چونکہ اس کو مسلمان ہونا منظور نہ تھا، بہت ڈرا اور اسی رات کو پویشیدہ شہر سے دہلی کو بھاگ گیا اور بادشاہ سے عرض حال کیا۔ فیروز شاہ بادشاہ نے بھی اس کو اسلام پر ہدایت کی، مگر وہ مسلمان نہ ہوا۔ بعد چند روز کے جب مخدوم جہانیاں فوت ہو گئے تو بعد فراغ تجہیز و تکفین حضرت راجن قتال اسی مقدمہ کے فیصلہ کے لیے دہلی روانہ ہوئے

ابنہ حاشیہ میں بھی رہے۔ بادشاہ نے آپ کو ایک گاؤں اور دو ہزار روپے نقد پیش کیے (المدخل المظہر)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) حامد گنج بخش : مناقب الہایت (درعالت شیخ راجو قتال) جو شیخ راجو قتال کی وفات کے بعد

تالیف ہوئی، قلمی ملوکہ خلیفہ الہی و ادخال صاحب ادب -

(۲) جلال اللہ بگلانی : بیع شاہل کا پندر ۱۱۶۹ھ ۱۷۵۶ء (۳) جمالی دہلوی : سیر العارفین

(۴) عبداللہ غوثی گشتی قصوری : معارج الہایت ورق ۵۰۵-۵۰

(۵) محمد ایوب قادری : مخدوم جہانیاں جہان گشت سنجاری ۱۳۱، ۱۳۲

(۶) خلیق احمد نظامی : سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ۳۷۷

اور بادشاہ کو خبر پہنچی۔ پس حسب قاعدہ اس خاندان کے کہ بادشاہ تین میل استقبال کو آتا تھا بادشاہ سوار ہوا، مگر چاہتا تھا کہ کسی طرح بہ حجت شرعی نواہون قتل سے بچ جائے۔ اس خیال پر علماء و فضلاء کو جمع کیا۔ ان میں ایک فاضل محمد نام قاضی عبدالمقتدر کا بیٹا بہت زبان آور تھا۔ اس نے یہ تجویز کی کہ جب بادشاہ بوقت استقبال حضرت سے ملے پوچھے کہ آپ نواہون کا فر کے مقدمے کے تصفیے کے لیے آئے ہیں۔ اگر وہ اس میں ہاں کہہ دیں گے تو ہم بہ حجت شرعی ان پر غالب آجائیں گے کہ آپ بھی ابھی اس کے کافر ہونے پر ہاں کہہ چکے ہیں۔ پھر اس کو مسلمان کیونکر بناتے ہیں۔ یہ تجویز قرار پا کر بادشاہ سوار ہوا اور عند الملاقات وہی تقریر کی۔ حضرت نے جواب دیا کہ نہیں ہم نواہون مسلمان کے مقدمہ کے لیے آئے ہیں اور اس کا اسلام اذروئے گواہان معتبر ثابت ہے جو ہمارے ہمراہ ہیں۔ قاضی زادہ بولا کہ حضرت اسلام کے قبول کے واسطے اخلاص دل ضرور ہے ایک سرسری بات پر آپ کیونکر حکم اسلام کا نواہون کی نسبت دیتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت جلال میں آگئے اور فرمایا کہ تیری تقریر سے ہم کو دیانت کی بو نہیں آتی اور تیری اجل کا وقت اگر نزدیک نہ ہوتا تو ہم تجھے تقریر کرتے۔ یہ بات کہتے ہی قاضی زادہ کو درد پہلو شروع ہوا اور مرغ نیم بھل کی طرح زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ نے فی الغر اس کو اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور خود حضرت کو ساتھ لے کر شہر میں آیا۔ اتنے میں قاضی عبدالمقتدر علماء و فضلاء کے ساتھ اپنی عفو و نصیر کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کمال زاری کی کہ کسی طرح اس کا بیٹا بچ جائے، مگر حضرت نے منظور نہ کیا اور فرمایا کہ اس وقت وہ دنیا سے سفر کر گیا ہے۔ جاؤ تم اس کی تجنیز و تکفین کی فکر کرو، مگر جس جہل جلالہ اس کا عوض تم کو اس سے اچھا دے گا کہ عورت اس کی حاملہ ہے۔ اس کے پیٹ سے جو بچہ ہوگا۔ وہ عالم و مثال ولی ہوگا۔ یہ تقریر ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ قاضی کے گھر سے آدمی دوڑا آیا اور خبر دی کہ وہ مگر گیا ہے۔ قاضی ناامید گھر کو چلا گیا اور معلوم کیا تو اس کی عورت کو دو ماہ کا لڑکا تھا۔ پھر نواہون کو بلایا اور بادشاہ نے قبول اسلام کے لیے بہت کچھ کہا، مگر اس نے نہ مانا اور گر دن مارا گیا۔ وفات حضرت کی بقول صاحب معارج الولايت بتاریخ سولہویں جمادی الآخر سن آٹھ سو ستائیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار اسی میں ہے۔

۱۰۹۔ سید ناصر الدین بن مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری اوجی قدس سرہ
 اگرچہ بعد وفات مخدوم جہانیاں صاحب سجادہ سید صدر الدین راجن قتال تھے، مگر یہ بزرگ
 بھی اپنے والد کے ارشاد کے بموجب ہدایت و ارشاد میں مصروف تھے۔ لاکھوں طالبانِ خدا ان کی
 دستگیری سے مقامِ قرب تک پہنچے۔ چونکہ یہ حضرت صاحبِ اولاد کثیر تھے۔ اس لیے لوگ ان کو
 زماصر الدین کہتے تھے اور تعداد ان کے لڑکوں کی کیونکہ ایک سو تک پہنچ گئی تھی اور تمام اولاد میں
 سے جنہوں نے عمر دارِ پائی۔ اکیس لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ وفات حضرت کی سبب آٹھ سو سینتالیس
 میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار اوج میں زیارت گاہ خلقِ اللہ ہے۔

۱۱۰۔ شیخ عبد الجلیل المعروف لقطب العالم چوہدری حارثی بہکامری لاہوری قدس سرہ

شجرہ نسب اس بزرگ کا چار واسلوں کے ساتھ شیخ حمید الدین ابوالکامک بادشاہ کچ مقرران کے
 ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پرکہ شیخ عبد الجلیل بن ابوالفتح بن عبدالعزیز بن شہاب الدین بن نور الدین بن
 سلطان التارکین حمید الدین ابوالکامک قدس سرہم العزیز۔ اس بزرگ نے اقل بیعت اپنے والد بزرگوار
 کی خدمت میں کی اور خرقہ خلافت پایا۔ پھر دور دراز ملکوں کی سیر کی اور صدائے بزرگوں سے فیض
 حاصل کیا۔ آخر لاہور میں اگر سکونت اختیار کی اور ہدایت و ارشاد میں مصروف ہوئے۔ پنجاب کے
 رہنے والوں نے خدمت حضرت کو اپنا فخر سمجھا۔ شیخ ابابکر صاحب تذکرہ جلیلہ نے حضرت کے
 لہ جوہر کے معنی ہندی زبان میں شکار کو تدبیر سے قابو میں لانے کے ہیں۔ چونکہ حضرت نے اپنے نفس کو مجاہد و ضیعت
 سے خدا کی بندگی کے لیے اہم کر لیا تھا۔ اس لیے چوہدری بندگی کے لقب سے لقب ہوئے۔ (نامی، تاریخ جلیلہ ۱۴۴)

لہ حضرت شیخ عبد الجلیل چوہدری بندگی ۸۸۰ھ / ۱۴۷۵ء کے حدود میں تشریف لائے (الیفاء ۱۵۰)

لہ شیخ جمال الدین ابوبکر بن ابوالفتح، شیخ عبد الجلیل کے حقیقی بھائی تھے۔ بکرم مرشد اگرہ کو اپنا مسکن بنا کر تبلیغ و
 ارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔ شیر شاہ سوری کے عہد میں ۱۵۴۵ء میں انتقال کیا۔ مزار جوگی پور اگرہ میں ہے۔
 (غوثی مندو، اذکار ابرار ترجمہ گزایا برابر ۲۶)، وصالیئے امام محمد اور اصولِ بزودی کی بسیط شرح لکھیں۔
 (غوثی ۲۶)، لہ اپنے بھائی حضرت شیخ عبد الجلیل لاہوری کے حالات و مقامات پر لکھ (باقی برصغور آئندہ)

احوال میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے جس میں ہزاروں خواص و کرامات کا تذکرہ تحریر میں آیا ہے۔ واقعہ وفات حضرت کا اس طرح پر لکھا ہے کہ بتاریخ غرہ رجب سنہ ۱۱۰۰ ہجری حضرت مجلس میں رونق افروز ہوئے۔ سب خلفائے کرام حضور میں حاضر ہوئے۔ ناگاہ حضرت کی حالت بدل گئی۔ اور سر جسدے میں رکھ کر جان عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔ غسل کے وقت سلطان سکندر لٹھی بادشاہ حاضر ہوا۔ غسل کے بعد حضرت کی زبان سے تین مرتبہ اسم ذات نکلا اور سب نے سنا۔ لوگوں نے جانا کہ حضرت ابھی زندہ ہیں۔ اس واسطے جنازہ اٹھانے میں تامل ہوا، مگر بعد ایک ساعت کے سب کو یقین ہو گیا کہ حضرت فوت ہو چکے ہیں تو جنازہ اٹھا کر خانقاہ کے اندر لاہور میں دفن کیا کہ اب تک مزار کو ہر بار زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

۱۱۱۔ سید عثمان المشہور شاہ جہولہ بخاری لاہومی قدس سرہ

یہ بزرگ اوج سے لاہور میں تشریف لائے چونکہ بزرگ صاحب کشف و کرامات تھے بہت سے لوگ ان کے مرید تھے اور ہنر گامہ مشیت گرم ہوا۔ ان کا شجرہ نسب حضرت مخدوم جہانیاں کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید عثمان بن سید محمود بن سید بہاؤ الدین بن سید حامد بن سید محمد بن سید رکن الدین بن سید حامد بخاری المناطی بنو بہار صاحب دستار بند بن سید زنا مر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں۔ چونکہ ان کو بخاری رشتہ کی بازو سے چپ میں تھی۔ اس واسطے بخطاب جہولہ غائب

(بقیہ حاشیہ) کتاب تذکرہ قطبیت ۹۴-۹۵۲/ ۱۵۴۰-۱۵۴۵ م کے درمیان تالیف کی۔ یہ تذکرہ نہایت اہم ہے اور لاہور کی ثقافتی و مذہبی تاریخ کا ایک قابل قدر ماخذ ہے۔ جسے نامی صاحب مرحوم نے ۱۹۵۲ء میں لاہور سے شائع کرایا تھا۔ شیخ مجاہد بنگلہ کی تصانیف میں سے رسالہ در مسئل شریعت و طریقت، رسالہ جلیلہ کا ذکر نامی صاحب نے کیا ہے (نامی ۱) تاریخ جلیلہ ۷۲، ۷۵، شیخ عبد اللیل چوہدر بنگلہ کے مزید حالات کیلئے ملاحظہ ہو

(۱) جلال الدین ابوبکر: تذکرہ قطبیت ۹۵۲ مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۲ء

(۲) شہداء اللہ: تذکرہ حمیدیہ، ترجمہ نامی لاہور ۱۹۵۹ء

(۳) نامی: تاریخ جلیلہ لاہور ۱۹۶۰ء، ۱۳۲، ۱۳۳

(۴) فروغ بخش فرحت: اذکار قلندر سی مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۷ء

ہوئے کہ جھولہ پنجابی زبان میں رعوٹہ کو کہتے ہیں۔ وفات ان کی آٹھویں بیع الاقل سنہ نوسو بارہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار بادشاہی قلعہ لاہور کے اندر رت خانہ میں ہے کہ تعمیر قلعہ اکبری سے اقل وہ زمین متعلق شہر کے تھی۔

۱۱۲۔ شیخ علم الدین چونی وال قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبدالجلیل چوہدری لاہوری کے خلیفہ تھے۔ پیر روشن ضمیر کے حکم سے ان کو خدمت کپڑے دھونے کی سپرد تھی۔ حضرت کمال عابد و زاہد و گوشہ نشین تھے۔ بعد تکمیل اپنے مرشد کے حکم سے قصبہ چوینیاں کی طرف مامور ہوئے اور تمام عمر وہاں رہ کر ہدایت خلق میں مصروف رہے آخر سنہ نوسو سولہ ہجری میں وفات پائی۔ روضہ حضرت کا اسی علاقہ میں ہے اور دھوبی لوگ حضرت کا عرس کرتے ہیں۔

۱۱۳۔ شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہدری بنگ کے خلیفوں میں سے بڑے عابد و زاہد و صاحب عشق و جذب و سکندر و خالق و کرامت تھے پہلے یہ شیخ شہر اندھلانی کے مرید ہوئے ان کی آخری وقت اجازت ہوئی کہ لاہور میں شیخ چوہدری کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی۔ جو حسب الارشاد مرشد ارشد کے یہ لاہور میں آئے اور شیخ عبدالجلیل سے فیض حاصل کیا۔ تذکرہ جلیلیہ میں لکھا ہے کہ ایک سال شیخ علم الدین یا علم الدین بقول صاحب اذکار قلندر سی، شیخ موسیٰ کے مرید تھے۔ شیخ نور قصوری اور شیخ اقباجان جن کی اولاد فیض پورہ باغیاں میں ہے۔ دونوں شیخ علم الدین کے مرید تھے۔ مزار کی موجود حالت و محل وقوع کے لیے ملاحظہ ہو :

نامی : تاریخ جلیہ ۳۵۴ - ۳۵۸

- ۱۔ شیخ شہر اندھلانی (متوفی ۲۳ ربیع الثانی ۹۲۰ھ) اپنے وقت کے عالم و عارف تھے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔
- ۲۔ بہانہ الدین (۷)، شیخ محمد اسماعیل (۳)، محمد صد الدین۔ آپ ملتان میں اپنے مشائخ کے پہلو میں مدفون ہیں۔
- ۳۔ اس کتاب کا نام تذکرہ قطبیر ہے، تذکرہ جلیلیہ نہیں مولانا غلام دتگیر نامی مرحوم نے سال ۱۹۵۲ء میں لاہور سے شائع کرایا تھا۔

روزِ بزرگ اپنی دکان پر آہنگری کا کام کرتے تھے۔ اتنے میں ایک عورت نوجوان خوبصورت ماہ طلعت اپنا ٹکلا جس سے عورتیں کاتتی ہیں سیدھا کرانے کے لیے ان کی دکان پر آئی۔ حضرت نے اجرت اس سے لی اور ٹکلا بھیڑی میں ڈال کر ایک ہاتھ سے کھالین ہلانے لگے اور ایک ہاتھ میں دست پناہ پکڑ کر ٹکلا تھامے رکھا۔ چونکہ وہ عورت کمال خوبصورت تھی۔ اس کو دیکھ کر اس کی صورت حسین پر ایسے محو ہوئے کہ ایک ساعت برابر اس کے چہرے سے آنکھ نہ اٹھائی۔ یہ حال دیکھ کر عورت غضب میں آئی اور کہا کہ تو عجب سفید ریش بزرگ آدمی ہے کہ بیگانی عورتوں کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ایسی عورت کے ساتھ کہ اپنے کام سے بے خبر ہے حضرت نے یہ تقریر سن کر فرمایا کہ مادر میں تجھ کو نہیں دیکھتا بلکہ تیرے مصور کو دیکھتا ہوں۔ یہ کہہ کر سرخ ہوا ہوا ٹکلا آگ سے نکالا اور میل کی طرح آنکھوں میں پھیر لیا اور فرمایا کہ الہی اگر میں نے اس عورت کو بد نظر سے دیکھا ہے تو میری آنکھیں جلا دے۔ ورنہ اس لوہے کے سرمو کو اپنی محبت و عشق کی پارس سے سونا بنا دے۔ سرمو لوہے کا فی الفور سونا ہو گیا۔ یہ کہ امت وہ ہندی عورت دیکھ کر حیران و گئی۔ اور اسی روز سے تارک الدنیا ہو کر گوشہ عبادت میں ہو بیٹھی اور حضرت کی خدمت کی برکت سے مدارسِ بلند کو پہنچی۔ وفات حضرت کی سنہ ۹۱۵ھ میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں مقفل قلعہ گوجر سنگھ المشہور بگنبد سبز زیارت گاہ ظن ہے اور روضہ مخدوم اس عورت نو مسلمہ کا پاس حضرت کے ہے۔

۱۔ جمال اللہ بن شاہ جیون : مناقب موسوی ۱۱۵۷ھ اور دورِ برج محمد علی لاہور ۱۹۶۱ء ص ۲۵، ضلک

۲۔ قریب العد سوانح شیخ موسیٰ، مناقب موسوی مکتوبہ میں آپ کا سال وصال بروز پنجشنبہ ۱۸ صفر ۹۶۷ھ

درج ہوا ہے (ضلک) اس لیے مفتی صاحب کا مندرجہ سنہ وفات ۹۲۵ھ غلط ہے۔

۳۔ شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری بن سلطان عرب بن سید شمس الدین بن سید غیاث الدین الخ

امام باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہیدؑ۔ نواحی ملتان میں پیدا ہوئے۔ سال ولادت ۲۷۰ھ ربیع الثانی ۸ھ

ہے (مناقب موسوی ص ۱۱) اور تعلیم کے بعد بیعت کی اور لاہور میں ارشاد و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے

اکابر مقلد میں سے میر ہاشم بخاری، حاجی اسلمی سندھی، شیخ موہبی، محمد علم الدین بن عبد السلام کھوکھر شاہ

نور، شاہ رزق اللہ بنانی (مناقب موسوی ص ۹۰-۹۱) قابلِ ذکر ہیں۔

باقی برصغیر آئندہ،

لاحظہ ہو :

۱۱۴۔ شیخ سید حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ سید جلال الدین میر سرخ بخاری ادچی کے اولاد میں سے بڑے بزرگ صاحب مراتب بلند و مقامات ارجمند تھے۔ نسبت جدی ان کی سید محمد غوث بن سید جلال الدین کے ساتھ ملتی تھی۔ سید صدر الدین بخاری سے ان کی بیعت تھی۔ پہلے یہ ملتان میں رہتے تھے پھر بیت اللہ کو گئے اور مستفیض زیارت حرمین الشریفین ہو کر واپس ہند میں آئے اور دہلی میں قیام کیا۔ سلطان مسکندر لودھی حضرت کامرید تھا۔ ان کی تصانیف و تالیفات میں سے ایک تفسیر قرآن شریف کی ایسی ہے۔ کہ تمام قرآن کو حضرت سرور عالم رسول مقبول کے مدح میں بیان کر دیا ہے یعنی ہر ایک آیت کے ایسے معنی بیان کیے ہیں کہ ان سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح ظاہر ہوتی ہے۔ وفات حضرت کی سنہ ۱۲۰۳ ہجری میں واقع ہوئی اور شیخ حاجی مادہ تاریخ ہے۔

دبقیہ حاشیہ (۱) جمال الدین شاہ جیون ازا اولاد شیخ موسیٰ آہنگر، مناقب موسوی (احوال شیخ موسیٰ

آہنگر ۱۱۵۷ھ، اردو ترجمہ محمد علی زیرنگرانی مولانا ابوالبرکات سید احمد مدظلہ لاہور ۱۹۶۱ع

(۲) جمال الدین ابوبکر، تذکرہ قطبیہ، مرتبہ نامی ۲۴، ۲۵

(۳) نامی، تاریخ جلیلہ ۳۵۵، ۳۵۶

۱۔ شیخ عبدالوہاب بخاری بن محمد بن رسیع الدین ادچی متولد ۸۶۹ھ۔ آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت قطب الدین بن کبیر الدین بن اسماعیل بن محمد حشمتی بخاری۔ ملتان کے قیام کے بعد دہلی جا کر شیخ عبداللہ بن یوسف قرشی ملتان سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی ایک تفسیر القرآن مجید بھی ہے۔ جن کا آغاز ربیع الثانی ۹۱۵ھ میں ہوا اور ۱۰۱۵ھ کو مکمل ہوئی۔ رسالہ شامل النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قصائد و مناقب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ کی تصنیف سے ہیں۔

ملاحظہ ہو :

(۱) عبدالحق دہلوی، اخبار الاخبار ۲۲، ۲۳ (۲) غلام سرور لاہوری مفتی، غزنیۃ الاصفا۔ ج ۱/۸۳

(۳) عبدالحق حسنی، نزہۃ الخواطر ۲۲۳، ۲۲۴

(۴) رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند ۲۲۳، ۲۲۴

۱۱۵۔ سید جمال الدین سہلے وردی دہلوی قدس سرہ

برادرِ حقیقی و مرید و خلیفہ سید عبدالوہاب بخاری دہلوی تھے اور بشارتِ باطنی ہندو کشمیر میں گئے اور ہزاروں طالبانِ حق ان کی بیعت سے سرفراز ہو کر بہرہ یابِ معاد و دارین ہوئے۔ خوارق و کرامات کے تذکرہ میں کتابِ جمالِ عرفان لکھی گئی جس میں بے شمار کرامتیں درج ہیں کشمیر کی سیر کے بعد حضرت پھر ہندوستان میں آئے اور سنہ ۱۱۰۲ھ کو آگرہ میں راہی ملک بقاء ہوئے۔

۱۱۶۔ مخدوم شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہ

تواریخِ اعظمی المشہور تواریخِ دومری میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ لڑکپن کی عمر میں عبادتِ الہی میں لے میر سید جمال الدین بخاری کا سلسلہ بیعت چھ واسطوں سے حضرت مخدوم جانیان تک پہنچتا ہے۔ آخری سلاطین کشمیر کے عہد میں کشمیر میں جا کر ارشاد و تبلیغ کا کام کیا اور صدائے گراہوں کو صراطِ مستقیم دکھانے کے بعد واپس دہلی چلے گئے۔ حضرت مخدوم حمزہ کشمیری کی تربیت آپ کی توجہ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ۹۴۸ھ میں انتقال کیا۔ (محمد اعظم، تاریخ کشمیر، غلطی ص ۵۲)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد اعظم : تاریخ کشمیر، غلطی، کشمیر ۱۳۵۵ھ ص ۵۲

۱۱۷۔ حضرت مخدوم حمزہ کشمیریؒ ۹۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا مسکن موضع تجواز پگنہ زینہ گیر تھا۔ میر سید جمال الدین کشمیریؒ مذکور کے ارشد مریدین و خلفاء میں سے تھے۔ بابا داؤد خاکیؒ نے درد المریدین میں آپ کے مناقب لکھے ہیں۔ اہل شیعہ کشمیر آپ کے سخت مخالف تھے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) نصیب الدین کشمیری بابا _____ : نور نامہ (آخری حصہ مشتمل بر احوال و ملفوظات و احوال

خلفائے مخدوم حمزہؒ، قلمی ذخیرہ شیرازی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۶۳۸ / ۳۶۵۹

(۲) داؤد خاکی : درد المریدین (کرامات و حالات شیخ حمزہؒ) لاہور ۱۸۹۴ء

(باقی بر صفحہ آئندہ)

(۳) محمد اعظم : تاریخ کشمیر، غلطی ص ۵۲

ایسے مستغرق ہوئے کہ کسی دنیا دار سے نہ ملتے۔ پہاڑ کے ایک غار میں انکا مقام تھا اور ایسی نسبت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی پیدا کی کہ فانی الرسول کے مرتبے کو فائز ہو گئے۔ چونکہ مرشد ظاہری ان کا کوئی نہ تھا۔ اس باب میں حضرت رسول مقبول علیہ السلام والصلوة کی روحانیت سے استبانت کی ارشاد ہوا کہ تیرا مرشد خود تیرے پاس آئے گا۔ پس چند ماہ کے بعد حضرت سید جمال الدین سروردی دہلی سے بالمام ربانی کشمیر میں آئے۔ گویا تشریف لانا ان کا کشمیر میں ان کی تربیت و تکمیل کے لیے تھا۔ پس شیخ حمزہ ان کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور خرقہ خلافت پایا۔ بعد عطاء خرقہ ہدایت و ارشاد خلق میں مصروف ہوئے اور تمام عمر اس کام میں بسر کی۔ آخر سال نو سو چوراسی ہجری میں وفات پائی، مزار ملک کشمیر میں ہے۔

۱۱۷۔ بابا داؤد خاکی کشمیری سروردی قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیر کے اولیاء میں سے صاحب مراتب بلند و مدارج ارجمند تھے۔ خود سالی

(بقیہ حاشیہ) (۳) بہاؤ الدین کشمیری، سلطانی (احوال حضرت مخدوم حمزہ) لاہور ۱۹۲۳ء

(۵) اسحاق قاری کشمیری: حلیۃ العارفین (حالات مخدوم حمزہ) سال ۱۵۴۳/۱۸۰۰ء قلمی نسخہ برٹش میوزیم

(ریو) کیٹلاگ فارسی ۲/۴۷۲ ب، ذخیرہ شیرانی نام چل چلۃ العارفین نمبر ۱۷۹۳/۴۴۶

۱۔ حضرت بابا داؤد خاکی کشمیری، کشمیر کے اجل علماء میں سے تھے۔ ورد المریدین، دستور السالکین شرح ورد

المریدین، قصیدہ جلالیہ اور رسالہ علیہ آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔ آپ کے زمانہ میں چک خاندان نے کشمیر

کے راج العقیدہ سنی علماء پر بڑے مظالم کیے۔ حضرت قاضی موسیٰ کشمیری کو شہید کر دیا۔ ان دنوں بابا داؤد خاکی کشمیر

سے باہر تھے اور عہد کیا کہ جب تک چک خاندان کی حکومت ختم نہیں ہو جاتی۔ ہم کشمیر نہیں آئیں گے چنانچہ ۹۹۴ھ

۱۵۸۹ء میں اکبر نے کشمیر کے عوام کو اس خاندان کے ظلم و ستم سے آزاد کرانے کے لیے کشمیر پر حملہ کر کے اس خاندان کا

خاتمہ کر دیا۔ عہد الحسن، کشمیر سلطین کے عہد میں ۱۰۵۲، ۱۰۵۳۔ چنانچہ حضرت بابا داؤد خاکی اکبر بادشاہ کے لشکر

کے ہمراہ کشمیر پہنچے اور اسی سال انتقال کیا (محمد اعظم: تاریخ کشمیر جلد ۱) ررک

۱۱۔ محمد اعظم: تاریخ کشمیر جلد ۱، ص ۱۹

۱۲۔ بابا نصیب کشمیری: نور نامہ در لیشی نامہ، آخری باب قلمی نسخہ مذکورہ۔

عمر میں ان کو علم پڑھنے کا شوق ہوا چند سال اس شغل میں رہے جب علم تحصیل کر چکے تو شوقِ حق و امن گیر ہوا اور شیخ حمزہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور تکمیل پاکر مقتدائے زمانہ ہوئے۔ شیخ حمزہ کو جس قدر محبت ان کے ساتھ تھی اور کسی مرید کے ساتھ نہ تھی۔ چونکہ ان کے وقت میں کشمیر میں سلاطین قوم چک جن کا مذہب شیعہ تھا۔ بادشاہ ہو گئے تھے اور بہ تعصب مذہبی انہوں نے قاضی موسیٰ کشمیری کو شہید کر دیا تھا۔ اس سبب سے بابا داؤد قوم چک سے ناراض ہو گئے اور اس ملک سے بھل کر ہند میں آئے اور فرمایا کہ جب تک کشمیر سے سلاطین چک کی سلطنت دور نہ ہوگی۔ ہم کشمیر میں نہ آئیں گے۔ آخر جب قاسم خاں بھری اکبر بادشاہ کی فوج لے کر کشمیر کو گیا اور قبضہ و دخل سلاطین تیموریہ کا کشمیر میں ہو گیا اور سلاطین چک کی سلطنت نیست و نابود ہو گئی تو حضرت کشمیر میں گئے مگر اسی سال یعنی نو سو چار نوے میں وفات پائی اور شہر سری نگر میں مدفون ہوئے۔

۱۱۸۔ سید جھولن شاہ المشہور گھوڑے شاہ لاہوری قدس سرہ

فرزندِ بلند سید شاہ محمد بن سید عثمان جھول بخاری مادر زاد دلی تھے۔ نام اصل ان کا بابا اللہ بن تھا۔ پانچ برس کی عمر میں ان کو گھوڑے کی سواری کا نہایت شوق تھا اور وہ شوق اس قدر بڑھا کہ جو کوئی مٹی کا بنا ہوا گھوڑا ان کی خدمت میں لے آتا۔ جو مراد مانگتا حاصل ہو جاتی جب یہ بات تمام زمانہ میں مشہور ہو گئی اور اہل حاجت جوق جوق آنے لگے تو ان کے والد کو خبر ہوئی اور بہرم ہو کر فرمایا کہ الہی یہ خود سال لڑکا کہ موجب انکشاف اسرار الہی ہے۔ زندہ رہنے کے قابل نہیں ہے۔ مجرد فرمانے ان کلمات کے سید جھولن شاہ جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ وفات حضرت کی گیارہویں ربیع الاول سنہ ایک ہزار تین ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور کے باہر زیارت گاہ خلق ہے۔ اب بھی کئی انبار گلی گھوڑوں کے مزار پر موجود ہیں اور اہل حاجت جن کی حاجت بر آتی ہے پڑھا جاتے ہیں۔

لے نور احمد چشتی نے سید جھولن شاہ (گھوڑے شاہ) کا نام شاہ محمد حفیظ اور ان کی نسبت سلسلہ چشتیہ صابریہ کی ہے جو درست نہیں۔ معنی صاحب خزانۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں :

وفات آن جامع الکملات حسب اندراج شجرہ نسب سید حاکم شاہ و محمد شاہ کہ از اولاد (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۱۹۔ شیخ حسن کنجہاگر المشہور حوتیلی لاہوری قدس سرہ

یہ شخص اقل غلہ فروشی کا کام کرتا تھا۔ چونکہ اوقات اس کی تنگی سے گزر رہتی تھی۔ اس لیے شاہ جمال لاہوری کے پاس حاضر ہو کر وسعت رزق کے لیے استدعا کی۔ انہوں نے فرمایا کہ کم تو لٹنا چھوڑ دو۔ اس روز سے اس نے کم تو لٹنا چھوڑ دیا اور چند سال میں دولت مند بن گیا۔ دولت مندی کی رقیبہ جائزہ لے

سید عہادی الملک برادر حقیقی سید جھولن شاہ در لاہور سکونت دارند تباریخ یازدہم ربیع الاول سال یک ہزار و سہ ہجری است و مزار پڑاوارش در لاہور از اشرف ترین مزارات است کہ در زمین حاجی بالہ بیرون لاہور زیارت گاہ خلق است و بعد وفاتش تید شہباز بن عہادی الملک تباریخ ہفتم رجب سال یک ہزار و چل و یک (۱۰۴۱ھ) و تید کبوی شاہ بن عارف شاہ بن عہادی الملک بربست و دوم رجب سال یک ہزار و پنجاہ بہ پہلوئے مزار جھولن شاہ مدفون شدند و انکے صاحب تحقیقات چشتی می فرماید کہ نام حضرت جھولن شاہ محمد حنفیہ است و ارادت بلسہ چشتیہ صابریہ بخدمت مومن شاہ دومی بخدمت جہان محمد چشتی لاہوری داشت محض غلط است ماعوذ باشد من اہلہار الاخبار الکذب (غزنیۃ الاصفیاء ۸۹/۲ - ۹۰)

۱۔ صورت نگہ کے بیان کے مطابق شیخ حوتیلی مکیوال (در کنار چناب) کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا نام شیخ چند و اور والدہ کا نام میل تھا۔ شیخ حسو کا انتقال ۳ شوال ۱۰۱۱ھ کو لاہور میں ہوا۔ عمر ۱۲۰ سال تھی۔ ان کے ہم عصر امار سے تعلقات بھی تھے۔ عبدالرحیم خان خاناں نے تسخیر ٹھٹھہ کے لیے دعا کی درخواست کی تھی۔ مذہم الملک عبداللہ سلطان پوری سے ان کے تعلقات کشیدہ تھے۔ شیخ فرید بخشن نے آپ سے اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی۔ شہزادہ سلیم کی بغاوت اور پھر اکبر سے صلح کروانے کے سلسلہ میں شیخ حسو کے ارادے کو دخل حاصل تھا۔ قحط سالی کے ایام میں اکبر بادشاہ نے آپ سے باران رحمت کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی جو مؤثر ثابت ہوئی۔

۲۔ صورت نگہ : تذکرۃ الشیخ والخدم قلمی غزوہ کتب خانہ شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی ملی گڑھ نمبر ۱۹۶
ماخوذ ملخصاً از مقالہ پروفیسر محمد اسلم مشمولہ المعارف لاہور اکتوبر ۱۹۷۳ء

رک

۳۔ صورت نگہ : تذکرۃ الشیخ والخدم ۱۰۵۴ء مقالہ پروفیسر محمد اسلم مشمولہ المعارف لاہور اکتوبر ۱۹۷۳ء

۴۔ نور احمد چشتی، تحقیقات چشتی، لاہور ۱۹۶۳ء ص ۲۴۰

حالت میں یہ ادائے شکرانہ کے لیے پھر شاہ جمال کے پاس گیا اور کچھ روپیہ نذر کیا۔ حضرت نے نہ لیا اور فرمایا کہ اگر اب تو اس دولت کی محبت چھوڑ دے تو زیادہ تر غنی ہو جائے۔ چونکہ اس کو شاہ جمال کی نسبت اعتقاد کامل تھا۔ فوراً تارک الدنیا ہو گیا اور مال و دولت براہِ خدا، غریب و فقراً کو تقسیم کر دیا۔ اس روز سے حضرت شاہ جمال اس کی تکمیل میں مصروف ہوئے اور بہت جلد مقامِ قرب تک پہنچا دیا۔ باقی ماندہ عمر اس نے اپنے مرشد کی خدمت میں بسر کی۔ آخر سنہ ایک ہزار بارہ میں فوت ہو گیا۔

۱۲۰۔ میراں محمد شاہ المشہور سید موج دریا بخاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اولاد حضرت سید جمال الدین میر سرخ بخاری ادچی میں سے مظهر انوار شرافت و اقباس راہِ طریقت و حقیقت رہنمائے طریق معرفت تھے۔ ان کا شجرہ نسب سید جلال الدین میر سرخ بخاری کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ میراں محمد شاہ بن سید صفی الدین بن سید نظام الدین بن سید علم الدین ثانی بن جلال الدین بن سید علم الدین اولیٰ بن سید نواز ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بن سید احمد کبیر الدین سید جلال الدین میر سرخ بخاری۔ ولایت و شرافت و کرامت موروئی ان کو حاصل تھی اور اپنے وقت میں مقتدائے زمانہ تھے۔ پہلے سکونت ان کی اوچ میں تھی۔ وہاں سے اکبر بادشاہ نے ان کو بہت نام چٹوڑ گدہ طلب کیا اور فتح قلعہ کے لیے دعا چاہی۔ بعد فتح قلعہ کے اکبر نے حضرت کو ایک لاکھ روپے کی جاگیر بنجاب میں بخشی اور شہر ثبات ان کی جاگیر میں قرار پایا۔ حضرت نے باکراہ وہ جاگیر قبول کر کے لنگر جاری کر دیا۔ لاہور و ثبات دو جگہ حضرت کا لنگر جاری تھا۔ صد غریب و مساکین کھانا کھاتے تھے حضرت کی سکونت اکثر لاہور میں تھی اور یہاں ہی رہ کر حضرت نے ہنگامہ شیخت گرم رکھا۔ حضرت کے تین فرزند نہایت بزرگ صاحبِ حال و قال تھے۔ ایک سید صفی الدین جو اپنے جدِ بزرگوار کے نام لے سید محمد طیف حج نے لکھا ہے کہ جس فرمان کی رو سے یہ جاگیر ملی تھی۔ وہ آج بھی اس خاندان کے پاس محفوظ ہے۔

(محمد طیف لاہور)

جس پر اکثر مہر ثبت ہے۔

۱۔ شہر ثبات حضرت شیخ عبد الجلیل چوہدری بنگ لاہوری ذات ۹۱۰ کے حکم سے آباد کیا گیا (جمال الدین ابوبکر؛ تذکرہ قطبہ ۶۲-۶۴، وقائع سیالکوٹ میں ہے کہ ثبات ۸۸۰ھ میں آباد ہوا تھا (محمد تقی؛ وقائع سیالکوٹ ص ۱۸)

سے موسوم تھا۔ دوسرے سید بہاؤ الدین۔ یہ دونوں فرزند سیدہ پاکدامنہ المشہور بی بی کلاں بنت سید
عبد القادر ثالث کے بطن پاک سے پیدا ہوئے۔ تیسرے شاہ شہاب الدین المناطیب بن نزاری بی
نورنگ حضرت کی دوسرے قبیلہ کے پیٹ سے ہوئے۔ انہوں نے سکونت بنالہ میں اختیار کی۔
اور وہاں ہی ان کی اولاد ہے اور صفی الدین کی اولاد لاہور میں رہتی ہے۔ ان کے کرامت و خوارق کے
ذکر میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت کے ربوہ کسی نے کہا کہ سید کبھی سنی نہیں جوتا کیونکہ ان کو ثلاثہ
اصحاب کی نسبت محبت نہیں ہوتی۔ پس جب اصحاب کبار کی نسبت اعتقاد نہ ہوا تو سنی نہ ہوا اور
یہ پنجابی مثل زبان پر لایا کہ سید سنی نہیں کاٹھ دہی کٹی نہیں یعنی سنی نہیں ہے اور لکڑی کی ہنڈیا
نہیں ہے۔ یہ تقریر سن کر حضرت نے ایک لکڑی کی ہنڈیا منگوائی اور دونوں پاؤں کا چوما بنا کر اس
میں آگ جلا دی اور ہنڈیا میں چاول ڈال دیے۔ جب تک چاول پک نہ گئے پاؤں کے اوپر ہنڈیا رکھی
رہی۔ خدا کی قدرت سے نہ تو پاؤں جلے اور نہ ہنڈیا لکڑی کی جلی۔ جب چاول پک چکے تو فرمایا۔ دیکھو سید
بھی سنی ہے اور ہنڈیا بھی لکڑی کی۔ یہ کرامت دیکھ کر اہل مجلس حیران ہوئے۔ وفات حضرت کی سنہ
ایک ہزار چودہ ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ عالیہ لاہور میں زیارت گاہ خلق ہے

قطعہ تاریخ

چوں محمد شاہ ملک عاقبت در مقام قرب حقانی نشست
از حضور آمد عیان تاریخ او نیز سرور گفت مرد حق پرست

۱۲۱۔ سید سلطان جلال الدین حیدر بن صفی الدین بخاری قدس تہرہ

یہ بزرگ میراں محمد شاہ بخاری کے حقیقی بھائی تھے۔ صبر و شکر، طلب و رضا و عشق و محبت
و ترک و تجرید میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مال دنیا سے ان کو کمال نفرت تھی۔ اگرچہ ان کے بھائی
سے حضرت مہجہ دریا کے چوتھے فرزند کا ذکر نامی صاحب نے ایک نامعلوم الاسم قلمی کتاب کے حوالہ سے فتح اللہ
شاہ مشہور بہ فتح شاہ بخاری مدفون بیرمن دروازہ لوگہڈھ دلاہوری امرتسر کا ذکر کیا ہے۔ نامی بزرگان لاہور
نمبر ۱۳۶، تقسیم پاک و ہند تک امرتسر میں یہ مزار سب سے زیادہ مرجع حسنائت تھا۔ اب بھی شکستہ صورت
میں موجود ہے۔

میرا محمد شاہ جاگیر دار صاحب گنج و مال تھے۔ مگر ان کو ان کے مال کی کچھ طمع نہ تھی۔ بلکہ کمال لغت تھی۔ تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت و ہدایت و ارشاد میں گزرائی۔ آخر سال ایک ہزار سولہ میں فوت ہو کر دیوار بدایہ حریم مراد بی بی پاک دامن مدفون ہوئے۔ وہ روضہ اب تک موجود ہے اور دروازہ اس کا خانقاہ پاک دامن کے اندر ہے اور لوگ اس کو مراد استاد بی بی پاک دامن کہتے ہیں۔

۱۲۲۔ بابا نصیب الدین سہروردی کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ اعظم شیخ داؤد کشمیری کے تھے۔ اپنے وقت میں زہد و عبادت و ریاضت و خلق و ادب و خوارق و کرامت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ تمام عمر انہوں نے ترک و تجرید میں گزرائی کبھی کوئی طعام لذیذ کوئی میوہ تناول نہ فرمایا۔ لذات دنیا سے بالکل محترز رہے۔ سوائے نان خشک کے کوئی چیز آپ کی غذا نہ تھی اور نہ کبھی دیدہ حق بین خواب سے آشنا ہوئے غرض کہ حضرت نے پورا حق زہد و ریاضت کا ادا کیا اور کوئی دم یا دالی سے غافل نہ رہے۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار سینتالیس محرم کی تیرہویں تاریخ میں ہوئی اور مزار سرزمین کشمیر میں ہے۔ وہ بخیر النعمانین ان کی تاریخ وفات ہے۔

۱۔ حضرت بابا نصیب الدین غازی کشمیریؒ نے پیشان کشمیر کے حالات پر ایک قابل قدر کتاب نورنامہ پٹریشی نامہ تصنیف کی تھی جس میں بابا نور الدین ولی ریشی کے مفصل حالات کے علاوہ (۱) بابا بامعلین (۲) بابا زین الدین (۳) لطف الدین (۴) ناصر الدین (۵) رجب الدین (۶) شکر الدین (۷) لطیف الدین مع خلفا (۸) بابا نور و ریشی (۹) شیخ حمزہ اور آپ کے خلفاء اور ملفوظات وغیرہ بھی درج کیے۔ یہ گراں بہا کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ اس کے حسب ذیل خطی نسخے پائے جاتے ہیں نسخہ مولوی شمس الدین مرحوم مکتوبہ ۱۱۳۴ ح۔ حمزہ و ذکاچی میوزیم (۲) ایٹیک سوسائٹی کلکتہ (۳) ڈیونرگ (۴) انڈیا آفس لندن (۵) پنجاب پبلک لائبریری لاہور (۶) پنجاب یونیورسٹی لائبریری ذخیرہ شیرانی نمبر ۶۳۸ / ۳۶۵۹ (سٹوری جلد اپارٹ ۱ صفحہ ۱۱۶) محمد اقبال مجددی : مولوی شمس الدین مرحوم کے چند نادر مخطوطات۔ المعارف لاہور اگست ۱۹۷۰ء رک (۱) محمد اعظم : تاریخ کشمیر ۱۴۲-۱۴۳ (۲) غلام سرور مفتی : خزینہ الاصفیاء ۲/ (۳) عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۶/ ۷۷

آرجمند و خوارق و کرامت و جذب و عشق و محبت و زہد و ریاضت جامع فتوحات ظاہری و باطنی تھے۔ شجرہ ان کا بہار الدین ملتان کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ شاہ دولہ مرید و خلیفہ شیخ سید سرست کے اور وہ مرید شاہ مونگا کے اور وہ مرید شاہ کبیر کے اور وہ مرید شیخ شہرانشہ کے اور وہ مرید شیخ یوسف کے اور وہ مرید پیر برہان کے اور وہ مرید شیخ صدر الدین کے اور وہ مرید شیخ بدر الدین کے اور وہ مرید شیخ اسماعیل قریشی کلارہ مرید شیخ صدر الدین راجن قتال ادچی کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان کے اور وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے اور وہ مرید شیخ شیخ بہاء الدین ملتان کے۔ خاندان چشت اہل بہشت سے بھی ان کو فیض کامل حاصل ہوا اس بزرگ کو خداوند حقیقی نے حودلت ظاہری و باطنی نصیب کی۔ ان کی سرکار بادشاہوں کی سرکار کے مانند تھی۔ ہزاروں نوکر چاکر گھوڑا پاکی دروازہ پر حاضر رہتے تھے۔ اہل حاجت کا ہجوم ہر وقت رہتا تھا۔ خصوصاً وہ لوگ جو بے اولاد تھے۔ وہ حاضر ہو کر استدعائے دعا کرتے کہ خدا کی جناب سے

لے شاہ دولہ دریائی پنجاب کے معروف ترین بزرگوں میں سے تھے۔ ۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۶ء میں انتقال کیا۔
 (مشتاق رام گجراتی : کرامت نامہ قلمی ورق، مملوک سید شرافت نوشاہی مدظلہ، صاحب مدارج الولاہ ص ۱۵۱)
 جاتے ہوئے شاہ دولہ سے ملا تھا شاہ دولہ کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ ہم نے معاصر ماخذ کرامت نامہ کو اس سلسلہ میں دیگر روایات پر ترجیح دی ہے)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) مشتاق رام گجراتی : کرامت نامہ قلمی (احالات شاہ دولہ گجراتی، قلمی مملوک مولانا سید شرافت نوشاہی ٹہنیال،
 (۲) عبدی عبداللہ خورشیدی : مدارج الولاہ ۱۹۶۶ھ قلمی ورق ۴۳۱، عرب

(۳) عبدالفتاح، مفتاح العارفین قلمی ذخیرہ شیرانی

(۴) شاہ محمد غوث لاہوری : رسالہ در بیان کسب سلوک و معرفت فارسی مطبوعہ پشاور

(۵) محمود : ملفوظات نقشبندیہ ۱۱۲۶ھ (احوال شاہ مسافر درنگ آبادی دکن ۱۲۵۲ھ ص ۱۶)

(۶) ودیہ گنیش داس : چارباغ پنجاب، امرتسر ۱۹۶۵ء ص ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱

۱۲۳۔ حضرت شاہ جمال سہروردی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ مشہور ہیں۔ ان کا شجرہ حضرت شیخ بہام الدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ حضرت شاہ جمال مرید شیخ گلزار ابیگئے اور وہ مرید شاہ شرف کے وہ مرید شاہ معروف کے وہ مرید جعفر الدین کے وہ مرید ضیۃ الدین کے وہ مرید شیخ جمال کے وہ مرید شیخ عارف صدر الدین کے وہ مرید اپنے والد شیخ بہام الدین زکریا ملتانی کے اور یہ حضرت سید حسینی تھے اور اولاد ان کی اب تک سیالکوٹ میں سکونت رکھتی ہے۔ ان کا دوسرا بھائی شاہ کمال بھی عابد و زاہد صاحب جذب و شغل تھا۔ ان دونوں بزرگوں کے خواص و کرامت اکثر لوگوں میں مشہور ہیں اور لکھا ہے کہ جب حضرت شاہ جمال کا ارادہ ہوا کہ ایک دمدمہ بلند اپنے قیام کے واسطے تعمیر کریں تو بسبب اس کے کہ بادشاہی عمارتیں جا بجا تعمیر ہو رہی تھیں معمار دستیاب نہیں ہوتے تھے حضرت نے حکم دیا کہ معماروں کو بادشاہی عمارت پر کام کریں اور رات کو ہمارے دمدمہ کی تعمیر میں مصروف رہیں۔ چنانچہ چندے یہ کام اسی طرح ہوتا رہا۔ ایک رات ادھی رات کے وقت تیل ختم ہو گیا۔ حضرت نے حکم دیا کہ بجائے تیل پانی چراغوں میں ڈال دو۔ خدا کی قدرت سے وہ پانی تیل کی طرح چراغوں میں جلتا رہا۔ جب دمدمہ ہفت منزل بن کر تیار ہو گیا تو شہزادی سلطان بیگم ہمشیرہ اکبر بادشاہ نے جس کا باغ حضرت کے دمدمہ کے متصل تھا۔ حضرت کی خدمت میں کھلا بھیجا کہ آپ کا دمدمہ بہت بلند ہے اس سے نظر ہمارے عمل پر پڑتی ہے۔ اس بات پر توجہ فرمائی جائے۔ حضرت یہ بات سن کر خاموش رہے۔ چند دن کے بعد ایک دن حضرت کے یہاں مجلس سماع گرم تھی۔ جب حضرت وجد میں آئے اور اسٹھ کر قص کیا تو چار منزلیں دمدمہ کی زمین کے اندر غرق ہو گئیں اور تین باقی رہیں جو اب تک موجود ہیں۔ وفات شاہ جمال کی چودھویں ماہ ربیع الثانی سنہ ایک ہزار و پچاس میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار لاہور میں متصل موضع اچھرہ کے ہے۔ جس کو شاہ جمال کا دمدمہ کہتے ہیں۔

۱۲۴۔ شاہ دولادریائی گجراتی قدس سرہ

پنجاب کے مشہور بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ان کو اولاد حاصل ہو۔ ارشاد ہوتا کہ منجملہ تمام اولاد کے جو ان کو حاصل ہوگی۔ ایک لڑکا ہمارے نزد کر دینا۔ چنانچہ وہ منظور کر لیتے تو ان کو اولاد ہوتی اور ایک لڑکا یا لڑکی جو حضرت کی جناب میں منظور ہوتا وہ متانہ و مجذوب ہو جاتا۔ سر اس کا بہت چھوٹا ہوتا۔ اسی واسطے اس کو شاہ دولاد کا چوٹا کہتے۔ چنانچہ اب تک یہ کرامت جاری ہے۔ دو چار چوہے ہمیشہ خالقہ پر پرورش پاتے ہیں جس شخص کو اولاد حضرت کی دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے گھر ایک بچہ اس قسم کا پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اس کو حضرت کے مزار پر چھوڑ جاتا ہے و متعلقان مزار اس کو پرورش کرتے ہیں۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار پچھتر میں واقع ہوئی اور مادہ تاریخ لفظ خدا دوست ہے اور مزار گومرادیہ شہر پنجاب گجرات میں زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۲۵۔ شیخ جان محمد سرمدی لاہوری قدس سرہ

شیخ اسماعیل المشہور بڑامیاں لاہوری کے خلفاء میں سے یہ بزرگ صاحب زہد و ریاضت و عبادت تھا۔ دور دور سے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ یاب ہوتے تھے۔ ایک شخص نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت اپنے افلاس و ناداری کی کی۔ فرمایا کہ کلمہ تمجید ہر روز ایک سو مرتبہ پڑھا کر۔ ایک ہفتہ کے بعد خبر دو۔ ایک ہفتہ کے بعد پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ اب میں مالدار ہو گیا ہوں۔ اب کوئی حاجت میری باقی نہیں رہی۔ فرمایا کہ ایک ہفتہ تک اور اسی کلمہ کا ورد کر و اور ایک ہفتہ کے بعد خبر دو۔ بعد ایک ہفتہ کے پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ میری طبیعت مال دنیا سے بیزار ہے۔ مجھ کو اپنا مرید کر۔ چنانچہ تارک الدنیا ہو کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہوا۔ وفات سے حضرت مولانا جان محمد لاہوری اپنے وقت کے جید عالم و فاضل صاحب ارشاد بزرگ تھے۔ آپ کی ایک خطی کتاب

نماز چارگانہ بعد از جمعہ راقم محمد اقبال مجددی کے کتب خانہ میں ہے۔ تفصیل کے لیے

» محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین ورق ۵۰۔ بر بعد قلمی ملوکہ محمد اقبال مجددی (باقی اگلے صفحہ پر)

اس بزرگ کی سال ایک ہزار بیاسی ہجری میں واقع ہوئی اور مرزا باہر شہر لاہور کے متصل مسجد قصاب خانے کے ہے۔

۱۲۶۔ شیخ محمد اسماعیل لاہوری المشہور میاں کلاں قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب شریعت زاہد و متقی و پرہیزگار مشہور ہیں۔
مقام عمر انہوں نے قرآن کا درس جاری رکھا۔ چنانچہ اس زمانہ، ناپرساں میں کراہل زمانہ دین کی
 (بقیہ حاشیہ) (۱) جان محمد لاہوری : رسالہ نماز چارگانہ بعد از جمعہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی (فارسی)

(۲) محمد شفیع صاحبزادہ : سوانح میاں وڈالاہوری۔ لاہور ۱۹۰۹ ع

۱۔ حضرت حافظہ محمد اسماعیل عرف میاں وڈالاہوریؒ اپنے وقت کے بڑے جتید عالم تھے۔ پورے پنجاب کے علما نے ان سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔ ان میں سے میاں تیمور لاہوری، میاں حامد قاری لاہوری وغیرہ اپنے وقت کے اجل علما بھی تھے۔ میاں حامد قاری کے مکتوبات اور بہت سے قلمی رسائل ہمارے ذاتی کتب خانے میں ہیں اور آپ کے کئی رسائل خطی ذخیرہ حضرت مولانا غلام محمد الدین قصوریؒ مخدوم کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی میں محفوظ ہیں۔ مولانا محمد ماعقل لاہوری قصیدہ امالی اور قصیدہ بردہ کی اپنی سند اس طرح لکھتے ہیں :

فقیر محمد ماعقل از حضرت حامد القاری علیہ الرحمۃ الباری مرقص شدہ والیشاں مرقص از میاں تیمور والیشاں از میاں حافظہ اسماعیل جیو والیشاں از مخدوم طیب جیو والیشاں از مخدوم خیر الدین والیشاں از مخدوم برہان والیشاں از مخدوم میلوٹا چند جاہ مرتبہ بحر تہرہ سید زبدہ حضرت بہار الدین زکیا ملتانیؒ۔

(محمد ماعقل لاہوری، تحفۃ المسلمین ورق مسکے۔ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی)

بقول مخدومی سید شرافت نوشاہی حافظہ اسماعیل کی والدہ مائی فریاد کی قبر قبضہ جگہ کالیاں ضلع گجرات میں اور ان کے والد کی قبر موضع جیتہ چیمہ متصل احمد نگر ضلع گجرات میں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد ماعقل لاہوری : تحفۃ المسلمین بخند مصنف ورق ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ب ۴۳۔ ب وغیرہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۲) (محمد علی) : اسرار الصوفت (۳) محمد شفیع صاحبزادہ : سوانح میاں وڈالاہور ۱۹۰۹ ع

(۴) غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء ۱۰۵/۶ (۵) عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۲/۵

(۶) رحمان علی : تذکرہ ملائے چند ۴۲۔ ۴۳ (۷) نامی غلام دنگیر : تاریخ جلیلہ ۲۱۶

(۸) رسالہ در عملیات و تعویذات میاں اسماعیل قلمی مملوکہ غلام رسول مخدوم امام مسجد چیمپنی لک ضلع گجرات

استی کو بالکل بھول گئے ہیں اس مزار پر انوارِ پروردگار قرآن جاری ہے۔ سو دو سو درویش حافظ و ناظر ہیل
موجود رہتا ہے۔ کھانا بھی ان کو دو وقت ملتا ہے۔ ان کا شجرہ حضرت شیخ بہا الدین زکریا ملتانی کے
ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ شیخ اسماعیل مرید و خلیفہ شیخ عبدالکریم کے اور وہ مرید و خندوم طیب کے
اور وہ مرید شیخ بمان الدین کے اور وہ مرید و خندوم جن کے اور وہ مرید شیخ میلو کے اور وہ مرید شیخ
حسام الدین ملتانی متقی کے اور وہ مرید سید شاہ عالم کے اور وہ مرید بمان الدین قطب کے اور وہ
مرید سید ناصر الدین کے اور وہ مرید سید جلال الدین و خندوم جہانیاں کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین
ابوالفتح ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے اور وہ مرید شیخ بہا الدین زکریا ملتانی کے
ان کے باپ کا نام فتح اللہ بن عبداللہ بن سرفراز تھا اور قوم کے زمیندار کھوکھو تھے۔ تمام عمر ان
کی زہد و ریاضت میں گزری۔ اس طرح ہر کہ تمام رات عبادت میں اور تمام روز تدریس قرآنی میں
گزر جاتا۔ ان کے خوارق و کرامت بے شمار ہیں جن کا تذکرہ طویل ہے۔ شائق کتاب خزینۃ الاصفیاء
حسبہ دیکھ لے۔ مختصر یہ ہے کہ ایک نوجوان شخص حضرت کامرید تھا۔ اس کی شادی ہوئی تو اس کی عورت
کو قرآن حفظ تھا۔ پہلی رات کو جب بی بی میاں ایک جگہ جمع ہوئے تو عورت نے خاندان سے پوچھا
کہ تمہ کو قرآن حفظ ہے یا نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ عورت نے کہا کہ جب تک تو قرآن حفظ
نہ کرے۔ میری صحبت کے لائق نہیں ہے اور میں نہیں چاہتی کہ ناخواندہ آدمی مجھ سے ہم صحبت
ہو کہ قرآن کی بے ادبی جو میرے دل میں ہے کہے۔ یہ تقریر عورت کی سن کہ مرد گھبرایا اور حضرت
کی خدمت میں آکر عرض حال کیا۔ فرمایا کہ کل فجر کی نماز کے وقت جب ہم امام ہیں تو ہمارے دہانے
ہاتھ کی طرف کھڑے ہونا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ بعد اداۓ نماز جب حضرت نے سلام کیا اور نظر
فعن اتر دہانہ طرف کے نمازیوں پر پڑی تو سب کے سب قرآن کے حافظ ہو گئے اور بائیں طرف
کے ناظر ہوئے۔ حافظوں میں وہ مرید بھی حافظ ہو گیا اور اپنے گھر میں آباد ہو کہ تمام عمر حضرت کے
عنایات کا شکر یاد کرتا رہا۔ ولادت ان کی سال نو سو پچانوے اور وفات سنہ ایک ہزار پچاسی ہجری
میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں زیارت گاہ خلق ہے اور سجادہ نشین و مہتمم لنگہ تدریس
قرآنی حافظ احمد الدین ہے۔ اس نے کمال خوبی و خوش اسلوبی لنگہ بھی جاری رکھا ہوا ہے اور تدریس
قرآنی بھی بدستور جاری ہے۔

۱۷۷۔ شیخ جان محمد ثانی لاہوری سہروردی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ اسماعیل مدرس لاہوری کے خلفاء میں سے موصاحب شریعت و طریقت تھا۔ پہلے یہ مجتہد شیخ عبدالحمد کے کہ وہ بھی شیخ اسماعیل کا خلیفہ تھا۔ حاضر ہو کر مدبر ہوا۔ پھر شیخ اسماعیل کی خدمت میں مستفید ہو کر تکمیل پائی۔ ظاہری علوم میں بھی یہ بزرگ عالم متبحر تھا۔ تمام پنجاب کے علماء اس کے قول پر حاد کرتے تھے۔ وفات اس کی سنہ ایک ہزار ایک سو بیس میں واقع ہوئی اور محلہ پرویز آباد میں مدفون ہوا۔ بعد تین سال کے مقدم محلہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کو ارشاد ہوا کہ ہماری نعش اس جگہ سے نکال کر شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کرو۔ مقدم نے قبر اس کی کھد کر نعش نکالی اور شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کی مگر لمبا جادب سر اس کی قبر کا شیخ اسماعیل کی کمر کے برابر رکھا، مگر دوسرے روز جب دیکھا تو دونوں قبریں برابر نظر آئیں۔

سے حضرت جان محمد پرویز آبادی نے حضرت میاں داتا اور میاں تیمور لاہوری سے بھی استفادہ کیا۔ پرویز آبادی اپنی رائے اور مدرس و تدریس کے لیے خاص مجرہ بنوایا تھا (محمد عاقل لاہوری، تحفۃ المسلمین ورق لکھ ب، محلہ پرویز آباد) عملاً شہزادہ پرویز بن جاگیر بادشاہ کا آباد کیا ہوا بنایا جاتا ہے۔ یہاں اس کا باغ تھا اسی کے آس پاس علماء کا ایک عظیم مرکز تھا جس میں حضرت میاں داتا کا مدرسہ تھا اور اس مدرسہ میں میاں جان محمد قصاب پوری، میاں جان محمد پرویز آبادی، میاں حامد قاری اور میاں محمد عاقل لاہوری برجستہ مدرس پورے پنجاب کو سیلاب کرتے رہے۔ حضرت شاہ محمد غوث اسی ہندی طہیز آباد (پرویز آباد) میں جا کر میاں جان محمد سے ملے تھے (شاہ محمد غوث لاہوری، رسالہ در بیان کسب سلوک ص ۳۳) متاخرین نے لکھا ہے کہ اس محلہ میں شہزادہ پرویز کا مقبرہ بھی ہے جو بعض غلط ہے۔ اس لیے کہ شہزادہ پرویز کو وفات کے بعد بمیلان پور سے آگرہ میں لاکر دفن کیا گیا تھا (عبد اللہ حقانی، لاہور کھوں کے عہد میں ص ۵۵ - ص ۵۶) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد عاقل لاہوری، تحفۃ المسلمین ورق لکھ ب، ص ۴۰، ب قلمی نمونہ محمد اقبال مجتہدی

(۲) شاہ محمد غوث لاہوری، رسالہ در بیان کسب سلوک و معرفت، پٹا در ۱۲۸۳ھ ص ۳۳

(۳) فقیر محمد جمیلی، حقائق الخفیہ ص ۴۳، ۴۴ (۴) رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۲، ۱۳۳

(۵) عبدالحی حسنی، نزہۃ الخواطر ۵/۶

۱۲۸۔ شیخ کرم شاہ قریشی حارثی ہکاری قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان سروردیہ میں صاحب عشق و محبت و ذوق و شوق و زہد عبادت تھا۔ اس کی اوقات اکثر یاد الہی میں گزرتی۔ شجرہ نسب اس کا ہمچند واسطہ شیخ عبدالحلیل چوہدر لاہوری کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ شیخ کرم شاہ بن شیخ ابوالفتح بن شیخ ابوالحسن بن شیخ فخرالدین بن شیخ ابوالفتح بن برخوردار بن شیخ ابوالفتح بن شیخ عبدالحلیل چوہدر لاہوری پہلے اس کی سکونت لاہور میں تھی۔ جب غارتگیاں قوم سکھ نے پنجاب میں ہنگامہ غارتگری گرم کیا تو یہ بزرگ لکھنؤ کو چلا گیا اور چند سال اپنے نانا شیخ نورالحسن قریشی کے پاس لبریکہ مراجعت کے وقت متصل شاہجہان پور سال ایک ہزار دو سو میں قراقرص کے ہاتھ سے شہید ہوا رضی اللہ عنہ ^{۱۳۰۱ھ} اس کا سال وفات ہے۔ اس بزرگ کے تین فرزند صاحب حال و قال تھے۔ ایک سکندر شاہ، دوم شاہ مراد، سوم قلندر شاہ، قلندر شاہ کا سال وفات ایک ہزار دو سو اسی تھے۔ صاحب اذکار قلندری نے اس کے ذکر میں بہت کچھ لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ ایک روز حضرت قلندر شاہ موضع ساندہ میں گئے۔ یہ فضل شاہ ان کے مرید نے ان کی ضیافت کی۔ اس وقت پانچ آدمی سے زیادہ ان کے ہمراہ نہ تھے اور اسی قدر طعام کرایا۔ حبیب کھانا پک چکا۔ اس قدر مرید جمع ہوئے کہ نوبت پانچ سو آدمی کی پہنچ گئی۔ یہ حال دیکھ کر فضل شاہ بہت گھبرایا۔ حضرت نے نبوی باطن یہ حال دریافت کر کے فضل شاہ کو نزدیک بلایا اور فرمایا کہ قلت طعام کا اندیشہ تم نہ کرو جس قدر طعام حاضر ہے۔ ہمارے روبرو لے آؤ۔ چنانچہ وہ دیکھ سالن کا اور روٹیاں موجود لے آیا۔ حضرت نے اپنی روائے مبارک روٹیاں پر ڈال دی اور دو دو روٹیاں فی کس تقسیم کرنی شروع کی۔ پھر سالن تقسیم کرنا شروع کیا اور دو سو پچاس برتن منقسم ہوا۔ جب سب لوگ کھانا کھا چکے۔ اسی قدر طعام باقی رہا۔ جس قدر تھا اور بھی خوارق و کرامت بہت سے اس میں بیان کیے ہیں۔ قلندر شاہ کا فرزند شیخ غلام محی الدین قریشی تھا جو مرد صاحب خلق و مروت و قنوت تھا۔ وہ سنہ ایک ہزار دو سو اسی میں فوت ہوا۔

سلحہ حضرت پرکرم شاہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

- (۱) فرح بخش فرحت پیر : اذکار قلندری
(۲) نامی : تاریخ جلید ۲۳۵ ، ۲۳۶
(۳) مراد شاہ لاہوری : نامہ مراد مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۱ء
(۴) غلام سرور مفتی : غزنیۃ الاصفیاء ۱۱۵/۲

پانچواں چین

مشائخ متفرقات خاندانوں کے تذکرے میں

غنی نہ رہے کہ اس باب میں قید ایک سلسلہ کی نہیں۔ ہر ایک سلسلہ کے بزرگ کا حال سوائے ان چار سلاسل کے جن کا ذکر اقل تحریر ہو چکا ہے۔ اس میں تحریر ہو گا یا ان بزرگوں کا ذکر اس میں درج ہو گا جو پنجاب میں عالم و فاضل صاحب نام گذرے ہیں۔

۱۲۹۔ شیخ محمد اسماعیل محدث و مفسر لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ سادات عظام بخاری سے تھے۔ سلطان مسعود غزنوی کے وقت یہ لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اور تعلیم و تدریس، علوم حدیث و تفسیر کی شروع کی۔ صاحب کتاب تحفۃ الاصلین لکھا ہے کہ اول جو شخص واعظان اسلام سے لاہور میں آیا اور لوگوں کو ہدایت طریق اسلام کی کی یہی بزرگ تھے۔ ان کے وعظ کی تاثیر سے ہزاروں کفار داخل اسلام ہوئے۔ تمام عمر ان کی اسی کام میں گزری اور دین اسلام ان کے طفیل سے پنجاب میں شائع ہوا۔ وفات ان کی سال چار سو و تالیس میں وقوع میں آئی اور متاب ۳۳۱ کا سال وفات ہے اور مزار شہر لاہور کے جنوب کی طرف ہے۔

لے تحفۃ الاصلین، شیخ احمد زبجانی سے منسوب ہے۔ کنیا لال نے اسے ۴۲۵ھ کی تصنیف بتایا ہے کہ

اس میں لاہور کے علماء و فضلاء کے حالات ہیں (تاریخ لاہور ص ۱) لیکن خودی آٹھویں صدی ہجری کے اہل ان کے حالات کے سلسلہ میں تحفۃ الاصلین کے حوالے دیے ہیں بعض غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیاء میں جا بجا اس کے حوالے دیے ہیں مثلاً سید عزیز الدین کی لاہوری ف ۱۷۴/۲۵۵ اور سید اسحاق گارونی لاہوری ف ۱۷۴/۲۵۵ میں سے ثابت ہوتا ہے کہ تحفۃ الاصلین آٹھویں صدی ہجری کے بعد کی تصنیف ہے (تفصیل کے لیے

ملاحظہ ہو مرقاۃ مبدی، تحفۃ الاصلین کا سال تصنیف معارف عظم گڑھ نومبر ۱۹۶۷ء)

سلسلہ شیخ اسماعیل محدث کا یہ سال وفات ہل نظر ہے۔ غوثی نے جس شیخ اسماعیل محدث لاہوری (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۳۰۔ شیخ ایاز لاہوری قدس سرہ

یہ شخص شاہ محمود غزنوی کا غلام و محبوب تھا۔ حق جل شانہ نے اس کو دولت ظاہری و باطنی

(بقیہ حاشیہ) کا ذکر کیا ہے۔ بالکل یہی شیخ محدث مراد ہیں۔ جن کا سال وفات غوثی نے ۹۰۰ھ لکھا ہے بلکہ غلط ہے۔ آپ ارباب حدیث کی بڑی مندوبینہ والوں میں سے ہیں۔ فقرہ اور سنت کی کتابیں ایران میں شیخ الاسلام مولانا سیف الدین احمد شہید ہروی اور حضرت امیر سید جمال الدین عطار اللہ محدث کی خدمت میں تصنیف اور مطالعہ فرمائی تھیں۔ نقشبندیہ سلسلہ میں ارادت رکھتے تھے۔ امیر عبداللہ ہروی جو میر قبطی کر کے مشہور ہیں شیخ جلال واعظ ہروی بخاری کے مرید تھے۔ امیر عبداللہ کی ملازمت میں آپ مریدانہ سلوک سے پیش آتے تھے۔ ہجری سز نو سواتی میں فرمان طلب قبول فرما کر لاہور میں خواب گاہ اختیار کی۔ (اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ۶۹۸)

مفتی صاحب نے جن اسمعیل محدث فقہ حکے حالات خزینۃ الاصفیاء اور صلیۃ الاولیاء میں لکھے ہیں ان کا ذکر معاصر کتب میں نہیں ملتا اور بعد کے معتبر تذکروں لغات الانس اور اخبار الانبیاء بھی ان کے ذکر سے خالی ہیں مفتی صاحب کی محکمہ کتاب تحفۃ الاولیاء ایک وضعی تذکرہ ہے۔ جس کا وجود اس وقت نہیں ہے ورنہ اس کی حیثیت کے بارے میں مزید بحث کی جاتی۔ صاحب نزہۃ الخواطر جن کا پنجاب کے سلسلہ میں سب سے بڑا ماخذ خزینۃ الاصفیاء ہے اور انہوں نے عموماً خزینۃ الاصفیاء کی روایات بغیر کسی تحقیق کے شامل کتب بھی کر لی ہیں۔ ترجمہ الخواطر کی پہلی جلد میں کسی اسمعیل لاہوری فقہ کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ غوثی کے حوالے سے جو متعجلہ جلد ۳ میں اسمعیل نقشبندی لاہوری فقہ کا ذکر موجود ہے، مگر اکثر متاخرین نے مفتی صاحب کی تعلیم کی ہے۔

سید اشرفی فرید آبادی نے شیخ اسمعیل الاشاشی جن کا ذکر حضرت علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب (۱۲) میں اپنے معاصرین غزنی کے سلسلہ میں کیا ہے۔ انہیں شیخ اسمعیل محدث لاہوری قیاس کر لیا ہے جو درست نہیں۔ ان کا لاہور کے کبریا قوم کا تعلق ثابت نہیں ہے (ماثر لاہور جزو دوم ص ۱۸) بحث کا حاصل یہ ہے کہ شیخ اسمعیل محدث لاہوری کا صحیح سال وفات ۹۰۰ھ کے ذکر ۶۴۸ھ

لے محمود دایا ز کے جن مشوقانہ تعلقات کا ذکر ادبیات میں ملتا ہے۔ دو یقیناً مبالغہ آمیزی سے خالی نہیں ہیں۔ سلطان محمود حبیب جابر اور مدبر مجلا اپنے غلام کو کماں اتنی دھیل دے سکتا تھا۔ نیز محمود دایا ز کے یہ قصے بطور قیام کے بعد فارسی ادبیات میں شہرت پاتے ہیں (محمود شیرانی : مقالات جلد پنجم ۹۱، ص ۴۵)

عطا کی تھی۔ سلطان محمود کے مرنے کے بعد جب مسعود تخت نشین ہوا تو اس کے وقت میں اس کا بیٹا
 مجدود جو نوجوان لڑکا تھا۔ پنجاب کا صوبہ دستار پایا۔ اس کا اتالیق ایاز مقرر ہو کر ہمراہ آیا جب
 مسعود مر گیا اور اس کا بیٹا مجدود تخت نشین ہوا تو مجدود نے اس کے برخلاف باغی ہو کر اپنی سلطنت
 علیحدہ ہندوستان میں قائم کی۔ اس واسطے مجدود فوج لے کر اس پر چڑھ آیا۔ جب لاہور کا محاصرہ ہوا
 تو بروز عید ناگاہ مجدود بگڑ مغاجات مگر گیا اور مجدود نے اپنا تسلط پنجاب میں کر لیا۔ ایاز اس کے
 اتالیق کو ہر چند مجدود نے چاہا کہ غزنوی کو اس کو ہمراہ لے جائے، مگر اس نے منظور نہ کیا اور تارک الدنیا
 ہو کر محبتِ فقر اختیار کی اور بزرگان لاہور سے فیضِ کامل حاصل کیا اور بے انتہا دولت جو اس کے
 پاس تھی۔ براہِ خدا فقر اور غربت کو دے دی یہ بزرگ بانی لاہور کا بھی شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب لاہور
 پر سلطان محمود غزنوی نے یورش کی اور راجہ انگپال راجہ جے پال کا بیٹا مقدور سے مقابلے کے
 بعد ہند کو بھاگ گیا تو محمود کی فوج نے اس شہر کو لوٹ لیا اور رعایا جس قدر تھے سب کے سب
 لاہور سے نکل گئے۔ شہر میں کوئی متغص باقی نہ رہا۔ اس وقت ایاز نے سلطان سے اجازت لے کر
 اس شہر کو پھر آباد کیا اور رعایا کو دور دور سے طلب کر کے اس میں قیام پذیر کیا۔ آخر نہ چار سو پچاس
 ہجری میں وفات پائی اور شہر لاہور کے اندر دفن ہوا۔

لے سلطان محمود کی ولادت (۴۲۱ھ/۱۰۳۰ھ) کے بعد اس کا فرزند جلال الدولہ محمد تخت نشین ہوا تھا جسے شکست دیکر مسعود غزنوی پھینچا

۵۷۷ھ/۱۰۳۶ء میں ایاز مجدود کے ہمراہ لاہور آیا۔ مجدود ۵۴۳ھ/۱۰۵۲ء تک لاہور میں رہا۔

۵۷۷ھ واقعہ ۱۰ ذی الحجہ ۴۲۳ھ، ۱۷ جولائی ۱۰۵۲ء کا ہے۔

۵۷۷ھ ایاز کے بانی لاہور ہونے کی روایت متاخرین کے قیاس کا نتیجہ ہے۔ کنگھم اور ڈپٹی محمد لطیف وغیرہ نے اس قسم کی
 عام قیاس آرائی سے کام لیا ہے۔ محمد لطیف نے اُس دور کی تعمیر کا ایک قطعہ بھی نقل کیا ہے جس سے ۳۷۵ء بآد تہ ہے
 جو مصر کا غلط ہے۔ خود لطیف ہی محمود کے الحاق کے بعد لاہور کو دوبارہ محمود کے ہاتھوں آباد ہونے اور یہاں کی چٹائی
 ایاز کے سپرد کرنے کا ذکر (۵۷۵ھ) پر کر چکے ہیں۔

۵۷۷ھ فرشتہ نے مجدود کی وفات کے چند دن بعد ایاز کے انتقال کو جاننے کی اطلاع دی ہے۔ لیکن ابن اثیر نے لکھا ہے
 کہ ایاز ۵۴۹ھ/۱۰۵۷ء میں فوت ہوا۔ فرشتہ کے مقابلہ میں ابن اثیر کی روایت درست تسلیم کی گئی ہیں۔ اس لیے ہم

نزدیک ابن اثیر کا قول (۵۴۹ھ) معتبر ہے (امشی فرید آبادی : ماثر لاہور ۱/۵۶)

۱۳۱۔ شیخ علی محمد جلالی غزنوی بھڑی الخاطب و اما گنج بخش قدس سرہ

متقدمین اولیاء میں سے یہ حضرت امام طریقت رہبر حقیقت مطلع انوار عرفانی واقف باہر عرفانی عالم علوم ظاہر و باطن فاضل اجل مرشد اکمل عابد و زاہد متقی منظر خوارق و کرامت صاحب ولایت مشہور ہیں حضرت حسنی سید تھے۔ ان کا شجرہ اس طرح پر کتا بول میں مذکور ہے کہ حضرت مخدوم علی گنج بخش بھڑی بن سید عثمان بن سید علی بن عبدالرحمان بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید شہید بن حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ۔ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی جنیدی سے حضرت کی بیعت تھی اور ان کی سجدت شیخ حصری اور ان کی سجدت شیخ ابوبکر شبلی کے رحمۃ اللہ علیہم۔ پیر روشن ضمیر نے بعد تکمیل ہند کے لوگوں کی ہدایت کے لیے ان کو رخصت کیا۔ انہوں نے لاہور میں اکبر ہنگامہ فضیلت و مشینت گرم کیا۔ دن کو طالب علموں کی تدریس اور رات کو طالبانِ حق کی تلقین ہوتی۔ ہزاروں جاہل ان کے ذریعہ سے عالم، ہزاروں کافر مسلمان، ہزاروں گمراہ رو بہ راہ، ہزاروں دیوانے صاحبِ عقل و ہوش ہزاروں ناقص کامل و ہزاروں فاسق نیکو کار ہوئے۔ تمام زمانے ان کی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا۔ اس وقت لاہور مرجع علماء و فضلاء تھا۔ دور دور سے شیخ حضرت کی خدمت میں آکر مبرہ یا ب ہوئے حضرت نے اپنے رہنے کا مکان اور مسجد خود تعمیر کی جواب تک موجود ہے۔ محراب اس وقت اس مسجد کا اور ماسجد کی نسبت سے کچھ ٹیڑھا با طرف جنوب رہ گیا تھا۔ علماء نے اس بات کا اعتراض کیا حضرت خاموش

لے ہماری معلومات کی حد تک مفتی صاحب سے پہلے مولوی محمد صالح کہنا ہی نے سلسلہ الاولیاء ۱۲۶۶ء میں سبوال غنیہ محمدی آپ کا شجرہ نسب نقل کیا ہے (سلسلہ الاولیاء قلمی)

لے لقب گنج بخش بہت بعد میں معروف ہوا ہے۔ ہمارے علم میں اس وقت تک قدیم ترین مصنف جس نے سب سے پہلے گنج بخش لکھا ہے۔ وہ محمد قاسم عبرت لاہوری مصنف عبرت نامہ (سال ۱۱۳۵ھ) ہے (عبرت نامہ قلمی ذخیرۂ اذیم لے بقول نامی مرحوم مفتی غلام سرور نے نید کے ساتھ جملہ شہید لکھا ہے وہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جو زید شہید مشہور ہیں وہ

امام زین العابدین بن امام حسین بن علیؑ کے فرزند تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بزرگان لاہور ص ۱۸۴)

لے مسجد کو کشادہ کرنے کے لیے اسے شہید کر کے نئی مسجد بنائی گئی ہے اور اس قدیم محراب کا نشان اب پتھر کے ذریعہ ظاہر رکھا گیا۔ اب ٹکڑا اذات اس مسجد کو فرید و وسعت دینے والا ہے۔

رہے۔ جب مسجد تیار ہو چکی تو حضرت نے کل علماء کو بلا کر دعوت کی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی۔ بعد نماز سب کو روبرو قبلہ کھڑا کیا اور کہا کہ دیکھو قبلہ کس طرف ہے فوراً جگم جگم خلاق اکبر پر پے اٹھ گئے اور کعبہ سامنے سے نمودار ہوا اور سب نے بچشم ظاہر دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے نادم ہوئے۔ تمام عمر حضرت لاہور میں رہے۔ آخر سال چار سو پینسٹھ^{۴۶۵ھ} میں فوت ہو کر اپنے تعمیر کردہ خانقاہ کے صحن میں مدفون ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد بھی اولیائے کرام فیض وافر ان کی خاک پاک سے حاصل کرتے رہے ہیں چنانچہ خواجہ معین الدین حسن سجودی چشتی اجمیری نے بھی یہاں چلہ پاؤں کی طرف کیا اور سردار سی حال کی شاہنشاہ ہند خطاب پایا۔ خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی نے ذوق و شوق کا مذاق بھی اسی دیوار سے پایا۔ علیٰ ہذا القیاس تمام بزرگان اقلیم ہند جس قدر ہوئے ہیں سب نے اس کی آستانہ بوسی کی ہے حضرت شاہزادہ داراشکوہ فرماتے ہیں کہ چالیس جمعات جو کوئی پیہم ان کے مزار پر جلتے۔ خدائے جلالتے سو پائے۔ اب بھی ہر ایک جمعات کو مقتدان شہر لاہور و شہر امرتسر جمع ہو کر حضرت کے مزار پر تمام رات بیدار رہتے ہیں۔ شام سے صبح تک درود شریف و نعت شریف کا ذکر ہوتا ہے۔ پھر دن کو ہر ایک جمعہ کے روز میلاد ہوتا ہے۔ عام و خاص حضرت کے سلام سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ غرض کہ حضرت کی ولایت کا بازار باوجود یکہ آنحضرت^{۸۶۶ھ} سو سائیس برس ان کی وفات کو گزرے ہیں آج تک گرم ہے، بلکہ روز افزوں ہے شک انت ادلیاء اللہ لا یموتون (تحقیق اولیائے اللہ کہیں نہیں مرتے ہیں ۱۲) حضرت کے مرقہ مقدس پر پہلے گنبد نہ تھا۔ بارہ برس گزرے ہیں کہ حاجی نور محمد سادھو نے تعمیر کیا اور پھر مرتت سفیدی وغیرہ کی میاں محمد جان رئیس امرتسر نے کرائی۔ خداداد نول کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

قطعات تاریخ فارسی

عل غزنوی آن شاہ ہجویر	سراپا نور روشن ماہ ہجویر
چو درزید آخند از دنیای فانی	مکان اندر مکان لامکانے
عیان تاریخ او چوں ماہ گفتم	علی ہجویری عالی جاہ گفتم ^{۴۶۵ھ}
چو بود او سرور و سرخیل ابرار	برآمد سال ترحیلش از سرور ^{۴۶۵ھ}
چو جسمت از حسد و تاریخ سالش	عیان شد کاشفت دین ارتحالش ^{۴۶۵ھ}

۱۰ سال وفات میں اختلاف ہے۔ آقائی عبدالحی حبیبی نے کشف المحجوب کے اندرون (باقی صفحہ آئندہ)

بقیہ حاشیہ مطہ، شواہد کی بنا پر اس کا زمانہ تصنیف ۴۰۰ھ ہجری ثابت کیا ہے۔ گویا ان سنین تک آپ بقید حیات تھے۔

۲۔ داراشکوہ :

۳۔ تقسیم ہند ۱۹۴۷ء کے بعد لاکھ اور اطراف و اکناف پاکستان نیز افغانستان کے معتقدین کی حاضری ہوتی ہے اور دیگر ممالک کے زائرین بھی حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

۴۔ اب تقریباً سو اسی سال ہو چکے ہیں۔

۵۔ حضرت علی ہجویریؒ کے بارے میں جدید تحقیق کے بعض نتائج یہ ہیں۔

۱۔ آپ کا سال ولادت غیر متعین طور پر ۴۰۰ھ ہے (محمد موسیٰ حکیم امرتسری: مقدمہ کشف المحجوب ۱۰-۱۱)

۲۔ آپ کا سال وفات ۴۶۵ھ غلط ہے بلکہ کشف المحجوب کے اندرون شواہد آپ کے ۴۰۰ھ تک بقید

حیات ہونے کا ثبوت مہیا کرتے ہیں (عبدالحی حبیبی)

۳۔ فائدہ الفوائد میں مذکور آپ کے برادر طریقت شیخ حسین زنجانی، معروف شیخ حسین زنجانی فتنہ ہجری

(دھون چاہ میراں) سے مختلف شخصیت ہیں۔

۴۔ کشف الاسرار آپ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ محض منسوب اور وضعی کتاب ہے (محمد موسیٰ حکیم امرتسری)

مقدمہ کشف المحجوب (۲۲-۵۲)

ملاحظہ ہو :

۱۔ عطار فرید الدین : تذکرۃ الاولیاء طہران ۲، امیر حسن سجوی : فائدہ الفوائد ۵۷، ۶۰

۲۔ علی محمد جانمذکر : درر نظامی ۴، محمد یعقوب بن عثمان غزنوی خواجہ : رسالہ ابدالیہ خطی نسخہ برٹش میوزیم

۵۔ جامی : نغبات الانس ۲۱، ۲۹ ۶۔ احمد زنجانی : تحفۃ الواعیلین غیر موجود

۷۔ ابوالفضل : آئین اکبری ۳/۳۷ ۸۔ عبد الصمد : اخبار الاصفیاء اسلامیہ کالج پشاور

۹۔ لعل بیگ بخش : ثمرات القدس خطی مملوکہ مولانا نصرت نوشا ہی شرق پور پاکستان

۱۰۔ غوثی مندوی : اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ۲ (۱۱) داراشکوہ : سفینۃ الاولیاء کھنؤ ۱۹۵۵

۱۱۔ زوکوفسکی : مقدمہ تصحیح کشف المحجوب ماسکو، طبع ثانی طہران

۱۲۔ عبدالحی حبیبی : تائید وفات داتا گنج بخش علی ہجویریؒ مغربی مقالہ مشمولہ آئینٹیل کالج میگزین فروری ۱۹۶۰ء (باقی صفحہ آئندہ)

۱۳۲۔ سید احمد المشہور بسنجی سرور سلطان قدس سرہ

قدائے مشائخ و کبرئے اولیائے خطہ ملتان سے ہیں۔ شجرہ آبائی ان کا بقل صاحب تشریف انشرفاً اس طرح پر خباب علی المرتضیٰ تک پہنچتا ہے کہ سید احمد بن سید زین العابدین بن سید عمر بن سید عبداللطیف بن سید بہاء الدین بن سید غیاث الدین بن سید بہاء الدین بن سید صلاح الدین بن سید زین العابدین بن سید عیسیٰ بن سید صالح بن سید عبدالغنی بن سید جلیل بن سید خیر الدین بن سید ضیاء الدین بن سید داؤد بن سید عبد الجلیل رومی بن سید اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان کے باپ زین العابدین عرب سے بسبب کسی تفرقہ کے ہند میں آئے اور بمقام کمرسی کوٹ علاقہ ملتان مقیم ہوئے۔ چونکہ مرد عابد و زاہد و شب بیدار نیک رو نیک خو تھے۔ اس گاؤں کے مقدم مسیٰ پیرانے اپنی لڑکی بی بی عائشہ ان کے نکاح میں دے دی۔ اس کے بطن سے حضرت سید احمد ولی مادر زاد پیدا ہوئے۔ جب بڑے ہوئے اور باپ مر گیا تو ان کی بزرگی کا شہرہ جہاں میں ہوا اور لوگ جوق جوق قدم بوس ہونے لگے تو بردار ان خالہ زاد کو جن کے ساتھ یہ نصف گاؤں کے مالک تھے۔ حسد ہوا اور طرح طرح سے اذیت پہنچانے لگے اس واسطے حضرت نے وطن سے ہجرت کی اور بغداد میں جا کر حضرت غوث الاعظم و شیخ الشیوخ شہاب الدین مہرزی و شیخ مودود چشتی کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض باطنی پایا اور کامل ہو کر واپس ہند کو آئے۔ پنجاب میں پہنچ کر چندے بمقام دھونکل سکونت کی پھر کمرسی کوٹ میں آئے۔ صوبہ ملتان نے اپنی لڑکی ان کے نکاح میں دی۔ اس سے ایک بیٹا سراج الدین نامی پیدا ہوا۔ جب اس قدر عزت حضرت کی بظاہر باطن بڑھ گئی تو وہی حاسد اس ارادہ میں ہوئے کہ حضرت کو قتل کر دیں۔ یہ خبر حضرت کو پہنچ گئی تو بنظر رفع فساد آپ مع بھائی عبدالغنی و زوجہ سراج الدین اسپر خرو سال گاؤں سے پوشیدہ کل آئے اور زیر دمان کوہ جہاں اب موضع نگاہ آباد ہے اور روضہ بھی حضرت کا اسی مقام پر ہے۔ اگر عین ویرانے بے آب میں خمیہ برپا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قدم کی برکت سے وہاں رگیستان میں پانی کا چشمہ جاری کر دیا جو اب تک ہے۔

(بقیہ حاشیہ) (۱۴) محمد موسیٰ امرتسری حکیم: مقدمہ کشف المحجوب ترجمہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری لاہور ۱۳۹۳ھ

پچھے ان کے جب حاسد مہائیوں نے خبر پائی کہ وہ چلے گئے تو مجمع کثیر کے ان کے پیچھے سو رہے اور اس مقام پر اگر حضرت کو مع لواحقین شہید کر دیا یہ واقعہ سنہ پانسو ستتر ہجری میں واقع ہوا۔
قطع تاریخ

سید و سرور و سخی احمد بود در ملک سروری والی
رفت چوں از جہاں بنگلہ بریں شد زمین از وجود او خالی
سال تاریخ وصل آں سرور گفت سرور کہ سرور عالی

۱۳۳۔ سید حسین زنجانی لاہوری قدس سرہ

قدیمی بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب ہدایت و ارشاد و زہد و تقویٰ و شرافت و نجابت و سیادت تھے۔ شجرہ ان کا حضرت جنید بغدادی کے ساتھ ملتا ہے۔ سید یعقوب زنجانی کے ساتھ یہ لاہور میں آئے اور ہنگامہ شیخت گرم کیا۔ تمام عمر ہدایت خلق میں گزارائی۔ آخر سال چھ سو ہجری میں وفات کی۔
۱۔ شیخ حسین زنجانی لاہوری کے حالات کے سلسلہ میں مفتی صاحب خاصے الجھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ خزینۃ الاسفیا، (۲/۲۳۲) میں جو ائمہ فائدہ القواد لکھتے ہیں کہ شیخ حسین زنجانی حضرت داماد گنج بخش لاہوری کے پیر بھائی تھے۔ جب ان کے مرشد نے انہیں لاہور جانے کا حکم دیا تو آپ نے کہا۔ ماں تو میرے برادر طریقت حسین زنجانی موجود ہیں میری کیا ضرورت ہے۔ مرشد نے مکر یہی حکم فرمایا۔ جب آپ لاہور پہنچے تو شیخ حسین زنجانی کا جنازہ جاتے دیکھا تو مرشد کی نظر سا کاظم ہوا۔ حضرت علی ہجویری کا سال وفات باختلاف روایت بعد ۸۰۰ھ ہے گویا اس مندرجہ روایت کے مطابق شیخ حسین زنجانی کا انتقال ۸۰۰ھ سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ اب مفتی صاحب خود ہی خزینۃ الاسفیا، (۲/۲۵۰) اور صدیقیۃ الاولیاء میں شیخ حسین زنجانی کا سال وفات بغیر کسی حوالہ کے ۷۰۰ھ لکھ دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ زیر بحث شخصیت فائدہ القواد میں مذکور شیخ حسین زنجانی سے مختلف ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ جب قریباً ۵۰۰ھ (تاریخ السلف، ۹۷) میں لاہور تشریف لائے تو شیخ حسین زنجانی سے ملاقات و صحبت رہی (ابوالفضل: آئین اکبری ۳/۲۷۰، جمالی، سیر العارفین، خونی، گلزار ابرار ۲۵، ۲۶، محمد صالح کنبو، عمل صالح ۵۰/۱، دارالشکوہ، سفینۃ الاولیاء ۱۲) (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۲۲۔ سید احمد توختہ ترمذی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اقل شہر ترمذ کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے باشارہ غیبی ہندوستان کو روانہ ہوئے جب شہر کچھ مقرران میں پہنچے۔ بی بی حاج و تاج دولہائیں اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک لڑکی بی بی حاج کا نکاح شاہزادہ بہاؤ الدین بن سلطان قطب الدین قریشی ہیکاری کے ساتھ کیا۔ وہاں سے لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اور بی بی تاج کا نکاح شاہ زید اپنے برادر زادے کے ساتھ کیا اور چار لڑکیاں باقی ماندہ بی بی محو بی بی نور بی بی گوہر بی بی شہبازہ جو نہایت عابدہ و زاہدہ و رابعہ عصر تھیں ناکتہ اذیت ہو گئیں۔ یہ بزرگ سید حسینی تھے۔ شجرہ ان کا اس طرح درج کتب ہے کہ سید احمد بن سید علی بن حسین ثانی بن سید حسین محمد منی بن سید شاہ ناصر بن سید موسیٰ بن سید علی بن امام علی اصغر (بقیہ حاشیہ علی) ۵۷۷ھ میں شیخ حسین زنجانی کے نواسے خضر خاں کا ذکر وقائع سیالکوٹ ۱۰۷۱ھ مؤلف محمد نعیم

(۵۷۷ھ) میں اس طرح آیا ہے۔۔۔۔۔ سید علی الحق بن سید حسن کی برادر جدی سید خضر خاں کہ در مقرران عالی شان و امیران کبند مکان فیروز شاہی بود نواسہ سید حسین برادر سلطان المشائخ والاویا رسید السادات سید یعقوب صدر شاہ زنجانی کہ مرقد مقدس ایشان در لاہور گذر سبھا زیارت گاہ خاص و عام است در قصبہ رودل کہ جد بزرگوار آن سید از کد مغفلہ آمدہ بکرام و احترام تمام در دارالملک دہلی رسیدہ بود (ص ۵۷۷)

اس اقتباس سے مرعہ ہوتا ہے کہ ۵۷۷ھ میں شیخ حسین زنجانی کے نواسے بقید حیات تھے۔ اس لیے شیخ حسین زنجانی کا مذکورہ سال وفات ۶۰۰ھ قرین صحت ہے۔

۱۔ توختہ کی وجہ تسمیہ پر فرج بخش فرحت نے یہ بتائی ہے کہ ایک مرتبان کے شیخ نے انہیں ملمب کیا جب آپ گئے تو کمرے کا دروازہ بند پایا اور کمرے سے باہر ہی کھڑے ہو گئے کہ مبادا شیخ یا فرمائیں اور میں نہ ہوا تو۔۔۔۔۔؟ آپ صبح تک حکم کے منتظر رہے جب صبح شیخ نے دروازہ کھولا تو آپ کو دروازے پر کھڑا ہوا پایا فرمایا سید احمد توختہ! اس وقت سے توختہ آپ کے نام کا جزو بن گیا جو ترکی زبان کا لفظ ہے اور جس کے معنی ہیں۔ الیتادہ دکھڑا (نامی تاریخ جلید ۱۲۶-۱۲۷ بحوالہ اذکار قلندری)

۲۔ ان سار عارفان کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو نامی و سلاوی بیباک دین ان کی نسبت خاصی غلط بیانی کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب ہذا تحت بی بیباک دین۔ (باقی بر صفر آئندہ)

بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شرافت و ولایت و کرامت ان کی موروثی تھی۔ اور قوتل خاندان جنیدیہ سے تھا۔ وفات حضرت کی سنہ ۹۲ھ سودو بھری میں ہوئی اور مرشد پنجاب مادہ تاریخ ہے اور مرزا گوہر بار اندرون شہر لاہور محلہ چیل بی بیان طویلہ حضرت غلام محی الدین کے زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۳۵۔ سید یعقوب المخاطب صد دیوان زنجانی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی و مجمع شرافت و نجابت تھے۔ زنجان سے بارادہ سیر لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ ہزاروں آدمی طالبان ان کی بیعت میں آکر منازل قرب تک پہنچے۔ ان کے باپ کا نام حمید علی مونسو بھی حسینی زنجانی تھا اور انہیں کے ہاتھ پر ان کی بیعت ہوئی۔ ان کا قوتل سلسلہ شہلوئی کے ساتھ تھا دمسسی طفیل صوبہ لاہور جو مہرلم شاہ غزنوی کی طرف سے لاہور کا حاکم تھا۔ ان کا مرید تھا۔ اس سبب سے قبول عظیم ان کو حاصل ہوا۔ دولت ظاہری و باطنی کے خزانے بھر گئے اور لنگہ عام جاری ہوا۔ تمام پنجاب میں حضرت کی مشیت کا آوازہ تھا۔ دور دور سے لوگ حصول ارادت و قوتل کے لیے خدمت میں حاضر ہوتے تھے انہیں ایام میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سجوتی حضرت علی مخدوم گنج بخش جوہری کے روضہ مقدس

دابقہ حاشیہ یہاں سید حسین مدنی کی بہائے حسن ثانی ہونا چاہیے (تاریخ جلید ۱۲)

سے ناصر الدین کے بعد و نام مفتی صاحب چھوڑ گئے ہیں یعنی سید معین بن سید حسن (ایضاً ۱۲۷)

لے ملاحظہ ہو،

(۱) فرخ بخش پیر، اذکار قلندسی مرتب نامی لاہور (۲) نامی : تاریخ جلید ۱۲۷-۱۳۵

(۳) ایضاً : بی بیان پاکداسن لاہور (۴) ایضاً : بزرگان لاہور ۱۹۳-۱۹۷

۱۵ مہرلم شاہ کا عہد ۵۱۲-۵۵۲ھ/۱۱۵۷ء تھا اور اس کے ساتھ ہی خواجہ معین الدین امیری (درواہ لاہور مدعو ۵۸۸) کے شیخ یعقوب زنجانی کے مہمان ہونے کا ذکر اور پھر شیخ یعقوب کا سال وفات ۶۰۴ھ لکھا۔ خاصاً متناظر نظر آتا ہے اس لیے شیخ یعقوب زنجانی کے دروہ لاہور کی روایت بعد طفیل نائب مہرلم شاہ مشکوک ہے۔
تھے موجودہ تحقیق سجوتی (س-ج-ز-ی) ہے۔

پر چڑھنے کے لیے اجمیر سے لاہور آئے تو انہیں کے اقل و آخر پتہ سے چند روز مہمان ہوئے۔ وفات حضرت کی سولہویں ماہ حبیب السنہ چھ سو چار ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار لاہور شہر میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

۱۳۶۔ سید شیخ عزیز الدین مکی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ سادات عظام و مشائخ کرام و علمائے صاحب شریعت و طریقت سے تھے۔ چل ان کا بغداد سے تھا۔ پہلے یہ بغداد سے مکہ شریعت کو گئے اور بارہ سال بیت اللہ میں عبادت حق گزارے اور شیخ کی مشہور ہوئے۔ پھر بایمانے باطنی ہندوستان کو رخ کیا اور سال پانچ سو چوہتر ہجری میں جس سال سلطان شہاب الدین غوری محاصرہ لاہور کا کیے ہوئے تھا۔ لاہور میں داخل ہوئے۔ خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی اس وقت شہر کے اندر محصور تھا۔ جب محاصرہ سے تنگ آیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا چاہی۔ حضرت نے بعد مراقبہ و مکاشفہ فرمایا کہ خداوند حقیقی کی جانب سے چھ برس تجھ کو اور امان ہے۔ بعد چھ برس کے خدا کو منظور ہے کہ اس ملک میں غوریوں کا تسلط ہو جائے۔ پس اس سال میں شہاب الدین لاہور کے فتح کیے بغیر غزنین کو چلا گیا اور چھ برس کے بعد پھر آیا اور لاہور پر قابض ہوا۔ باقی ماندہ سلطنت غزنوی بادشاہوں کی نیست و نابود ہو گئی۔ وفات حضرت کی سال چھ سو بارہ واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ہے

۱۳۷۔ سید مصطفیٰ لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ آج تک مرجع خاص و عام ہیں حضرت کی بزرگی کا حال زبان زد خد و کلاں ہے۔ ان کے باپ سید جمال الدین خوارزم کی ولایت کے رہنے والے تھے جب خوارزم کی ولایت نہ چلی گئی خاں کا دخل ہوا اور شاہان خوارزم کی سلطنت جڑ سے اکھڑ گئی اور وہ ملک ویران و برباد ہو گیا تو انہوں نے ہندوستان کا راستہ لیا اور لاہور میں آکر سکونت اختیار کی۔ چوں کہ مرد عابد و زاہد و دل ستمے۔ ہزاروں لوگ ان کے معتقد ہو گئے۔ سید مصطفیٰ بھی اس وقت ہمارے تھے۔ انہوں نے بھی باپ سے تکمیل پائی اور مقتدائے زمانہ ہو گئے۔ باپ کے مرتجع

۱۔ ملاحظہ ہو: (۱) اعلیٰ بک علی، خرات القدس قلبی مسکوکہ مولانا نصرت نوشاہی شری قند

(۲) محمد مقیم، وقائع سیالکوٹ ۱۰۷۱ھ مرتبہ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لاہور ۱۹۷۲ء

بعد یہ جانشین ہوئے۔ چوں کہ شیریں زبان اور خوش خلق نہایت تھے۔ سید مٹھ مشہور ہو گئے کہ مٹھا شیریں کو کہتے ہیں۔ ان کا شجر و نسب باقوال صحیح دریافت ہوا کہ سید مٹھ بن سید جمال الدین بن سید محمد بن سید کریم الدین بن سید نور الدین بن سید آدم بن سید علی جعفر بن سید محمد بن سید یوسف بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ اشقری بن جعفر بن سید محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ وفات ان کی سال چھ سو اکتھ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔

۱۳۸۔ مویہ الدین بلبل شاہ کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگوں سے بزرگ صاحب کمال اہل حال و قال تھے۔ صاحب تواریخ اعظمی لکھتا ہے کہ نام اصلی ان کا شرف الدین تھا۔ انہوں نے شہر سری نگر کشمیر میں اگر دین اسلام کو رواج دیا اور اسی کی توجہ سے راجہ زرنجن دیو والی کشمیر مسلمان ہوا اور تمام اہل کار اس کے داخل اسلام ہوئے۔ یہ قصہ اس طرح پر تواریخ اعظمی میں لکھا ہے کہ راجہ زرنجن دیو کو اپنے وقت میں خیال ایسا بات کا دامن گیر ہوا کہ بعد تحقیقات کامل جو دین حق ہو۔ اس کو قبول کرے۔ اس ارادہ پر اس نے ہر ایک دین کے علماء و فضلا کشمیر میں طلب کیے اور ان کی آپس میں بحث کرائی، مگر سبب اس کے کہ ہر ایک صاحب ہمت اپنے دین کو اچھا کہتا اور وجوہات بیان کرتا تھا۔ تسلی کامل راجہ کی نہ ہوتی۔ آخر ایک روز یہ بات دل میں قائم کی کہ کل علی الصباح جس دین کا آدمی پہلے سب سے میرے روبرو آئے گا۔ اس کا دین اختیار کروں گا۔ چنانچہ رات کو اسی فکر میں سو رہا۔ جب صبح ہوئی تو اپنے محل پر چڑھا اور باہر کی طرف نظر کی۔ اس وقت حضرت شیخ مویہ الدین بلبل شاہ ڈال کے کنارے نماز پڑھ رہے تھے۔ چونکہ پہلے اس سے اس کی رغبت دین اسلام کی طرف تھی۔ بہت خوش ہوا اور اسی وقت حضرت کو روبرو بلا کر

لے زرنجن کا مسجد اور پورا نام ماہجن بن ماہجن ڈنگوس گرب تھا جو ۱۲۹۰ سے ۱۳۲۰ م تک لڑائے کا حکمران رہا پھر ۱۳۲۰-۱۳۲۳ء کشمیر پر حکمرانی کی۔ ۱۳۲۰ء میں وہ کشمیر کے تخت پر بیٹھا اور تمام شورشوں کو دبا کر ۱۳۲۰ء کے بعد حضرت شرف الدین معروف بہ بلبل شاہ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور صدر الدین نام رکھا گیا۔ اس کا سال لاہور میں مشرف باسلام ہوا (محب الحسن) کشمیر سلاطین کے عہد میں ۵۵-۵۶ء

مشرف باسلام ہوا۔ جب راجہ سلمان ہو گیا تو اکثر اس کے امراء بھی مسلمان ہو گئے اور نور اسلام کشمیر کی سرزمین پر روشن ہوا۔ راجہ نے ان کی خاطر کشمیر میں ایک مکان خالقہ تعمیر کیا۔ جس میں حضرت سکونت رکھتے تھے۔ ایک مسجد عالی شان حضرت نے خود تعمیر کی اور تمام عمر ہدایت و ارشاد طالبان حق میں مصروف رہے۔ آخر سال سات سو تائیس ہجری میں فوت ہوئے اور شہر کشمیر میں مدفون ہوئے۔ مکان مسکن مذکور ان کا اب تک ننگہ ببل شاہ مشہور ہے۔

۱۳۹۔ شیخ سید ابوالاسحاق گازر دینی المشہور میراں بادشاہ لاہوری قدس سرہ

لاہور کے قدیمی بزرگوں میں سے یہ بزرگ بڑے بزرگ مشہور ہیں۔ اصل ان کا شہر گازرون سے تھا اور شیخ ابدال الدین اصفہانی کے مرید تھے۔ وہاں سے بطریق سیرمند کو آئے اور لاہور میں سکونت اختیار کی۔ ہزاروں طالبان حق ان کے حلقہ ارادت میں آئے اور مدت العمر تکمیل و تربیت طالبان میں مصروف رہے۔ آخر سال سات سو چھیاسی ہجری میں فوت ہوئے۔ لاہور کے اندر مدفون ہوئے جب علم الدین حکیم المشہور نواب وزیر خاں نے جامع مسجد اس جگہ تعمیر کی تو ان کے مزار کو مسجد کے صحن کے اندر ایک تہ خانہ میں رکھا جواب تک زیارت گاہ خلق ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم ان کی تاریخ وفات ہے۔

سہ ریچن نے دریائے جہلم کے کنارے اپنے محل کے پاس ہی بابا ببل شاہؒ کے لیے ایک خانقاہ بنوائی اور اس پر کئی گاول وقف کئیے۔ جن کی آمدنی سے ملازمین کا خرچ چلتا تھا (ایضاً ۱۵۵)

۱۵۵ خانقاہ کے پاس ریچن نے ایک مسجد بھی تعمیر کی۔ جس میں وہ پانچ وقت نماز ادا کرتا تھا (ایضاً ۱۵۵)

۱۵۶ شاہ شرف الدین معروف بہ ببل شاہؒ، شاہ نعمت اللہ فارسی کے مرید تھے۔ جن کا تعلق سلسلہ سہروردیہ سے تھا اور آب سہروردیہ کے دور حکومت میں منگولوں کے حملے کے خوف سے کشمیر میں ایک ہزار پناہ گزینوں کے ساتھ ترکستان سے آئے تھے (ایضاً ۱۵۵) علوم و فنون کے عالم تھے (اعظمی ۱۵۶)

ملاحظہ ہو ۱

(۱) محمد اعظم ، تاریخ کشمیر اعظمی ، کشمیر ۱۳۵۵ھ ، ۳۱۵ ، ۳۱۶

(۲) عب الحسن ، کشمیر سلاطین کے عہد میں خرم علی حاد عباسی ، دار المصنفین اعظم گڑھ ، ۱۹۹۷ء ، ۱۵۵ ، ۱۵۶

(۳) جلالی ، نزہۃ الخواطر ۲/۶۹

۴۱۔ شیخ نور الدین ولی کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگوں میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی منظر تہنیکات صوری و معنوی زندگی طاق، ریاضت میں یگانہ آفاق، تیس برس کی عمر میں ان کو شوق حق دامن گیر ہوا تو بارہ سال تک بحالت تنہائی بے خور و خواب ویرانہ جنگل میں رہے۔ جب بھوک غالب ہوتی تو تھوڑی سی کامی کی پتی کھا لیتے۔ پھر بارہ سال تک روزمرہ کی خوراک آپ کی ایک کاسہ دودھ کا تھا۔ پھر وہ بھی ترک کر دیا اور اڑھائی برس تک غلہ جو تھوڑا سا جوش دے کہ اس کا پانی خوراک رکھا۔ غرض چھپیس سال تک حضرت نے روٹی نہ کھائی اور زہد و عبادت و ریاضت میں کامل ہوئے۔ پھر جب سید میر محمد بن سید علی ہمدانی کشمیر میں آئے تو ان کی خدمت میں جا کر بیعت کی اور صاحب طریقت ہوئے پھر جب میر محمد ہمدانی حج کو تشریف لے گئے تو شاہ نور الدین بندہ میر سید حسین سامانی و شیخ بہاؤ الدین و شیخ سلطان کپہلی و بابا حاجی ادہم کشمیری کے حاضر ہو کر کامل فائدہ حاصل کیا اور قطب الآفاق خطاب پایا اور صاحب تالیف و تالیف عظمیٰ لکھتا ہے کہ شاہ نور الدین مادر زاد ولی تھے۔ جب یہ اپنی ماں کے بطن میں تھے۔ رجال الغیب ان کی والدہ کے پاس آکر سلام کئے اور بی بی بل دوی جو ایک عورت عارفہ تھے۔

سے میر سید محمد بن امیر کبیر سید علی ہمدانی، سلطان سکندر کے زمانے میں کشمیر میں آئے اور کشمیر میں خانقاہ مدرسہ قائم کر کے تبلیغ و تدریس کا بہت کام کیا (اعظمی ۴۲-۴۳)

سے سید احمد سامانی بن کمال الدین بن محمود، میر سید محمد ہمدانی کے مریدین میں سے تھے۔ تنویر السراج شرح سراجی آپ کی تصانیف میں سے ہے۔ نمونہ مکمل مدفون ہیں (اعظمی ۴۴)

سے شیخ بہاؤ الدین کشمیری، کشمیر کے نامور مشائخ میں سے تھے۔ خواجہ محمد اعظم نے بابا نور الدین ولی اور ان کے روابط اور بادر طریقت ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ "از صحبت واطل حضرت بہاؤ الدین و شیخ المشائخ شیخ نور الدین ریشی از اقران ایشان۔۔۔ الخ (اعظمی ۵۵) مولانا عبدالحی نے شیخ بہاؤ الدین کو خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری لکھا ہے (نزہۃ الخواطر ۳/۱۸۸) جو درست نہیں ہے۔

سے بابا حاجی ادہم، بعض نے ادہی بھی لکھا ہے۔ آپ کا سلطان ابراہیم ادہم سے نسب تعلق تھا۔ اکابر وقت اور علوم ظاہر و باطن کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ شاہی قلعہ کشمیر سے باہر مدفون ہوئے (اعظمی ۵۵)

کشمیر میں تھی۔ اس نے بھی ان کی والدہ کے پاس آکر خبر دی کہ خداوند تعالیٰ عنقریب تیرے گھر ایک ایسا فرزند پیدا کرے گا جو قطبِ وقت ہوگا۔ ولادت حضرت کی سہ ماہی ستاون اور وفات سال آٹھ سو بیالیس میں واقع ہوئی اور روزہ منورہ ملک کشمیر میں زیارت گاہ خلقِ اللہ ہے اور ظناً ان کے بابا زین الدین و بام الدین و لطیف الدین و بابا نصیب الدین و بابا نصیر الدین و قیام الدین ان کے بعد صاحب ارشاد مرشد زمانہ ہوئے۔

قطعہ تاریخ

چونور الدین والی والی کشمیر زندگیاں گشت اندر پردہ مستور
نوشتم طرفہ سال ارتحالش ولی باصفا نور علی نور

۱۴۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ علمائے تبرہ دہلوی سے تھے۔ ان کے ذکرِ خیر سے کتابیں بھری ہوئی ہیں خداوند تعالیٰ
سے بابا زین الدین کشمیری کی اصل کشتور سے تھی۔ زیانگ نام تھا۔ بابا بام الدین کی خدمت میں رہے اور ملان
ہوئے پر زین الدین نام رکھا گیا۔ ۵۵۰ھ میں انتقال کیا (اعظمی ۶۴، نصیب کشمیری: تذکرہ نورنامہ سوم دوم قلمی،
۵۵۰ھ قبول اسلام سے پہلے پورہ سادی نام تھا طبقہ برہمن سے لسی تعلق تھا۔ آخر عمر میں تائب ہوئے کشمیر میں مدفون
ہیں (نورنامہ قلمی باب دوم، اعظمی ۶۴، ۶۵)۔

سے بابا لطیف کا قبول اسلام سے پہلے لدی رہنا نام تھا۔ کشمیر میں مدفون ہیں (نورنامہ باب ۱، اعظمی ۶۵)۔
۵۵۱ھ میں مفتی صاحب سے تلامذہ ہوا ہے۔ بابا نصیب الدین کشمیری ف ۱۰۴۰ھ مصنف نورنامہ، بابا نور الدین
ولی کشمیری ف ۸۴۲ھ سے بہت بعد کی شخصیت ہیں (ملاحظہ ہو کتاب ہذا کا چمن سلسلہ - سروردیہ)
۵۵۲ھ ان کا صحیح نام نصر الدین تھا۔ خرد سالی میں بابا نور الدین سے منسلک ہو گئے وفات کے بعد اپنے مرشد کے
بجوار میں دفن ہوئے (نورنامہ باب ۵، اعظمی ۶۵، ۶۶)۔

سے بابا قیام الدین نے بکرم مرشد پرگنہ دیوہ میں سکونت اختیار کی۔ ریاضت و تقویٰ میں زندگی بسر کر کے کشمیر میں
دفن ہوئے (اعظمی ۶۶)۔

نے ان کو علوم ظاہری و باطنی سے کامل مہر بخشا تھا۔ ان کو بخدمت جناب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اویسی نسبت تھی اور بیعت خدمت سید جمال الدین ابوحن موسیٰ پاک شہید گیلانی ملتانہ خلف الصدق قدوہ سادات کرام زبدہ مشائخ عظام جامع سیادات و نجابت شیخ سید حامد گیلانی تھے۔ ان کی وفات کے بعد مہر یہ شیخ عبدالوہاب خلیفہ شیخ علی متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیض پایا اور عرقہ تبرک حاصل کیا۔ شیخ عبدالحق کو ہر ایک علم میں کمال حاصل تھا۔ خصوصاً علم حدیث و تفسیر میں وہ کمال تھا کہ اپنے وقت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف میں سے شرح مشکوٰۃ عربی و فارسی کتاب صراط المستقیم و اخبار الاخیار و شرح فتوح الغیب و کتاب جذب القلوب

(بقیہ حاشیہ) (۱) نصیب الدین بابا : نوناہ (مفصل حالات بابا نور الدین ولی) قلمی ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم، کراچی میوزیم

(۷) محمد اعظم : تاریخ کشمیر اعظمی ۶۳-۶۶ (۳) عبدالحی : نزہۃ الخواطر ۳/۱۸۸

۱۔ شیخ عبدالوہاب متقیؒ پاک و ہند کے ان عظیم المثال علماء بر حدیث میں سے تھے جنہوں نے مکہ معظمہ کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر ساری علمی دنیا کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور اپنے علمی تبحر کا سکہ مجاز، یمن، مصر اور شام سے منوایا تھا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ۹۹۶ھ میں مجاز مقدس پہنچے اور ۹۹۹ھ تک وہیں قیام کیا اور قریباً سارا وقت شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں گزارا اور پاک و ہند کی کایا پلٹنے کے لیے اس مرد بزرگ نے شیخ محدث کو یہ کہتے ہوئے کہ وہلی واپس جانا چاہیے کیونکہ دہلی تہذیبی جدائی میں ناالا ہے۔ اس وقت طلبہ میں سے اٹھادیا ناگر روانہ ہو جائیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(عبدالحق شیخ : زاد المتقین قلمی، اخبار الاخیار، خلیق احمد نظامی : حیات شیخ عبدالحقؒ ص ۱۱۱)

۲۔ شیخ علی متقی بن حامد الدین بن عبدالملک بن قاضی خان قادری شاذلی مدنی چشتی ۸۵۵ھ میں بلن پور میں پیدا ہوئے اور پندرہ توڑے سال ۹۷۵ھ میں رحلت فرمائی۔ شیخ علی متقی کو تصنیف و تالیف سے عشق تھا۔ آخری عمر تک یہ کام جاری رہا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سوتائی ہے۔ زاد المتقین ورق ۸-۹، ملاحظہ ہو (زاد المتقین قلمی۔ اخبار الاخیار، ثمرات القدس، معارج الولايات

قلمی، مفتاح العارفین قلمی، محمد اقبال مبدوی، شیخ علی متقی، مقالہ مشمول رسالہ سرحد تاریخ ۱۹۷۷ء

۳۔ شیخ محدث دہلوی نے مشکوٰۃ شریف کی عربی و فارسی میں دو شرحیں لکھیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

الی دیارالمحبوب، محبوب و مقبول خاص و عام ہے۔ وفات ان کی سال ایک ہزار اکیسویں ہجری میں وقوع میں آئی اور مزار دہلی میں ہے۔

۱۔ البقیۃ حاشیہ مکملہ، عربی شرح لمعات التبیق فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ۲۴ رجب ۱۰۲۵ھ کو مکمل ہوئی اور جسے حافظ عبدالرحمان سلفی نے لاہور سے شائع کر دیا ہے اور فارسی شرح اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ ۱۰۱۹-۱۰۲۵ھ میں چھ سال کی محنت سے مکمل ہوئی۔ فنی نو کشور نے اپنے مطبع سے چار جلدوں میں شائع کیا تھا۔
(۲) مراد المستقیم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

۳۔ اخبار الاخیار، پاک و ہند کے علماء و مشائخ کا نہایت ہی مستند تذکرہ ہے۔ اس میں حضرت خواجہ شیخ سعید الدین چشتیؒ سے لے کر اپنے زمانہ کے معروف مشائخ کے حالات لکھے ہیں۔ ابتدائے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکر عقیدتاً کیا گیا ہے۔ ۹۹۹ھ میں مکمل ہوئی۔ تکملہ میں ۹۹۹ھ کے بعد کے حالات بھی ملتے ہیں۔ متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۴۔ فتوح الغیب، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی تصنیف ہے جس کی شرح حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے حکم سے ۱۰۲۳ھ میں مکمل کی۔ مفتاح خدوچ تاریخی نام ہے۔ لاہور ۱۲۸۳ھ اور لکھنؤ ۱۲۹۸ھ میں شائع ہو چکی ہے۔
۵۔ جذب القلوب الی دیارالمحبوب فارسی زبان میں مدنیہ منقذہ کی تاریخ لکھی ہے۔ اس کا آغاز مدینہ منورہ میں ۹۹۸ھ میں ہوا اور تکمیل دہلی میں ۱۰۰۱ھ میں ہوئی۔ متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۶۔ یہاں مفتی صاحب سے تسامح ہوا ہے۔ شیخ محدث کا انتقال ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو ہوا و ظیق احمد نظامی: حیات کشیخ عبدالحق (۱۵۰-۱۵۲)

۷۔ مزار مبارک دہلی میں عرض شمس کے کنارے ہے جسے نواب مہابت خاں نے شیخ محدث کی حین حیات بنوایا تھا (ایضاً ۵۱-۱۵۲)

لاحظہ ہو :

(۱) عبدالحق دہلوی، تالیف قلب الالیف بذكر فہرست التالیف، مجتہائی دہلی ۱۳۰۹ھ

(۲) ایضاً : زاد المتقین قلمی ملوکہ مولانا علی راہ اللہ حنیف مجوسیانی لاہور۔

(۳) ایضاً : اخبار الاخیار تکمید و متعدد مقامات میرٹھ ۱۲۷۸ھ

(۴) حروف : اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ص ۵۹ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۴۲۔ شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہ

یہ بزرگ اکابر علماء و اعظم فضلاء پنجاب سے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں فید الدہر و وحید العصر علم حدیث و تفسیر و فقہ میں طاق یگانہ آفاق و صاحب تصانیف اعلیٰ تھا چنانچہ حاشیہ تفسیر بیضاوی و کتاب مشہور و تفسیر و تکریم و حاشیہ عبد الغفور ان کی مشہور تصانیف میں سے ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی کا ترجمہ بھی فارسی میں اس نے حسب الایمانے حضرت شاہ بلاول لاہوری کے لکھا ہے۔ اس بزرگ کو شاہان چغتائی کے دربار میں بڑی توقیر حاصل تھی اور بادشاہ کی اجازت سے اس نے لاہور میں درس جاری کیا۔ اس کا لکھا ہوا فتوے کل علمائے ہند کو منظور ہوتا تھا۔ اس نے فیض باطنی بھی بہت سے مشائخ طریقت سے پایا اور شیخ احمد مجتہد الف ثانیؒ بھی اس کے حال پر بہت مہربان تھے اور انہوں نے بھی اس کو بجلاب آفتاب پنجاب مخاطب کیا تھا۔ وفات ان کی باقوال صحیح سال ایک ہزار اڑسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ) (۵۱) محمد صادق الکلمات الصادقین۔ قلمی ملوکہ پر و تفسیر قریشی احمد حسین گجرات۔

(۶) عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ ۳۱۴۔ نو لکھنؤ رائیٹنگ

(۷) محمد صالح کنبول لاہوری : عمل صالح جلد سوم ص ۲۴۴، ص ۲۴۵

(۸) خلیق احمد نظامی : حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی دہلی ۱۹۵۳ء

سہ غنیۃ الطالبین کی یہ شرح چھپ چکی ہے۔

۲۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ نے حضرت مجددؒ کی حمایت میں ایک رسالہ لائل التجدید کے نام سے لکھا تھا (مفتی القیوم) مولانا محمد ہاشم کشمیریؒ نے حضرت مجددؒ اور مولانا کی مراسلت کا ذکر کیا ہے (زبدۃ المقامات)

۳۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی پنجاب کے معروف ترین علماء میں تھے۔ عہد مغلیہ میں جن چند علماء کو خلافت کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔ ان میں آپ کا نام نامی بھی شامل ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے مولوی عبد اللہ لاہوری بڑے نامور علماء میں سے تھے۔ دیگر صاحبزادے مولوی رحمت اللہ (محمد حیات) تذکرہ نوشاہی قلمی ملوکہ سید شرافت نوشاہی اور مولوی رحمان قلمی (مشتاق رام گجراتی) کرامت نامہ قلمی (بھی قابل ذکر ہیں)۔ (باقی بصغر آئندہ)

۱۴۳۔ حکیم سرمد دہلوی مقتول قدس سرہ

یہ بزرگ صاحب جذب و سکرمستی و استغراق و عشق و محبت تھا۔ پہلے یہودی مشرب تھا۔ کتاب توریت کمال شوق سے پڑھا کرتا۔ من بعد مشرف باسلام ہوا اور علوم ظاہری میں تحصیل کی پہلی میں لعلم و ہنر اس نے اشتهار پایا۔ اچانک حضرت عشق اس کے حال پر متوجہ ہوئے اور یہ ایک ہندو بچہ پر عاشق ہوا۔ مدت تک اس کے عشق کے دام میں مبتلا رہا۔ من بعد حکم المجاز فطرۃ الحقیقت معشوق حقیقی کے عشق میں ایسا محو ہوا کہ دُوائی کی گنہائش عاشق معشوق میں نہ رہی اور یہ بے خود بے ہوش سر و پا برہنہ مکشوف العورت کبھی بانزاروں میں پھرا کرتا اور کبھی ویران جنگل کو نکل جاتا ہوتے ہوتے یہ حالت طاری ہوتی کہ من خدایم من خدایم من خدا بر ملا کہنے لگا۔ جب یہ بات علمائے وقت کو معلوم ہوئی سب نے باتفاق اس کے قتل کا فتوے لکھا اور اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ چنانچہ یہ بادشاہ کے حکم سے سزا ایک ہزار ستر ہجری میں قتل ہوا اور قبر دہلی میں ہے۔

۱۴۴۔ سید ابوتراب المعروف بشاہ گداحینی شطاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اول شیراز میں رہتا تھا۔ وہاں سے بطلب حق ہندوستان کو آیا اور بمقام گجرات شیخ وجہہ الدین گجراتی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی۔ جب وجہہ الدین فوت ہو گئے تو لاہور میں آکر سکونت اختیار کی۔ شجرہ نسب ان کا یہ ہے کہ سید ابوتراب شاہ گداحین سید نجیب الدین بن محمد الدین بن اسد الدین بن زین الدین بن یونس بن عبدالوہاب بن عبدالباری بن عبدالبرکات بن النور علی

(بقیہ حاشیہ ۷۷) ملاحظہ ہو :

(۱) عبدالحمید : بادشاہ نامہ (۲) محمد صالح کنبو : عمل صالح جلد سوم

(۳) آزاد غلام علی میر : آثار اکلام و فرائد ۲۰۴-۲۰۵ (۴) ایضاً : ۶۶

(۵) ونیز امین اشرف واکٹر : مولانا عبدالمکرم سیالکوٹی

مقابلہ برائے حصول پی ایچ ڈی دانشگاہ پنجاب ۱۹۶۹ء

(۶) شمس العلماء (سوانح علامہ عبدالمکرم) اردو مطبوعہ دہلی

(۷) فوق محمد الدین : ملک العلماء سیالکوٹی لاہور ۱۹۲۴ء

بن عبد اللطیف بن محمد شریف بن ابوالمظفر بن عبد الباقی بن ابوالحسن بن عبدالعزیز شیرازی بن عبداللہ بن
 محمد امین بن قدرت اللہ بن سید موسیٰ بن مسعود بن صادق بن احمد بن سید باقر حسین بن زید بن جعفر بن محمود
 بن اردون بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور شجرہ پیران عظام یہ ہے کہ سید
 ابوتراب مرید و خلیفہ شیخ وجیہ الدین گجراتی اور وہ مرید سید محمد غوث گوالیاری اور وہ مرید شیخ صفور جامی
 اور وہ مرید شیخ ابوالفتح المشہور ہدایت اللہ سرمست اور وہ مرید شیخ قاذن اور وہ مرید شیخ عبدالاباب
 اور وہ مرید شیخ عبدالرؤف اور وہ مرید شیخ محمود اور وہ مرید شیخ عبدالغفار اور وہ مرید شیخ محمد اور وہ مرید
 عبدالرحیم اور وہ مرید سید ابوبکر تاج الدین اور وہ مرید اپنے والد ماجد غوث الاعظم محبوب سبحانی سید
 عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ۔ وفات حضرت کی چودھویں شمال سال ایک ہزار اکتر ہجری میں واقع
 ہوئی۔ چچ خلیفہ کامل شاہ گدگد کے تھے۔ اقل قاضی محمد لاہوری دوم شیخ فاضل سوم شاہ جمال چہارم
 لعل گدا، پنجم احمد گدا، ششم شہباز گدا۔

۱۴۵۔ خواجہ ایوب قریشی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں مرد صاحب کشف و تصرف و کرامت و زہد و درج و تقویٰ جامع
 کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ ان کی تصانیف میں سے ثنوی مخزن عشق و شرح ثنوی مولانا مومن
 ہے۔ جس کو شرح الیوبی کہتے ہیں۔ اس کتاب میں حضرت نے حق شرح ادا کر دیا ہے۔ صوری و معنوی
 ملے شرح الیوبی، کے کئی خطی نسخے راقم کی نظر سے گزرے ہیں (۱) پنجاب یونیورسٹی لائبریری
 (۲) ملوکہ مولانا سید محمد طیب ہمدانی قصور۔

شرح ثنوی ملا عبدالحق کے حواشی میں شرح الیوبی سے بہت استفادہ کیا گیا ہے۔ اس شرح میں ملا
 عبدالحق کا وہ رقم بھی منقول ہے جو انہوں نے خواجہ ایوب قریشی کو لکھا تھا۔ ملاحظہ ہو :

منکہ احقر العبد خلیفہ عبدالحق ام۔ این چند بیت ثنوی مولانا روم قدس سرہ۔۔۔۔۔ در خدمت حضرت
 حقائق و معارف و دستگاہ حضرت مولانا خواجہ ایوب جیسو سلمہ اللہ تعالیٰ نوشتہ بودم کہ موافق بیانی کہ در تفسیر مدارک
 و بیضادی و تفسیر حینی و غیرہ تفسیر کردہ اندہی شوند در جواب این غلام نوشتہ۔۔۔ الخ۔ تاویل فضلاء
 اں بجا چگونہ می خوانند زیادہ چہ تصدیق (شرح ثنوی ملا عبدالحق ۱۱۵۵ھ دفتر پنجم ورق ۳۲ قلمی حال بکک مولانا عبدالرشید لاہور)

معانی ثنوی کے اچھی طرح سے بیان کیے ہیں۔ سلسلہ عالیہ سروردیہ میں خواجہ ایوب مرید و شاگرد ثنوی حافظ محمد ثقی اور داماد ثنوی حافظ محمد ثقی کے تھے اور ثنوی محمد ثقی پانچویں جدمولف کتاب ہذا کے ہیں۔ اس طرح پھر ثنوی غلام سرور مولف کتاب بن ثنوی غلام محمد بن حافظ رحیم الدین حافظ رحمت الدین ثنوی حافظ محمد ثقی اور نقل ہے کہ ایک روز ایک شاگرد خواجہ ایوب کی خدمت میں سبق ثنوی شریف کا پڑھ رہا تھا۔ ایک بیت کے معانی حضرت کے سمجھانے سے اس کی سمجھ میں نہ آئے۔ رات کو اس کے خواب میں مولانا جلال الدین رومی آئے اور فرمایا کہ خواجہ ایوب کو اولیٰ ہمارے روحانیت سے پہنچا ہے۔ جو وہ فرماتے ہیں۔ بیت میں وہی منشا ہمارا ہے اور نقل ہے کہ جب ارادہ خواجہ ایوب کا ثنوی کی کڑج لکھنے کے لیے مصمم ہوا تو کتاب ثنوی ہاتھ میں لے کر اجازت مولانا سے چاہی اور کتاب کھولی۔ صغہ کے سر پر یہ شعر لکھا دیکھا۔

ثنوی امی ضیاء الحق حسام الدین بیا اے مقابل روح و سلطان خدا
ثنوی را کشرح با مشروح وہ صورت امثال اور اسوہ وہ

جب یہ اجازت مولانا سے حاصل ہوئی تو کمر ہمت تحریر شرح پر باندھ لی اور کئی سال میں ختم کی۔ قطعہ تاریخ اختتام کتاب شرح معنفہ خواجہ ایوب نے اس طرح پر لکھا ہے: قطعہ :
۱۔ ثنوی محمود عالم مرحوم نبیرہ ثنوی غلام سرور نے خواجہ ایوب قریشی کو ثنوی محمد ثقی کا فرزند لکھا ہے۔۔۔۔۔
(ذکر جیل ۵۵)، حالانکہ خود ثنوی غلام سرور نے انہیں صرف شاگرد و داماد لکھا ہے۔ مسند زندگی کا کوئی ذکر نہیں (غزنیہ ۲/۳۷۰)

۲۔ ثنوی محمد ثقی ۱۱۳۳ھ بن ثنوی کمال الدین خود لاہور کے جتید علماء میں سے تھے (ذکر جیل ۵۳)
۳۔ ثنوی محمد ثقی بن ثنوی محمد ثقی ۱۱۴۱ھ اپنی آبائی مسجد مفتیاں میں قرآن حدیث دفعہ کادرس دیتے تھے (ذکر جیل ۵۴)
۴۔ اس شجرہ نسب کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب ہذا۔
۵۔ شرح ایوبی کا سال تکمیل ۱۱۲۰ھ ہے (غزنیہ ۲/۳۷۱) ثنوی محمود عالم نے شرح ایوبی کا سال تکمیل ۱۱۱۴ھ لکھا ہے (ذکر جیل ۵۶) جو درست نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو :

۱۱۔ محمود عالم ثنوی : ذکر جیل (احوال خاندان ثنوی غلام سرور لاہوری) لاہور ۱۹۶۸ء ۵۵۔ ۵۵

یافت شد شرح ثنوی معنوی مولوی
خلعت اتمام از لطف خدا
گفت تارکش بگوش دل شنو
طرفہ شرح ثنوی جان فزا
وفات خواجہ ایوب کی جمعرات کے روز اکیسویں جمادی الثانی سال ایک ہزار ایک سو پچپن
ہجری میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

۱۴۶۔ شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری قدس سرہ

شاہ لطیف برہان پوری کے خلفاء میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجند تھا
شجرہ اس کا بچند واسطہ درمیانی حضرت شاہ محمد غوث گوالیارمی کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ شیخ
فتح شاہ مرید و خلیفہ شاہ لطیف برہان پوری اور وہ مرید شیخ برہان پلانی اور وہ مرید شیخ عیسیٰ زندل
اور وہ مرید شیخ وجید الدین گجراتی اور وہ مرید شیخ محمد غوث گوالیارمی سات برس کی عمر میں پدر عالی قدر
نے اس کو شاہ لطیف کی خدمت میں حاضر کیا اور اس نے خرد سالی کی عمر میں پرورشِ ضمیر کی خدمت
میں تربیت و تکمیل پائی و بسبب غایت جذب و استغراق بظاہر فتح شاہ سرمست مخاطب
ہوا۔ بعد تکمیل لاہور کو مامور ہوا اور تمام عمر لاہور میں بکارِ ہدایت و ارشاد مصروف رہا۔ ایک مرتبہ
دریائے راوی میں اتنی طغیانی ہوئی کہ شہر کے اندر پانی آگیا جو بہ لاہور نے حضرت کی خدمت میں
آکر دعا چاہی۔ حضرت نے ایک اپنا خادم دریا پر بھیجا اور فرمایا کہ دریا کو جا کر کہہ دو کہ جد ہر سے
آیا ہے۔ چلا جا۔ ورنہ قیامت تک خشک کر دیا جائے گا۔ جب یہ پیغام دریا کو پہنچا۔ فی الفور شہر سے
دور چلا گیا۔ وفات اس بزرگ کی سنہ ایک ہزار ایک سو پچاس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر
لاہور میں ہے۔

۱۴۷۔ شیخ حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ بزرگان لاہور میں سے صاحبِ تشریفات و طریقت و حقیقت و معرفت تھے۔ صاحب
کتاب تشریفات الشرفا فرماتے ہیں کہ حاجی محمد سعید کو خلافت قادریہ سید محمود بن سید علی حسینی کر دی
لے کتاب تشریفات الشرفا کے مصنف اور اس کے وجود کے بارے میں اس وقت تک ہمیں علم نہیں ہے۔

سے ملا اور بمقام مدینہ منورہ ان سے بیعت ہوئی اور شیخ محمد اشرف لاہوری سے سلسلہ اس کا شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہے اور اجازت سلسلہ نقشبندی کی ان کو حافظ سعد اللہ مجددی سے حاصل تھی۔ شجرہ ان کا اس طرح پر حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی ملتا ہے کہ شیخ حاجی محمد سعید مرید و خلیفہ سید محمود اور وہ مرید سید جلال الدین اور وہ مرید سید جلال الدین اور وہ مرید سید جمال الدین اور وہ مرید شمس الدین ابوالوفا قادری اور وہ مرید سید شباب الدین اسماعیل اور وہ مرید سید قاسم اور وہ مرید سید عبدالباسط اور وہ مرید سید جمال الدین العباس

۱۔ شیخ محمد اشرف لاہوری بن شیخ یونس مرید شیخ فرید ثانی و ہومرید والد خود شیخ بایزید ثانی و ہومرید شیخ وجہ الدین گجراتی و ہومرید شاہ محمد غوث گوالیاری۔ آپ لاہور کے نامور علماء میں سے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر سے استیضار روپے لاہور میں مدرسہ کی تعمیر کے لیے قبول فرما کر بے مثل مدرسہ بنایا تھا (مورفیع : قران السعدین قلمی ورق ۱۰۱۰-۱۰۱۱، آپ کی ایک تصنیف جامع الفوائد (در مسائل تصوف بطور مقدمہ) اپنے حالات بھی لکھے ہیں، قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی اور آپ کے ملفوظات احوال مشائخ کبار جامع سلیمان بن کشین سعد اللہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی یادگار ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۱۰۴ھ میں ہوا۔ حضرت حاجی محمد سعید لاہوری نے نقشبندی سلسلہ میں بیعت و اجازت کے بعد شیخ اشرف سے بیعت کی تھی (قران السعدین ورق ۱۱۰۱-۱۱۰۲)

۲۔ حضرت حافظ سعد اللہ وزیر آبادی ۱۱۰۳ھ کا نام اسناد بھی معروف ہے۔ معاصر کتب میں اسناد ہی تحریر ہوا ہے۔ حضرت شیخ آدم بنوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ سعدی لاہوری ۱۱۰۳ھ کو حضرت شیخ آدم بنوری کی خدمت میں آپ ہی لے کر گئے تھے (مردم چکنی : ظواہر قلمی ورق) ، خواجہ سیف الدین بن خواجہ محمد مصوم سرہندی سے بھی تعلیم و مکاتبت تھی (مکتوب خواجہ سیف الدین بنام شیخ اسد اللہ، مشمول مکتوبات سیفیہ نمبر ۱۲۱۴)۔

۳۔ ملاحظہ ہو قران السعدین ص ۱۰۱-۱۱۰-۱۱۱، ۱۱۲-۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷

وہ عزیز سید بدر الدین حسن اور وہ عزیز سید ملا والدین اور وہ عزیز سید شرف الدین بیکل تاناری
 اور وہ عزیز سید ابوالصالح نصر اور وہ عزیز سید آفاق عبدالرزاق کے اور وہ عزیز اپنے والد بزرگوار حضرت
 غوث الاعظم علی الدین عبدالقادر جیلانی کے۔ نقل ہے کہ جب احمد بادشاہ مدانی پہلی مرتبہ لاہور
 کی تسخیر کو آیا اور صوبہ لاہور نے عندالمقابلہ شکست کھائی تو لاہور کے لوگ بخوف غارت بھاگ گئے
 آخر ساکنان محلہ لکھی و عبداللہ واڑھی جس میں حضرت سکونت رکھتے تھے۔ ان کی خدمت میں گئے
 اور عرض کی کہ شہر لاہور کے سب لوگ بھاگ گئے ہیں اور ہم اب تک اپنے اپنے گھروں میں حضرت
 کی حمایت کے بھروسے پر بیٹھے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں ہم نے خدا سے مانگا ہے کہ ہماری سکونت کا محلہ
 غارت سے بچ جائے۔ تم کھلے دروازے اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔ آخر جب شہر فتح ہوا تو فوج
 نے کل شہر لوٹ لیا۔ مولائے محلہ لکھی و عبداللہ واڑھی کے کہ وہ غارت سے بچ گئے۔ سبب یہ ہوا
 کہ جب بادشاہ شاہدرہ کے مقام پر آتا تو پوچھا کہ اس شہر میں بزرگ صاحب طریقت کون ہے۔
 لوگوں نے حضرت کا نام لیا۔ بادشاہ فی الغور باغلاں مل حضرت کی خدمت میں آیا اور بعد زیارت
 حکم دیا کہ یہ دونوں محلے غارت نہ ہوں اور چند سوار بادشاہی حفاظت کے لیے مقرر کر دیے۔ نقل ہے
 کہ جب بعد غارت پنجاب بادشاہ کابل کو چلا گیا تو ایک شخص لاہور کے رہنے والا خدمت میں حاضر
 ہوا اور عرض کی کہ افغانوں نے میرا گھر بار لوٹ لیا اور ایک لڑکی میری کو جو مجھ کو بہت عزیز تھی
 ہمارے گئے۔ اب مجھ کو گھر کے ٹٹ جانے کا تو غم کوئی نہیں، مگر لڑکی کی جدائی نہایت شاق ہے
 اگر جناب کی توجہ سے یہ کام میرا ہو جائے تو آدم زندگی مشکور و ممنون رہوں گا۔ حضرت نے
 یہ تقریر سن کر فرمایا کہ آنکھیں بند کر۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ایک دم کے بعد فرمایا کہ کھول
 جب اس نے کھولیں تو لڑکی کو رو برو کھڑے ہوئے دیکھا۔ ایسی حالت میں کہ ایک ہاتھ میں
 اس کے چار فلوس تھے اور ایک ہاتھ میں تیل کا برتن تھا۔ عندالدریافت لڑکی نے جواب دیا کہ
 میں جب غارت ہو کر کابل میں گئی تو جو شخص مجھ کو لے گیا تھا اس نے ایک اور شخص کے پاس

ملے احمد شاہ ابدالی کا لاہور پر پہلا حملہ ۱۱۹۱ھ / ۱۷۷۸ء کو ہوا۔

۷۔ احمد شاہ ابدالی کے تسخیر ہند سے پیشتر ہی حاجی محمد سعید سے تعلقات تھے۔ چنانچہ اس نے طلعتہ پیشترین مشائخ
 ہند کے ساتھ خط و کتابت کی تھی۔ ان میں حاجی سعید کا اسم گرامی بھی شامل ہے (عزیز الدین وفلزی، تیوشاؤ لائی ۱۹۸۶ء)

مجھ کو فروخت کر دیا۔ مشتری نے مجھ کو اپنی کینز بنالیا۔ اس وقت مالک نے مجھ کو چار پیسے اور تیل کا برتن دے کر حکم دیا تھا کہ بازار سے تیل لے آؤ۔ سو میں تیل لینے کے لیے باہر نکلی تھی جب بازار میں آئی تو یہ حضرت جو موجود ہیں۔ مجھ کو بل گئے اور فرمایا کہ آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند کر لیں جب کمولیں تو اپنے آپ کو یہاں موجود پایا۔ وفات حاجی محمد سعید کی سن ایک ہزار ایک سو چھیالیسٹھ میں ہوئی اور مزار گوہر آباد لاہور میں روبرو نیلا گنبد پشت بازار انارکلی ہے۔

۱۔ معاصر ماخذ قرآن السعدین میں آپ کا سال وفات ۱۱۶۲ھ درج ہے

۲۔ حضرت حاجی محمد سعید لاہوری، لاہور کے جید علماء میں سے تھے۔ مولانا محمد مدق لاہوری کے ہم پختے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حج پر جاتے ہوئے لاہور میں آپ کے مدرسہ میں قیام فرمایا تھا اور جو لہر غمرہ کے اعمال کی اجازت حاجی صاحب سے حاصل کی تھی۔ جس کا شاہ صاحب نے خود ذکر کیا ہے (انتباء) حاجی صاحب کی تصانیف میں سے تفسیر مبین، رسالہ اذکار قادریہ، رسالہ در بیان فلسفہ و تنزیلات، رسالہ ہدایت قائد الانام الی بیت الحرم، مکتوبات اور ملفوظات جامع اخوند محمد رفیع پشاور سی برقرآن السعدین کا سرخیل کا ہے۔ ملاحظہ ہو،

۱۔ محمد رفیع اخوند، قرآن السعدین (احوال حضرت حاجی محمد سعید و اخوند محمد سعید پشاور سی ۱۱۶۱ھ قلمی

ملوک محمد اقبال مجددی)

۲۔ سلیمان بن شیخ سعد اللہ لاہوری، احوال مشائخ کبار (ملفوظات شیخ محمد اشرف لاہوری، قلمی ملوک محمد اقبال مجددی

۳۔ محمد اشرف لاہوری شیخ : جامع الغدائر قلمی ملوک محمد اقبال مجددی

۴۔ عبید اللہ نواسر زادہ حاجی محمد سعید : خلاصۃ النوافل قلمی ملوک محمد سعید صاحب لاہور

۵۔ سعیدنا : قصائد فارسی و ردود مناقب حاجی محمد سعید لاہوری، ملوک محمد سعید صاحب لاہور

۶۔ فقیر اللہ علوی شاہ : مکتوبات لاہور ۱۹۱۹ء (۴) ولی اللہ دہلوی شاہ : الانتباء فی سلاسل الاولیاء مطبوعہ

۷۔ سیف الدین خواجہ سرہندی : مکتوبات سیفہ جامع مولانا محمد اعظم کراچی

۸۔ عزیز الدین وکیل و قلزئی : تیمور شاہ دہلوی۔ انجمن تاریخ کابل طبع دوم ۱۳۴۶ھ حصہ دوم ص ۶۷

۹۔ امیر اللہ علوی : شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری۔ مقالہ مشمولہ الرحیم سندھی مئی ۱۹۷۲ء

۱۰۔ محمد اقبال مجددی : حیات حاجی محمد سعید لاہوری۔ زیر طبع

۱۴۸۔ شیخ میر محمد یعقوب لاہوری قدس سرہ

بزرگان لاہور میں سے یہ بزرگ عالم علم و عامل کامل تھا۔ باہر لاہور کے متصل ملہ پیر عزیز بزرگ اس نے اپنا قلعہ علیحدہ بنوایا ہوا تھا اور وہاں ہی سکونت تھی۔ دعوتِ اسمائے الہی کے ذریعہ سے ہر ایک کام میں یہ حاکمانہ حکم دیتا تھا۔ ادنیٰ فیض اس کا یہ تھا کہ جس شخص کو سانپ یا گنگ دیوانہ وغیرہ زہر ملا جانور کاٹتا۔ آپ کے دہن کے ملنے سے اچھا ہو جاتا۔ نسبتِ آبائی اس کی حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح پر ملتی ہے کہ سید یعقوب بن سید محمد زمان بن میر محمد حاجی بن میر صدر الدین بن سید نور الدین بن سید بدر الدین بن سید جعفر بن سید احمد بن سید مومن بن میر حیدر بن شاہ قیص قادری بن ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاؤ الدین محمد بن جلال الدین احمد بن سید علی و جمال الدین قاضی ابو صالح نصر بن سید اکافق عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ اور شجرہ جسی اور پیری کا اس طرح پر مذکور ہے کہ سید یعقوب مرید و خلیفہ سید فضل علی لاہوری اور وہ مرید شیخ عبدالرحیم جاسم اور وہ مرید حاجی محمد سعید لاہوری اور وہ مرید سید محمود کدوی کاہی۔ اس سے اوپر کا شجرہ حاجی محمد سعید لاہوری کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے۔ وفات حضرت کی جہازم محرم سنہ ایک ہزار ایک سو ساٹھ میں واقع ہوئی اور مزار تسلسل موضع مزنگ کے ہے۔ اس بزرگ کے تین فرزند

۱۔ شیخ عبدالرحیم اور مولوی عبدالرحمان حضرت حاجی محمد سعید لاہوریؒ کے دو نواسے تھے جو آپ کے جانشین تھے۔ شیخ عبدالرحیم کے ذمہ تلقین و ارشاد اور مولوی عبدالرحمان خالقاہ حاجی سعید میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مفتی صاحب نے (غزنیہ ۱/ ۶۷۶) میں لکھا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے مذکورہ دونوں نواسے حاجی صاحب کے حینِ حیات ہی فوت ہو گئے تھے جو درست نہیں ہے۔ بلکہ معاصر تذکرہ قرآن السعدین میں واضح طور پر تحریر ہے کہ صاحبزادہ عبدالرحیم نے اپنی باطنی توجہ موثر ہونے کی دعا حضرت حاجی صاحب کے مزار پر جا کر کی تھی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاحبزادے حاجی صاحب کے وصال کے بعد جانشین ہوئے اور یہ تک بقید حیات بھی ہے (قرآن السعدین ۲) یہاں مفتی صاحب سے سوچا ہے۔ ۱۱۶۰ھ میر یعقوب گیلانی کا سال وفات نہیں ہے۔ بلکہ یہ سال وفات توفیر علی یکتا لاہوریؒ کا ہے جبکہ خود مفتی صاحب (غزنیہ ۲/ ۳۷۴) میں لکھ چکے ہیں۔ میر یعقوب کا سال وفات مفتی صاحب نے غزنیہ (۲/ ۳۷۴) ۹ صفر ۱۱۷۹ھ درج کیا ہے۔

کامل و مکمل تھے۔ ایک سید محمد یوسف دوسرے میر سید علی قیسرے میر اسماعیل جن سے مدت دراز تک سلسلہ ہدایت و ارشاد کا جاری رہا۔

۱۴۹۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ

دہلی کے علماء سے یہ بزرگ سر دفتر علمائے عظام و فضلاء ذوالکلام تھا۔ علم و فضل و ورع و تقویٰ میں شان بلند و مدرج ارجمند رکھتا تھا۔ تمام عمر عزیز و تعلیم و تدریس میں بسر کی اور تفسیر تمام قرآن مجید کی الموسوم بفتح الرحمان لکھی جو مقبول و منظور خاص و عام ہے۔ وفات ان کی سال ایک ہزار ایک سو اسی میں واقع ہوئی اور مزار دہلی میں ہے۔

۱۵۰۔ خواجہ حافظ عبد الخالق اولیسی قدس سرہ

خاندان اولیسیہ کے یہ بزرگ موجد ہیں اور زمانے میں بعشق و محبت و جذب و سکر و ذوق مشوق

سے یہ تفسیر نہیں ہے بلکہ فقط ترجمہ ہے۔

۱۔ شاہ ولی اللہ سال وفات ۱۱۷۶/۱۷۶۳ء ہے۔ یہاں غلطی صاحب ۱۱۷۰ء درج کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔
۲۔ شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم ۷۴ شوال ۱۱۳۳ء کو پیدا ہوئے۔ تاریخی نام عظیم الدین تھا۔ ۱۱۴۳ء میں حج کے لیے حرمین شریفین گئے اور ۱۱۴۵ء کو واپس وطن پہنچے۔ ۱۱۴۳ء میں اسی سفر کے دوران لاہور میں ان کی حاجی محمد سعید لاہوری سے ملاقات ہوئی۔ تقریباً ۶۰ تصانیف و دریافت ہو چکی ہیں جن میں تفسیر فتح الرحمن، حجتہ اللہ بالغہ، انالہ الخفائر، النفاس العارفین اور مکتوبات زیادہ مشہور ہیں۔ اہل حدیث علمائے بھی چند کتابیں آپ کی طرف منسوب کر دی ہیں، بحوالہ تاریخی: مجموعہ تصانیف
ملاحظہ ہو ۱

(۱) ولی اللہ شاہ: الجزء العلیف فی ترجمۃ العبد الضعیف اردو ترجمہ مشمول خلیق احمد نظامی، شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات

(۲) ایضاً ۱، النفاس العارفین دہلی ۱۲۲۵ھ

(۳) محمد عاشق بھٹائی: قلی الجلی و اسرار الخفی (سوانح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)، مخزن ذوق خانقاہ کاکردی

(۴) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ترتیب و تقدیم خلیق احمد نظامی۔ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۶۹ء

(۵) رحیم بخش دہلوی: حیات ولی۔ لاہور (س ن)، (۶) ملفوظات شاہ عبدالعزیز میرٹھ

الحمد لله قد قرأت حقاً وحقاً صاحب السيرة اخوتنا العالم الشيخ محمد حسن
 الباق واصل حاله فاجرت در وقت صبحی علی ان لم یکن بعض شئ من امور فی ضبط
 التماسک و اجازات السار - ایستغفر فی بعض امور من عفتا صحت و من عفتا
 لیس الذکری الزمان استغفر فی بعض امور السطری و لیس فی بعض امور و لیس فی بعض
 الخلق - ۱۱۶ - آخرت شیخ محمد بن احمد و محمد بن احمد اولاد و اولاد اولاد

حدیقة الاولیاء

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا اجازت نامہ جو کتاب خلاصہ خدا بخش
 (پشتہ) کے معصوم و مخافی کے ایک نسخہ پر حاصل کیا گیا ہے

معروف تھے۔ فیض ان کو روحانیت خواجہ اولیس قرنی عاشق رسول اللہ سے ملا اور انہیں کی روح پر فتوح سے تربیت و تکمیل پائی جو کہ آباد اجداد اس بزرگ کے قدیم سے صاحب علم و فضل چلے آتے تھے۔ ابتدا میں انہوں نے بھی قرآن حفظ کیا اور علم پڑھ کر عالم متبحر ہوئے۔ من بعد شوق الہی دامن گیر ہوا تو بالفاق سید بلھے شاہ اوکاشیر محمد اپنے مہجائی کے بارادہ بیعت بخدمت شیخ عبدالحمیم قادری کے بمقام تلمذ کئے۔ شیخ نے بعد مراقبہ گلشیر محمد کو تو اپنا مرید کر لیا اور سید بلھے شاہ کو کہا کہ تیرے نصیب کا مجزہ شاہ عنایت قادری کے پاس ہے تو بمقام قصور جائے گا تو حصہ پائے گا اور شیخ عبدالخالق کو ارشاد کیا کہ تیرا مرشد و حامی خود تیرے گھر آکر تیری تکمیل کرے گا تو جا کر اپنے گھر بیٹھ۔ چنانچہ شیخ عبدالخالق اپنے گھر واپس آگئے۔ جب چند روز اس بات کو گذرے تو ایک رات کو شیخ اپنے حجرے میں تنہا بیٹھے ہوئے درود شریف پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص باہر طلعت بزرگ صورت حجرہ میں ظاہر ہوئے اور السلام علیکم کہا۔ شیخ نے جواب سلام دے کر ان کے چہرہ کو دیکھا تو دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ تمام رات اور تمام روز بے خود رہے۔ آفتاب کے غروب کے وقت ہوش میں آئے اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ کچھ رات گئی پھر وہی صورت نمودار ہوئی اور بدستور اٹھ پہرے ہوش رہے۔ تیسری رات جب وہ موقع آیا تو شیخ نے قدم پکڑ لیے اور اسٹم شریف پوچھا۔ فرمایا کہ ہمارا نام اولیس قرنی عاشق رسول ہے۔ ہم تیری تکمیل و قربیت کے لیے خدا کے حکم سے آئے ہیں۔ یہ فرما کر بیٹھے اور بیعت لے کر توجہ کی۔ اس وقت پھر حضرت پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ تین رات تین روز یہی ہوش رہے۔ چوتھے روز ایک اتفاقاً کانٹے والا شخص اس رامے گذرا۔ جب سرود کی آواز حضرت کے کان میں پڑی۔ بدن کو جنبش ہوئی متعلقین نے اس کو بلا لیا۔ راگ کے سننے سے حضرت وجد میں آئے۔ بعد وجد ہوش میں آگئے اور اپنے آپ کو کامل و مکمل پایا۔ صاحب کتاب لطائف النعشیہ فی فضائل اولیئہ لکھتا ہے کہ شیخ عبدالخالق نرسین ہنس

۱۔ کتاب لطائف النعشیہ شیخ احمد بن محمد کی تصنیف ہے۔ (خزینۃ الاصغیاء ۲/۳۷۶) میں اس کا حال موجود ہے کہ بغداد فتح بخش ذیہر مولانا غلام علی الدین قصوری میں بھی اس نام اور موضوع کا ایک مخطوط موجود ہے۔ لیکن اس کے دیباچہ میں مولف کا نام مذکور نہیں ہے۔

تلخ میا کے کنارے بہتے تھے اور جذب و سکر کی یہ حالت تھی کہ جب نماز پڑھ کر سوتے ہوتے اور شاہ اکبر کی آواز سنتے ہی ہوش ہو جاتے اور پھر جب تک گانے والے نہ گاتے ہوش ہی نہ آتے ہزاروں لوگ طالبان عشق و محبت حضرت کے دروازے پر ہجوم رکھتے اور ہزاروں منازل قرب تک پہنچ گئے۔ وفات حضرت کی ساتویں ذی الحجہ سال ایک ہزار ایک سو پچاسی میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار قصبہ مبارک پور متصل بہاولپور میں زیارت گاہ خلق ہے اور حضرت کے تین فرزند ارجمند صاحب مقامات بلند اولیائے کامل تھے۔ ایک خواجہ قطب الدین جو خود سالی کی عمر میں ایک روز جماع میں بیٹھا تھا۔ جب حالت وجد طاری ہوئی تو شاہ اکبر کہہ کر آسمان کو اڑ گیا اور ایک لمحہ میں ایسا بلند گیا کہ نظر سے غائب ہو گیا۔ پھر ان کا نشان روئے زمین پر ظاہر نہ ہوا۔ دوسرے خواجہ عارف جن کا مزار بریلی میں ہے۔ تیسرے شیخ محرم جو قصبہ لیتہ میں مدفون ہیں اور خواجہ حکم الدین المعروف بخواجہ المیران کے غلیفہ تھے۔

۱۵۱۔ شیخ محکم الدین صاحب السیر اویسی بن حافظ محمد عارف قدس سرہ

یہ بزرگ برادر زادہ حقیقی و مریدہ غلیفہ شیخ عبدالنقی اولیسی کے تھے۔ استغراق و جذب و بے خودی و بے ہوشی ان کے مزاج پر بہت غالب تھی۔ تمام روئے زمین کی انہوں نے سیر کی۔ ہزاروں کرامت و خوارق اس بزرگ سے کتاب لطائف نفسیہ میں مذکور ہیں۔ جن کا ذکر موجب طوالت ہے، مگر مختصر تحریر یہ ہے کہ ایک روز راستے میں چلے جاتے تھے۔ ایک سائل رو برو آیا اور عرض کی کہ میرے گھر دختران ناکتہ اموجود ہیں۔ سبب افلاس شادی نہیں کر سکتا۔ اگر پانچ سو روپے حضرت عنایت کریں تو میری حاجت روائی ہو سکتی ہے۔ چونکہ حضرت کا وقت اس وقت خوش تھا غصے

(بقیہ حاشیہ ۱۰) ۱۱، احمد بن محمود، لطائف نفسیہ قلمی مخزنہ کتب خانہ گنج بخش ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوی،

۱۲، محمد جیون داجلی، لطائف سیر یہ لمض از علی مردان ملانی اردو ترجمہ لمض ہذا از مولوی محمد باقر دہلوی و

مولانا محمد عظیم نوشاہی میر دہلوی، لاہور ۱۳۳۱ھ

۱۳، محمد فیض احمد اویسی، سوانح خواجہ عبدالنقی و خواجہ حکم الدین اویسی۔ بہاولپور ۱۳۸۶ھ

لے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ حاشیہ ۱ تحت ترجمہ خواجہ عبدالنقی اولیسی

سے زمین کو کھود کر پانچ سو روپے کی تحصیل اس کو دے دی اور چل دیے سائل کو طمع دامن گیر ہوئی۔ اس تحصیل کو الگ رکھ دیا اور زمین کھودنی شروع کی۔ وہاں سے ایک اور جہہ نہ نکلا، بہت پشیمان ہوا آخر چاہا کہ وہی تحصیل لے کر گھر کو جائے، مگر جا کر دیکھا تو اس تحصیل کو بھی نہ پایا۔ نار نار روئے لگا اور شیخ کے پیچھے دوڑا۔ جب نزدیک پہنچا تو اپنا حال عرض کیا۔ حضرت ہنسے اور فرمایا کہ وہاں کوئی خزانہ مدفون نہ تھا۔ یہ تیرے طمع کی تاثیر تھی کہ وہ تحصیل بھی جاتی تھی۔ اب ہم تجھ کو وہ تحصیل مچھڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ پطرس مقام سے جہاں کھڑے تھے۔ زمین کو کھود کر وہ تحصیل نکال دی۔ غرض کہ اخیر زمانہ میں یہ بزرگ اپنے وقت کے قطب تھے اور مرجع خاص و عام اگرچہ خلفاء ان کے بشیر تھے۔ مگر تو کس کامل مکمل خلیفہ تھے۔ اقل حافظ قرء الدین، دوم محمد سلیم قریشی، سوم شاہ ابوالفتح، چہارم خواجہ سلیمان، پنجم محمد انور ملتانوی، ششم الرواد، ہفتم دیوان محمد غوث، ہشتم دوست محمد، انہم حافظ عبدالکریم قدس سرہم الغزیر۔ وفات ان کی پانچویں ربیع الثانی سنہ ایک ہزار ایک اسی سو تانوے میں واقع ہوئی اور مزار بمقام کوٹ بختا متصل بہاول پور ہے۔

۱۵۲۔ سید عبدالکریم المشہور بہ پیر بھاؤن شاہ بن شاہ بلاق لاہوی قدس سرہ

یہ بزرگ بارہکے سادات میں سے تھے۔ سیادت و شرافت و عبادت و ریاضت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ہر ایک سلسلہ میں سے ان کو بہرہ حاصل تھا۔ سلسلہ قادریہ میں ان کا شجرہ حضرت میاں میر بالا پیر کے ساتھ اس طرح پر ملت ہے کہ سید بھاؤن شاہ مرید شاہ بلاق اور وہ مرید شاہ عالم شاہید علیہ خاندانی روایت کے مطابق خواجہ محکم الدین سیرانی لا سال وفات ۶ ربیع الآخر ۸۸۰ھ ہے (محمد جیون دہلی: لطائف سیرہ ص ۷۱)

خواجہ محکم الدین اولیٰ کی ایک تصنیف تلغین لثنی (زبان فارسی) در مسائل تصوف و اذکار و طبع ابوالعلانی لکھی ہے جس پر ملاحظہ ہو:

(۱) محمد بن محمود، لطائف لغیہ قلمی کتابخانہ گنج بخش راولپسند

(۲) محمد جیون دہلی، لطائف سیرہ لاہور (۳) احمد دین، چار باغ (زبان سرائیکی)، لاہور

(۴) ابوالصالح محمد فیض اولیٰ، سوانح خواجہ عبدالخالق اولیٰ و خواجہ محکم الدین۔ بہاول پور ۱۳۸۶ھ

لاہوری اور وہ مرید شیخ محسن شاہ اور وہ مرید شیخ عمر المشور ملّا شاہ اور وہ مرید حضرت میاں میر لاہوری کے۔ اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد یہ سدا رہا پر متکفل ہوئے اور ہنگامہ شینیت گرم کیا۔ ہزاروں لوگ مرید ہوئے۔ پہلے یہ موضع مزنگ میں جو متصل لاہور جنوب کی طرف ہے۔ سکونت پذیر ہوئے پھر پٹوہ کے جنگل میں جا کر بارہ برس تک عبادت میں مشغول رہے پھر بمقام میر پور جو ایک قصبہ دامن کوہ میں آباد ہے گئے اور سکونت اختیار کی۔ قوم کھنڈ تمام وکمال حضرت کے مرید ہوئے اور خوارق و کمالات بیشمار ان سے سرزد ہوئیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ صاحب سنگہ بیدی ان کے گاؤں کے لوٹنے کے ارادہ پر آیا لوگ بھاگنے لگے حضرت نے سب کو منع کیا کہ کوئی گاؤں سے نہ نکلے۔ آخر جس قدر لشکر اس کا گاؤں میں داخل ہوا۔ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ باقی ماندہ مارے خوف کے گاؤں میں نہ آئے۔ سال ایک ہزار دوسو تیرہ میں حضرت فوت ہوئے اور بمقام میر پور دفن کیے گئے۔

۱۵۳۔ مولوی غلام سید لاہوری قدس سرہ

لاہور کے فضلار و علماء سے یہ بزرگ جامع کمالات ظاہری و باطنی و علم عمل و ذکر و شغل و ورع و تقویٰ و صبر و شکر و پرہیزگاری و تسلیم تھے۔ تمام عمر تدریس طالب علمان و تلقین شائقان حق میں مصروف رہے۔ تمام پنجاب کے لوگوں نے ان کی شاگردی کا غاشیہ اپنے سر پر رکھا۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار دوسو سولہ میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار گورستان میانی میں ہے۔

۱۵۴۔ مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ قریشی قدس سرہ

یہ بزرگ مجدد بزرگوار بندہ غلام سرور مولف کتاب کے تھے۔ آدمی پرہیزگار و متقی و عابد و زاہد تھے۔ دن اور رات سوائے عبادت و ریاضت کے ان کو کچھ کام نہ تھا۔ دولت ظاہری سے ان کو کمال نفرت تھی۔ ہمیشہ فقر و فاقہ میں گذراتے تھے۔ ان کا حقیقی بھائی حافظ محمدی اگرچہ صاحب دولت و جاہ تھا اور وہ ہمیشہ ان کو کھاتا تھا کہ ان کے شامل ہو کر کار تجارت وغیرہ میں مصروف ہوں مگر

اے حکیم مفتی حافظ رحمت اللہ بن مفتی محمد تقی بن مفتی محمد تقی ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی حافظ مفتی محمدی اور مفتی شاہ محمد

رحیم اللہ آپ کے دو فرزند تھے (ذکر جمیل ۵۹-۶۵)

ان کو سوائے عبادت کوئی کام مالوف نہ تھا۔ طریق ان کا موروثی سہروردیہ تھا۔ طلبا کو اسی طریق میں تلقین دیتے تھے۔ وفات ان کی سال ایک ہزار دو سو پچیس میں واقع ہوئی۔ مدفن لاہور میں موجود ہے۔

۱۵۵۔ شیخ نور احمد المشہور حسین قادری قدس سرہ

اس بزرگ نے خرقہ خلافت شیخ عبدالکبیر بھادون شاہ سے پایا اور مقتدائے زمانہ ہوا۔ جذبہ اس کی طبیعت پر اس قدر غالب تھی کہ برس برس روز تک ایک مقام پر بیٹھا رہ جاتا اور اپنے آپ سے محض بے خبر رہتا۔ خوارق و کرامات بے شمار ان سے ظاہر ہوئے۔ چنانچہ ایک مرتبہ دو راس مادہ گادان کی چوڑ چرا کرے گئے۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ ہماری راساں فلاں گاؤں کے زمیندار چرا لے گئے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ اور کہو یہ راساں نور حسین کی ہیں۔ واپس کر دو۔ خدام جب ان کے پاس گئے اور راساں طلب کیں وہ منکر ہوئے اور شیخ کے حق میں گالیاں دیں۔ اس بات کے سنتے حضرت غضب میں آئے اور ایک مٹھی گھاس خشک کی ہاتھ میں لے کر اس میں بھونکا تو اس کو آگ لگا اٹھی وہ جلتی ہوئی گھاس ان کے گاؤں کی طرف پھینک کر فرمایا کہ ہم نے چورسل کے گاؤں کو جلادیا ایسا کہ پھر قیامت تک آباد نہ ہو۔ اسی وقت چورسل کے گاؤں میں آگ لگ گئی اور تمام وکال جل گیا۔ وفات ان کی سال ایک ہزار دو سو چھتیس ہجری میں واقع ہوئی اور ان کے خلیفوں میں سے شیخ رسول شاہ ایک مقبول شخص تھا جو اس سال میں فوت ہوئے ہیں۔

۱۵۶۔ مولانا شاہ عبدالغفر نیر دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ دہلی میں امام المحدثین مقتدائے مفسرین جامع علوم حدیث وفقہ و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی و فروع و اصول تھے و عمل و زہد و عروج و تقویٰ میں مراتب بلند و مقامات ارجند رکھتے تھے۔ ہزاروں لوگ دور و دراز ملکوں سے آکر ان کی شاگردی سے مشرف ہوئے اور فضیلت کے مراتب تک پہنچے۔ ان کی ذات بابرکات کو اگر خاتم العلماء کہا جائے تو درست و بجا ہے۔ ان کی

لے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

سند خطی حضرت
 السلام الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله

محمد شفيع المصطفى وعلى آله وصحبه الطاهرين

السلام بعد منكوبين فقه من عهد العرب وهدى

عنى الله عنهم كبرى على علم على النعم صاكت

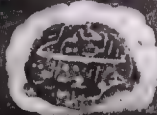
احاديث اخرجها من هذا العلم اصحاب دين رسول

العالمين بشرط مراد حبيب الجليل في شرح الاحاديث

ومن تدريس والعلوم والدين في هذا الكتاب

كلام محمد وادم وسند كتاب حديث كرام

حديث صحيح كاري است لو ستر دادم وسده بليذا
 اخبرنا شيخنا واستاذنا هو الرضا الشيخ ولي الله
 من الشيخ عبد الرحمن الرضوي قال اخبرنا شيخنا
 ابو طاهر محمد بن ابراهيم الكروي المدني قال اخبرنا
 ابي قلنا احمد القشاشي قال نا احمد الشناوي قل
 نا الشمس الرضوي قال نا الرضوي نا قال نا الحافظ ابن حجر
 لعسقلان نا نا البرهان ابراهيم الشوخي الشامي نا احمد الحجار
 نا التراج الحسين الزيندي نا نا الواقف السجزي نا الداد
 نا الحموي نا الويزي نا الحافظ ابو عبد الله محمد بن
 سميل البخاري



تصانیف بہت ہیں۔ چنانچہ کتاب ستر الشہادتین و لبان الحمدین و تفسیر فتح العزیز و تحفہ اشاعرہ وغیرہ مقبول غلائق و منظور کا فرمانام ہے۔ وفات حضرت کی ایک ہزار دو سو اٹالیس سہری میں واقع ہوئی اور مزار پرا نوار دہلی میں ہے۔

۱۵۷۔ سلطان بالادین اولیسی قدس سرہ

یہ بزرگ خواجہ صالح محمد بن عبدالناتق اولیسی اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ تھے اور ان کے والد نے فیض کمال خواجہ محکم الدین صاحب الیسر سے پایا۔ بعد وفات اپنے باپ کے یہ مندار شاہ پر بیٹھے اور بہت سی خلعت ان کی ارادت میں داخل ہوئی۔ سنہ ایک ہزار و سو اٹالیس میں وفات کی ان کے شاہ عبدالعزیز کی ولادت شب جمعہ ۲۵ رمضان ۱۱۵۹ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام غلام حلیم ہے (محمد عبدالرحیم ضیاء مقالات طریقت بحوالہ معارف ستمبر ۱۹۶۵ء ص ۱۸۵) آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں تفسیر فتح العزیز، تحفہ اشاعرہ، ستر الشہادتین، لبان الحمدین، بحار الانوار، حاشیہ قلی الجبل، رسالہ علم معانی، حاشیہ صدہ، حاشیہ میرزا دہ زیادہ مشہور ہیں۔

ملاحظہ ہو :

- (۱) عبدالرحیم ضیاء، حیدر آبادی، مقالات طریقت (در احوال شاہ عبدالعزیز) ۱۲۹۱ھ مطبوعہ حیدر آباد ۱۲۹۲ھ
- (۲) ملاحظہ ہو : مقالہ تعارفی عمر عضوالدین خاں، مقالات طریقت مشمولہ معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۶۵ء
- (۳) ملفوظات شاہ عبدالعزیز : (۳) احمد خاں سرسید : آذکار الصنادید
- (۴) ظہیر الدین : مجموعہ محلات عزیزی
- (۵) بشیر الدین احمد میرٹھی : تذکرہ عزیزیہ
- (۶) مبارک علی خاں نواب : کمالات عزیزی
- (۷) محمد رحیم بخش : حیات عزیزی، دہلی ۱۸۹۹ء
- (۸) شوق : تذکرہ کا ملین لم پور ۲۰۳-۲۱۲
- (۹) عبدالقادر لم پوری : علم و عمل ۲۳۵/۱-۲۳۷
- (۱۰) عبدالحی حسنی : وہیل اوداس کے اطراف ۶۵، ۱۰۸، ۱۰۹
- (۱۱) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶
- (۱۲) عمر عضوالدین خاں : شاہ عبدالعزیز کی ایک نایاب تصنیف متعلق برہنہ بیانی، مقالہ مشمولہ معارف دسمبر ۱۹۶۳ء
- (۱۳) ایضاً : تفسیر فتح العزیز حقائق کی روشنی میں مقالہ مشمولہ معارف ستمبر ۱۹۶۵ء

دو فرزند شیخ شہاب الدین و غلام اولیں موجود ہیں۔

۱۵۸۔ مولانا عبدالقادر بن ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ عالم عامل فقیہ کامل اپنے وقت کا یگانہ تھا۔ خصوصاً علم حدیث و تفسیر میں ثانی نہیں۔ رکھتا تھا و کمال فصاحت و بلاغت ترجمہ تفسیر فتح الرحمن ہندی زبان میں کیا کہ مقبول و مطبوع خاص عام ہے۔ کسی کو اس پر بجائے اعتراض نہیں۔ وفات ان کی سال ایک ہزار و دو سو بیالیس میں واقع ہوئی۔

۱۵۹۔ میراں سید غلام محی الدین قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ میں مرد عالم و فاضل و عابد و زاہد صاحب ارشاد تھے۔ اول چند پشت سے ان کا قیام لاہور میں تھا۔ پھر جب بوقت تشریف آوری احمد شاہ بادشاہ و رانی کے بادشاہ نے اس خاندان کی بزرگی کا احوال سنا تو ان کے چچا بزرگوار سید علی اکبر کو جو اپنے زمانہ کے عالم متبحر و فاضل اجل و طبیب حاذق تھے۔ بہنرا التبا اپنے ہمراہ کابل کو لے گیا۔ اس وقت سید غلام محی الدین بھی سولہ برس کی عمر میں اپنے عم بزرگوار کے ساتھ کابل میں گئے اور چند سال وہاں قیام رکھا۔ پھر جب سید علی اکبر بادشاہ سے بہنرا مشکل رخصت لے کر وطن کو آئے تو راستہ میں سے راجہ رنجیت دیو والی جموں نے

لے حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ ۱۱۹۶ھ/ ۱۷۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ ترجمہ قرآن مجید مع مختصر تفسیر بنام موضع قرآن آپ کی یاد کا ہے۔ موضع القرآن کے نام سے جو تفسیر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے، وہ علمائے اہل حدیث کا کارنامہ

ہے (معارف قادری، مجموعہ وصایا اربعہ ۲۶)

لاحظہ ہو۔

- | | |
|---|--------------------------------------|
| (۱) احمد خاں سرسید، آثار العناوید ۵۵-۵۴ | (۲) عبدالقادر، علم و عمل ۲۴۹/۱ |
| (۳) صلیح حسن، اسبغ العلوم ۹۱۵ | (۴) عبدالحی، نزہۃ الخواطر ۲۹۵-۲۹۶ |
| (۵) عمن تدریثی، ایانہ الجنی ۷۵ | (۶) فیر محمد حبیبی، حدائق المغنیہ ۴۱ |
| (۷) عبداللہ بن زبیری، مفید المفتی ۱۳۷ | (۸) رحیم بخش، حیات ولی ۳۴۹-۳۵۲ |

(۹) رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند ۳۱۵، ۳۱۶

ان کو اپنے پاس بلالیا۔ چچان کے دہاں ہی فوت ہوئے اور حضرت جہول سے گوجرانوالہ میں گئے۔
 مہمان سنگھ رنجیت سنگھ کے باپ نے ان کی توقیر کی اور چاہا کہ حضرت اس کی ریاست گاہ میں قیام
 رکھیں مگر انہوں نے منظور نہ کیا اور لاہور میں رونق افروز ہوئے۔ لاہور میں آنے ہی سے صاحب سنگھ
 کشمیر نے حضرت کو اپنے پاس بلالیا اور یہ قصبہ کیریاں میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ دہاں کے اعتقاد
 مند لوگوں نے ان کو نہ چھوڑا کہ یہ پھر لاہور میں آویں۔ بلکہ حسب التجائے چودھری سہجی خاں مالک
 دوسوہہ نور و زخاں رئیس میانی و بفرمائش رئیس غلزیان شادی حضرت کی بمقام کوٹلہ خاندان سید
 معروف سبزوار ہی میں ہو گئی اور مدت العمر دہاں ہی سکونت رکھی اور اسی مقام پر ایک ہزار دوسو
 چوالیس ہجری میں فوت ہوئے۔ حضرت کی اولاد کی زبانی مذکور ہے کہ جب سید علی اکبر کابل تشریف
 لے گئے تو علمائے شیعہ نے ان کے ساتھ علمی بحث کی اور ایران سے علما اپنی مدد کو بلائے مگر یہ سب
 بمقابلہ آئے اور بادشاہ نے خوش ہو کر ان کو میرزا بہادر کا خطاب دیا اور انعام اس قدر بخشا کہ یہ
 مال مال ہو گئے۔ جب عند البعث علمائے شیعہ عاجز ہو جاتے تو یہ کہتے کہ آرم مآر فیع را کہ باید علی
 اکبر مباحثہ نماید اور مآر فیع ایک عالم حیدر ایرانی تھا جو اسی زمانہ میں مکرچکا تھانیر یہ بھی ثابت ہوتا
 ہے کہ بعد وفات سید علی اکبر کے سید محسن ان کا فرزند جموں سے لاہور کو آنے لگا تو سردار غلام محمد
 چٹھہ جس کی ریاست رسول نگر میں تھی ان کو مائے سے بلا لے گیا۔ جب مہمان سنگھ نے رسول نگر
 پر یورش کی اور ریاست غلام محمد کی درہم برہم ہو گئی تو سید محسن نے موضع مندرائیں والد میں قیام کیا۔
 اس کا بیٹا سید علی اصغر اب تک وہاں موجود ہے اور سید غلام محی الدین کے پانچ فرزند ولند ہوئے
 ایک میراں سید غلام غوث دوسرے سید غلام المشور شاہ صاحب تیسرے سید غلام رسول چوتھے
 میراں حافظ سید محمد شاہ پانچویں میراں سید غلام گیلانی۔ یہ پانچوں اپنے وقت کے یگانہ، شجرہ نسب
 ان کا حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین عبدالقادر گیلانی
 کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت میراں غلام محی الدین بن سید محمد طاہر بن سید عبدالشار بن
 سید محمد شاکر بن سید محمد آدم بغدادی بن سید اسماعیل بن شاہ یعقوب بن سید موسیٰ بن سید صوفی
 بن سید بلال الدین بن سید اسماعیل ثانی بن سید عبداللہ بن غوث محمد اوچی بن شمس الدین بن سید علی
 بن شاہ مسعود بن سید احمد بن سید صوفی بن سید نصر بن سید سیف اللہ بن عبدالوہاب بن حضرت محبوب

سمانی شاہ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہم الغزنیہ
قطعہ تاریخ وفات :

چل کبلد بریں زد دنیا رفت
گنج فضل و ہنسہ بگو تاریخ
شاہ عالی غلام محی الدین
نیز بادی غلام محی الدین
۱۲۸۴ھ

۱۶۰۔ مولوی غلام رسول خاں لاہوری قدس سرہ

لاہور کے علما و فضلا میں سے یہ بزرگ جامع علوم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے
تدریس و تلقین میں حضرت اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ خالص حقیقی نے ان کی ذات بابرکات کو چشمہ
فیض و دریائے فضل پیدا کیا تھا کہ پنجاب میں کوئی شخص ان کے وقت میں علمائے وقت سے
فیض رسانی میں ان کے ہمتا نہ تھا۔ چار گھڑی رات رہے جب حضرت نماز تہجد سے فراغت
پاتے تو خاص شاگردان کے حضرت میں حاضر ہوتے۔ فجر کی نماز سے اول اقل ان کی تعلیم سے
فراغت ہو جاتی پھر ایک انہوہ وجوم شاگردوں کا جمع ہوتا۔ اس قدر کہ مسجد میں بیٹھنے کو جگہ نہ رہتی اور
حضرت نہایت محبت و خلعت کے ساتھ ہر ایک کو تعلیم دیتے۔ دوپہر تک یہی حال رہتا۔ پھر طعام
تناول فرما کر بعد ایک ساعت کے قیلو کہ کرتے۔ اتنے عرصہ میں اور طلباء جن کے پڑھنے کا وقت
بعد نماز ظہر مقرر ہوتا حاضر ہوتے اور حضرت قیلو سے اٹھ کر نماز ظہر پڑھتے اور سبق شروع ہوجاتے
اسی طرح پہر رات گئے ہنگامہ تعلیم و تدریس جاری رہتا۔

۱۶۱۔ شیخ لدھے شاہ مونسہ ساز لاہوری قدس سرہ

لاہور کے متاخرین بزرگوں میں سے یہ بزرگ عابد و زاہد و متقی و خدا دوست تھا۔ حصول قوت
حلال کے واسطے گھوڑے کے بالوں کی پھلینیاں بناتا تھا۔ اس میں سے جو حاصل ہوتا۔ نصف خدا
کے نام خیرات کر دیتا۔ قادری خاندان میں اس کی بیعت تھی۔ اکثر لوگ اس سے روپیہ قرض لے جاتے
اگر وہ شخص از خود روپیہ لے کر آتا تو بعد انکار لے لیتا۔ ورنہ اس سے کبھی طلب نہ کرتا۔ وفات اس کی
سال ایک ہزار دو سو تریس ہجری میں طاق ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

۱۶۲۔ مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسے تھے۔ علوم حدیث و تفسیر میں طاق گیکانہ آفاق تھے۔ فقہ میں ان کا فتوے مقبول خاص و عام تھا۔ وفات ان کی سال اک ہزار دو سو باسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔

۱۶۳۔ سید منور علی شاہ نقشبندی سہروردی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ جامع شریعت و طریقت و کشف و کرامت و زہد و ورع و عبادت و ریاضت تھے۔ بیعت ان کی بخدمت میر عبد الرزاق والد بزرگوار اور ان کی بخدمت میر عبد الرحیم اور ان کی بخدمت میر صدر الدین اور ان کی بخدمت میر حیدر اور ان کی بخدمت بابا نصیب الدین غازی اور ان کی بخدمت بابا داؤد خاکی اور ان کی بخدمت شیخ حمزہ کشمیری اور ان کی بخدمت شیخ جمال الدین بخاری قدس سرہ۔ سید منور علی نے اور سلاسل کرام سے بھی فائدہ عام حاصل کیا۔ رغبت حضرت کی سلسلہ نقشبندیہ کی طرف زیادہ تھی اور مریدوں کو بھی ذکر و شغل بطریق نقشبندیہ عالیہ فرماتے۔ وفات حضرت کی ایک ہزار دو سو چونسٹھ ہجری میں واقع ہوئی اور منقولہ

۱۔ مولانا شاہ محمد اسحاق بن شیخ محمد افضل فاروقی حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے جانشین تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کے وصال کے بعد مسلمان ہندو پاکستان کی مذہبی قیادت سنبھالی۔ ۱۲۵۴ھ / ۱۸۴۱ء میں جب ہندوستان کے حالات موافق نظر نہ آئے تو حجاز کو ہجرت کر گئے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں آپ کے تلامذہ میں سے حضرت مفتی عنایت احمد کاکردنی صدرائین بریلی، مولانا عبدالجلیل کوٹلی علی گڑھس مفتی صدر الدین آذرودہ، شاہ ابوسعید مجددی وغیرہ نے بحیثیت علماء اس سحر کرب میں حصہ لیا۔ مولانا شاہ محمد اسحاق نے مشکوٰۃ شریف کا اردو میں ترجمہ کیا۔ مائتہ مسائل اور مسائل اربعین بھی آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

ملاحظہ ہو :

- (۱) احمد خاں سرسید : آباء الضادید ۵۹
(۲) نواب قطب الدین : مقدمہ مظاہر حق ص ۱۷۱
(۳) ممن ترہمشی : الیالغ الحق ۶۰

چار دیواری شیخ طاہر لاہوری کے اندر رہے۔ ان کے مریدوں میں سے سید حسن شاہ بخاری اور فرزند ان کے سید احمد شاہ دونوں بزرگ صاحب علم و ریاضت و عبادت لاہور میں موجود ہیں۔

۱۶۴۔ مولانا جان محمد فضل لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں کیتے زمانہ و فریاد ہر تھا۔ تدریس اس کی جاری تھی ہزاروں طالب علم خدمت میں حاضر رہتے۔ آٹھویں دن جمعہ کے روز ہنگامہ وعظ و نصیحت گرم ہوتا۔ عمل ان کا الیا موثر تھا کہ جس شخص کو زبان سے کسی اسم کا وظیفہ فرمادیتے۔ اپنی مراد کو پہنچ جاتا۔ باطنی تلقین بھی ان کی جاری رہتی۔ تمام عمر ان کی تلقین و تعلیم و تدریس میں گزر گئی اور تمام پنجاب میں نام نیک حاصل کیا۔ لاہور میں حیب علمداری انگلیزوں کی ہوئی تو ایک شخص غلام قادر نام ایک چوری کی تہمت میں ماخوذ ہوا۔ چند گواہ اس کی بادری کے جو اس کے جانی دشمن تھے۔ اس بات پر مستعد ہوئے کہ کسی طرح وہ قید میں چلا جائے۔ آخر پیشی مقدمہ کے روز وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اپنی انگلی سے اس کی پیشانی پر اسم ذات لکھ دیا اور فرمایا کہ جاؤ تم کو کچھ اندیشہ نہیں۔ جب وہ عدالت میں گیا حاکم نے فی الفور جرم سے رہا کیا۔ وفات ان کی سال ایک ہزار دو سو اڑسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔! افسوس ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی لائق پیدا نہ ہوا اور جو ہوا۔ اس نے خاندان کی بزرگی پر خیال نہ رکھا۔ ہزار ان کا لاہور میں ہے۔

۱۶۵۔ مولوی غلام اللہ فضل لاہوری قدس سرہ

علماء و فضلاء لاہور سے یہ بزرگ استادِ کامل و مخدوم زمانہ تھے۔ دین و دنیا کا فیض ان کے وجود و برکت آمود سے جاری ہوا۔ لاکھوں آدمیوں نے ان کی ذات بابرکات سے بہر علم و عمل پایا۔ دن ان کی اوقات عزیز تدریس و تعلیم میں گذرتی۔ بعد وفات مولوی غلام رسول ان کے بھائی کے علاوہ تدریس ان کے متعلق ہوا اور انہوں نے وہ بڑا کام کمال دیانت و امانت و سعی و کوشش بنایا اور ہر ایک طالب علم سے کمال خلق و شیریں نمانی پیش آئے۔ گویا غضب و غصہ خالقِ حقیقی نے ان کے جسم میں پیدا ہی نہیں کیا تھا۔ ہر چند طالب علم بار بار تنگ کرتے، مگر ان کی پیشانی پر چین و زنجیری

پنجاب میں ہر ایک امیر و فقیر ان کے خاندان کے ساتھ دعویٰ نیاز مندی و شاگردی رکھتا ہے۔ سنہ ایک ہزار دوسو بہتر میں ان کی وفات ہوئی۔ مدفن مقدس لاہور میں ہے۔ ان کی اولاد میں خلیفہ نظام الدین بمبئی میں درس پڑھاتے ہیں اور خلیفہ احمد الدین و حمید الدین لاہور میں کاتدریس میں مصروف ہیں۔ خدا سلامت باکرامت رکھے۔ احقر المحقر غلام سرور مؤلف کتاب بھی اسی خاندان کے کمترین شاگردوں میں ہے۔

۱۶۶۔ مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ قریشی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ احقر غلام سرور مؤلف کتاب کے والد ماجد تھے۔ نسبت آبائی ان کی حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے ساتھ ملتی ہے۔ اس طرح پر کہ مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ بن مفتی حافظ محمد تقی بن مفتی محمد تقی بن مولانا کمال الدین بن مفتی عبد السمیع بن مولانا عقیق اللہ بن مولانا برہان الدین بن مفتی محمد محمود بن شیخ الاسلام عبدالسلام بن شیخ عنایت اللہ بن مولانا کمال الدین بن شیخ مخدوم المشور میاں کلاں جو شہر ملتان سے حسب الطلب بادشاہ وقت کے لاہور میں آئے۔ آقا و پر ممتاز ہوئے۔ بن شیخ قطب الدین بن شیخ شہاب الدین بن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ قدس سرہ۔ یہ نسب بزرگ مذکور الصدر علوم ظاہری و باطنی میں طاق و یگانہ و آفاق تھے۔ ذکر و شغل ان کا طریق آبائی سرور پر پختہ۔ اول سب سے مخدوم میاں کلاں لاہور میں اگر قیام پذیر ہوئے اور محلہ علاء خاں کوٹانی میں بہت سے مکان زر خرید کیے اب تک وہ کوچر ٹولی مفتیان کہلاتا ہے۔ جس میں اب بھی مؤلف کتاب قیام پذیر ہے۔ مفتی غلام محمد میرے باپ عابد و زاہد شب بیدار طبیب حافظ تھے۔ تمام روز تدریس و تعلیم و معالجہ مرضیاں میں مصروف رہتے اور اکثر اوقات قرآن پڑھنے اور لکھنے میں صرف کرتے۔ رات کو بعد نماز عشاء دو ساعت تک استراحت کر کے اٹھ بیٹھتے اور بعد ادا سے نماز تہجد صبح تک درود شریف کا ذکر و زبان رہتا۔ تمام عمر میں کوئی نماز حضرت کی فوت نہ ہوئی۔ سوائے تین وقت کی نماز کے جو قبل وفات فوت ہوئیں۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار دوسو چھتر میں واقع ہوئی اور آخری دم تک لب مبارک ذکر الہی میں ملنے رہے اور انگلیاں بغیر رشتہ تسبیح کے جنبش کرتی رہیں۔ حضرت کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں تین

لڑکے اور لڑکی تو خرد سال فوت ہو گئیں اور تین لڑکے اور دو لڑکیوں نے حضرت کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ ایک مفتی سید محمد جو سنہ ایک ہزار دو سو اسی میں فوت ہوئے۔ ان کی اولاد مفتی چراغ دین جلال دین اور ایک دختر موجود ہے۔ دوسرے حافظ غلام احمد جو سنہ ایک ہزار نوے میں فوت ہوئے۔ ان کی اولاد ضیاء الدین و مظفر دین و فصیح الدین و ضمیر الدین اور ایک دختر موجود ہے۔ تیسرے یہ گنگوڑ عاصی شرمسار غلام سرور میری اولاد غلام حیدر و غلام مصطفیٰ و غلام اکبر و محمد انور و غلام اصغر اور ایک دختر موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی عمر دہرا کرے اور دین و دنیا میں بہرہ مند کرے۔ آمین میرے باپ کے بلا و حقیقی ایک مفتی غلام رسول جو سنہ ایک ہزار دو سو اسی میں فوت ہوئے۔ ان کا فرزند غلام علی الدین محمد اپنے فرزند غلام یاسین اور ایک لڑکی کے زندہ حیات ہے۔ خدا سلامت رکھے۔ ایک ہمیشہ بندے کی اس کی اولاد سید علی و برکت علی قریشی موجود ہیں اور خود وہ سنہ ایک ہزار دو سو اٹھاسی میں فوت ہو گئی اور دوسری ہمیشہ اپنی اولاد فخر الدین و رفیع الدین و امین الدین اور دو لڑکیوں کے موجود ہے۔ خدا زندہ رکھے۔ تاریخ وفات حضرت کی مادہ خورشید دین محمد سے حاصل ہوتی ہے۔ اور مدفن گورستان بی بی پاکد انسان کی مادہ تائید ہے۔

۱۶۷۔ شیخ احمد شاہ کشمیری تازہ بلی قدس سرہ

یہ بزرگ اس ناز کے اولیاء میں سے قطب وقت تھے۔ شہر سری نگر کشمیر میں ان کی سکونت سلسلہ عالیہ سہروردیہ و قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ میں بیعت ان کی خدمت اکبر شاہ المشہور اکبر شاہ کے متقی حضرت دن اور رات عبادت و ریاضت و درود و وظائف میں مصروف رہتے۔ کوئی دم بے یاد الٰہی خالی نہ جاتا۔ اہل دین و دنیا جو ان کے دروازے پر جاتا۔ خالی نہ جاتا۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک کس مسلمان بے ہمت گاؤ کشی عدالت کشمیر میں ماخوذ ہوا۔ اس کا بھائی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی رہائی کی استدعا کی۔ اس وقت میاں لال دین جو ایک مصاحب مہاراجہ جوں کا ہے۔ خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت اس کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اس کے بھائی کے مقدمے میں سہی کرو۔ اس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہندوؤں کی عملداری میں کس کی طاقت ہے کہ گاؤ کشی کے بارے میں عرض کرے۔ یہ سن کر حضرت متبسم ہوئے اور فرمایا کہ ہم احکم الحاکمین کے دربار

میں اس کی رانی کے لیے عرض کریں گے۔ چنانچہ وہ ماغذا اسی روز ماغذے سے بری ہو گیا۔ وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار دوسو ستتر میں واقع ہوئی اور مزار کشمیر میں ہے۔

۱۶۸۔ میرا سید غلام امین شاہ صاحب قدس سرہ

یہ بزرگ منجھلی بیٹے سید غلام محی الدین قادری کے تھے۔ ابتداء عمر میں بھی ان کا خیال ترک و تجرید عبادت و ریاضت کی طرف تھا اور دنیا داروں سے نفرت تھی۔ عبادت کے سوا اور کوئی شغل نہ تھا۔ چنانچہ سچاس برس تک حضرت موضع ہر دو متعلقہ ضلع ہوشیا پور میں خلوت نشین رہے۔ اکثر اوقات مات کو جھگل میں نکل جاتے اور رات بھر تنہا خدا کی یاد میں مصروف رہتے۔ آخر سنہ ایک ہزار دوسو اٹھتر میں وفات پائی اور موضع مکن اپنے میں مدفون ہوئے۔ ان کے حقیقی بھائی حافظ محمد شاہ مالک الدین، طالب المولے، عابد زاہد حافظ قرآن شہرامت سر میں بمقام باغ رمانند تمام زمانہ سے الگ ایک حجرہ میں تنہا رہتے ہیں۔ مولف کتاب بھی ان کی زیارت سے بہرہ مند ہوا ہے۔ بے شک بہت خوب آدمی خدا پرست ہے۔ حلیم و خلیق و بزرگ ہیں اور ایسے زمانہ میں کہ مردان خدا اعتقا ہو گئے ہیں۔ ان کی ذات بابرکات مغفمتا وقت سے ہے۔

قطعہ تاریخ

شہنشاہ اسلام سید غلام
وگر طالب نام سید غلام

چورفت از جہاں در مشیت بریں
گوسال وصلش چہ ۱۳۴۸ ھ

۱۶۹۔ سید غلام غوث قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے صاحبزادے سید غلام محی الدین گیلانی کے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے ظاہری و باطنی ان کے نصیب کیے۔ اعتقاد مند لوگوں کا ہجوم ہمیشہ حضرت کے دروازے پر رہتا۔ تمام زمانہ باادب پیش آتا۔ بڑے بڑے رئیس اور حکام وقت حضرت کے ارشاد کی تعمیل بل و جان کرتے تھے۔ کمال عزت و حرمت کے ساتھ حضرت نے عمر بسر کی اور ہمیشہ خدا کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ آخر سنہ ایک ہزار دوسو اسی میں دنیا سے فانی ہوئے۔

رہبرائے عالم جادوانی ہوئے۔
قطع تاریخ وفات :

چونکہ سید غلام غوث ولی رفت در قرب ایزد متعال
بہر تاریخ آں ولی زمان شہسوار بہشت آمد سال ۱۲۶۹

ان کے دو فرزند تھے۔ ایک سید محمد بخش جن کے دو فرزند ہیں۔ ایک سید محمد علی شاہ مشرتہ دار
محکمہ رکھ پنجاب۔ دوسرے سید علی الحق شاہ ہیں۔ جن سے مولف کتاب کو بھی نیاز حاصل ہے دوسرے
صاحبزادے سید گنج بخش سجادہ نشین سید غلام ہیں۔ ان کے تین صاحبزادے ہیں۔ ایک شریف حسن
دوسرے شریف حسین تیسرے عزیز الحسنین، اللہم سلمہم۔

۱۷۰۔ سائیں قطب شاہ لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ غلام حسین کامریہ تھا۔ حصول قوتِ حلال کے واسطے جولاہوں کا کام کرتا تھا۔
اگرچہ فقیر تھا مگر ہرگز ہرگز طبع نہ رکھتا۔ طبیعت اس کی باطنی عبادت و ریاضت کی طرف بہت مائل تھی۔
کم بولتا اور کم کھاتا اور لوگوں سے کم ملتا۔ زبان سے جو کتا۔ اکثر اوقات وقوع میں آجاتا۔ چنانچہ
مولف کتاب کے دو فرزند غلام منفرد و اکبر آنکھوں کے عارضہ سے سخت بیمار ہو گئے اور بیماری
دو سال تک درازی کھینچی گئی۔ آخر ایک دوست کے کہنے سے بندہ ایک آثارِ قدسیہ اور ایک پاؤ
تیل لے کر حاضر ہوا۔ لڑکوں کی حالت دیکھ کر حضرت نے افسوس کیا اور دستِ مبارک ان کے منہ پر
پھیر کر کہا کہ اب طبیب کا علاج نہ کرنا۔ یہ کہہ کر رخصت کیا۔ دوسرے روز لڑکوں کی آنکھوں سے
بہت سی غلاظت بہتی رہی اور یہی حال دوسری رات کو رہا۔ تیسرے روز جب لڑکے صبح کو سوئے
ہوئے اٹھے بالکل تندرست تھے۔ گویا کبھی ان کو آنکھوں کا عارضہ نہ تھا۔ یہ حضرت نے ایک ہزار دو
سونسے بھری میں فوت ہوئے اور موضع کھوئی میراں میں دفنائے گئے۔

چھٹا حصہ مجاہدین و مجاہدین کے ذکر میں

۱۴۱۔ میاں سرنگا مجذوب ہانسوی قدس سرہ

یہ مجذوب شہر ہانسی میں سکونت رکھتا تھا چونکہ شیخ فرید الدین گنج شکر بھی چند سال ہانسی میں قیام پذیر رہے تھے۔ حضرت کی صحبت میں اکثر وہ حاضر رہا کرتا۔ پھر جب خواجہ فرید لہذا فوت ہوا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کے دہلی میں آئے تو یہ بھی دہلی میں آگیا اور حضرت کے روبرو اگر زائرانہ رونے لگا اور کہا کہ ہانسی میں میں اکثر اوقات خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوا کرتا تھا۔ اب جو آپ مندر شاہد و ہدایت پر متمکن ہیں۔ بسبب ہجوم خلق کے مجھ کو زیارت بھی نصیب نہیں ہوتی۔ یہ تقریر مجذوب کی سن کر حضرت متاثر ہوئے اور اس کی خاطر دہلی چھوڑ کر ہانسی کو روانہ ہو گئے۔ سال چھ سو چھیالیس میں اس کی وفات ہوئی۔

۱۴۲۔ سوہن مجذوب ابو دھنی پاک پٹنی قدس سرہ

یہ مجذوب مرد صاحب حال و جذبہ و سکرت تھا۔ پہلے یہ ہندو تھا۔ جب شوق الہی انگیز ہوا تو بندہ خدمت شیخ علاؤ الدین بنیرہ شیخ فرید الدین گنج شکر کے حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور مرید ہو کر بہرہ یاب شوق الہی ہوا۔ چند روز کے بعد مجذوب ہو گیا۔ عادت اس کی یہ تھی کہ کبھی دو دو تین ماہ کچھ نہیں کھاتا اور کبھی چار چار پانچ پانچ سیر طعام کھا جاتا۔ ایک روز اس کو کسی نے دیکھا کہ چونہ کے انبار کے پاس بیٹھ کر چونہ پھیلا کر کھا رہا تھا۔ اس نے باعث پوچھا تو کہا کہ نفس حریص کا پیٹ نہیں

لے قوم کو روہ سے تعلق رکھتے تھے (اخبار الاخبار ۲۷۵)

ملاحظہ ہو

بھرتا۔ اس واسطے چاہتا ہوں کہ اس کا سپٹ پتھروں سے بھردوں۔ وفات اس کی نہ سات لکھائیں
بھری میں واقع ہوئی۔

۱۴۳۔ شیخ الدین مجذوب نارنولی قدس سرہ

یہ مجذوب نارنول میں رہتا تھا۔ عادت اس کی یہ تھی کہ کوچہ بازار میں اکثر مچھرا کرتا اور جس
جگہ بیٹھ جاتا۔ کئی روز تک وہاں سے نہ اٹھتا۔ ہر وقت اپنے آپ کے ساتھ باتیں کیا کرتا۔ کبھی رونے
کبھی ہنسنے لگ جاتا۔ پرانی پھٹی گودڑی کے بغیر کچھ نہ پہنتا۔ ہاتھ پاؤں میں لوسہ کے حلقے رکھا کرتا
خوارق و کرامت اکثر اس سے ظاہر ہوتے اور جو شخص روبرو جاتا۔ اس کے دل کا حال بات
بات میں کہہ دیتا۔ وفات اس کی بقول صاحب اخبار لاخیا رنپدر حصوں شعبان شب برات کے
روز سال ۱۴۳۰ چھالیس بھری میں ہوئی اور مجذوب صادق تاریخ وفات ہے۔

۱۴۴۔ میاں معروف مجذوب دہلوی قدس سرہ

یہ مجذوب دہلی کا رہنے والا تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کے مزار کے پاس قدیمی
گنبد میں جو مقبرہ شیخ برہان الدین بلخی کے پاس ہے۔ رکھتا تھا۔ ظاہری علم میں بھی اس کو کمال
دخل تھا۔ جب شیر شاہ بادشاہ نے قلعہ دہلی کو سال ۱۴۳۰ سنہ ۱۰۳۸ھ میں دیران کیا تو یہ مجذوب گم
ہو گیا۔ نہ معلوم کہاں گیا۔

لے ملاحظہ ہو : عبدالحی شیخ ، اخبار لاخیا ۲۴۴-۲۴۵

۲۔ شیر شاہ نے دہلی علانی اور کوٹنگ سیری کو برباد کر کے اندر پت کے پاس دیا کے کنارے پر ۹۴۸ھ / ۱۵۴۱ء میں
ایک شہر آباد کیا جسے شیر شاہ کی دہلی کہتے ہیں (اصفاں سرسید ، اخبار الصداۃ ۹۵)

۳۔ میاں معروف مجذوب کے بارے میں شیخ عبدالحی محدث دہلوی لکھتے ہیں ، مجذوبی بود در مقام حضرت خواجہ
قطب الدین و گنبد قدیمی کہ نزدیک بقبر شیخ برہان الدین بلخی است می بود۔ باوجود حال سکہ و جذب و علم تکبر
آیتی بود از آیات الہی در وقت کہ شیر شاہ قلعہ دہلی را دیران کرد و بجزو شدن غائب شد کہ هیچ نشانی از و پیدا نہ شد
(اخبار لاخیا ۲۴۱)

۱۷۵۔ شیخ حسن بودلہ مجذوب قدس سرہ

یہ شخص دہلی کے ایک امیر کا بیٹا تھا۔ جب یہ مجذوب ہوا تو اکثر سراپا برہنہ پھر کرتا تمام زمانہ اس کی بزرگی کا قائل تھا۔ اکثر بزرگان وقت نے اس کو خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں دیکھا اور اکثر لوگ جو کہ منظر سے آتے۔ وہ کہتے کہ ہم نے اس کو مکہ مدینہ میں دیکھا تھا۔ باوجودیکہ وہ کبھی دہلی سے باہر نہ گیا تھا۔ سال نو سو چونسٹھ میں اس کی وفات ہوئی اور قبر دہلی میں ہے۔

۱۷۶۔ شاہ ابوالغیث بخاری مجذوب قدس سرہ

فرزند بلند سید حاجی عبدالوہاب بخاری تھا۔ جن کا ذکر خاندان سہروردیہ میں تحریر ہو چکا ہے ایک بزرگ صاحب سکر و جذب و عشق محبت تھا۔ ابتدا عمر میں جب یہ مدرسہ میں پڑھا کرتا تو اور طالب علموں سے اول سبق پڑھتا اور کہتا کہ خدا جانے مجھ پر کون سی حالت آئے گی۔ یہ وقت غنیمت ہے۔ جب تحصیل سے فارغ ہوا تو بسبب جاذب حقیقی مجذوب ہو گیا۔ جذب و سکر کی حالت میں اکثر خوارق و کرامت بے اختیار اس سے سرزد ہوتیں۔ ایک روز بتقریب عرس ان کے گھر میں تمام روز تو گرم رہا اور روٹیاں پکتی رہیں۔ یہ آہنی توستے گرم کے اوپر دونوں پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور کچھ اڑ بجنے کا پاؤں میں ظاہر نہ ہوا۔ سال نو سو سرسٹھ ہجری میں وفات کی۔

۱۷۷۔ میاں مونگر مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ مجذوب لاہور میں رہتا تھا۔ حالات اس کے عجیب و غریب تھے۔ شیخ حاجی محمد کا قول

سے قبرا و دربانہ دہلی نزدیک روضہ خواص خان است و این خواص خوان از موالی شیر شاہ بود و در سخاوت و صلاح از افراد وقت بود اوصاف و احوال زانما لوصف دارد۔ شرت بکثرت برہیں قدر اختصار لقا و داورا سلیم شاہ بن شیر شاہ خمید ساخت۔ در سنہ صد و پنجاہ و ہشت و ہجرت رحمتہ اللہ علیہ (اخبار الاخیار ۲۷۲)

۱۔ ملاحظہ ہو : عبدالحق کشیش : اخبار الاخیار ۲۷۰

ہے کہ ایک مرتبہ ہم دہلی سے لاہور میں آئے۔ میاں حسن بودلہ مجذوب بھی ہمارے ساتھ چلا آیا۔ جب بازار شناس میں پہنچے۔ میاں مونگہ دہلی آ پہنچا اور حسن کو دیکھ کر کہنے لگا کہ تجھ کو لاہور سے کیا غرض ہے۔ ابھی چلا جا۔ چنانچہ وہ اسی وقت دہلی کو اٹھ کر چلا گیا۔ سنہ ۱۱۳۷ھ میں اس کی وفات ہے۔

۱۷۸۔ جیٹی شاہ مجذوب کشمیری قدس سرہ

یہ مجذوب صاحب کشف و کرامت و جذب و سکو کشمیر میں رہتا تھا جو کوئی اس کے رو بہو جاتا۔ فی الفور اس کے مافی الضمیر سے خبر دیتا۔ شیخ مخدوم حمزہ کشمیری و شیخ بابا داؤد خاکی کی خدمت میں اکثر اس کی آمد و رفت تھی۔ جب ان کے پاس جاتا۔ شیخ خلوت کر کے اس سے اسرار الہی کی تقریریں کرتے۔ وفات اس کی بقول صاحب تواریخ اعظمی نو سو اکیاسی سنہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار کشمیر میں شیخ ہروی ریشی کے مقبرہ کے اندر ہے۔

۱۷۹۔ شاہ بدیع الدین مجذوب کشمیری المشہور بادی شاہ قدس سرہ

یہ بزرگ سرست جام محبت و مدہوش شراب عشق تھا۔ سمالت تجرید و تغرید زندگانی کرتا۔ سردی کے موسم میں جب برف بستی تو یہ جنگل میں تمام رات گذارتا ایسی حالت میں کہ سوائے ایک تہ بند کے کوئی اور کپڑا اس کے جسم پر نہ ہوتا۔ زبان ترجمان اس کی سے جو کلمہ ملے یہاں ہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ محمد اعظم نے یہ نام نہیں تحریر کیا ہے (اعظمی ص ۱۱۱)

لاحظہ ہو :

محمد اعظم : تاریخ کشمیر (اعظمی ص ۱۱۱)

۲۔ خواجہ محمد اعظم نے لکھا ہے "از مجذوبان مشہور المجذوب بود زبانش حکم کشمیر زبان داشت۔ ہر چہ می گفت می شد باصفت غلبہ جذبہ حروف توحید و معرفت راضا و منتفع می گفت در اظہار منہیات و حرف جذبات گویا مکی بود۔ بیرون قلعہ و در ملک کوہ آسودہ است۔ بعد وفات ہم جلال از قبر او ظاہر بود و ہر کہ قسم دروغ می خورد۔ در ساعت بسزائی رسید (اعظمی ص ۱۱۲)

بکل جاتا۔ اسی طرح وقوع میں آتا اور باوجود حالت جذب و سکر کے کلمہ ہمد اُوست بر ملا کرتا۔
 علمائے کشمیر نے کئی مرتبہ اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ مگر حاکم کشمیر نے حکم المجنون معذور اس
 فتویٰ پر عمل نہ کیا۔ وفات اس کی سال نو سو بانو سے ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پُر انوار
 کشمیر میں ہے۔

۱۸۰۔ خواجہ داؤد مجذوب کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیری مجذوبوں سے صاحب جذب و استغراق و مستی و بے خودی و بیہوشی تھا۔
 کھانے پینے پہننے کے بھی اس کو چنداں حاجت نہ تھی۔ کبھی اس نے اپنے ارادے سے لقمہ منہ
 میں نہ رکھا۔ جب کوئی لقمہ اٹھا کر اس کے منہ میں ڈالتا تو کھا لیتا۔ پہلے یہ چند سال تک خاموش
 رہا اور کسی سے ہمکلام نہ ہوا۔ جنگل ویرانے میں اس کا مقام تھا۔ آخر جب سال ایک ہزار چھپیس
 میں کشمیر میں دبا آئی اور ہزاروں لوگ مر گئے تو شہر کے لوگ جمع ہو کر بطلب دعا دفع دبا کے اس
 کے پاس گئے۔ جواب دیا کہ اچھا آئندہ دبا کے صدمے سے کوئی نہ مرے گا۔ سب کے محض میں ہم
 ہی مرے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر زمین پر لیٹ گیا اور جاں بحق تسلیم کی۔ اس روز سے کشمیر سے
 دبا دفع ہو گئی۔

۱۸۱۔ شیخ مسٹھا مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کامریہ تھا۔ حالت جذب و استغراق اس پر ایسی
 غالب ہوئی کہ ہمیشہ ویرانے جنگل میں پھرا کرتا اور وحش و طیور سے ہم کلام ہوتا اور جس شخص
 پر توجہ کرتا۔ وہ بھی مجذوب ہو جاتا۔ تمام عمر اس کی اسی حالت میں گزر گئی۔ آخر سال ایک
 لے خواجہ داؤد مجذوب کے بارے میں خواجہ محمد اعظم لکھتے ہیں: درائے طلب شورش بہم رسانیدہ بد رعیت و
 بے خودی زدہ در حقیقت از عقل برد چوں علت و با شیعہ یافت و عالم عالم مردم براو قاشافت بغیر آمدہ بخیریت
 خواجہ حبیب اللہ نوشہروی و میر یوسف قادری و لد میر نازک با زنی پیغام کرد کہ چاہا بل عالم خود را فدا نہ سازیم این
 گفت و عنقریب رحلت نمود و دبا دفع شد در محلہ بودہ گیر آسودہ (اعظمی ۱۲۸)

ہزار ایک سو پندرہ میں فوت ہوا۔

۱۸۲۔ سید شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہ شخص نواب میر مرتضیٰ خاں کا بیٹا منصف دار مہنت ہزاری دربار عالم گیری میں محتاجب جاذب حقیقی نے اس کو اپنی محبت کی طرف کھینچا تو اس کے دل میں ارادہ ترک دنیا کا پیدا ہوا۔ مگر خانگی و بادشاہی تعلق یک قلم اس سے چھوٹنے محال تھے اس لیے وہ خدمت شیخ حاجی محمد نوشاہ کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاجی محمد بیارہ تھے اور ایک روز ان کی وفات میں باقی تھا حضرت نے اس کی بیعت قبول کی اور ذکر و شغل کی اجازت دی۔ اس نے عرض کی میرا ارادہ ترک دنیا کا ہے۔ سو وہ مجھ سے عمل میں آنا ممکن نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ مجذوب ہو جاؤں حضرت نے جواب دیا کہ تعلق میں بے تعلق چنانہ دوں گا کام ہے۔ مجذوب ہونا آسان ہے۔ اس نے نہ مانا اور مجذوب ہونے پر اصرار کیا۔ یہاں تک کہ خدا کا واسطہ درمیان لایا۔ ناچار حضرت نے ایک کرتہ جس کو آپ چند روز پہن چکے تھے اس کو دیا اور کہا کہ اس کو پہن لے۔ بجز دھپنے کے عالم ملکوت اس پر منکشف ہو گیا اور ایسی مستی و بے خودی طبیعت پر ظاہر ہوئی کہ دنیا و اہل دنیا سے بے خبر ہو گیا۔ دن رات ویران جنگل میں پھر کر تا۔ آخر ۱۱۳۱ھ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری میں وفات کی۔

لے شیخ مطہر مجذوب نوشاہی کا سال وفات ۱۱۱۵ھ غلط ہے۔ بلکہ ۱۰۷۶ھ خاندانی روایات کے مطابق صحیح ہے (شریف التواریخ جلد سوم ص ۴۲۲ قلمی)

ملاحظہ ہو :

شرافت نوشاہی : شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول ص ۴۲۲-۴۲۵ قلمی

لے شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی کا سال وفات خاندانی ناخذ کے مطابق ۱۰۹۲ھ درست ہے۔ اس لیے مفتی صاحب کا مندرجہ سال وفات ۱۱۳۱ھ غلط ہے (شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول ص ۴۲۴ قلمی)

ملاحظہ ہو :

شرافت نوشاہی : شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول ص ۴۲۱-۴۲۴ قلمی

۱۸۳۔ نالو مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہ حضرت بزرگ حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کامریہ تھا۔ ابتدائے حال میں بے خودی و بہوشی و استفراق کی حالت اس پر طاری ہوئی۔ یہاں تک کہ کھانے پینے پہننے کی پروا اس کو نہ تھی۔ ایک مرتبہ اس نے سنا کہ قیامت کے روز تمام خلقت سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب مرد بے ریش ہوں گے۔ یہ سن کر اس نے موچنا خریدنا اور تمام ریش و برت کے بال اکھاڑ ڈالے اور کہا کہ جو بات قیامت کو ہونے والی ہے وہ ابھی سے ہو جائے تو بہتر ہے۔ بعد وفات پر روشن ضمیر کے یہ شخص جگل کو نکل گیا اور آبادی کا رہنا ترک کیا۔ وہاں اس شخص کو قطاع الطریقوں نے سال ایک ہزار ایک سو پینتیس میں شہید کیا۔

۱۸۴۔ حافظ طاہر مجذوب نوشاہی قدس سرہ

کتاب تذکرہ نوشاہی میں لکھا ہے کہ یہ شخص بعد حفظ قرآن و تحصیل علوم حصول علم باطن کے لیے حضرت ملا شاہ قادری میاں میر بالا پیر کے خلیفہ کے پاس چند سال حاضر رہا۔ مگر وہاں اس کو کچھ بہرہ نہ ملا اور سخت بے اعتقاد ہو کر اسلام سے بھی برگشتہ ہو گیا۔ رشتہ زمار گردن میں ڈال لیا اور فقرائے ہندو میں مل کر جا بجا گدائی کرنے لگا۔ ایک روز ان کا گذر حضرت نوشاہ کے دولت خانے پر ہوا حضرت نے حکم دیا کہ ہر ایک شخص کو غلہ گندم دے دو۔ چنانچہ سب کو مل گیا۔ مگر حافظ طاہر کو کچھ نہ ملا غلہ ختم ہو چکا تھا۔ یہ غلہ کے نٹنے سے محروم و مایوس ہو کر پھرنے لگا تو حضرت نے

اسے نالو مجذوب کا اصل نام نامک تھا۔ عوام میں نالوں معروف ہو گئے۔

۱۔ میان مفتی صاحب نے سال وفات ۱۱۳۵ھ اور خزینۃ الاصفیاء ۲/۴۲۲ میں ۱۱۳۲ھ لکھا ہے۔ یہ دونوں نین غلط ہیں۔ بلکہ خاندانی ماخذ میں سال شہادت ۱۰۹۹ھ مندرج ہے۔ جو ہمارے نزدیک معتبر ہے (شریف التواریخ) جلد سوم ص ۵۵، شیخ نالو مجذوب کا مدفن موضع کلا کے چیر ضلع گجرات پاکستان ہے۔

ملاحظہ ہو

شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول ۵۰۸-۱۱۳ قلمی

اس کو آواز دی اور کہا کہ حافظ طاہر جہاڑے پاس آکر حصہ تیرا ہمارے پاس ہے۔ اپنا نام سن کر یہ متعجب ہوا کہ یہ میرے نام سے کیونکہ واقف ہیں۔ جب پاس آیا تو حضرت نے اپنے خادم کو ارشاد کیا کہ اس کا کرتہ اتار کر اس کے گلے میں جو زنا رہے توڑ دے۔ اس نے توڑ دیا۔ من بعد مجدد مسلمان ہوا اور ایک نظر فیض اثر سے اس کو واصلِ بخت کیا۔ اس روز سے حالت جذب استغراق و بے خودی و بے ہوشی طاری ہوئی۔ میانِ تک کہ سراپا برہمنہ جنگل میں پھرا کرتا کسی سے تعلق نہ رکھتا۔ آخر سال ایک ہزار ایک سو چھتیس میں مر گیا۔

۱۵۔ معصوم شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ مجذوب صاحب جذب و استغراق و بے ہوشی و بے خودی جامع خوارق و کرامت لاہور کا رہنے والا تھا۔ ملید مٹھ میں ایک پرانی حویلی کے دروازے پر اس کا قیام تھا۔ آگ ہمیشہ اس کے روبرو روشن رہتی تھی۔ اگرچہ اس گھر کی چوہی دہلیز پر بارہ برس تک اس نے آگ جلانی مگر اس دہلیز کی لکڑی نہ جلی۔ شیخ و اب الدین جو راقم الحروف کا ایک دوست تھا۔ اپنی آنکھ کا دیکھا ہوا حال اس طرح پر بیان کرتا تھا کہ ایک روز ایک ہندو عورت بیوہ کسی سے کپڑا کشیدہ نکالنے کے واسطے لائی تھی۔ اتفاقاً گذر اس کا معصوم کی قیام گاہ کے آگے سے ہوا۔ معصوم شاہ اس کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کپڑا اس سے چھین کر آگ میں ڈال دیا۔ چنانچہ جل گیا۔ چونکہ فقیر مجذوب تھا ناپا عورت روتی ہوئی اپنے گھر کو چلی گئی اور یہ حال مسمیٰ نور محمد مقدم محلہ کے آگے بیان کیا۔ عورت کو ساتھ لے کر معصوم شاہ کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت یہ عورت بیوہ ہے۔ کشیدہ نکال کر اور اجرت حاصل کر کے اپنا گزارہ کرتی ہے۔ آج یہ بیگانہ کپڑا کشیدہ نکالنے کے لیے اجرت پر لائی

۱۔ حافظ طاہر نوشاہی کی سال وفات میں ۱۱۳۶ھ غلط ہے۔ جناب سید شرافت نوشاہی کی تحقیق کے مطابق صحیح سال وفات ۱۰۹۷ھ ہونا چاہیے (شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول ۲۶۵)

لاحظہ ہو :

۲۔ شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول ۲۶۴-۲۶۵

۳۔ عمیات نوشاہی، تذکرہ نوشاہی قلی ملکہ سید شرافت نوشاہی بکرات

تھی۔ آپ نے وہ کپڑا جلادیا۔ اب یہ عاجز اپنی اجرت سے بھی محروم ہوئی۔ از دست قیمت کپڑے کی کپڑے کے مالک کو دینی پڑی۔ یہ نقدی کہاں سے لائے گی۔ آپ نے یہ ظلم اس عاجز پر کس واسطے کیا۔ یہ بات سن کر معصوم شاہ ہنسا اور آگ کی راکھ دور کر کے وہ کپڑا نیچے سے کشیدہ ہوا ہوا نکال کر عورت کے حوالہ کیا اور کہا کہ مائی جو کام تم سے کئی روز میں ہونا تھا۔ وہ ہم نے ایک روز میں کر دیا۔ وفات اس کی سنہ ایک ہزار دوسو اکیس میں واقع ہوئی اور مزار لڑائی دروازے کے باہر ہے۔

۱۸۶۔ مستقیم شاہ لاہوری فیض پوری مجذوب قدس سرہ

یہ شخص قوم کا جام تھا۔ ایک روز ایک زمیندار کی حجامت اس کے چاہ پر جا کر کر رہا تھا اتفاقاً ایک فقیر روشن ضمیر کا گذر اس طرف ہو گیا اور اس کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ اے حجام نیک نام میں پیاسا ہوں۔ سرد پانی پلائے تو خدا سے اجر پائے مستقیم یہ بات سن کر اسٹھ کھڑا ہوا اور چاہ سے تازہ پانی بھر لایا اور فقیر کو پلایا۔ فقیر نے جب سرد پانی پیا۔ ایک گرم نگاہ سے اس کی طرف دیکھا۔ بجزوہ دیکھنے کے مستقیم پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ فی الغور زمین پر گر پڑا۔ تین دن تک بے ہوش رہا پھر جب ہوش میں آیا۔ تارک الدنیا ہو کر موضع فیض پور میں قیام کیا اور باقی کی عمر سستی و مجذوبی میں گذاری۔ خارق و کرامت اکثر اس سے ظاہر ہوئیں۔ ایک ہزار دوسو چالیس میں اس کی وفات ہوئی اور قبر موضع فیض پور میں ہے۔

۱۸۷۔ فقیر تاج شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ شخص ایک فقیر مست و مجذوب تھا۔ کبھی شہر میں اور کبھی جنگل میں بھاگتا۔ متنازع باتیں اکثر اس کی زبان سے نکلتی۔ کبھی حاضرین کے روبرو ان کے دل کی باتیں بھی بیان کر دیتا۔ لاہور کے لوگ اکثر اس کے معتقد تھے۔ سکھوں کی سلطنت کی خرابی کا حال پہلے ہی اس نے بیان کر دیا تھا۔ یعنی جس روز راجہ رنجیت سنگھ مرا تھا۔ اسی روز کہہ دیا تھا کہ نو برس اور یہ سلطنت رہے گی پھر پنجاب کے مالک فرنگی ہو جائیں گے اور یہ بھی بہت تذکرے مشہور ہیں۔ چنانچہ ایک شخص نوراً قوم بنجار جس کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ ان کے پاس آکر مستدعی دعا کا ہوا۔ فرمایا کہ اب کے تیرے

گھر عمر دراز بنایا ہوگا۔ اس کا نام بوڑا رکھنا۔ چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور اب تیس برس کی عمر کو پہنچ چکا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سمالت بیماری و آخری وقت کے ان کو بلایا اور اپنی صحت کے لیے عرض کی۔ جواب دیا کہ مناسب کے واسطے ہے۔ جس طرح تیرا اور میرا باپ مر گیا ہے۔ تو بھی مرنے والا ہے۔ چندن کی لکڑی تیرے جلانے کے لیے لانی چاہیے۔ یہ سن کر وہ ناامید ہوا۔ جب شاہ قلعے سے نکلا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جان دے دی۔ آخر سال ایک ہزار دو سو اسیٹھ ہجری میں فوت ہوا۔ قبر لاہور میں باہر موچی دروازے کے ہے۔

۱۸۸۔ نظام شاہ لاہوری مجددِ قدس ترہ

یہ مہندوب صاحب جذبِ شوق و ذوق و سکھ لاہور کا رہنے والا تھا۔ شہر اور جگہ میں بچہ کرتا تھا۔ شراب کے نشہ میں ہر وقت مستغرق رہتا۔ لوگ اس کے بہت متعقد تھے جو بدیہ لوگ دیتے حاضرینِ وقت کو تقسیم کر دیتا۔ اس کے خوارق بہت مشہور ہیں۔ چنانچہ جس روز راجہ ہیر سنگھ مہاراجہ ولیپ سنگھ کا وزیر قتل ہوا تھا۔ علی الصباح مسجدِ ممد سادھواں میں آیا اور امام مسجد کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آج عیدِ اضحیٰ کا روز ہے۔ پہلے بوریے لپیٹ کر سنئے بوریے بچھا دو۔ لوگ اس بات سے متعجب ہوئے۔ رجب پھر دن چلے گا۔ راجہ ہیر سنگھ بہ بہانہ شکار بھاگ نکلا۔ سکھوں نے اس کا تعاقب کر کے اس کو مار ڈالا اور جواہر سنگھ کو وزیر بنایا۔ اپنی مرگ سے چند سال پہلے اس نے اپنے رہنے کے لیے ایک مکان قبرستانِ میانی میں بنایا۔ وہاں ایک کاٹھ چربی جس میں حکام مجرموں کے پاؤں ڈال کر قتل لگا دیتے تھے۔ تیار رکھا تھا۔ جس پر غصہ ہوتا۔ اس کو کپڑا کر اس میں قید کر دیتا۔ جب ایک دو ساعت گزرتی پھر چھوڑ دیتا۔ ایک روز ایک شخص قوم جوگی مسلمان پر غصہ ناک ہوا۔ جس نے اس کے پانی پینے کا گھلی کوڑہ ڈالا تھا اور حسبِ العادت اس کو بھی کاٹھ میں مقید کیا اور ایک گھڑی کے بعد خود ہی چھوڑ دیا۔ اس شخص نے ناراض ہو کر استغاثہ اس بات کا بحضور میجر میگلر صاحبِ حاکم ضلع لاہور پیش کیا۔ وہاں سے خدا بخش کو توال کے نام حکم جاری ہوا کہ معاملہ کو مع کاٹھ کے حاضر کرے۔ چونکہ اس روز شنبہ کا دن تھا۔ دوسرے روز یک شنبہ کی تعطیل ہو گئی۔ چونکہ خدا بخش کو توال بھی اس کا متعقد تھا۔ دوسرے روز خود اس کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کی طلبی صاحب

ضلع کی کچہری میں ہے۔ کل آب کو وہاں گرفتار ہو کر جانا ہو گا اور میں نوکر و محکوم سرکار ہوں حکم کی تعمیل میں معذور ہوں۔ یہ بات سن کر نظام شاہ ہنسا اور کما کہ ہمیں کل اپنے حاکم کی کچہری میں حاضر ہونا ہے۔ ہم کو فرنگی کی کچہری میں کون لے جاسکتا ہے۔ پس اس رات قوالوں کو بلا کر تمام رات سماع میں مشغول رہا۔ علی الصبح قوالوں کو رخصت کیا اور خود بستر پستراحت کی اور جاں بحق تسلیم کی۔ جب یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی۔ ہزاروں لوگ جنازہ پر حاضر ہوئے اور بڑی عزت سے دفن کیا دگلا نظام شاہ کی سال ایک ہزار دو سو انتہر میں واقع ہوئی اور قبر گورستان میانی میں ہے۔

۱۸۹۔ متان شاہ لاہوری مجذوب قدس سرہ

مذہبان بالکمال و سرستان اہل حال سے تھا۔ دنیا سے کمال بے نیاز تھا۔ کسی کے ساتھ کسی کی گفتگو تک نہ سمجھتی۔ خود دلوش و لباس سے کمال استغنا تھا۔ گرام و سرا میں برہنہ بدن پھرا کرتا کسی سے ہم کلام نہ ہوتا۔ البتہ اپنے منہ سے کچھ کہتا رہتا۔ لوگ ہزاروں قسم کے کھانے اور لباس و زینہ و نقد اس کے روبرو لاکر رکھتے۔ وہ نظر تو جد سے ان کی طرف نہ دیکھتا۔ کوئی رکھ جاتا اور کوئی اٹھا کر لے جاتا۔ کبھی کسی کو خود اٹھا کر دے دیتا۔ کمادوں اور جلابوں کے کارخانوں میں جب کبھی گذرتا انہیں کا کام نہایت خوبی کے ساتھ کرنے لگ جاتا۔ جب بھوک غالب ہوتی تو درخت کی پتی کھا کر پیٹ بھر لیتا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کو کمال اعتقاد اس کی نسبت تھا۔ ہزاروں روپیہ دے دیتا۔ مگر یہ نہ لیتا۔ ایک مرتبہ رنجیت سنگھ اپنے ہاتھی پر بٹلا کر قلعے کو لیے جاتا تھا۔ یہ ہاتھی کے اوپر سے کود پڑا۔ ہزاروں خوارق و کرامت اس سے سرزد ہوتی تھیں۔ جن کا تذکرہ مملوک کی زبان پر ہے۔ جب کوئی اہل حاجت اس کے روبرو جاتا۔ گفتگو گفتگو میں یہ اس کے مافی الضمیر کا حال کہہ دیتا۔ آخر سال ایک ہزار دو سو انتہر ہجری میں فوت ہوا۔ قبر لاہور میں ہے۔

۱۹۰۔ جیلے شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ شخص مرست صاحب جذب و استغراق تھا۔ سر پر بہت بھاری گپٹی لٹکتا اور زبان سے بہت بولتا۔ اس کا کلام اکثر سمجھا نہیں جاتا تھا۔ جب کوئی اس کے روبرو جاتا۔ اس کی طرف متوجہ

نہ ہوتا۔ بعض اوقات لوگوں کے دل کا حال برملا بیان کر دیتا۔ لاہور کے گلی و بازاروں میں اکثر اس کی گردش ہوتی۔ کوئی قیام گاہ اس کا نہ تھا۔ اسی حالت سے اس کی عمر گزر گئی۔ آخر سنہ ایک ہزار دوسو پینٹھ میں مر گیا۔

ساتواں حصہ

عورتِ صالحہ کے ذکر میں پنجاب میں گندر چلی ہیں

۱۹۱۔ بی بی حاج بی بی تاج بی بی نور بی بی حور بی بی گوہر بی بی شہباز

خاندان اہل بیت سے یہ بیبیاں عقیل بن علی کی پانچ لڑکیاں تھیں۔ واقعہ کربلا کے وقت یہ شام میں تھیں۔ امام حسین علیہ السلام کی آمد سن کر یہ کربلا میں آئیں۔ مگر ان کے آنے سے پہلے خاتمہ ہو چکا تھا اس واسطے یہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بخوف خاندان بنی امیہ کے ہند کر وانا ہوئیں اور لاہور کے باہر آکر قیام کیا۔ بہت سے لوگ ان کے قدم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے۔ یہ خبر جب مسیحی بساؤ راجہ لاہور کو پہنچی۔ اس نے اکثر اپنے دیوار کے امیران کی خدمت میں بھیجے اور کہلا بھیجا کہ یہاں سے چلی جائیں، مگر جو شخص جاتا۔ وہاں ہی مشرف باسلام ہو کر رہ جاتا۔ آخر راجہ کا بیٹا گیا۔ اس نے بھی اسلام کا خلعت پہن لیا۔ راجہ نے جب یہ حال سنا۔ کمال غضب ناک ہوا اور لشکر کے ساتھ ان کے قتل پر آمادہ ہو کر چلا۔ جب نزدیک پہنچا تو بیبیوں نے خدا کی جناب میں عرض کی کہ ہم کو نافرمانوں کی نظر سے بچالے اور پیوند زمین کر لے۔ چنانچہ سب بیبیاں مع خدام کے پیوند زمین ہو گئیں۔ صرف

اور حنفیوں کی کئی قبروں کے نشان کے لیے باہر گئی۔ راجہ کا بیٹا جس کا نام بعد مسلمان ہونے کے جمال رکھا گیا سلامت رہا۔ راجہ اس کو ساتھ لے گیا اور چاہا کہ وہ اپنے قدیم دین کی طرف عود کرے، مگر اس نے نہ مانا اور حضرات کی مزار پر مجاور ہو بیٹھا۔ یہ عام روایت لوگوں کی زبانی ہے اور کتاب تحفۃ الاولیاء میں بھی یہی مضمون لکھا دیکھا ہے۔ مگر قیاس نہیں چاہتا کہ واقعہ کہ بلا کے وقت یہ عرب سے ہند میں آئی ہوں، مگر ان حضرات کی بزرگی و پُر فیض ہونے میں شک نہیں کہ مکان نہایت متبرک ہے اور کتاب تذکرہ حمید یہ میں جو مضمون مولف کی نظر سے گزرا ہے۔ اس کا لکھنا بھی لطف سے خالی نہیں۔ اگرچہ کتاب خزینۃ الاصفیاء مؤلف ہند میں درج نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ سید احمد تحفۃ ترمذی جو لاہور کے بزرگوں میں سے قطب یگانہ و غوث زمانہ تھے۔ ان کے پانچ لڑکیاں بی بی حاج و بی بی تاج و بی بی نور و بی بی حور و بی بی گوہر و بی بی شہباز تھیں اور پانچوں عابدہ و ناپدہ و صاحب عبادت و ریاضت تھیں جب چنگیز خاں منغل سے شہزادہ جلال الدین خوارزمی نے شکست کھائی اور ہند میں بھاگ آیا تو چنگیز خاں کی فرج اس کے تعاقب میں پنجاب میں داخل ہوئی۔ تمام ملک پنجاب انہوں نے غارت کر لیا۔ شہر لاہور کے لوگ دو مہینے تک ان کے ساتھ لڑتے رہے۔ جب شہر فرج ہوا تو افسر فرج نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ سب کے سب قتل ہوں۔ بلکہ کوئی ذی جان حیوان بھی جائز نہ ہو۔ چنانچہ ہزاروں انسان و حیوان قتل ہوئے۔ اس وقت یہ پانچوں بیبیاں شہر کے باہر اپنے صومعہ میں جہاں ان کا باپ رہتا تھا۔ موجود تھیں۔ جب مخالفین نے ان کو قتل و غارت کرنا چاہا تو انہوں نے دعا کی کہ الہی ہم کو پیوند زمین کر لے اور نامحرم مردوں کی صورت نہ دکھلا۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور زمین نے ان کو اپنے آپ میں چھپا لیا۔ جب مخالفین دیوار توڑ کر مکان میں گئے۔ کوئی ذی جان موجود نہ پایا۔ البتہ زمانے کیڑوں کے کنارے زمین کے باہر نظر آئے۔ چند آدمی یہ کرامت دیکھ کر مشرف باسلام ہوئے اور انہوں نے مجاور ہی اس مزار کو حرابہ کی اختیار کر لی۔ یہ تقریر جو مشہور نہیں ہے، شاید کوئی اس پر یقین نہ کرے گا۔ مگر عجیب نہیں ہے کہ ایسا ہوا ہو اور

۱۔ واقعی یہ قیاس اور زبانی روایت ہے جس کا تاریک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ تحفۃ الاولیاء کی حیثیت پر ہم شیخ اسماعیل محدث لاہوریؒ کے تحت مفصل بحث کر چکے ہیں۔

واقعہ غارت و قتل لاہور کا چھ سو چودہ ہجری میں واقع ہوا تھا اور سید احمد تختہ کی وفات سنہ چھ سو دو میں ہوئی تھی۔

۱۹۲۔ بی بی سارہ قدس سرہا

یہ بی بی شیخ نظام الدین ابوالموید دہلوی کی والدہ محی۔ نہایت بزرگ حافظہ و مابہ و زاہدہ و صائمہ دن اور رات اس کو سوائے عبادت و ریاضت کے کوئی کام نہ تھا۔ اخبار الانیار میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں اس کا بارش ہو گیا۔ جب مخلوق نہایت تنگ ہوئی تو شتر کے اکابر مل کر شیخ نظام الدین ابوالموید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چاہا کہ شیخ نزول باران رحمت کے لیے دعا کریں۔ ان کی التجا شیخ نے قبول کی اور ممبر پر چڑھ کر ایک پرانا زانہ کپڑا بغل سے نکالا اور ساتھ اٹھا کر دعا کی کہ الہی میری والدہ کے پھینے کی یہ اوڑھنی ہے جس کی تمام عمر میں ناخرموس کی نظر سے اس کو تو نے محفوظ رکھا ہے۔ پس اگر وہ مخفیہ پاک و امنہ و محفوظ محی تو اس کی پاک دامن کے طفیل سے اپنی مخلوق کی دعا قبول کر اور باران رحمت برسا۔ بجز داس دعا کے ابراہمان پر نمودار ہوا اور

سنہ ۹۱۳ھ غلط ہے۔ بلکہ یہ واقعہ ۹۳۹ھ / ۱۲۲۱ء میں ہوا (نامی ۱ رسالہ بی بی پاکوٹاں ص ۷)
 بی بی پاکوٹاں کے بارے میں بیان کے مجاوروں نے جلالین روایات مشہور کر رکھی تھیں۔ مولوی نور احمد شتی مفتی غلام سرور لاہوری اور کنہیا لال کی بے اعتدالی اور سماعی روایات کے قلم بند کرنے کی وجہ سے عرصہ دراز سے حقیقت ہی جلی تھیں۔ پھر خود مفتی صاحب کو ۱۲۹۲ھ میں جب تذکرہ حمید یہ دستیاب ہوا تو ان روایات کو کٹ شنبہ کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ پہلی مرتبہ پیر غلام دستگیر نامی مرحوم نے تاریخ جلیلہ اور رسالہ بی بی پاکوٹاں لکھ کر انہیں حضرت سید احمد تریخہ ترمذی (د ۹۰۲ھ / ۱۲۰۵ء) کی اولاد ثابت کیا اور ہمارے نزدیک بھی یہ روایت قسریں قیاس معلوم ہوتی ہے۔

لاحظہ ہو :

- (۱) شمس اللہ : تذکرہ حمید یہ مرتبہ نامی
- (۲) نامی : (رسالہ) بی بی پاکوٹاں لاہور ۱۳۳۸ھ
- (۳) ایضاً : تاریخ جلیلہ
- (۴) نامی فرید آبادی : آثار لاہور جلد دوم ص ۷۱
- (۵) کلیم محمدین : (رسالہ) بی بی پاکوٹاں لاہور

بارش شروع ہوئی اور تمام زمانہ سیلاب ہو گیا۔ وفات اس پاک دامنہ کی سنہ چھ سو اڑتیس ہجری میں ہوئی اور مزار پر انوار دہلی میں متصل مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہے۔

۱۹۳۔ بی بی فاطمہ سام دہلوی قدس سرہا

یہ عورت صالحات و قناتات و عارفات شہر دہلی سے تھیں۔ سلطان المشائخ اکثر اوقات اس بی بی کے مزار پر جا کر مشغول بمراقبہ رہتے تھے اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے تھے کہ بی بی فاطمہ سام بظاہر محبت اور باطن میں مردہ ہے اور شیخ نجیب الدین منوکل شیخ فرید الدین کے بھائی کو یہ بی بی اپنا بھائی کہتی تھی۔ کتاب اخبار الاخیار میں بھی تعریف اس بی بی کی بہت لکھی ہے۔ یہ بی بی صاحب علم و فضل و شاعرہ بھی تھی۔ چنانچہ یہ شعر اس بی بی کی تصانیف میں سے ہے۔ شعر ہم عشق طلب کنی و ہم جان نگیں ہر دو طلبی دے میسر نشود وفات اس بی بی کی سنہ چھ سو تینتالیس میں ہوئی اور مزار دہلی میں ملے ہے۔

۱۹۴۔ بی بی قرسم خاتون والدہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہا

یہ بی بی عارفہ زمان و مستجاب الدعوات تھی۔ جو کچھ زبان مبارک سے فرمادیتی، وہی وقوع میں آجاتا۔ صاحب سیرالاولیاء و اخبار الاخیار و معارج الولاہیت لکھتے ہیں کہ جب خواجہ فرید الدین گنج شکر ہانسی سے بمقام اجداد میں قیام پذیر ہوئے تو شیخ نجیب الدین منوکل کو اپنے بھائی کے لئے کے واسطے ہانسی کو بلا دیا۔ چنانچہ شیخ نجیب الدین ہانسی کو پہنچے اور والدہ کو پہچان لے کر اجداد میں روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک بیابان بے آب میں پہنچے۔ بی بی کو تشنگی معلوم ہوئی اور نجیب الدین لے اخبار الاخیار (۷۴۶) میں بی بی سارہ کا سال وفات مرقوم نہیں ہے۔

۷۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں :

بھائی کہ مردم آن را اینہائی بی بی شام گویند و بعضی علوم اناس بی بی صائمہ گویند۔ ہر دو لفظ غلط است نام ایشان بی بی فاطمہ سام است (اخبار ۷۴۷)

لاحظہ ہو : عبدالحق شیعہ : اخبار الاخیار ۷۴۷

کو حکم دیا کہ پانی لائے۔ نجیب الدین پانی کی تلاش کو گئے اور والدہ کو ایک درخت کے سائے میں بٹھلا گئے جب بعد دو ساعت کے پانی لے کر آئے تو اس درخت کے نیچے والدہ کو موجود نہ پایا۔ تمام جنگل میں تلاش کی، مگر کہیں سراغ نہ ملا۔ آخر مایوس ہو کر اجودھن کا راستہ لیا اور شیخ فرید الدین کی خدمت میں تمام سرگزشت بیان کی۔ حضرت نے حکم دیا کہ کھانا بہت سا کھا کر درویشوں کو کھلاؤ اور بی بی حنا کے لیے دعائے مغفرت مانگو۔ دو سال کے بعد جب پھر اتفاقاً گذر شیخ نجیب الدین کا اسی جنگل میں ہوا تو دوبارہ تلاش میں مصروف ہوئے کہ شاید کہیں سے اُس معصومہ کے استخوان مل جائیں اور کچھ عجب نہیں ہے کہ اس کو کسی جنگلی درندہ نے ہلاک کر ڈالا ہو۔ آخر بعد تلاش ایک مقام سے چند استخوان مشابہ با استخوان انسان ان کو ملے۔ احتیاطاً انہوں نے وہ استخوان ایک کیسہ میں ڈال لیے اور کیسہ کا منہ مضبوط باندھ لیا۔ جب خواجہ فرید کی خدمت میں حاضر ہوئے، تمام حال ظاہر کیا اور کیسہ پیش کیا۔ حضرت نے جب کیسہ کھول کر دیکھا تو خالی پایا۔ کوئی ڈھنسی اس میں موجود نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی اسرار الہی میں سے تھا۔ واقعہ گم شدگی اس حنیفہ کا سنہ چھ سو تینتالیس ہجری میں واقع ہوا۔

۱۹۵۔ بی بی زلیخا قدس سرہا

یہ بی بی حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی نظام الدین بایونی دہلوی جیشی کی والدہ نہایت بزرگ و صالحہ صاحبہ عفت و عصمت عابدہ و زاہدہ تھیں۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے، کہ جب میری والدہ کو کوئی مہم دینی و دنیاوی پیش آتی۔ خداوند تعالیٰ اس کو خواب میں اس کے انجام سے آگاہ فرمادیتا تھا اور ہر حاجت جو مجھ کو پیش آتی۔ والدہ کی قبر پر جا کر میں خدا کی جناب میں دعا کرتا۔ وہ دعا کبھی مسترد نہ ہوتی۔ چنانچہ سلطان قطب الدین مبارک خلجی نے جب میرے برخلاف ہو کر مجھ کو اس بات پر مجبور کیا کہ میں ہر چاند رات اس کے پاس ماہ نو مبارک کہنے کے لیے جایا کرتی تو میں والدہ کی قبر پر گیا اور دفع مضرت سلطان کے لیے دعا کی۔ آئندہ چاند رات کو وہ خسر شاہ اپنے مصاحب کے ہاتھ سے مارا گیا۔ وفات اس بی بی کی سال چھ سو اڑالیس میں واقع ہوئی اور

لحہ ملاحظہ ہو :

مزار متصل مقبرہ شیخ نجیب الدین متوکل کی ہے۔

۱۹۶۔ بی بی اولیاء قدس سرہا

یہ بی بی پاکدامن دہلی میں رہتی تھی۔ کمال بزرگ و صاحب عبادت تھی۔ صاحب اخبار الاخبار تحریر فرماتے ہیں کہ جب یہ بی بی عبادت کے جلد میں بیٹھتی، چالیس مرد لونگ اور ایک لونا پانی کا ہمراہ لے جاتی اور حجرہ میں بیٹھ کر دروازہ معمور کر دیتے۔ بعد چالیس روز کے جب نکلتی ہنوز ان چالیس لونگ سے چند لونگ باقی ہوتے۔ سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی اس کا کمال معتقد تھا۔ وفات اس کی چھ سو پچپن ہجری میں واقع ہوئی۔

۱۹۷۔ بی بی راستی قدس سرہا

یہ بی بی زوجہ شیخ صدر الدین عارف بن شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور والدہ شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی کی تھی۔ عابدہ و زاہدہ و حافظہ و متقیہ کہ ہر روز ایک مرتبہ قرآن ختم کرتی اور نسبت ارادت اپنے خسر بہاؤ الدین زکریا کے ساتھ رکھتی تھی۔ بہت سی عورات کو فیض نسبت بہرہ فرمایا۔ اس کی ذات بابرکات سے پہنچا۔ وفات اس کی سنہ چھ سو پچانوے ہجری میں واقع ہوئی۔

۱۹۸۔ عارفہ کاملہ بی بی للہ کشمیری قدس سرہا

یہ بی بی صاحب جذب و استغراق و عشق و محبت و زہد و ریاضت خاص شہر سری نگر

۱۔ ملاحظہ ہو

اخبار الاخبار ۲۷۸-۲۷۹

۲۔ بی بی اولیاء کی اولاد اخبار الاخبار کی قدوین ۹۹۶ تک دہلی میں مقیم تھی۔ شیخ عبدالحی کہتے ہیں : شیخ احمد مدنی بود از اولاد اومدنی کچنہ و کار کردہ و بسیاری از مشائخ ما دریا فترہ بود (اخبار ۲۷۹)

۳۔ ملاحظہ ہو

کشمیر کی رہنے والی تھی۔ والدین اس کے علاوہ راجہ نرنجن دیو والی کشمیر کے ساتھ رکھتے تھے۔ جب راجہ تہجہ موجب شیخ مرید الدین ببل شاہ مسلمان ہو گیا تو وہ بھی مسلمان ہو کر شیخ ببل شاہ کی مرید ہوئی۔ شیخ اس کو اپنی لڑکی کتے تھے۔ جب بالغ ہوئی۔ توجہ اس کی دنیا کی طرف کم تھی۔ آخر ایک شخص کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی۔ بسبب عدم توجہ کرنے بامورات خانہ داری و اشتغال بعبادت و ریاضت اس کو ہرگز نہ چاہتا تھا۔ ایک روز یہ پانی کا گھڑا بھر کر لیے آتی تھی اور گھڑا سر پر اٹھائے ہوئے تھی۔ شوہر اس کا پیچھے سے آیا اور چوب دستی اس کو ماری۔ وہ گھر سے کوٹلی لہہ گھڑا لوٹ گیا۔ خدا کی قدرت سے گھر سے گھر لے کے ٹکڑے تو زمین پر گر پڑے اور پانی برف کی صورت جم کر اس کے سر پر موجود رہا۔ اسی طرح یہ گھر میں آئی اور وہ پانی اس نے اور برتن میں ڈال لیا اور باقی ماندہ زمین پر پھینک دیا۔ وہاں سے نیا چشمہ جاری ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر خاوند نے آزاد کر دیا اور تمام کشمیر کے لوگ اس کی بزرگی کے معتقد ہوئے۔ چنانچہ بنماطریع عبادت و ریاضت میں مصروف ہوئی۔ تمام رات اور دن دیرانہ جنگل میں پھرا کرتی اور ایسی مذبذب ہوئی کہ عورت تک بھی اس کو پروا نہ تھی۔ ایک روز یہ برہنہ تن بازار میں چلی جاتی تھی۔ دوسرے دیکھا کہ شیخ ببل شاہ چلے آتے ہیں۔ بولی کہ مر د آگیا اور دوڑ کر ایک تنور میں گر آگ اس میں روشن تھی جا بھسی۔ لوگوں نے شور مچایا کہ کل دومی تنور میں پڑ کر جل گئی۔ اتنے میں ببل شاہ وہاں آپہنچے اور پکار کر کہا کہ کل دومی یہ کیسا شور تو نے مچا رکھا ہے۔ باہر نکل۔ بجز سننے اس بات کے پوشاک پہنے ہوئے تنو سے باہر نکل آئی۔ اس کے خوارق و کرامت کے تذکرے اور بھی بہت ہیں۔ جن کے اندماج سے خوف طوالت ہے۔ واقعہ اس کی وفات کا اس طرح پر درج تواریخ اعلیٰ ہے کہ جب آخری وقت اس کا قریب آیا۔ حاضرین کو ارشاد کیا کہ سب کے سب چلے جائیں اور اس کو تنہا چھوڑ جائیں۔ چنانچہ سب لوگ وہاں سے دور جا ٹھہرے۔ جب تنہا رہ گئی تو جسم غفری اس کا مانند روح آسمان کو پرواز کر گیا اور طرفۃ العین میں لوگوں کی نظر سے غائب ہو گیا اور یہ واقعہ سات سو تھپتہ میں وقوع پزیر آیا۔

لے ملاحظہ ہو :

۱۹۹۔ بی بی فاطمہ سیدہ المشہور بی بی بڑی قدس سرہا

یہ بی بی حضرت میراں محمد شاہ موج دریا بخاری کی زوجہ اور حضرت سید عبدالقادر ثالث بن سید عبدالوہاب بن سید محمد بالا پیر گیلانی کی لڑکی تھی۔ نہایت بزرگ عابدہ و زاہدہ و متقیہ و ذاکرہ خوارق و کرامت اکثر بے اختیاران سے سرزد ہوتیں۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ بی بی صاحبہ نے عصر کی نماز کے واسطے وضو کیا۔ اتفاقاً ٹلے مبارک بفل سے نکل کر کپڑوں میں جا پڑی اور پلید ہو گئی۔ بی بی نے اس کو اسی وقت دھویا اور چاہا کہ دھوپ میں ڈال کر اس کو سکھائیں چونکہ دھوپ اس وقت بیر کے درخت کے اوپر کی شاخوں پر تھی جو ان کے گھر کے صحن میں تھا۔ بسبب پردہ داری کے بی بی اوپر نہ چڑھ سکیں اور درخت کو ارشاد کیا کہ پست ہو جا۔ درخت فی الفور پست ہو گیا اور بی بی نے اس پر چادر ڈال تو پھر اونچا ہو گیا۔ اس وقت میراں محمد شاہ خاتون کے صحن میں تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ بی بی کی چادر درخت کے اوپر سوکھ رہی ہے۔ بی بی بخود اس پر چڑھی ہوگی۔ اس بات سے غضب ناک ہو کر گھر میں گئے اور حال دریافت کیا۔ بی بی نے تمام حال ماست ماست کہہ دیا۔ فرمایا کہ جس طرح پر چادر تو نے درخت پر ڈالی ہے۔ اسی طرح میرے سامنے اتارے تو مجھ کو یقین آتا ہے۔ بی بی پھر درخت کے روبرو گئی اور پست ہونے کے لیے ارشاد فرمایا۔ درخت فی الفور پست ہو گیا اور بی بی نے چادر اتار لی۔ یہ حال دیکھ کر میراں محمد شاہ نے پوچھا کہ یہ نعمت تجھ کو کہاں سے ملی۔ کہا کہ یہ دولت موردی آبائی میری ہے۔ وفات بی بی کی ایک ہزار سولہ ہجری میں واقع ہوئی اور ہزار بیرون مزار میراں محمد شاہ کے ہے۔

۲۰۰۔ بی بی جمال خاتون قدس سرہا

یہ بی بی کمال بزرگ کبار عارفات سے متقی اور ترک و تجرید میں رالبعہ وقت نسبت عالیہ سلسلہ قادریہ اس کو اپنے برادر حقیقی میاں میر بالا پیر لاہوری اور والدہ ماجدہ سے حاصل تھی۔ تمام دن اور رات سوائے عبادت کے اس کو کچھ کام نہ تھا۔ کتاب سکنۃ الاولیاء و سفینۃ الاولیاء میں حضرت فاما شکوہ نے اس بی بی کا مفصل حال لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ حضرت کے

زیارات عالیات موجودہ شہر لاہور

اگرچہ ذکر لکھنا اور حال لکھنا ان زیارات کا متعلق مقابر اور ذکر خیر بزرگان دین و شائخ اہل یقین نہیں، مگر صرف اس لحاظ سے کہ ان زیارات کے حال سے اب تک تھوڑے آدمی واقف تھے اور ان سندی اور سچی زیارات کا ذکر کسی کو معلوم نہ تھا، اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ یہ شریع بھی اس کتاب میں درج کی جاوے اور اس فیض خاص کو عام کیا جائے اور واضح رہے کہ یہ زیارات عالیات خاص لاہور میں دو مقام پر رکھی ہیں۔ ایک تو قلعہ لاہور کے اندر بحفاظت سرکاری دھڑے خاندان فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم و مغفور کے قبضہ میں رکھی ہیں۔ اصل حال ان زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قرآن نے لبال سنہ آٹھ سو تین ہجری میں عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر دمشق کو محاصرہ میں لیا تو اس شہر کے علماء و فضلا و سادات کرام بہت سے تحائف و تبرکات لے کر امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امان حاصل کی کچھ تو تبرکات اس وقت امیر تیمور کو ملے اور باقی ماندہ زیارات و آثار عالیات لے کر وکیل سلطان قسطنطنیہ کا سنہ آٹھ سو پانچ میں بحضور امیر حاضر ہوا اور یہ تمام زیارات تیموری خاندان میں آگئیں۔ آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو ساتھ لایا۔ اس روز سے یہ برابر دہلی میں رہیں اور شاہان چغتائی پشت بہ پشت ان پر قابض چلے آئے۔ احمد شاہ محمد شاہ کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سے آکر دہلی پر فتح پائی۔ تو وہ مغلانی بیگم احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کے بیٹے کی شادی اپنی بیٹی تیمور کے ساتھ کر کے منگوانی کو کابل لے گیا۔ کابل میں جا کر مغلانی بیگم بیمار ہو گئی اور اس کی والدہ ملکہ زمانی محمد شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمارداری کے واسطے کابل کی سمت کو دہلی سے روانہ ہوئی۔ اس وقت ملکہ کے ساتھ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور یہ کل زیارات بھی اس نے روانگی کے وقت اپنے ساتھ لے لیں تھیں۔ کیونکہ اس کا ارادہ تھا کہ پھر دہلی کی طرف نہ آئے اور جب تک زندہ

رہے اپنی بیٹی مغلائی بیگم کے پاس رہے جب کہ ملکہ زمانی بعد حیرت و پشیمانی قلعہ سیالکوٹ کے متصل پہنچی تو سکھان کفن دزد نے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کر لیا اور ان زیارات کو ناکار مال تصور کر کے چھوڑ گئے۔ بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ رنجیت دیوالی جموں کے پاس گئی اور چاہا کہ وہاں پھر سامان درست کر کے کابل کو روانہ ہو۔ لیکن تھکنے میں وہاں ملکہ کو بیٹی کے مرنے اور نعرہ ہند کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہنچی اور وہ چندے جموں میں ٹھہری رہی۔ جب نعرہ مغلائی بیگم کی معاس کے کل مال و اموال کو بھڑکے سیالکوٹ میں آئی تو گوجر سنگھ وغیرہ سکھوں نے مل کر وہ مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور مردے کے پاس سوائے کفن کے باقی نہ چھوڑا۔ جب نعرہ جموں میں گئی تو ملکہ زمانی بسبب کم خرچی و بے سامانی کے سخت حیرانی میں تھی اور راجہ رنجیت دیوالی نے بھی ہر چند چاہا کہ ملکہ راستے کا خرچہ فوج سے لیں مگر منظور نہ ہوا۔ آخر اس نے ان زیارات کو بعض اسی ہزار روپے کے ایک سوداگر کے پاس رہن رکھا اور روپیہ لے کر بحفاظت فوج راجہ جموں کے پیارے اتھری جب قصبہ جٹی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا حاکم جٹی و چودھری پیر محمد حاکم رسول نگر مع شیخ سوہنہ اور غلام محمد سپران بخرد سال اپنی ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیارات عالیات ہم کو بخش دیں۔ ملکہ زمانی براہ مہربانی پچیس ہزار روپیہ ہدیہ سولے زرہین کے لینا کر کے اس بات پر راضی ہوئی اور روپیہ لے کر سند عطایات بمہر خود ان کو لکھ دی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرہن کو دے کر زیارتیں لے لیں۔ پس شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کر کے آپس میں تقسیم کر لیں اور اب وہی تقسیم کی ہوئی زیارتیں دو مقام پر رکھی ہیں جن کا حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہے۔

اول حصہ پیر محمد حاکم رسول نگر کا یہ حال ہے کہ یہ زیارتیں اس کے حصہ کی بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ میں رہیں اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا غلام محمد قابض ہوا اس کے وقت ۱۸۴۰ء میں جب رنجیت سنگھ کے باپ مہمان سنگھ نے قسم اٹھا کر غلام محمد کو قید کر لیا اور اس کے کمال پر قابض ہوا تو صرف موضع منچر اس کے گزارے کے واسطے بجالا رکھا تو غلام محمد اپنے عیال و اطفال و زیارات کو لے کر موضع منچر چلا گیا۔ مگر مہمان سنگھ نے وہاں بھی اس کو چھین نہ دیا اور تھوڑی مدت کے بعد منچر بھی اس سے لے کر زیارات بھی چھین لیں۔ پھر یہ زیارات گوجر اٹوالہ کے قلعہ میں

لاکھ رکھی گئیں۔ مہمان سنگھ کے مرنے کے بعد ۱۲۱۱ ہجری میں جب بادشاہ زمان درانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگھ نے خوف کے مارے اچھا اچھا مال و اسباب اور یہ زیارتیں گوجرانوالہ سے اپنی ساس سدا کو رکے پاس بقلعہ کیریاں بھیج دیں۔ وہاں یہ تبرکات ایک بالاخانے میں رکھے گئے۔ اتفاقاً اس قلعے میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ جل گیا۔ مگر جس بالاخانے میں یہ تبرکات تھے اور اس کے نیچے منزل میں بارود بھرا ہوا تھا۔ آگ وہاں تک پہنچ کر خود بخود منطفی ہو گئی۔ اس روز سے سدا کو رکہ ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ باوجودیکہ چند بار ان کے لینے کے واسطے بصد ہوا۔ مگاس نے ندیں جب سخت تاکید ہوئی تو اس نے یہ زیارات قلعہ کیریاں سے نکلوا کر قلعہ چونڈہ کو بھیج دیں۔ آخر جب کل مال سدا کو رکہ راجہ رنجیت سنگھ نے چھین لیا تو اس نے یہ زیارات شیر سنگھ اپنے دوہتے رنجیت سنگھ کے بیٹے کو دے دیں اور وہ اپنے قتل کے دن اپنے پاس رکھتا تھا۔ جب وہ مارا گیا تو راجہ ہیرا سنگھ وزیر نے یہ زیارات اپنی حویلی میں رکھیں۔ وہاں کوئی ایسی بے اعتیالی ہوئی تو جس قدر موسے مبارک نلکیوں میں تھے۔ وہ سب گم ہو گئے اور ملکیاں خالی رہ گئیں۔ جب ہیرا سنگھ مارا گیا تو سردار جواہر سنگھ وزیر نے یہ زیارات ہیرا سنگھ کی حویلی سے منگوا کر قلعہ لاہور میں رکھیں کہ اب تک قلعہ میں موجود ہیں۔

دوسرا حصہ ان زیارات کا جو شاہ محمد رضا چٹی کے پاس تھا۔ اس کا یہ حال تھا کہ شاہ محمد رضا تاجین حیات ان پر قابض رہا۔ پھر شیخ سوندھا و شیخ فضل الہی و شیخ جیون کے قبضے میں آئیں۔ ان کے وقت میں حکم رنجیت سنگھ فقیر نور الدین مرحوم چٹی کی تسخیر کے واسطے مامور ہوئے۔ انہوں نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے دست بردار ہوئے۔ اس وقت یہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و فضل الہی سے چندم تبرک کے خرید کیے اور سندیں و تادینیں لکھا لیں۔

تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور

ان زیارات عالیات میں آٹھ تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اول عمار مقدس سبز رنگ معہ تاج دست مبارک سے باندھا ہوا۔ دوم جبہ مبارک بزرگ سبز و سرمئی

مبارک بخطوط سفید و سرخ، چارم پانچواں بنگ سفید، چھم نقش قدم شریف بنگ بنگ صندلی
ششم نعل مبارک چرمی بقدر چارہ انگشت ہنتم عصا تے مبارک چوٹی ڈیڑھ گز لمبا، ہشتم پرچم
علم شریف سفید رنگ آئینہ دار ایک اور زیارات متعلق بجناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تین ہیں۔ اول پہلا سیپارہ قرآن شریف کا حضرت کے دستخط بخط کوفی لکھا ہوا سفید کاغذ پر دوسرے
دستار مبارک معہ تاج حضرت کے ہاتھ کی بندھی ہوئی۔ تیسرے تعویذ عدد و عدد خاص دستخط بجناب
کا اور زیارات متعلقہ بغاٹہ الزہراء والی قیامت بنت النبی علیہ السلام دو ہیں۔ اول ایک دال
جس پر بی بی صاحب کے ہاتھ کا چکن نکالا ہوا ہے۔ دوسرے ایک جائے نماز اس پر بھی کشیدہ
چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام دو ہیں۔ ایک سورۃ یاسین و سورۃ صافات
دستخط حضرت کے بخط کوفی لکھے ہوئے۔ دوسرے دستار مبارک حضرت کی صندلی رنگ تہہ کی
ہوئی اور تبرکات متعلق بسید الکونین امام حسین علیہ السلام تین ہیں۔ اول تیسرا سیپارہ قرآن کا حضرت
کے دستخط لکھا ہوا بخط کوفی و قطع بیاضی کا کاغذ سفید، دوسرے دستار مبارک ایک تہہ کی ہوئی صندلی
رنگ، تیسرے تاج مبارک صندلی رنگ ایک اور تبرکات متعلق بہ حضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین ابو محمد
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ تین ہیں۔ اول دستا کی تباریشی نمائندگی ہوئی۔ دوسرے رضائی پارچہ
قصیب مصری کی ابریشمی نما، تیسرے جائے نماز دوسری جن کا ابرہ سرخ اور استر زرد رنگ مائل لبرخی
ہے اور تبرک متعلق بطاؤس مینی اویس قرنی صرف ایک دانت حضرت کا ڈبہ میں رکھا ہوا ہے اور
تبرکات متفرق سات عدد ہیں۔ ایک اول صندوقچہ جس میں موتے مبارک کی نیاں خالی رکھی ہیں
دوسرے بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا بنگ سیاہ تیسرے غلاف روضہ مطہرہ امام حسن امام حسین
علیہما السلام دو عدد چوتھے غلاف روضہ عالیہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پانچویں خاک کربلا
معلیٰ عنہم آلودہ۔ ایک ڈبہ چھٹی نقش نعلین سرور کوئین علیہ الصلوٰۃ والسلام بر کاغذ کندہ، ساتویں غلاف
کسی روضہ نامعلوم الاسم کا ریکل آتیس زیارتیں قلعہ لاہور میں بقبضہ سرکار انگلیزی علیحدہ مکان
میں بحفاظت تمام بہ تحویل منشی غلام محمد تحویلدار رکھے ہیں۔

تفصیل زیارتِ احمد دوم جو فقیر صاحبوں کے خاندان میں موجود ہیں

ان کل نیایات عالیات میں سے گیارہ تو متعلق بسر و کائنات خلاصہ موجودات علیہ الصلوٰۃ ہیں۔ اول مومے مبارک حضرت کا بنگ سیاہ دوم جبہ مبارک سوم نقش پنجہ دست مبارک کالے پتھر پر بعد ہر ہفت روزہ سال شق صدر کے وقت کا، چارم تاج مبارک بنگ سیاہ پنجم نعل چرمی ایک پاؤں جن کے ساتھ کا دوسرا قلعہ کی زیارات میں ہے، ششم قدم مبارک پتھر پر ہفت مومے مبارک حنائی رنگ، ششم شانہ مبارک نسیم الفنی، ہفتم مسواک یا دہم پانی پینے کا جام اور زیارات متعلقہ بخلیفہ عالی جناب عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک تیسع شریف ہے اور زیارات متعلق بعلی المرتضیٰ علیہ السلام پانچ ہیں۔ اول مومے مبارک دوسرے جبہ مبارک تیسرے تاج مبارک چوتھے عصائے مبارک پانچویں پنجہ مبارک پتھر پر اور زیارت متعلق بحضرات فاطمہ الزہرا خاتون قیامت علیہا السلام صرف ایک رداۓ مبارک ہے اور تبرکات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام سات ہیں۔ اول مومے مبارک دوم کمر بند تیسرے زلف شریف چوتھے اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہرن کے چمڑے پر پانچویں دو ٹوٹے زلفین حضرت کی ساتویں تمام و کمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور زیارات متعلق بجناب امام حسین علیہ السلام چار ہیں۔ اول کمر بند دوم زلفین مبارک، سوم قرآن شریف کے اوراق ہرن کے چمڑے پر لکھے ہوئے۔ چوتھے تیسع اور زیارات متعلق بامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو ہیں۔ ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے لکھے ہوئے دوسرے فرہ علم مبارک حضرت عباس علیہ السلام کا اور تبرکات متعلق بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک تاج جامع جعفر حضرت کی لکھی ہوئی موجود ہے اور تبرک متعلق بہر دو امام حسن و حسین علیہما السلام دو تو حضرت کی دونوں زلفین جو یکبار لکھی ہیں اور تبرکات متعلق بغوث الاضرار السلام عمی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ ہیں۔ اول حضرت کا مومے مبارک دوم قرآن شریف حضرت کے ہاتھ سے بخلیفہ نادی لکھا ہوا۔ تیسرے تیسع چوتھے جانماز یا پنجویں پانی پینے کا کاسہ،

علاوہ ان کے متعلق زیارتیں سات عدد ہیں۔ اول عَلمِ مبارک خاص کربلا کی جنگ کا، دوسرے تسبیح خاک شفا کی، تیسرے ایک ڈبر خاک کربلا سے بھرا ہوا۔ چوتھے ایک مشجر کپڑا، جس پر سورۃ اتافتحنا لکھی ہے۔ پانچویں بیت اللہ کا غلاف روضہ عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، ساتویں غلاف روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہ کل پینتالیس زیارات بڑے ایک عالی شان علیحدہ مکان میں جس کو دربار شریف کہتے ہیں رکھی ہیں اور حافظہ و وظیفہ خوان دہاں ہمیشہ قرآن و وظائف پڑھنے کے واسطے مامور ہیں۔ مکان عالی شان عمدہ بنا ہوا ہے اور ہر ایک زیارت چاندی اور سونے اور پتھر قیمتی کی نمکیوں میں بکمال حفاظت رکھی ہوئی ہیں۔ فقیر شمس الدین مرحوم و مغفور نے بکمال محبت اور شوق کے بہت سارے پیسے خرچ کر کے وہ چاندی سونے کی نمکیاں بنوائی تھیں۔ خدا ان کی سعی جلیلہ کا اجر قسمت میں بخشے۔ آمین

حالات بزرگان پنجاب جن کی وفات کا سن و تاریخ بیا یہ ثبوت نہیں ہے

۲۰۵۔ حضرت سید صوف لاہوری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار خاص لاہور میں میدان چوک رو بروئے دروازہ مسجد وزیر خاں ہے۔ مکان نہایت پر فیض و بار عجب ہے۔ پہلے حضرت کے مرقد مقدس چار دیواری کے اندر تھے۔ اب حضرت محمد سلطان ٹھیکہ دار نے اس پر گنبد بنوایا ہے۔ اکثر یہ بات مشہور ہے کہ کوئی شخص چالیس روز برابر اس مزار پر گئے نہیں پاتا۔ سوائے اس شخص کے کہ اس کے دل کی مراد کا حاصل ہونا تقدیر ربانی میں ہوا اور جو شخص محروم ازلی ہوتا ہے۔ اس کو چلتے کے اندر ہی ایسی دہشت دکھائی

لے (۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵)، تاریخی طور پر ان زیارات کے پنجاب میں پہنچنے کا کوئی معاصر ثبوت نہیں ہے۔ یہ محض فہوسب ہیں۔

دیتی ہے کہ پھر وہ اس مزار پر نہیں جاتا۔ ہر ایک مینے میں چند اراکت مند لوگ یہاں جمع ہو کر درود و فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اگرچہ درست احوال اس بزرگ کا ثابت نہیں ہوتا کہ یہ حضرت کب اور کس زمانے میں ہوا۔ مگر سالہ تحفۃ الواصلین سے آتا پایا جاتا ہے کہ یہ بزرگ ہم عصر حضرت میراں بادشاہ کا تھا اور اسی خیال سے لوگ مشہور کرتے ہیں کہ یہ حقیقی بھائی حضرت میراں بادشاہ کا ہے۔ شاید ایسا ہی ہو مگر ثبوت جیسے کہ چاہیے نہیں ہے۔

۲۰۶۔ سید سر بلند قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار بھی شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خاں کے شمال کی طرف طویلہ کلاں کے اندر ہے۔ مکان نہایت متبرک و پر فیض ہے۔ ہر سال عرس بھی ہوتا ہے۔ چار دیواری کے اندر مزار بختہ بنا ہوا ہے۔ یہ بزرگ بھی سید تھے اور متقدمین بزرگوں میں سے صاحب جذب و تاثیر گذر ہیں۔ اصل زمانہ ان کا پایا نہیں جاتا کہ کب اور کس زمانے میں ہوئے۔ لوگ ان کی نسبت بھی مشہور کرتے ہیں کہ میراں بادشاہ کے بھائی تھے۔

۲۰۷۔ حضرت پیر ذکی قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار عین دروازہ ذکی کے درمیان ہے اور اسی بزرگ کے نام سے دروازہ شہر کا مشہور ہے۔ تحفۃ الواصلین میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ مغلوں کی لڑائی میں شہید ہوا تھا۔ حالت زندگی میں بھی قیام اس کا اسی دروازہ کے اندر تھا۔ جب تہر فرج ہوا اور منغل شہر کے اندر آئے تو اس نے کمال جوافر دمی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ آخر شہید ہوا۔ جب سراتر چکا۔ جسم بے سربھی کفار کے ساتھ لڑا۔ حضرت کے سر کی قبر عین دروازے میں ہے اور جسم کی قبر اندر شہر کے متصل دروازہ ایک طویلہ میں زیارت گاہ خلق ہے۔

۲۰۸۔ حضرت پیر بلخی قدس سرہ

اصلی نام ان کا تحفۃ الواصلین میں تحریر نہیں۔ مرث پیر بلخی لکھا ہے۔ مزار ان کا کشمیری

بازار کے سر راہ ایک مکان کے اندر پختہ چونہ لگی بنا ہوا ہے۔ یہ بزرگ لاہور کے شہدار میں سے ہے جو مغلوں کی لڑائی میں قتل ہوئے اصل وطن ان کا بلخ تھا۔ جب بلخ پر تصرف چنگیز خاں منل کا ہوا اور شہر قتل و غارت ہوا تو حضرت وہاں سے ہند کو آئے اور لاہور میں آکر قیام کیا۔ جب چنگیزی فوج شہزادہ جلال الدین خوارزمی کی گرفتاری کے لیے لاہور کو آئی اور وہ بھاگ کر دہلی کو چلا گیا تو کفار نے اس شہر کا محاصرہ کیا مدت تک لڑائی رہی۔ آخر شہر فتح ہوا اور شہر کے اندر پیر بلخی بھی اپنے مریدوں و شاگردوں کے ساتھ کفار کے زعم میں آگئے اور شہید ہوئے۔

۲۰۹۔ پیر سراج الدین المشہور پیر سراجی قدس سرہ

یہ بزرگ بھی لاہور کے اندر کے بزرگوں میں سے بہت مشہور بزرگ ہے۔ محلہ جوڑی میں ان کا مزار ہے۔ محمد سلطان محمد تغلق میں سبھارا کی طرف سے یہ لاہور میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ ظاہری علم میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ باطنی علم میں بھی یہ طاق و یگانہ آفاق تھے۔ بادشاہ نے ہر چند تکلیف دی کہ عمدہ قضا منظور کریں حضرت نے منظور نہ کیا۔ اس بات پر بادشاہ کمال غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ یہ بات سن کر لاہور کے سہارہ دار کان جمع ہو کر بادشاہ کے پاس گئے اور جان بخشی کر لائی۔ اس روز سے حضرت نے ظاہری تدریس کا کام بند کر دیا۔ مریدوں کو بھی جا بجا رخصت کیا اور گوشہ تنہائی میں ہو بیٹھے۔ یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

۲۱۰۔ پیر مہول لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے مست و مجذوب صاحب جذب و سکرو کشف و کرامت تھا۔ سوائے خرد سال لڑکوں کے کسی سے اس کو محبت نہ تھی۔ ہزاروں روپیہ کی اس کو فتوحات ہوتی اور یہ خرد سال لڑکوں کو تقسیم کر دیتا۔ جب کوئی لڑکا اس کے پاس آتا یہ بغل سے بزدل کرامت شیرینی نکال کر دیتا۔ لوگ اکثر اس بات کا امتحان بھی کرتے تھے۔ مزار ان کا لاہور کے اندر محلہ چسیدہ کے حمام کے اندر پختہ بنا ہوا ہے اور اب تک یہ مشہور ہے کہ آٹھویں دن خرد سال لڑکے جمع ہو کر گلی یا چوٹی حضرت کی قبر اپنے اپنے کو چہ میں بناتے ہیں

اور چراغ۔ دشمن کرتے ہیں۔ بھول چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیر بھولا کی خانقاہ ہے۔ شہر لاہور میں یہ رسم عام ہے۔

۲۱۱۔ مزار شہید گنج واقعہ غلہ سادھواں

اس مقام پر اگرچہ قبر ایک ہے، مگر ہزاروں شہید دفنائے ہوئے ہیں۔ اس کا واقعہ اس طرح پر درج تحفۃ الاولیاء میں ہے کہ جب سلطنت سلاطین غزنوی کی پنجاب میں ہو گئی اور لاہور دارالکھوت قرار پایا تو مدت تک سلاطین غزنویہ کی سلطنت بخوبی پنجاب میں رہی۔ آخر جب شاہ بہلم کے وقت آپس میں سلاطین غزنویہ کے فساد ہوا تو پنجاب کی حکومت بالکل ضعیف ہو گئی۔ اس وقت راجہ انگپال راجہ جے پال کا بیٹا راجگان ہند کا لشکر لے کر لاہور پر چڑھا آیا۔ چھ عیسائی مکہ شہر والے لوگ لڑتے رہے۔ ہر چند غزنی سے مدد طلب کی۔ کوئی لشکر نہ آیا۔ آخر شہر فتح ہوا اور بہت سے مسلمان ہندوؤں نے موقع پا کر قتل کر ڈالے۔ اس مغلہ میں بھی قتل عام ہوا اور بقدر دہزار نعش کے مسلمان اس جگہ پر دفنائے گئے۔ اس وقت ہندوؤں نے دخل پا کر مسجدیں گرا دیں۔ بہت خانے دوبارہ قائم کر دیے۔ چندے عملدار ہی ہندوؤں کی رہی۔ پھر جب غزنی سے لشکر قاہرہ لاہور پر آیا تو راجہ انگپال مارے خوف کے بھاگ گیا اور ہندوؤں کا قتل عام ہوا یہ مزار نہایت متبرک ہے۔

۲۱۲۔ دان شہید قدس سرہ

یہ مزار ایک گوشہ میں سرراہ مسقف مکان کے اندر شہنواز کے طویلہ کے پاس ہے۔ اصلی نام ان کا معلوم نہیں۔ دان کر کے بہت مشہور ہیں۔ ہر سال اعتقاد مند لوگ مل کر عرس کرتے ہیں۔

۲۱۳۔ حضرت سلطان بابا ہو قدس سرہ

یہ بزرگ بزرگان پنجاب میں سے صاحب جذب و سکندر و عشق و محبت و صدق و صفات تھے ان کے قول و ابیات و اشعار پنجابی زبان میں بہت مشہور ہیں۔ جن کے اخیر میں ہو کا لفظ آتا ہے۔ ان کی شہرت پنجاب میں کمال سنے اور کوئی ایسا شخص نہیں جو ان کی بزرگی کا قائل نہ ہو ان

۲۱۳۔ پیر سید کمال المشہور پیر جہانیاں قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار قصبہ چونیاں میں زیارت گاہ خلق ہے۔ مکان نہایت متبرک ہے اور قبر بہت لمبی ہے۔ حضرت سادات بخاری میں سے کمال سید تھے۔ ان کی اولاد بھی قصبہ چونیاں میں رہتی ہے۔ دور دور سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں۔

۲۱۵۔ شیخ فتح شاہ امرت سہری قدس سرہ

یہ بزرگ بھی امرت سہری صاحب کمال مست و مجذوب گذرے۔ کشف و کرامات اکثر خلقت کے زبان زد ہیں۔

۲۱۶۔ شیر شاہ قادری ملتانی قدس سرہ

یہ بزرگ مشہور ترین بزرگانِ ملتان سے ہیں۔ خاندان قادریہ عالیہ میں حضرت کشف و کرامات و مظہر خوارق و کرامت تھے۔ ہزاروں لوگ اس خاندان کے مرید ہیں۔ حضرات سادات گیلانی صاحبانِ ادب کے ساتھ ان کا پیری شجرہ ملتا ہے۔ سید حامد گنج بخش اوجی سے انہوں نے فیض حاصل کیا۔ سجادہ نشین اس مزار شریف کے بھی ظاہری و باطنی عزت رکھتے ہیں۔ کنارے دریا پر ملتان سے پانچ کوس پرے ان کا مقبرہ معلیٰ زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

۲۱۷۔ پیر محمد شیرازی حشتی قدس سرہ

مقبرہ اس بزرگ کا موضع مزنگ کے پاس ہے۔ خاندانِ حشتیہ میں ان کی بعیت تھی۔ موضع مزنگ میں جو بلوچ کی قوم رہتی ہے۔ سب کی بعیت حضرت کی خدمت میں تھی۔ فیض آپ کا

(۱) بقیہ حاشیہ

(۲)

(۳) بلال زہیری : تذکرہ اولیائے جہنگ ۱۱۶ - ۱۲۶

بہت جباری تھا۔ حضرت ملک خوشاب کے سید تھے۔ شاہ پوران کا اصلی وطن تھا۔ سنہ ایک ہزار ایک سو میں ان کی وفات ہوئی۔

۲۱۸۔ پیر مادی رہنما قدس سرہ

یہ بزرگ شمس سید اولاد شاہ شمس الدین ترویری سے تھے۔ ان کے والد کا نام سید عبدالقادر تھا۔ مقبرہ ان کا لاہور کے باہر لب سرک جو میاں میر کوٹہ کی طرف سے جاتی ہے۔ بہت پرانا پختہ مسقف بنا ہوا ہے جس میں ایک تون لی قبر اور دوسری اور تیسری عین شاہ اور عبداللہ شاہ ان کے بھائیوں کی ہے۔ یہ مقبرہ باب شاہ کے عہد میں تعمیر ہوا۔ پہلے اس مقبرہ کی عمارت سنگین تھی۔ سکھوں کے وقت میں رنجیت سنگھ نے اس کا پتھر اکٹھا کر لیا اور قبریں دوہری ہیں یعنی اصلی قبریں تو تہ خانے میں ہیں اور اوپر نقلی قبریں بنائی ہوئی ہیں۔ سنہ چھ سو اکیاسی میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی اولاد سادات نار و وال وغیرہ سب اب شیعہ مذہب رکھتے ہیں۔

۲۱۹۔ شرف شاہ لاہوری قدس سرہ

قادر یہ سلسلہ میں یہ بزرگ صاحب کمال مشہور تھے اور محمد فاضل قادری کے مرید تھے۔ ایک سو برس کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ مقبرہ ان کا پرانے پڑاؤں کے درمیان لاشعاب کی کوٹھی کے جنوب کی طرف ہے۔ اس بزرگ کے مرشد محمد فاضل بڑے عالم و فاضل مرد تھے۔ تمام عمر انہوں نے تدریس جاری رکھی۔ پرانی مسجد ان کی اب تک موجود ہے۔ اگرچہ قائم نہیں مگر نشان باقی ہیں۔

۲۲۰۔ حضرت شاہ درگاہی قادری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شاہ چراغ گیلانی لاہوری کے مرید صاحب کشف و کمالات و صدق و صفاء و زہد و ریاضت تھے۔ دعا ان کی حاجت روائی حاجت مندان کے لیے اکسیر اعظم تھی۔ دن رات اہل حاجت کا ہجوم حضرت کے دروازے پر رہتا تھا۔ مزار حضرت شاہ اسماعیل محدث کے درلی طرف ان کا مزار

ہے اور ایک چاہ جس کو لوگ پانی دایتاں والا چاہ کہتے ہیں حضرت کے مزار کے جنوب کی طرف ہے۔ اس چاہ کے زمیندار حضرت کے مرید تھے۔ اتفاقاً اس زمیندار کے بیٹے کے بدن پر اس قسم کے پھوڑے نکل آئے جس کو زبان پنجابی کی اصطلاح میں پانی داتے کہتے ہیں۔ زمیندار لڑکے کو حضرت کی خدمت میں لے آیا اور التجا کی کہ اس کی شفا کے واسطے دعا کریں حضرت نے فرمایا کہ اگر مرض کے واسطے تیرے چاہ کا پانی دھا ہے۔ اس کو اس چاہ کے پانی سے نہلا دو۔ چنانچہ اس نے نہلایا تو لڑکا فی الفور اچھا ہو گیا۔ اس روز سے آج تک اتوار کے روز لوگ اپنے بچوں کو جن کو یہ مرض ہوتا ہے اس چاہ پر لے جا کر نہلاتے ہیں۔ خدا کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے۔ بعض اس چاہ کے حوض سے ٹھیکری لے جاتے ہیں اور گھس کر پھوڑے پر لگاتے ہیں۔

۲۲۱۔ شاہ ضیاء الدین شرانی قدس سرہ

اس بزرگ کا روضہ موضع مزنگ کے شمال کی طرف لاہور کے باہر ہے۔ اصلی وطن ان کا ملک شیروان تھا۔ وہاں سے یہ بطلبِ حق ہند کو آئے اور خواجہ شمس الدین ترک چشتی پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی۔ بعد وفات ان کے لاہور میں قیام کیا اور تمام عمر ہدایت و ارشاد طالبانِ خدا میں مصروف رہے۔ بعد وفات یہاں مدفون ہوئے۔

۲۲۲۔ مخدوم شاہ عالم صدر جہاں قدس سرہ

یہ بزرگ بزرگانِ دین متین سے صاحبِ عشق و محبت و زہد و ریاضت و کشف و کرامت دہلی کے علاقے میں گذرے ہیں۔ ظاہر و باطنِ معلوم میں ان کو کمال حاصل تھا۔ ہزاروں لوگ ان کے وسیلہ جمیل سے منزلِ مقصود تک پہنچے۔ تمام عمر انہوں نے زہد و ریاضت و ہدایت و ارشاد میں گذرانی۔ مزار ان کا قصبہ وزیر آباد میں زیارت گاہِ خلق ہے۔ وفات ان کی سن ایک ہزار ایک سو چھتیس میں واقع ہوئی اور مخدوم شاہ عالم مادہ تاریخ وفات ہے۔

۲۲۳۔ سید مخدوم میر جہاں صدر جہاں قدس سرہ

یہ بزرگ مہندوم شاہ عالم کے جانشین صاحب مقامات بلند و مارج ارجمند تھے خاندان قادریہ
چشتیہ القشندریہ میں حضرت کو اجازت ارشاد کی حاصل تھی۔ مدت مدید تک حضرت نے خاص شہر
دہلی میں ہنگامہ شینت گرم رکھا اور ہزاروں لوگوں کو خدا تک پہنچا دیا۔ اس بزرگ کا مزار شہر دہلی کے
اندروں روشن پورہ میں ہے اور سجادہ نشین شاہ ہمام الدین عرف عبداللہ شاہ تخلص بشیر ہیں جن کی
زیارت سے مولف کتاب بھی بہرہ یاب ہوا ہے۔ سنہ ایک ہزار ایک سو بیاسی میں حضرت
فوت ہوئے۔

۲۲۴۔ ایوب صابر میراں خلف سید مبارک حقانی گیلانی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ عالیہ صاحب شریعت و طریقت گذرے ہیں۔ باہر لاہور کے ان کا مزار
گورستان میانی میں ہے۔ ان کے خاندان میں اب تک فیض طریقت جاری ہے۔ چنانچہ حضرت سید پیر
نظام الدین المشور بودیاں والد ان کی اولاد سے اب تک لاہور میں موجود ہیں۔ ان کا شجرہ اس بزرگ
کے ساتھ اس طرح پر ملت ہے کہ سید نظام الدین بن سید احمد شاہ بن سید قائم شاہ بن سید جانی شاہ،
بن سید احمد شاہ بن سید رسول شاہ بن سید المشور بالوشاہ بن سید عبدالواحد بن سید نظام الدین حسن بن
سید ایوب صابر میراں رحمہ اللہ علیہم جمعین۔

۲۲۵۔ شاہ عبید الرزاق مکی قدس سرہ

یہ بزرگ شاہ موج دریا بخاری کے مرید تھے۔ اہل شہر سبزواری سے یہ لاہور میں آئے اور اکبر
بادشاہ کی لوکری اختیار کی۔ پھر تارک الدنیا ہو کر فقر اختیار کیا اور حضرت میراں محمد شاہ موج دریا سہروردی
لاہوری سے وہ فیض پایا کہ قطب زمانہ ہو گئے۔ بازار انارکلی میں ان کا مقبرہ بزرگ نیلگوں مشہور ہے
اور پاس اس کے ایک مسجد عالی شان بنی ہوئی ہے جس کو منشی محمد نجم الدین مرحوم نے دوبارہ مرمت
کر کے آراستہ کیا۔ سنہ ایک ہزار چوبیس میں انہوں نے وفات کی۔

۲۲۶۔ پیر زہدی لاہوری قدس سرہ

نام اصلی اس بزرگ کا وجہ الدین تھا پہلے اس نے فیض سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شیخ سعدی بخاری لاہوری سے پایا۔ جب شیخ سعدی فوت ہو گئے۔ اس نے شیخ جان محمد سروردی لاہوری سے فیض طریقہ عالیہ ہم درویر حاصل کیا۔ پھر جان محمد کی وفات کے بعد یہ لاہور سے نکل گیا اور روئے زمین کی سیر کی۔ بہت سے بزرگوں سے طرائق مختلفہ کا فیض پایا۔ مکہ و مدینہ و بیت المقدس و بغداد و کربلا معلیٰ و نجف اشرف وغیرہ مقامات میں پہنچ کر تکمیل اپنی آخر بند مت حضرت میراں شاہ بھی حکم شہستی کے پہنچ کر خرقہ خاندان چشتیہ کا نیا۔ بھلا لاہور میں آیا اور شاہ محمد غوث لاہوری سے کلام سلسلہ قادریہ جمل کی غرض کہ ہر طریق میں یہ بزرگ شیخ کامل تصور کیا جاتا ہے اور کمال زہد و ریاضت سے زہدی کے خطاب سے مخاطب ہوا۔ آخر سال ایک ہزار ایک سو چالیس میں مر گیا موضع نرنگ کے پاس ان کا مزار زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

۲۲۷۔ پیر غازی المشہور بہ پیر از غیب قدس سرہ

علی مدوم گنج بخش ہجویری کے پرلے طرف یہ مزار بلند چو ترے پر ہے۔ اس بزرگ کا اصل حال کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ مشہور اس طرح پر ہے کہ زینب النساء شہزادی میاں کوئی عمارت بناتی تھی۔ خدا کی قدرت سے اس مقام کی دیوار گر جاتی تھی۔ جب زمین کھدوائی تو ایک پرانی قبر وہاں سے نکلی اس نے اس کو بلند کر کے بنادیا۔ کرامت اس کی یہ مشہور ہے کہ جس کے گلے میں درم پڑ جائے۔ وہ میاں سے ایک سنگریزہ اٹھالے جاتا ہے اور اس درم پر پھیرتا ہے۔ جب شفا ہو جاتی ہے تو اس ٹھیکے کے برابر مصری وزن کر کے بانٹ دیتا ہے اور ڈھیلا بھر میاں ہی چھوڑ جاتا ہے۔ اکثر لوگ اس بزرگ کی زیارت کو آتے ہیں۔

۲۲۸۔ حضرت پیر برہان قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار لاہور کے دہلی دروازے کے باہر واقع ہے۔ اصل ان کا شہر بخارا تھا۔ وہاں سے بعد اکبر بادشاہ ہند کو آئے۔ لاہور آکر قیام کیا۔ لاہور کے بزرگوں میاں میر و شاہ بلا دل سے قادر یہ فیض پایا۔ جب فوت ہوئے تو میاں دفن کیے گئے۔ پہلے یہ مکان بہت عمدہ بنا ہوا تھا، مگر

جب بعد سلطنت کھرک سنگھ و نونہال سنگھ اس کے بیٹے نے چاہا کہ لاہور کے باہر دور دور مکانات صاف کر کے میدان بنادیں۔ اس وقت یہ مکان بھی گرا دیا گیا۔ بعد گرانے کے خدا کی قدرت سے کھرک سنگھ و نونہال سنگھ باپ بیٹے ایک روز مر گئے اور وہ تجویز موقوف رہی تو اعتقاد مند لوگوں نے پھر یہ مزار تعمیر کر دیا۔

۲۲۹۔ حضرت شاہ رحمۃ اللہ قریشی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ مہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد سے ملتان سے لاہور میں آیا۔ چونکہ مرد عابد و زاہد و خدا پرست صاحب کشف و کرامت تھا۔ بہت سے لوگ اس کے مرید ہو گئے اور اب بھی ان کی اولاد لاہور اور موضع ڈھولن وال میں موجود ہیں اور مریدوں سے نذر لے کر گزارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص بہادر شاہ نام مولف کتاب سے بھی واقفیت رکھتا ہے۔ ملتانی دلاہوری و امرتسری جولاہے دیوانی باف اس خاندان کے مرید بہت ہیں۔ یہ مزار فرشتوں کا مزار کہلاتا ہے۔ اس سبب سے کہ اس گھر کے معمار مرید بہت تھے۔ جب شاہ رحمۃ اللہ فوت ہو گئے تو دن کو ان کی کارِ مکر شاہی سے فراغت نہیں ہوتی تھی۔ رات کو انہوں نے جمع ہو کر ایک رات میں مزار کو تعمیر کر دیا اور مشہور ہوا کہ رات کو فرشتے نہا گئے ہیں۔ پہلے یہ مکان بہت اچھا بنا ہوا تھا۔ سکھوں کے وقت میں سکھ اس کو گدا کر چلے گئے اب میجر مریدوں نے بنایا ہے۔

۲۳۰۔ مکان مزار حاجی جمعیت مرحوم و مزار قدم رسول ﷺ

یہ مکان ریل کے پٹاؤ کے شمال کی طرف غیر آباد پڑا ہے۔ اصلی نام اس بزرگ کا حاجی جمیل تھا اور جمعیت بخمدت شاد رنگ بلاول حضرت لال حسین لاہوری کے خلیفہ کی خدمت میں تھی چونکہ بزرگ اس بزرگ کے ایران سے آئے تھے۔ وہ قدم رسول کا ایک پتھر سرخ ہمراہ لائے تھے۔ حاجی جمعیت نے یہ پتھر اس مقام پر رکھ کر اوپر قدم شریف کے گنبد بنوا دیا۔ پہلے یہ گنبد کانسی کا رہتا اور یہ جہارت درباب حال قدم شریف روضہ کے تین طرف لکھی ہوئی تھی اور مولف کتاب ہزانے خود اس کی نقل اپنے قلم سے کی تھی۔

عبارت : ان معبود ومن معبود الی ابنہ سالم ومن سالم الی ابنہ مسلم ومن سلم الی ابنہ عاقل
ومن عاقل الی ابنہ جوہر ومن جوہر الی ابنہ باقر ومن باقر الی ابنہ اسعد ومن اسعد الی ابنہ نصیر ومن
نصیر الی ابنہ ظاہر ومن ظاہر الی ابنہ طیب ومن طیب الی ابنہ مجیب ومن مجیب الی ابنہ حبیب
ومن حبیب الی ابنہ جلیل۔

اس عبارت کے پہلے چند الفاظ کے حروف اڑ گئے تھے، مگر بخوبی ثابت ہوتا تھا کہ یہ قدم
شریف اتنی لپٹ حاجی جلیل کے خاندان میں رہا۔ مگر افسوس کہ اب کسی نے گنبد کا کاسی کا رنگ اڑا
کر سفید سترکاری کر دی ہے اور قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال بے ادبی کے ساتھ
گنبد میں رکھا ہے۔

۲۳۱۔ فضل شاہ مجدد و ب نوحا ہی قدس سرہ

اس بزرگ کا عروج آخری سلطنت سکھوں میں بہت ہوا۔ ہمارا ج اور امیر و وزیر سب اس
کے پاس آتے اور صد روپیہ نذر کا دیتے جو اس کا بیٹا بلند شاہ اٹھا کر لے جاتا تھا۔ یہ متنازعہ حالت
میں پھرتا۔ لوگوں کو گالیاں دیتا۔ خصوصاً راجہ دینا ناتھ اس کا کمال مقتدر تھا۔ یہاں تک کہ ایک منشی اس
کی طرف سے اس کے پاس حاضر رہتا جو کلام یہ منہ سے کرتا۔ کاغذ پر لکھ لیتا۔ ہزاروں روپیہ نقد و منس
راجہ دینا ناتھ اس کے بیٹے بلند شاہ کو دیتا۔ نوحا ہیہ قادر یہ خاندان میں بیعت اس بزرگ کی بخدمت
رحمان شاہ کے اور اس کی بخدمت محمد صدیق کے اور اس کی بخدمت شاہ فرید لاہوری کے اور
اس کی بخدمت پیر محمد سچیار کے اور اس کی بخدمت حضرت حاجی محمد نوحا گنج بخش کے تھی۔ یہ
مکان راجہ دینا ناتھ نے حضرت کی زندگی میں بنوایا تھا۔ پچیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ یہ بزرگ مَر
گیا اور یہاں دفن ہوا۔

۲۳۲۔ حضرت شاہ کنٹھ نوحا ہی قدس سرہ

نوحا ہی خاندان کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب کشف و کرامت مشہور ہے۔ چڑھیں

ربیع الاول ۱۱۱۹ھ میں یہ فوت ہوا۔ پہلے یہاں صرف چار دیواری قبر کی چاروں طرف تھی۔ اب اراکمند لوگوں نے گنبد بنا دیا ہے۔ موچی دروازے کے باہر حضرت کا مقبرہ ہے۔ اس خاندان کے مرید بھی اکثر لوگ شہر میں ہیں۔

۲۳۳۔ شیخ موسے اکھو کھر قدس سرہ

اس بزرگ کا نزار محکمہ جی کے روبرو بھائی دروازے کے باہر ہے۔ آدمی بہت بزرگ تھے شیخ بہلول دریائی سے ان کو فیض پہنچا۔ شیخ لال حسین لاہوری بسبب پیر بھائی ہونے کے ان کا کمال ادب کرتے تھے۔ تمام عمر ان کی ریاضت و مجاہدہ میں گزری۔

۲۳۴۔ شیخ محترم قدس سرہ

اس بزرگ کا روضہ بدھو کے پڑاے کے غرب کی طرف ہے۔ گنبد بہت عمدہ پختہ بنا ہوا ہے۔ اندر گنبد کے آیات قرآنی و درود شریف اور قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے۔ اب غیر آباد ہے معلوم نہیں ہوتا کہ کس خاندان کا یہ بزرگ تھا۔
قطعہ تاریخ یہ ہے،

قطب حق شاہ محترم ز جہاں رفت در بزم اولیائے سلف
سال تاریخ حلقش جستم گفت طبع سلیم نیک خلف

۲۳۵۔ حضرت شاہ سید نوشاہی قدس سرہ

یہ شخص نوشاہی بزرگ صاحب کمال گذرا ہے۔ قوم سے سید تھا۔ پہلے یہ امرائے بادشاہی لے شاہ کنٹھ نوشاہی کا سال وفات ۱۲۱۹ھ غلط ہے۔ نورا حمد چشتی نے ۱۱۱۹ھ دیا ہے جو سید شرافت صاحب کے نزدیک درست ہے۔

ملاحظہ ہو۔

(۱) نورا حمد چشتی، تحقیقات چشتی ص ۳۴ (۲) فوق لاہوری، یاد فستگان ص ۴۰

(۳) عبدالحی صدیقی، تاریخ احسن یادکرۃ الصغار ص ۱۲ (۴) شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد سوم ص ۱۳۳ قلمی

میں سے صاحب منصب و جاگیر گنا جاتا۔ ناگاہ جاذب حقیقی نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور شیخ پیر محمد سچیار کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ ذکر الہی نے ایسی لذت بخشی کہ دولت و مال تمام کمال براہِ خدا محتاجوں کو دے دیا اور فقیر ہو کر تکمیل نسبت میں مصروف ہوا۔ بعد تکمیل خرقہ خلافت پاکر لاہور آیا۔ ہزاروں لوگ مرید ہوئے۔ اب بھی اس سلسلہ کے مرید لاہور میں بہت ہیں موضع ڈھولن وال کے قریب لاہور سے تین میل یہ مزار جنوب کی طرف ہے۔

۲۳۶۔ سید عبدالقادر لاہوری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار موضع مزنگ سے مشرق کی طرف ہے۔ یہ حضرت سید گیلانی تید جلال الدین بغدادی کے بیٹے تھے۔ اکبر بادشاہ کے عہد میں انہوں نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور میں بعد سیر و سیاحت قیام پذیر ہوئے۔ ان کی بزرگی کا شہرہ سن کر نواب میر کفایت خاں نے اپنی لڑکی ان کے نکاح میں دے دی اس میں سے تین فرزند ہوئے۔ ایک سید حاجی دوسرا سید سلطان تیسرا سید غیاث الدین المشہور سید دولت شاہ سید حاجی کے گھر سید فتح محمد پیدا ہوا اس کا فرزند سید حمید اس کا بیٹا سید سعید اس کا بیٹا سید شاہ حسین اس کا بیٹا سید زندہ علی اس کا بیٹا سید شہسوار حجاب سجادہ نشین مزار شیخ طاہر بندگی کا ہے اور پوتا زندہ علی کا بہادر بن چراغ شاہ جو مہر کنی کا کام کرتا ہے۔

۲۳۷۔ مزارات احاطہ تکیہ انبلی والا موجودہ شہر لاہور

اس احاطہ میں دو چار دیواریاں اور تین چبوترے پختہ چونکہ موجود ہیں۔ ان پر مزارات حضرات سادات گیلانی سید محمد خوث اوچی حلی گیلانی کی اولاد کے ہیں جن کا ذکر خیر پہلے چین میں لے نفی صاحب نے شاہ فرید لاہوریؒ کا سال وفات خزینۃ الاصفیاء ۷۰۵ھ میں بوالہ تذکرہ نوشاہی ۱۱۵۸ھ لکھا ہے بقول صاحب شریف التواریخ تذکرہ نوشاہی میں شاہ فرید نوشاہی کا نام نمک نہیں آیا۔ چہ جائیکہ سال وفات مذکور ہو۔ ملاحظہ ہو :

شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد سوم حصہ دوم ۳۱۵ - ۳۲۲ قلمی

۱۔ یہاں شجرہ نسب درست نہیں ہے۔ بلکہ یوں ہونا چاہیے۔ شیخ عبدالقادر شانی بن سید حاجی ابوبکر بن سید فتح محمد بن سید حمید بن سید حمید بن سید عبدالقادر بن شاہ حسین بن سید زندہ علی بن سید شاہ سوار بن سید مبارک علی شاہ مرحوم بن پیر شیر چین درمی طاہری مظلہ اس وقت سجادہ نشین دگاہ حضرت شیخ طاہر بندگی ہیں۔

مذکور ہو چکا ہے۔ ایک چبوترے پر مزار سید صفی علی کا ان کے باپ کا سید بدر الدین بن سید اسماعیل نام تھا۔ علاوہ اس کے سید عمر و سید ہاشم و سید عبدالقادر المشہور شاہ گدامہی اسی چبوترے پر مدفون ہیں اور چار دیواری میں مزار سید قاسم بن سید صفی اور ان کی اولاد کی قبور ہیں۔ دوسری چار دیواری میں مزارات حضرت سید میراں شاہ و میر میراں و سید ابوالبرکات شاہ اس کے پاس کے چبوترے پر مزار سید اسماعیل کے اور ایک علیحدہ مکان پر مزار حضرت پیر محمد شاہ گیلانی جن کے فرزند دل بند پیر شاہ سردار زندہ و حیات ہیں۔ خدا سلامت رکھے۔

۲۳۸۔ مزار چنانچہ شاہ قدس سرہ

روشنائی دروازہ لاہور کے باہر یہ مزار ہے۔ پہلے یہاں ایک بزرگ سید علی نام گیلانی ملک دکن سے آئے۔ وہ سال ایک ہزار دو سو تالیس میں فوت ہو کر یہاں مدفون ہوئے۔ ان کے بعد ان کا جانشین چنانچہ شاہ یہاں مقیم ہوا۔ یہ شخص صاحب عبادت و ریاضت تھا۔ اس نے بہت فروغ پایا اور مدت العمر یہاں رہ کر خدا پرستی و ہدایت دارشاد میں مصروف ہوا۔ سلسلہ اس بزرگ کا قادریہ تھا قبر چنانچہ شاہ کی بھی اسی احاطہ کے اندر ہے۔

۲۳۹۔ مزار مرگ نینی قدس سرہ

اصل نام اس بزرگ کا محمد سلطان تھا۔ چونکہ آنکھیں اس کی نہایت خوبصورت تھیں۔ اس واسطے مرگ نینی کے خطاب سے مخاطب ہوا۔ شجرہ اس کا خاندان قادریہ عالیہ میں اس طرح پڑاؤت ہوئے کہ محمد سلطان مرید سندھی شاہ کا وہ عاقل شاہ کا وہ ملا شاہ کا وہ سلیمان شاہ کا وہ حضرت نور جہاں کا اور وہ محمد شفیع قادری کا اور وہ محمد حیات ولی کا اور وہ حضرت شاہ قمیص قادری سادھوی کا۔ جن کا ذکر خیر پہلے چین میں تحریر ہو چکا ہے اور ان حضرت حال معلوم نہیں ہوا۔

۲۴۰۔ گنبد مقبرہ حافظ غلام محمد المشہور امام کاموں بن محمد صدیق قدس سرہ

یہ مزار شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خاں کی جنوبی دیوار کے پاس ہے۔ یہ بزرگ چند پشت مسجد

وزیر خاں کا امام تھا۔ ظاہری علم میں فاضل اہل تھا۔ وعظ بھی اس کا پرتاثر تھا۔ طریقت میں بیعت اس کی بخدمت عبدالرشید شاہ قادری بلوچ کے معنی۔ جن سے اس نے فیض کامل باطنی علم میں پایا۔ جب وہ فوت ہو گئے تو الشیخ اس کے صاحبزادے امام مسجد بنے اور اب بیٹا ان کا امام محمد امام ہے۔ حافظ غلام محمد شاعر بھی تھے۔ ان کے عاشقانہ ابیات اب تک زبان زد خلق ہیں۔

۲۶۱۔ حضرت پیر ڈہل مجذوب قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔ بلکہ وہ تمام مقلد اس بزرگ کے نام سے ڈھل مکہ کھلاتا ہے۔ یہ بزرگ اکبری عہد میں صاحب کشف و کرامت و سکرو جذب تھا۔ بہت سے لوگ اس کی بزرگی کے قائل تھے۔ اب بھی لوگ جمعرات کے روز اس مزار پر جاکر فاتحہ کہتے ہیں۔

۲۶۲۔ حضرت شاہ گردیز ملتانی قدس سرہ

ملتان کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب تصرفات ظاہری و باطنی و مدارج صوفی و مہمنی قطب زمانہ فردیگانہ فیاض کامل شیخ مکمل تھے۔ حضرت کا قیام مدت مدید تک ملتان میں رہا اور وہاں ہی حضرت کا مزار ہے۔ بعد وفات اظہر کرامت ان کی یہ معنی کہ جو طالب زیارت مزار فیض آثار پر حاضر ہوتا۔ حضرت کے دونوں دست مبارک اس راستے سے جو حسب الوصیت قبر کے تعویذ میں رکھا گیا تھا۔ قبر سے باہر آتے اور طالب کے ساتھ مصافحہ ہوتا۔ یہ کرامت مدت مدید تک جاری رہی۔ آخر ایک شخص نالائق نے جو کوئی ایسی بے ادبی کی تو دست مبارک کا باہر آنا موقوف رہا اس خاندان کے مرید لوگ اب تک ہزاروں موجود ہیں اور حضرت کی اولاد بھی صاحب عزت و حرمت ملتان میں رہتی ہے۔ چنانچہ ایک شخص مراد شاہ نام جو سرکار انگریز کے دربار میں بڑا معزز تھا۔ اس سال ۱۲۹۲ء میں فوت ہوا ہے۔

۲۶۳۔ مفتی شیخ محمد مکرم قریشی قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں اور علماء و فضلاء میں سے یہ بزرگ صاحب شریعت و طریقت و علم و فضل

واقف علوم فقہ و حدیث و تفسیر جامع دولت ظاہری و باطنی تھے۔ اخیر علمداری بادشاہ چغتائی میں انہوں نے لاہور میں بڑا عروج پایا۔ عہدہ افتاد قضا و نون ان کے سپرد تھے۔ جب سلطنت دہلی کی ضیعت ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے لاہور فتح کیا تو اس نے بھی اسی بزرگ کو عہدہ افتاد قضا کا دیا اور فرمان خاص و خطی خاص محترمہ ماہ رمضان ۱۲۷۰ھ لکھ دیا جو مولف کتاب کے پاس موجود ہے۔ یہ بزرگ ہم جدی غلام سرور مولف کتاب تھا۔ اس طرح ہر کہ مفتی محمد تقی قریشی جدِ غمِ راقم الحروف کے دو بیٹے تھے۔ ایک مفتی محمد تقی اور دوسرے محمد ولی، محمد تقی کے بیٹے مفتی رحمت اللہ اور ان کے مفتی رحیم اللہ اور ان کے مفتی غلام محمد اور ان کا فرزند غلام سرور مولف کتاب ہے۔ اور محمد ولی کے بیٹے محمد اعظم اور محمد اعظم کے بیٹے یہ بزرگ محمد مکرم تھے جو اپنے زمانے میں سر فرستہ علمائے زمانہ ہو گئے۔ مگر افسوس کہ ان کی بھی اولاد اب نہ تو مل رہی ہے اور نہ دولت ظاہری، صرف ذات قریشی ضرور ہیں۔ علم ان کے خاندان سے جاتا رہا۔ مفتی محمد مکرم کے بعد ان کا بیٹا شیخ محمد بخش اور داؤد علی بخش باپ کے بعد خود سال رو گئے۔ گذارہ ان کا بہ سبب بے علمی کے باپ کی جائداد کے فروخت پر رہا۔ پھر محمد بخش کا بیٹا قادر بخش اور قادر بخش کا بیٹا نبی بخش ہوا۔ نبی بخش نے لاہور کارہنات ترک کر کے موضع منج میں سکونت اختیار کی۔ لاہور کی حویلی بھی فروخت کر ڈالی۔ نبی بخش کا بیٹا اب نور دین موضع شاہدرہ میں ایک مسجد کا مالک ہے اور علی بخش پسر تانی کشیش مکرم کا بیٹا فیض بخش کا بیٹا امام بخش، امام بخش جدِ باری راقم الحروف کا تھا۔ اس کا بیٹا کریم بخش اور کریم بخش کا بیٹا امیر بخش لاہور میں موجود ہے۔ جلد سازی کا کام کرتا ہے۔

۲۲۴۔ شیخ علی رنگ ریزہ قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور میں بڑا مشہور بزرگ ہے۔ سید جان محمد حضور می کے گوشہ باب کی طرف اس کا

لے یہ سزا غلط ہے۔ احمد شاہ ابدالی نے ۱۱۶۱ھ میں پنجاب پر غارتگری شروع کی اور ۱۱۸۶ھ میں فوت ہو گیا۔ ۱۱۶۱ھ

لے ملاحظہ ہو : مبین غم

لے ایضاً لے ایضاً

لے ایضاً لے ملاحظہ ہو : مقدمہ کتاب ہذا

مزار ہے۔ تمام لاہور کے رنگ ریز اس کو اپنا مقدس و پیشوا تصور کرتے ہیں۔ ہر سال عرس بھی ہوتا ہے۔ یہ بزرگ دو بھائی شیخ علی و شیخ ولی تعلقہ سلسلۃ سلطنت کے وقت عرب سے لاہور میں آئے اور دکان رنگ ریزی کی جاری کی۔ چونکہ ولی کامل تھے۔ تمام لوگ رنگ ریزان حضرت کے مرید ہو گئے۔ قبولِ عظیم پایا۔ بعد وفات یہاں دفن ہوئے۔

۲۴۵۔ شیخ حامد قاری سہروردی قدس سرہ

عہد محمد شاہ بادشاہ میں یہ بزرگ لاہور میں بڑے فقیر اور عالم و فاضل و پرہیزگار تھے۔ ایک کتاب ملفوظ (ملفوظات) ان کے ایک مرید نے جمع کی اور ایک رسالہ حقہ و تما کو کی حرمت میں انہوں نے خود لکھا۔ بابر شہر کے جہاں ان کی قبر ہے۔ وہاں شہر آباد تھا۔ اسی جگہ حضرت در کس پڑھاتے تھے۔ مولوی تیمور کی خدمت میں ان کی بیعت تھی اور ان کی خدمت شیخ عبدالکریم اور ان کی خدمت مخدوم طیب اور ان کی خدمت مخدوم برہان اور ان کی خدمت مخدوم چمن اور ان کی خدمت شیخ میلہ اور ان کی خدمت حسام الدین متقی اور ان کی خدمت شیخ صدر الدین اور ان کی خدمت شیخ بہا الدین بن زکریا ملتانی بنہ ایک ہزار اکثر میں یہ بزرگ پیدا ہوا اور چودہ جہادی الثانی سنہ ایک ہزار چھ سو میں فوت ہوا۔ لاہور کے باہر مزار ہے۔

مولوی تیمور لاہوری، لاہور کے فقہار و مدرسین میں سے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں جب حضرت محمد الف ثانیؒ پر حملے عرب و ہند نے فتویٰ صادر کیا تو اس پر تیمور لاہوری نے بھی دستخط کیے (عبد اللہ خواجہ شمس) مصادر الولاية قلمی و غیرہ آذر، حواقیق لاہوری، تنقہ المسلمین قلمی ملوک محمد اقبال مجددی۔

لکھ شیخ حامد قاری بارہویں صدی ہجری کے اجل علماء میں سے تھے۔ کتبوبات حادیہ قلمی ملوک محمد اقبال مجددی، رسالہ مسائل مهم قلمی ملوک محمد اقبال مجددی، رسالہ جواز نماز جنازہ قلمی ملوک محمد اقبال مجددی، رسالہ دیگر مسائل مهم قلمی و غیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری حمزہ کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی، شیخ حامد قاری کے سخنان کا ایک اور مجموعہ ان کے لائق شاگرد مولانا حواقیق لاہوری نے تنقہ المسلمین کے نام سے مرتب کیا تھا جس میں انہوں نے شیخ حامد سے لے کر حضرت شیخ بہا الدین زکریا ملتانی تک پنجاب کے اکابر علماء کے حالات بھی لکھے ہیں۔ اس کا نا در خطی نسخہ راقم الحقر محمد اقبال مجددی کے کتب خانہ میں ہے۔ (باقی برصغیر آئندہ)

۲۴۶۔ شیخ گھلن شاہ سرمست قادری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار موری دروازے کے باہر سرکاری باغ کے اندر ہے۔ یہ بزرگ شیخ طاہر قادری لاہوری کے مرید تھے اور متانے طریق پر بنا کرتے تھے۔ شیخ طاہر کے چار خلیفہ تھے ایک ابو محمد قادری دوسرے سید صوفی تیسرے شیخ آدم بنوری چوتھے شاہ گھلن سرمست۔ جن کا مزار لاہور میں ہے۔

۲۴۷۔ حضرت شاہ حسن ولی کامل قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار شہر کے اندر ایک مسجد کے صحن میں بہ محلہ موچی دروازہ ہے۔ جو مسجد بٹیر والی کہلاتی ہے۔ موجود ہے۔ طریق اس بزرگ کا سہروردیہ سنا جاتا ہے، مگر یہ نہیں معلوم کہ یہ بزرگ کس زمانے میں ہوئے ہیں۔ مکان نہایت متبرک اور پر فیض ہے۔

ملاحظہ ہو :

- (۱) محمد ماقی لاہوری ، تحفۃ المسلمین قلبی مملوک محمد اقبال مجتہدی
(۲) ایضاً ، شرح شمائل ترمذی قلبی مملوک مولانا امیر شاہ قادری۔ لپٹا اور
(۳) فوق محمدین ، تذکرہ علماء دہلی و مشائخ لاہور ۱۶-۱۷

خاتمہ تالیف کتاب منجانب مولف

الحمد لله واللہ کہ یہ حقیقہ بے خار و گلزار قمازہ بہار بغض کر دگار یعنی تذکرہ ابرار فی اخبار حضرات
الاخیار میں موسم کے وقت اپنے پھل پھول پڑ آیا۔ مولف نے اپنا دلی مطلب پایا۔ مقام شکر و تسلیم
ہے کہ خداوند کریم نے مجھ عاصی و سیاہ گناہ گار کو اپنے دوستوں کا شائق بنایا ہے۔ محبت کا راستہ
اکھلایا ہے اور یہ توفیق دی ہے کہ میں کسی اپنے وقت عزیز کو حضرات اولیاء کے ذکر میں ضرت
کروں اور ان کی الفت سے بہرہ پاؤں۔ اگرچہ میں ناکارہ کجا اوید کا رکجا، مگر یہ شوق مجھ کو صرف حضرت
نوح الثقلین محبوب سبحانی قطب تباری سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی کی محبت میں حاصل
ہوا اور محض یہ حضرت محبوب کی توجہ ہے کہ مجھ بے کار آدمی ایسے ایسے کار سرزد ہونے لگے، بلکہ
ایک عاجز ناتوان کو یہ قوت بخشی گئی کہ پہلے اس سے اسی جزو کی کتاب خزینۃ الاصفیاء نام بزرگوں
کے حال میں اس نے لکھی اور ہر ایک بزرگ کے ذکر کے خاتمے پر تاریخی مادے بھی لکھے، مگر وہ کتاب
فارسی میں اور بہت بڑی ممتی اور شائقین ملک پنجاب کا یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا تھا کہ کتنے بزرگ
پنجاب کے ملک میں صاحبِ طریقت گذرے ہیں۔ اب اس مختصر اور دو زبان کی کتاب لکھنے میں
وہ وقت رفع ہو گئی۔ خداوند تعالیٰ مجھ کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو اولیائے اللہ کی محبت کا شائق
کرے اور خدا کرے کہ اس زمانے میں کوئی ایسا آدمی پیرِ طریقت بل جائے کہ اس کی رہنمائی سے
میرے جیسے گمراہ راہ پر آئیں۔ خدا کی محبت کا راستہ پائیں۔ کیونکہ اب یہ لوگ غفلت ہو گئے ہیں اور محبت
کا حرف لوگوں کے لوحِ سینہ سے حک ہو گیا ہے۔ بالہنی تو کجا ظاہری محبت کا بھی نام و نشان
باقی نہیں رہا جو مسلمان پہلے اپنی زبان سے دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ ذلت سے اپنے فائدے
کے لیے دوستوں سے ایسے روگرداں ہوتے ہیں کہ منہ دکھانا اور دیکھنا نہیں چاہتے۔ خیر!

قطعہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ :

مردانے کہ اندرین چین اند کہ ملائک گے شیا ملین اند
بہمیں مردان بیاید ساخت چہ توان کرد مردان ایند

حضرات اہل محبت و عرفان کی محبت ہے۔ ایسے ناپرساں وقت میں جس کو خداوند تعالیٰ نصیب کرے غنیمت ہے۔ گو بظاہر کوئی صاحب محبت نہیں ملتا، مگر باطنی نسبت ان خُص را دوستوں کے ساتھ جو اس ناپرساں وقت سے اول گذر چکے ہیں۔ رکھی۔ ایک ضروری امر ہے اور یہ بھاری ذریعہ گناہگاروں کی بخشش کا خدا کے حضور میں ہوگا۔

بقول سعدی علیہ الرحمۃ :

شنیدم کہ در روز امید ویم ہاں را بہ نیکاں بہ بخشد کہ سیم

قطعات تاریخ خاتمہ اس کتاب کے جو میرے عزیزوں نے لکھ کر دیے ہیں وہ ذیل میں درج ہو رہے ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

از رائے کنھیالال صاحب بہادر تخلص ہندی

چمن ثانی نہیں ہے کوئی اس کا	اگر ہے تو فقط خلد بریں ہے
نشاط انگیز ہے یہ تازہ گلزار	کہے سیر اس کی جو اندوہ گین ہے
یہ رنگین باغ بارغ اولیا ہے	خزاں کا دخل کچھ اس میں نہیں ہے
بال خاتمہ ہندی سے ہاتھ	پکارا گلشن بے خار و دین ہے

از مفتی غلام حسین صاحب لاہوری خلف مولف

بغضل حق ہوا جب یہ حدائق	بفرق عنذ لیب دل گل افشاں
ترو تازہ ہوا مانند فردوس	گل افشاں سے اس کے باغ دولں
اسی لبان کے ذوق مشوق ہیں	ہمیشہ عنذ لیب جان غزل خواں
قیامت تک پھلا پھولا رہے گا	یہ رنگین باغ مثل باغ رضواں
لکھی حیدر نے یہ تاریخ تالیف	کہ طرفہ گلستان اجل عرفاں

از ڈاکٹر سید شاہ صاحب الفت لاہوری

یہ کیا سرسبز باغ سرفری ہے کہ جس سے تازہ گلزار جہاں ہے
 یہی ہے جلوہ گاہ اہل توحید یہی نظارہ گاہ عارفان ہے
 شگفتہ باغ دنیا میں یہ گلزار رہے جب تک زمین و آسمان ہے
 لکھا ہے اولیاء کا اس میں احوال بیان اس میں ہر گروں کا بیان ہے
 یہ سال خاتمہ ہے اس کا الفت کہ یہ کیا گلستان ہے خزان ۱۲۹۲ء ہے

از مفتی غلام صفدر صاحب لاہوری خلف مولف

ہے یہ کیا رنگین حدیقہ واہ لال ہے تعریف میں جس کے زبان
 فقرہ اس کا ہے رنگ چمن داستان رنگین ہے اور نگین بیان
 جو خدا کے دوست پنجاب میں حال ان کا اس ہوتا ہے عیان
 در در کہتے ہیں اسی کلمات دن جتنے اہل بندگی ہیں بندگان
 مصرعہ تاریخ کر صفدر رسم حرز جان تازہ بہشت ارماشتان

از مفتی چراغ دین صاحب روشن لاہوری

چوں شگفت اندر جہاں اس تازہ باغ یافت چوں لبانِ حنبت بر تری
 گشت زابِ قاتلِ این رنگین چمن گلبنِ خاطرِ حنابِ غم بری
 سرورِ لاہورِ زمینِ تالیفِ نیک کہ داندرِ مژدِاںِ صلِ سری
 حقِ ادرا در خطِ پنجابِ داد خوبی و نامِ آوری و بہتہی
 ہاتھم روشن ببالِ اختتامِ گفتِ نادرِ گلستانِ ستوری ۱۲۹۲ء

از غلام اکبر صاحب لاہوری

چو سر سبز گردید این تازہ باغ
بہ فضل حسد مثل باغ جان
نظر تازہ کردند ہر چہ اسو
ز نظارہ آتش مردمان جہان
چو سوسن نہال آور آن سر بسر
کشادند در ذکر و وصفش زبان
زمانہ ز سیرابیش سبز شد
زمین سبز شد سبز شد آسمان
رقم کرد اکبر بتاریخ او
کہ عالی مکان گلشن آبتے خزن

از چرخ دین صاحب لائق لاہوری

ختم جس دم یہ حدیقہ ہو گیا
ہو گیا تازہ شگفتہ لالہ زار
باغ دنیا میں نیا بھولا یہ بھول
رنگ پر آئی نئی رنگین بہار
کاٹ ڈالے باغبان دھرنے
جس قدر تھے گلشن عالم میں خار
بار بار آیا وہ اس کی سیر کو
غور سے دیکھا ہے جس نے ایک بار
اب تو لائق اس کا سال انتقام
لکھ گرامی گلشن تازہ بہار

خاتمة الطبع

الحمد لله والمنته کہ کتاب نایاب جس میں مجبور اولیاء اور عارفان با خدا کا صحیح صحیح تاریخی حال اور ان کے خوارق و کمالات کا ذکر ہے۔ بسلسلہ خانوادہ قادریہ چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ اور احوال خاندان متفرق کالمین کلی اور حال مجاذیب و مجاہدین و کوفہ اثاث نام جس کا حدیقہ الاولیاء ہے تصنیف ماہر علوم و فنون مفتی غلام سرور صاحب لاہوری کہ بجسے واقف تاریخ پاتانی کے ہیں مصنف موصوف نے ایسی ایسی نادر کتابوں کی تصنیف میں وقت صرف کر کے ذخیرہ نیک نامی دو جہاں کا حاصل کیا ہے اور خزینۃ الاصفیاء بہت مطول جو بزرگوں کے حالات سے

ملوس ہے۔ انہیں مصنف مدوح کی تالیفات سے ہے۔

پس کتاب موصوف بجناب پاکیزہ حسب خواہش شائقین بمطابقت اصل مطبع نامی منشی نول کشور واقع کانپور میں سرپرستی عالی جناب معلی القاب امیر باذل سخی دریا دل بلند بہت خوش خوش منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبال یہ تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بہاء جون ۱۹۰۶ء بارچہارم طبع ہوئی۔ خداوند و جہاں مقبول انام فرمائے۔

حدیقۃ الاولیاء کی اس اشاعت میں ان مشائخ کرام کی خود نوشت تحریرات کے عکس شامل کیے گئے ہیں :

- ۳۲۔ تحریر حضرت شاہ رضا قادری لاہوری؟ برورق اقل کتاب مطالع الطالبین خطی۔
خزوندہ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی
- ۳۷۔ مناجات حضرت شاہ محمد غوث لاہوری بن حضرت سید حسن پشاورمی محال بملک مولانا محمد امیر شاہ قادری پشاورمی۔

۸۳۔ مکتوب شریف بجناب حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی؟ مملوک مولانا زید ابوالحسن دہلی
ماخوذ از کتاب عرفانیات باقی

۹۷۔ ترقیمہ رسالہ علم میراث کتبہ و مولفہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری؟ مملوک حکیم سید ارشاد حسین صاحب قصور۔

۱۴۹۔ اجازت نامہ بجناب حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی؟ خطی نسخہ خزوندہ کتابخانہ گنج بخش۔ پٹنہ

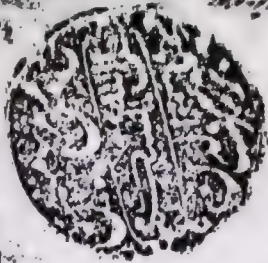
۱۵۴۔ سند بخاری شریف بجناب و مہر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی؟ مملوک حکیم سید ارشاد حسین صاحب قصور۔

• تحریر و مہر حضرت مولانا محمد باقر بن شرف الدین لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ محمد مصوم ہندوی
حال بملک مولانا عبدالرشید۔ مالک مرکز نوادر کتب خانہ رشیدیہ لاہور

• تحریر و مہر حضرت شاہ عبدالاحد معروف برمیاں کالو مجددی۔ خزوندہ کتابخانہ گنج بخش
مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی۔

قال بلك مولانا عبد الله شيد سالك

كتبه في شهر ربيع الثاني سنة ١٢٥٠



مكتبة
مكة المكرمة
سنة ١٢٥٠

اقاريني المكركم كلها باطلا

وحيث انتم في الدنيا مثل القبيح الملوث وقطري وحار
سنة ١٢٥٠

عبد الله



١٢٥٠

مكتبة
مكة المكرمة
سنة ١٢٥٠

هو من ادله مال ببال بن ارض من الجابني هـ محمد

عبد الله

ميرزا محمد باقر بن شرف الدين بروجي مصنف نزهة الهمدانيات شهر ربيع الثاني سنة ١٢٥٠

ضمیمہ مزارات لاهور کا موجودہ محل وقوع

ترتیب : میان محمد دین کلیم

شمار	نام بزرگ	پتہ مطابق حدیقہ اللہ آباد	موجودہ محل وقوع
۱	میر سید شاہ فیروز قدس سرہ	تکیہ ڈنڈی گلی	نزد باغ مہمان گنگہ ناز سیدنا چچ روڈ
۲	سید محمد حفصہ بنی لاهوری قدس سرہ الغفرین	شکر میاں میر پور	علامہ اقبال روڈ بالمقابل مین بازار گڑھی شاہو
۳	شیخ ابوالاسحق قادری لاهوری قدس سرہ	موضع ترنگ	روضہ ابوالاسحق شریٹ ٹیپل روڈ
۴	سید کامل شاہ لاهوری قدس سرہ	موضع بابو صابو	بابو صابو
۵	شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاهوری	لاہور	مادھو لال حسین شریٹ باغبانپورہ
۶	شاہ شمس الدین قادری لاهوری	لاہور	چیمپہ لائسنس بین ریس کورس روڈ
۷	عاشق لال بابی شاہ خیر الدین ابوالمعالی لاهوری		شاہ ابوالمعالی شریٹ گڑھی
۸	بن سید رحمت اللہ بن سید فتح اللہ کرمانی قادری		قبرستان میانی
۹	شیخ محمد طاہر تدری نقشبندی	لاہور	میان میر نواز علی ریلوے سٹیشن
۱۰	شیخ محمد میر المشہور بہ میان میر قادری لاهوری	پیرون محل	قبرستان نزد حاجی بھیکو کالونی باغ راجہ
۱۱	سید شاہ طلحہ بن سید عثمان بن سید عیسیٰ قادری لاهوری	دروازہ لاہور	دنیا ناتھ، سلطان پورہ روڈ لاہور
۱۲	شیخ مادھو قدس سرہ الغفرین		مادھو لال حسین شریٹ باغبانپورہ
۱۳	خواجہ بہاری علیہ رحمت اللہ الیاری	متصل روضہ میان میر	قصبہ میان میر بالمقابل مقبرہ حضرت میان میر
۱۴	سید جان محمد حفصہ بن شاہ نور بن سید محمود		علامہ اقبال روڈ بالمقابل مین بازار
۱۵	حفصہ بنی قدس سرہ	موضع گڑھی شاہو	گڑھی شاہو
۱۶	سید عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ قادری لاهوری	لاہور	متصل لائسنس

شمار	نام بزرگ	پتہ بلاتی حلیۃ الاولیاء ۱۸۷۵ء	موجودہ محل وقوع
۱۵	شیخ شاہ محمد المشہور بہ قاشاہ قادری لاہوری	بیرن مزار میانہ فیہ بالاپیر	اندرون موضع میانہ
۱۶	شاہ رضا قادری شطاری لاہوری	لاہور	نزدیکی بازار پولیس سٹیشن۔ جج محمد لطیف سرٹریٹ
۱۷	عنایت شاہ قلدی شطاری لاہوری قدس سرہ	لاہور	شاہراہ فاطمہ حبیبہ
۱۸	حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہ	لاہور	بیرن دہلی دروازہ نزد لائبریری لاہور کارپوریشن
۱۹	شیخ عبدالرشید بلوچ لاہوری قادری	موضع مرننگ	کوٹ عبداللہ شاہ مرننگ
۲۰	شاہ کاکو چشتی لاہوری قدس سرہ	لاہور بیرن دہلی دروازہ	لنڈا بازار، اب یہ مزار نہیں ہے۔
۲۱	شیخ جان احمد چشتی صابری لاہوری	لاہور	نسبت روڈ
۲۲	شیخ حاجی عبید الکحیم چشتی لاہوری	متصل بلغہ زیر البانیگم	نواں کوٹ قادیانک
۲۳	شیخ عبدالغنی لاہوری چشتی صابری قدس سرہ	لاہور	عقب برکت محل محمد علی نال نزد منڈیا لیکان
۲۴	شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری	لاہور	"
۲۵	شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری	لاہور	"
۲۶	شیخ خیر الدین المشہور شیخ شاہ لاہوری قدس سرہ	لاہور	"
۲۷	شیخ حاجی رمضان لاہوری چشتی قدس سرہ	"	نزد مقبرہ شیخ طاہر سنگ میانی
۲۸	شیخ فیض بخش لاہوری صابری چشتی قدس سرہ	"	"
۲۹	حضرت خواجہ خاند محمد لاہوری المشہور	لاہور	بگم پورہ نزد قیم خانہ دارالفرقان
	حضرت ایشاں نقشبندی قدس سرہ	"	"
۳۰	شیخ سعدی بلجاری مجددی لاہوری	مرنگ	تندی سٹریٹ سعدی پبلک لشن روڈ
۳۱	شیخ محمود شاہ نقشبندی مجددی لاہوری	متصل مقبرہ قولن شاہ	گھوڑے شاہ روڈ، سلطان پورہ
۳۲	شیخ عبد الجلیل المعروف بہ قطب عالم چوہڑ	لاہور	میکلوڈ روڈ بالمقابل آبادی قلعہ
	بندگی قریشی حارثی ہیکاری لاہوری قدس سرہ	"	گو جہرنگہ
۳۳	مید عثمان المشہور شاہ مجددی لاہوری قدس سرہ	نزد خانہ قلعہ اکبری لاہور	شاہی قلعہ لاہور

شمار	نام بزرگ	پترہ مطابق صدیقہ الاولیاء	موجودہ محل وقوع
۳۳	شیخ موسیٰ اہنسگر لاہوری قدس سرہ	متصل قلعہ گوجرانگہ	میکلوڈ روڈ بالمقابل آبادی قلعہ گوجرانگہ
۳۵	سید قبول شاہ الشہو گنج شاہ لاہوری قدس سرہ	لاہور	آبادی گھوڑے شاہ گھوڑے شاہ روڈ
۳۶	شیخ حسن گنج شاہ الشہو حسوتیل لاہوری قدس سرہ		ایسٹ روڈ نزد عمارت لیڈی جمیعت نگہ زچہ سپر ہسپتال نیوی گراؤنڈ
۳۷	میرزا محمد شاہ المشہور سید صوح دریا بخاری لاہوری قدس سرہ	لاہور	ایڈ روڈ لاہور بالمقابل لے جی آفس
۳۸	سید سلطان جلال الدین حمید بن صفی الدین خلجی	اندرون خانقاہ بی بی پاکدہ	اندرون احاطہ بی بیان پاکدہ امنان
۳۹	حضرت شاہ جمال سرمدی لاہوری قدس سرہ	موضع اچھرو	شاہ جمال کالونی اچھرو
۴۰	شیخ جان محمد سرمدی لاہوری قدس سرہ	مسجد قصاب خانہ لاہور	گادان گراؤنڈ گڑھی شاہنواز مسجد مولوی تاج دین
۴۱	شیخ محمد اسماعیل لاہوری المشہور میاں کلاں قدس سرہ	لاہور	اندرون خانقاہ میاں وڈا، آبادی درس میاں وڈا
۴۲	شیخ جان محمد ثانی لاہوری سرمدی قدس سرہ	نزد مزار میاں وڈا	ایضاً
۴۳	شیخ محمد اسماعیل محدث و مفتی لاہوری قدس سرہ	لاہور کے جنوب کی طرف	ہال روڈ
۴۴	شیخ ایاز لاہوری قدس سرہ	اندرون شہر لاہور	چوک نگہ مسل
۴۵	شیخ علی محمد و محمد جلالی غزنوی بھویری الخاٹب برہانا گنج بخش قدس سرہ	اپنی خانقاہ میں	بیرون بجائی دروازہ
۴۶	سید حسین زنجانی قدس سرہ		میرزا حسین پاکدہ چاہ میران
۴۷	سید احمد توختہ ترمذی لاہوری قدس سرہ	محمد چیل بیابان طوید غلام محمد الدین	محمد چیل بیابان اندرون مچی دروازہ
۴۸	سید یعقوب الخاٹب صدر دیوان زنجانی لاہوری قدس سرہ	لاہور	ہسپتال روڈ لاہور

شمار	نام بزرگ	پتر بمطابق مدیقة الاولیاء ۱۸۷۵ء	موجودہ محل وقوع
۴۹	سید شیخ عزیز الدین مکی لاہوری قدس سرہ	لاہور	راوی روڈ پیر مکی سٹریٹ
۵۰	سید مسیح لاہوری قدس سرہ	اندرون شہر لاہور	سید مسیح بازار
۵۱	شیخ سید ابوالحسنی گاڈرونی المشہور میسلس	مسجد وزیر خاں کے اندر	اندرون مسجد وزیر خاں تہہ خانہ میں
۵۲	سید ابوبراب المعروف بہ شاہ گدا حسینی		ریلوے کالونی، نزد گڑھی شاہو، نزد
	شطاری لاہوری قدس سرہ		برٹ انسٹیٹیوٹ
۵۳	خواجہ ایوب قریشی لاہوری قدس سرہ	لاہور	قبرستان بی بی پاکد امنان
۵۴	شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری قدس سرہ	لاہور	اب نشان نہیں ہے۔
۵۵	شیخ حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہ	روبرونیل گنبد پشت بازار انارکلی	بنک اسکوائر
۵۶	شیخ میر محمد یعقوب لاہوری قدس سرہ الغزنی	مقل موضع مزنگ	وارث روڈ میانہ
۵۷	مولوی غلام فرید لاہوری قدس سرہ الغزنی	گورستان میانہ	میانہ
۵۸	مفتی رحیم الرحمن مفتی رحمت اللہ قدس سرہ	لاہور	قبرستان میانہ
۵۹	مولوی غلام رسول فاضل لاہوری قدس سرہ		قبرستان حضرت شاہ محمد غوث بیڑن علی مروانہ
۶۰	شیخ لدے شاہ مونسہ ساز لاہوری قدس سرہ	لاہور	قبرستان میانہ نزد مقبرہ حضرت علامہ ہندگی
۶۱	سید نواز علی شاہ نقشبندی سہروردی	لاہور	مٹاری
۶۲	مولانا جان محمد لاہوری قدس سرہ	لاہور	
۶۳	مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری قدس سرہ	لاہور	قبرستان میانہ
۶۴	مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ قریشی لاہوری	گورستان بی بی پاکد امنان	قبرستان بی بی پاکد امنان
۶۵	سائیں قطب شاہ لاہوری قدس سرہ	موضع کھوئی میراں	کوٹ خواجہ سعید نزد محراب قدیم

شمار	نام بزرگ	پتہ بھارتی مدلیۃ الاولیاء ۱۸۷۵ء	موجودہ محل وقوع
۶۶	میان موگہ مخدوب لاہوری قدس سرہ		
۶۷	معصوم شاہ مخدوب لاہوری	بیرون دہلی دروازہ	انارکلی، ہکتی مسجد
۶۸	مستقیم شاہ لاہوری فیض پور مخدوب	فیض پور	فیض پور
۶۹	فقیر تاج شاہ مخدوب لاہوری	بیرون موچی دروازہ	گولمنڈی چیمبر لین روڈ تھوپرائی سنری منڈی
۷۰	نظام شاہ لاہوری مخدوب	گورستان میانی	میانی، ہیکہ نظام شاہ
۷۱	مستان شاہ لاہوری مخدوب	لاہور	میانی، ہیکہ مستان شاہ
۷۲	حلی شاہ مخدوب لاہوری		
۷۳	مزارات حضرت بی بیان پاکدامن، لاہور	لاہور	آبادی بی بیان پاکدامن محمد کھو
۷۴	بی بی حاج، بی بی تاج، بی بی نور بی بی محمد، بی بی گوہر، بی بی شہباز		
۷۵	بی بی فاطمہ سیدہ المشہود بی بی ودی	بیرون مزار میاں محمد شاہ	لیک روڈ تھوپرائی انارکلی
۷۶	بی بی جمال خاتون قدس سرہ	اندرا حالہ خاتقاہ حضرت میاں نمیسہ	کراچی ریلوے لائن اور میاں نمیسہ گاؤں کے درمیان
۷۷	مائی بھالگ لاہوری قدس سرہ		اب نشان مٹ چکا ہے (سلطان پورہ)

ماخذ مقدمہ و حواشی

مخطوطات

- ۱۔ آدم نبوی شیخ : خلاصۃ المعارف ۱۰۳۴ھ بخط مولانا محمد امین بخشی مملوکہ محمد اقبال مجیدی۔ لاہور
- ۲۔ احمد علی استرآبادی : تذکرہ مقیمی (احوال مشائخ حجرہ شاہ مقیم) ۱۱۴۲ھ مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی
- ۳۔ احمد بیگ مرزا لاہوری : رسالہ الامجاز (حالات مشائخ سلسلہ نوشاہیہ) ۱۱۰۴ھ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی۔ ساہن پال گجرات
- ۴۔ احمد بن محمود : لطائف نفسیہ۔ مخزنہ کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی ذخیرہ مولانا غلام علی الدین قصوری
- ۵۔ اسحاق قادری کشمیری : چلچلیۃ العارفین۔ ذخیرہ حافظ محمود خان شیرانی کتابخانہ دانشگاہ پنجاب لاہور نمبر ۲/۱۲۹۳/۴۳۴۶
- ۶۔ بابہو سلطان : کلید التوحید۔ ذخیرہ مولانا غلام علی الدین قصوری کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی
- ۷۔ بختا و حسن : مرآۃ العالم۔ کتابخانہ دانش گاہ پنجاب۔ لاہور نمبر ۱۵۶/۴۷
- ۸۔ پیر محمد لاہوری : خوارقات شاہ قمیص قادری۔ ذخیرہ سراج الدین آذر کتابخانہ دانشگاہ پنجاب نمبر ۱۱۹-۳
- ۹۔ تاج الدین احمد برنی : سراج الہدایہ (لمفوضات حضرت مخدوم جانیان بخاری، مملوکہ محمد اقبال مجیدی
- ۱۰۔ حامد سلطان : مناقب سلطانی (احوال حضرت سلطان بابہو) ذخیرہ شیرانی ۲۳۴/۲۲۵۲
- ۱۱۔ خاندان محمود خواجہ لاہوری : رسالہ محمودیہ (احوال و مشائخ خود و ذکر اولاد و خوں مملوکہ انبالہ بک بامند بنگ لاہور۔

۱۲۔ خلاصۃ العارفين : (ملفوظات خواجہ بہار الدین زکریا ملتانی) مکتوبہ ۱۰۳۳ھ مملوکہ مولوی

عبدالخالق قدوسی صاحب لاہور

۱۳۔ رحیم بخش فخری : شجرۃ الانوار فخری (احوال مشائخ چشت خصوصاً شاہ فخر دہلوی) ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم کراچی میوزیم

۱۴۔ رضا قادری شاد لاہوری : ارشاد العاشقین ۱۰۶۸ھ مملوکہ عمراقبال مجددی

۱۵۔ زمرہ : احوال دائرۃ ملّا شاہ بخشی۔ مقالہ بابت حصول درجہ بی ایچ ڈی دانش گاہ

پنجاب لاہور۔

۱۶۔ سعد اللہ بن عبدالرحمن : سحر السرائر مملوکہ مولوی حکیم الہ بخش انصاری۔ ملتان

۱۷۔ سعید نامہ (قصائد فارسی در مدح و مناقب حاجی محمد سعید لاہوری) مملوکہ چودھری عبدالوہید لاہور

۱۸۔ سلیمان بن شیخ سعد اللہ : احوال مشائخ کبار (ملفوظات شیخ محمد شرف لاہوری) مملوکہ عمراقبال مجددی

۱۹۔ شرافت نوشاہی سید : شریف التواریخ (احوال مشائخ سلسلہ نوشاہیہ) ۱۲۵۵-۱۳۹۴ھ

سید جلد مملوکہ مصنف مدظلہ

۲۱۔ صداقت محمد اکبر کنجاہی : ثواب المناقب ۱۱۲۷ھ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی

۲۲۔ عبداللہ داراؤی اوجی : مناقب الاصفیاء (معاصر سید حامد گنج بخش) مملوکہ سید نور محمد

صاحب گجرات پاکستان

۲۳۔ عبدالباقی جمی قادری : مقامات داؤدی (احوال شیخ داؤد کمانی شیرگرامی) ۱۰۵۶ھ

مملوکہ عمراقبال مجددی

۲۴۔ عبدی عبداللہ خلیفگی قصوری : معارج الولايت ۱۰۹۶ھ ذخیرہ آذر ۲۵ - H

۲۵۔ ایضاً : اخبار الاولیاء ۱۰۷۷ھ مملوکہ مولانا سید محمد طیب جہانی۔ قصور

۲۶۔ عبدالفتاح بن محمد نعمان بخشی : مفتاح العارفين (احوال مشائخ خصوصاً سلسلہ مجددیہ)

۱۰۷۸ھ ذخیرہ شیرانی نمبر ۱۶۱۳/۴۲۲۳

۲۷۔ عبدالحق کشیش : زاد المتقین (احوال شیخ علی متقی و عبدالوہاب متقی وغیرہ) مملوکہ مولانا

عطارد اللہ حنیف مہجوبیانی لاہور۔

- ۲۸- هجرت محمّد قاسم لاهوری : عبرت نامہ ۱۱۳۵ھ ذخیرہ آؤد ۶۲- H
- ۲۹- علی اصغر گیلانی : شجرۃ الانوار (النسب مشائخ اوج) ۱۱۹۲ھ کتابخانہ دانشگاه پنجاب
- ۳۰- علی اکبر اردستانی : مجمع الاولیاء، ذخیرہ آؤد ۸- H
- ۳۱- علی بن احمد الغوری : کنز العباد فی شرح الادواء حضرت بہار الدین زکریا ملتانیؒ، مکتوبہ درسمقند ۸۵۴ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی -
- ۳۲- عمر بخش رسول نگرہی : مناقبات نوشاہی - مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی
- ۳۳- میر غلام محمّد شیری : خوارق العادات (احوال سید حسن پشادری) ۱۱۸۹ھ مملوکہ مولانا سید محمد امیر شاہ قادری پشاور
- ۳۴- غلام قادر نوشاہی : بیاض قادری مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی
- ۳۵- غلام عبدالقدوس : حدائق داؤدی (احوال مشائخ سلسلہ صابریہ) ذخیرہ شیرانی نمبر ۱/ ۲۹۲۸/۸۷۷
- ۳۶- غلام علی دہلوی شاہ : رسالہ در حالات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مملوکہ محترمہ پاشاہ گیم دہلوی
- ۳۷- ایضاً : رسالہ طریق مجددیہ - مملوکہ جی معین الدین صاحب لاهور
- ۳۸- فقیر غلام محی الدین لاہوری : تشریف الفقراء مملوکہ سید شرافت نوشاہی
- ۳۹- غلام محی الدین کجاہی : مجمع التواریخ بخط والدہ المعتمد مولوی محمد صالح کجاہی - مملوکہ محمد اقبال مجددی -
- ۴۰- کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ - پنجاب پبلک لائبریری لاهور نمبر ۶۹، ۲۹۷۰- احسا
- ۴۱- پیر کمال بن عثمان لاہوری : سخائف قدسیہ (احوال مشائخ نوشاہیہ) ۱۱۸۶ھ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی -
- ۴۲- گل محمد نوشاہی : لطائف گل شاہی - مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی
- ۴۳- لعل، لعل بیگ : ثمرات القدس (بعد ۱۰۱۷ھ) مملوکہ مولانا نصرت نوشاہی شر قیور پاکستان
- ۴۴- محمد غوث ادچی سید : دیوان شاہ محمد غوث ادچی - ذخیرہ آؤد نمبر ۸۱
- ۴۵- محمد قریشی شاہ : مخزن ہدایت و مراتب المعرفت ۱۲۸۱ھ ذخیرہ آؤد نمبر ۲۳۱

۴۶- ملاشاہ بخشی : بیایات ملاشاہ۔ کتابخانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۵۹- ۵۹/۶۱

تفہیمات ۱۵۸- ۱۵۸/۶۱

۴۷- محمد حیات حافظہ : تذکرہ نر شاہی ۱۱۴۶ھ مملوکہ سید شرافت نوشاہی

۴۸- محمد صادق : کلمات الصادقین ۱۰۲۳ھ مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد گجرات پاکستان

۴۹- محمد بلاق : مطلوب الطالبین ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی

۵۰- محمد اشرف مولانا بن خواجہ محمد معصوم سرہندی : حل المغالقات فی الرد علی اہل الضلالت

تصمیم و حواشی محمد اقبال مجددی۔ زیر ترتیب

۵۱- محمد امین چپترائی : مناقب مجددین۔ مملوکہ جناب سید سعید علی شاہ — لاہور

۵۲- محمد امین بخشی : ستارۃ الحرمین (احوال حضرت شیخ آدم بنوریؒ) کتابخانہ مولانا فضل صدیقی

مہمانہ ماڈی پشاور۔

۵۳- محمد عمر حکیم میان : غلوہر (احوال شیخ سعدی لاہوری) ۱۱۱۲ھ ذخیرہ شیرانی نمبر ۳۸۸

۵۴- محمد اعظم کشمیری : فیض مراد۔ کتابخانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۱۱۴۲/۱۹۵۴

۵۵- محمد صالح کنجاہی : سلسلہ الاولیاء ۱۲۶۴ھ سبخط مصنف مملوکہ پروفیسر احمد حسین احمد گجرات

۵۶- محمد اریس اعوان ڈاکٹر : شرح احوال و آثار شاہ محمد نوٹ گوالیاری و تصحیح بکرمیات۔ مقالہ

برائے حصول درجہ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ دانش گاہ طبرک ۱۹۷۲م مملوکہ محمد اقبال مجددی

۵۷- محمد ماقل لاہوری : تحفۃ المسلمین (مسائل مذہبی و احوال اساتذہ مؤلف) ۱۱۶۰ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی

۵۸- محمد رفیع اخوند : قرآن العین (احوال شیخ محمد سعید لاہوری و اخوند محمد مسعود پشاور)

۱۱۶۲ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی۔

۵۹- محمد اشرف بن شیخ یونس لاہوری : جامع الفوائد۔ مملوکہ محمد اقبال مجددی

۶۰- محمد اقبال مجددی : حیات حاجی محمد سعید لاہوری۔ زیر ترتیب ۱۹۷۴م

۶۱- ایضاً : حیات شاہ عنایت قادری قصوری شرم لاہوری زیر تکمیل ۱۹۷۴م

۶۲- معین الدین بن خواجہ خاوند محمود کشمیری : المرفقۃ القلوب مملوکہ جی معین الدین لاہور

۶۳- ایضاً : کثر السجادت۔ مخزنہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور نمبر ۲۹۷۴/۲۹۷۴

- ۶۴- مشتاق رام گجراتی : کرامت نامہ ۱۱۳۲ھ (حالات شاہ دولہ دریائی گجراتی) مملوکہ سید شرافت نوشاہی
 ۶۵- نصیب الدین کشمیری بابا : نوزنامہ (احوال مشائخ کشمیر) ذخیرہ شیرانی نمبر ۶۳۸/۳۶۵۹
 ۶۶- دتیرامین اشتر ڈاکٹر : الرسالة الخاتیہ (دین انتقادی) مع احوال آثار علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی
 ۶۷- یعقوب بن عثمان غزنوی خواجہ : رسالہ ابدالیہ۔ کتابخانہ برٹش میوزیم نمبر ۱۷۷۴
 روٹوگراف مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

مطبوعات عربی

- ۶۸- عبدالحی حسنی : نزهة الخواطر (ہشت جلد) حیدر آباد دکن ۱۹۶۲-۱۹۷۰ء
 ۶۹- محسن ترمیٹی : الیانع الجنی دیوبند ۱۳۲۹ھ
 ۷۰- محمد جلیل خاں خاں : البقیۃ السنیۃ فی آداب الطریقۃ الخالدیہ مصر ۱۳۱۹ھ
 ۷۱- محمد منظر عابدی : المناقب الاحمدیہ والمقامات السعیدیہ - قرآن ۱۸۹۶ء
 ۷۲- نور الدین ابوالحسن : بہجت الاسرار مصر ۱۳۰۳ھ

مطبوعات فارسی

- ۷۳- آزاد میر غلام علی بگٹامی : آثار الکوام - دفتر اول اگرہ ۱۳۱۰ھ
 ۷۴- ابو الفضل : آئین اکبری تبصیح سر سید احمد خاں دہلی ۱۲۷۲ھ
 ۷۵- ابوالمعالی شاہ لاہوری : ستھۃ القادریہ سیالکوٹ ۱۳۱۰ھ
 ۷۶- اصغر علی : جواہر فریدی لاہور ۱۸۸۸ء
 ۷۷- احمد ابوالخیر مکی : ہدیہ احمدیہ (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی) کانپور ۱۳۱۳ھ
 ۷۸- امام بخش : حلیۃ الاسرار فی اخبار الابرار - مطبوعہ
 ۷۹- امام دین : نافع السالکین لاہور ۱۲۸۵ھ
 ۸۰- المدیہ حبشی : سیر الاقطاب - لکھنؤ ۱۹۱۳ء
 ۸۱- امیر فرو : سیر الاولیاء دہلی ۱۳۰۲ھ

۸۲- باقی بالمشخواجہ : کلیات خواجہ باقی باللہ دہلوی مرتبہ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی لاہور ۱۹۶۷ء

۸۳- ایضاً : مشائخ طرق اربعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۸۴- بدرالدین غزنوی : وصال احمدی کراچی ۱۳۸۸ھ

۸۵- ایضاً : حضرات القدس - دفتر دوم مرتبہ محبوب الی لاہور

۸۶- بانیہ بیات : تذکرہ ہمایوں و اکبر - کلکتہ ۱۹۴۱ء

۸۷- بشیر حسین ڈاکٹر : فہرست مخطوطات شیرانی سہ جلد لاہور ۱۹۶۸ء --- ۱۹۷۳ء

۸۸- ایضاً : فہرست مخطوطات شفیق لاہور ۱۹۷۲ء

۸۹- برنی ضیاء الدین : تباریکہ فیروز شاہی کلکتہ ۱۸۶۲ء

۹۰- بہار الدین کشمیری : سلطانی (احوال سلطان حمزہ کشمیری) لاہور ۱۹۲۳ء

۹۱- پیر محمد لاہوری : حقیقت الفقر لاہور ۱۹۶۶ء

۹۲- جامی مولانا : نفحات الانس لکھنؤ ۱۳۱۷ھ

۹۳- جہانگیر بادشاہ : تذکرہ جہانگیری بتصحیح سرسید احمد خاں مطبوعہ علی گڑھ

۹۴- جلال الدین ابوبکر : تذکرہ قطبیہ مرتبہ غلام دستگیر نامی لاہور ۱۹۵۲ء

۹۵- حسن سبحزی امیر : فوائدا لغواذ مرتبہ ملک لطیف لاہور ۱۹۶۶ء

۹۶- حمید شاعر قلندر : خیر المجالس مرتبہ خلیق احمد نظامی علی گڑھ ۱۹۵۹ء

۹۷- داراشکوہ شہزادہ : سفینۃ الاولیاء لکھنؤ ۱۹۰۰ء

۹۸- ایضاً : سکینۃ الاولیاء مرتبہ ڈاکٹر تارا چند - طہران ۱۹۶۵ء

۹۹- داؤد خاکی : ورد المریدین - لاہور ۱۸۹۴ء

۱۰۰- درگاہ قلی خاں : مرقع دہلی (دہلی بارہویں صدی ہجری میں) (دہلی دس سن)

۱۰۱- رکن الدین : لطائف قدوسیہ - دہلی ۱۳۱۱ھ

۱۰۲- سیف الدین خواجہ سرہندی : مکتوبات سیفیہ جامع مولانا محمد اعظم مرتبہ ڈاکٹر

غلام مصطفیٰ خاں کراچی (دس سن)

۱۰۳- شاہ حسین لاہوری : تمہیث - مرتبہ محمد اقبال مجددی مشمولہ محلہ مصیف لاہور جولائی ۱۹۷۲ء

۱۰۲- شمیم زیدی : احوال و آثار حضرت بہار الدین زکریا ملتانی و تصحیح خلاصۃ العارفين
راولپنڈی ۱۹۷۵ء

۱۰۵- شیرخان لودھی : مرآۃ النیال۔ کول علی گڑھ ۱۸۵۳ء

۱۰۶- عبدالحی شیخ دہلوی : اخبار الاخبار، میرٹھ ۱۲۷۸ھ

۱۰۷- ایضاً : کتاب المکاتیب والرسائل، دہلوی ۱۲۹۷ھ

۱۰۸- عبدالقادر بلوچی : منتخب التواریخ۔ نوکشتور لکھنؤ

۱۰۹- ایضاً : نجات الرشید مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق۔ لاہور ۱۹۷۲ء

۱۱۰- عبدالحمد لاہوری : بادشاہ نامہ۔ کلکتہ ۱۸۶۸ء

۱۱۱- عبداللہ بکرامی : سبع سنابل کانپور ۱۲۹۹ھ

۱۱۲- عبدالقدوس گنگوہی شیخ : انوار العیون لکھنؤ ۱۲۹۵ھ

۱۱۳- ایضاً : مکتوبات قدوسیہ جامع رکن الدین بڈمن۔ دہلی ۱۲۷۸ھ

۱۱۴- عبدالقادر ٹٹھوی : حدیث الاولیاء ۱۰۱۶ھ مرتبہ حسام الدین راشدی سندھ ۱۹۶۷ء

۱۱۵- عزیز الدین وکیل فلفلی : تیمور شاہ دُرانی و دو جلد کابل ۱۳۴۶- ش

۱۱۶- حنفیہ شمس سراج : تاریخ فیروز شاہی۔ کلکتہ ۱۸۹۰ء

۱۱۷- علی رضا نقوی : تذکرہ نویس فارسی در ہندوپاکستان۔ طہران ۱۹۶۴ء

۱۱۸- غازی الدین : مناقب فخریہ۔ دہلی ۱۳۱۵ھ

۱۱۹- غلام سرور مفتی لاہوری : خزینۃ الاصفیاء، مطبع شرمہند لکھنؤ ۱۸۷۳ء

۱۲۰- غلام علی دہلوی شاہ : رسالہ در حالات و مقامات حضرت مرزا مظہر جان جاناں

و مقامات مظہری، دہلی ۱۲۶۹ھ

۱۲۱- ایضاً : رسالے سبع سيارہ۔ مطبع نقشبندی ۱۲۸۲ھ

۱۲۲- فانی حسن : دلبستان مذاہب۔ بمبئی ۱۲۷۷ھ

۱۲۳- ایضاً : مثنویات فانی مرتبہ امیر حسن عابدی کشمیر ۱۹۶۴ء

۱۲۴- فرحت فرخ بخش، اذکار قلندی مرتبہ پیر غلام دستگیر نامی۔ لاہور ۱۹۵۷ء

- ۱۱۵- فرشتہ : تاریخ فرشتہ (گلشن ابراہیمی) لکھنؤ ۱۲۸۱ھ
- ۱۱۶- فقیر اللہ علوی شاہ شکار پوری : مکتوبات - لاہور ۱۹۱۹ء
- ۱۱۷- قانع ٹھٹھوی : تحفۃ الکلام مرتبہ حسام الدین راشدی سندھ
- ۱۱۸- ایضاً : مقالات الشعراء مرتبہ حسام الدین راشدی سندھ ۱۹۵۷ء
- ۱۱۹- قلندر شاہ : دیوان قلندر شاہ، مرتبہ پیر غلام دستگیر نامی لاہور
- ۱۲۰- لطف اللہ انبالوی : ثمرات الفوائد (احوال میلان بمبیکہ چشتی) دہلی
- ۱۲۱- شاہ محمود ٹٹھوی : رسالہ در کسب سلوک و بیان معرفت - پشاور ۱۲۸۳ھ
- ۱۲۲- محمد شمس کشمی خواجہ : زبدۃ المقامات - لکھنؤ ۱۳۰۷ھ
- ۱۲۳- محمد صالح کنبلاہوی : عمل صالح (شاہ جہان نامہ) لاہور ۱۹۷۲ء
- ۱۲۴- محمد اعظم دیدہ مری : تاریخ کشمیر عظمی (واقعات کشمیر) کشمیر ۱۳۵۵ھ
- ۱۲۵- محمد اسلم پیروردی : فرحت الناطقین - آخری باب تراجم ایمان مرتبہ ڈاکٹر محمد شفیع مشمولہ اور نیٹیل کالج میگزین - مئی ۱۹۲۸ء و اردو ترجمہ و حواشی محمد اویب قادری کراچی ۱۹۷۲ء
- ۱۲۶- محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار - لاہور ۱۸۹۵ء
- ۱۲۷- محمد فضل اللہ عینی : سمرۃ المقامات - سندھ ۱۳۵۵ھ
- ۱۲۸- محمد مظہر مجددی : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ دہلی ۱۲۸۲ھ
- ۱۲۹- محمد سعید خواجہ بن حضرت مجدد الف ثانی : مکتوبات خواجہ سعید مرتبہ حکیم عبد المجید سیفی لاہور
- ۱۳۰- محمد معصوم خواجہ بن حضرت مجدد : مکتوبات معصومیہ جلد اول کانپور ۱۳۰۴ھ
- ۱۳۱- محمد مقیم : وقائع سیالکوٹ ۱۰۷۱ھ (احوال شہادت امام علی الحق سیالکوٹی)
- مرتبہ ڈاکٹر عبد اللہ جغتائی - لاہور ۱۹۷۲ء
- ۱۳۲- محمد تقی دانش پزیر : فرست میکر و فیلمهای کتابخانہ مرکزی دانش گاہ طهران - طهران ۱۹۶۶ء
- ۱۳۳- محمد تقی دانش پزیر و ایرج افشار : نسخہ ہائی خطی - تهران ۱۹۶۹ء
- ۱۳۴- محمد حسین تبسبی : فرست نسخہ ہائی خطی کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی راولپنڈی ۱۹۷۱ء
- ۱۳۵- محمود : ملفوظات نقشبندیہ و ملفوظات بابا شاہ مسافر از رنگ آبادی

فتاویٰ اورنگ آباد ۱۳۵۲ھ

۱۴۶- موسیٰ پاک شہید ملتان : تیسرا نشانعلین - فیروزپور ۱۳۰۹ھ

۱۴۷- نجم الدین حاجی : مناقب المجاہدین - لاہور ۱۳۱۱ھ

۱۴۸- نظام الدین احمد ہروی : طبقات اکبری نوکشتور مکسٹو ۱۲۹۲ھ

۱۴۹- نظام غریب سینی : لطائف اشرفی (ملفوظات حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ)

دو جلد ۱۲۹۸ھ

۱۵۰- نفحات المحبوب فی احیاء القلوب : مطبوعہ

۱۵۱- نعیم اللہ بہرائچی : معمولات مظہریہ کانپور ۱۲۷۵ھ

۱۵۲- نور الدین حسن فخری : فخر الطالبین - دہلی ۱۳۱۵ھ

۱۵۳- ہادی علی : مناقب حافظہ (احوال و ملفوظات حافظہ محمد علی) کانپور ۱۳۰۵ھ

۱۵۴- وحدت عبداللہ شاہ گُل : گلشن وحدت (مکتوبات شیخ وحدت) جامع خواجہ محمد مراد سنگ

کشمیری کلاچی ۱۹۶۶ء

۱۵۵- ڈیرہ گنیش داس : چار بلغ پنجاب مرتبہ کرپال سنگھ امرتسر ۱۹۲۵ء

۱۵۶- ولی اللہ شاہ : انتخاب فی سلاسل الاولیاء

۱۵۷- ایضاً : شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی دہلی ۱۹۶۹ء

۱۵۸- ایضاً : النفاس العارفین - دہلی ۱۳۳۵ھ

۱۵۹- یار محمد : انتخاب مناقب سلیمانانی - لاہور ۱۳۲۵ھ

مطبوعات اردو

۱۶۰- ابرار حسین فاروقی : تذکرہ جواہر زواہر (فہرست مخطوطات المادہ میوزیم) لاہور ۱۹۵۹ء

۱۶۱- ابوالفضل محمد احسان : سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانیؒ دہلی ۱۹۲۶ء

۱۶۲- ابوالحسن : مقامات گل محمدیہ - مدراس ۱۳۰۵ھ

۱۶۳- احمد علی حسن : تذکرہ کاظمی دہلی ۱۹۲۹ء

- ۱۶۲- احمد خاں سرسید : آثار العناوید - دہلی ۱۹۶۵ء
- ۱۶۵- الکبش خاں : خاتم سلیمانی - لاہور ۱۳۲۵ھ
- ۱۶۶- اجماز الحق قدوسی : شیخ عبدالقدوس گنگوہی - کراچی ۱۹۶۱ء
- ۱۶۷- ایضاً : تذکرہ صوفیہ پنجاب - کراچی
- ۱۶۸- امیر شاہ قادری : حضرت عبداللہ صحابی ٹھٹھوی - پشاور ۱۹۶۱ء
- ۱۶۹- ایضاً : تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ - پشاور ۱۹۶۲ء
- ۱۷۰- ایضاً : تذکرہ علماء و مشائخ مرحوم - پشاور ۱۹۶۳ء
- ۱۷۱- امام الدین گلشن آبادی : برکات الاولیاء - دہلی ۱۳۲۲ھ
- ۱۷۲- امیر بخش : انوار شمسیہ - لاہور ۱۳۲۵ھ
- ۱۷۳- بلال زبیری : تذکرہ اولیائے جہنگ - لاہور ۱۹۶۸ء
- ۱۷۴- جمال الدین شاد جیون : مناقب موسوی ۱۱۵۲ھ (احوال شیخ موسیٰ اکبرنگ لاہور ۱۹۶۲ء)
- اردو ترجمہ محمد علی لاہور ۱۹۶۱ء
- ۱۷۵- خلیق احمد نظامی : تاریخ مشائخ چشت جلد چہارم - دہلی ۱۹۵۳ء
- ۱۷۶- ایضاً : حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی - دہلی ۱۹۵۳ء
- ۱۷۷- ایضاً : ملفوظات کی تاریخی اہمیت - مقالہ مشمولہ نذر عرش مرتبہ مالک
- رام و مختار الدین احمد دہلی ۱۹۶۵ء
- ۱۷۸- دین محمد : احترام الاصغیاء (نشاط حافلہ) علی گڑھ ۱۹۳۱ء
- ۱۷۹- داراشکوہ : حسنات العارفین (شلیات) ترجمہ محمد عمر لاہور (س-ن)
- ۱۸۰- رافت رؤف احمد مجددی : جواہر علویہ اردو ترجمہ - لاہور (س-ن)
- ۱۸۱- رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ترجمہ و حواشی محمد ایوب قادری - کراچی ۱۹۶۱ء
- ۱۸۲- رسالہ در حالات شاہ بلاول لاہوری اردو ترجمہ - لاہور (س-ن)
- ۱۸۳- رحیم بخش دہلوی : حیات ولی (حیات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) لاہور (س-ن)
- ۱۸۴- روشن علی : تذکرہ اولیائے راجپور - دکن

- ۱۸۵- زوار حسین سید : حضرت مجدد الف ثانیؑ، کراچی ۱۹۷۲ء
 ۱۸۶- سخاوت مرزا : تذکرہ مخدوم جانیان، دکن ۱۹۶۲ء
 ۱۸۷- شبیر شاہ : انوار می الدین (سوانح حضرت مولانا غلام می الدین قصوریؒ)

لآل پور ۱۹۶۶ء

- ۱۸۸- شرافت نوشاہی سید : عبدالرحمن پاک نوشاہی (سوانح)، مرید کے ۱۹۷۱ء
 ۱۸۹- شرف الدین قریشی : جامع الکلمات، ترجمہ سید فرزند علی، بہاولپور ۱۹۱۵ء
 ۱۹۰- شہر آشہ : تذکرہ حمیدیہ (احوال سلطان حمید الدین حاکم)، ترجمہ پیر غلام

دستگیر نامی - لاہور۔

- ۱۹۱- ظہور الدین احمد اکڑ : شاہ ابوالمعالی لاہوری (شاعر، مقالہ مشمولہ نذرِ حجت، لاہور ۱۹۶۶ء)
 ۱۹۲- عبدالرزاق قریشی : مرزا مظہر اور لن کا کلام، بمبئی ۱۹۶۰ء
 ۱۹۳- عبدالعقادر رام پوری : علم و عمل مرتبہ محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۶۱ء
 ۱۹۴- عبدالاول جونیوری : مفید المفتی، لکھنؤ ۱۳۲۶ھ
 ۱۹۵- عبدالرحیم : لباب المعارف العلمیہ (فہرست غلطیات اسلامیہ کلچرل پشاور)

اگرہ ۱۹۱۸ء

- ۱۹۶- علی محمود جانداز : درد نظامی اردو ترجمہ مطبوعہ
 ۱۹۷- علیم اللہ جان دھری : تحفۃ الصالحین ترجمہ نذیرتہ السالکین، لاہور (س ملن)
 ۱۹۸- غوث می الدین سید : شرف الانساب، دکن ۱۹۳۳ء
 ۱۹۹- غوثی حسن بن موسیٰ : اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ترجمہ فضل الدین، اگرہ ۱۳۲۶ھ
 ۲۰۰- فقیر محمد حبیبی : خدائق الحنفیہ، لکھنؤ ۱۹۰۶ء
 ۲۰۱- فوق محمد دین : ملک العلماء ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، لاہور ۱۹۲۴ء
 ۲۰۲- ایضاً : تذکرہ علماء و مشائخ لاہور، لاہور ۱۹۲۰ء
 ۲۰۳- قائم الدین : ذکر مبارک (احوال اعیان مکان شریف)، امرتسر ۱۹۴۰ء
 ۲۰۴- کنضیا لال : تاریخ لاہور، لاہور ۱۸۸۸ء

- ۲۰۵۔ گل حسن شاہ : تذکرہ خوشیہ مطبوعہ ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء
- ۲۰۶۔ محمد قاسم راجہ دی : حیات بری امام۔ راولپنڈی (س۔ن)
- ۲۰۷۔ محمد بخش میاں : بوستان قلندری۔ لاہور
- ۲۰۸۔ محمد شفیع مولوی ڈاکٹر : اولیائے قصور۔ لاہور ۱۹۷۲ء
- ۲۰۹۔ محمد اسلم : دین الہی اور اس کا پس منظر۔ لاہور ۱۹۷۰ء
- ۲۱۰۔ محمد الدین صوفی : ذکر حبیب۔ پنڈی بہار الدین۔ ۱۳۴۲ھ
- ۲۱۱۔ محمد حسن لہوی : حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مراد آباد ۱۳۲۳ھ
- ۲۱۲۔ محمد ابراہیم قصوری : خزینہ معرفت شرفیور (س۔ن)
- ۲۱۳۔ محمد ایوب قادری : مخدوم جہانیاں جہان گشت بخاری۔ کراچی ۱۹۶۳ء
- ۲۱۴۔ محمد شفیع صاحبزادہ : سوانح میاں وڈالاہوری۔ لاہور ۱۹۰۹ء
- ۲۱۵۔ محمد موسیٰ امرتسری : مقدمہ کشف المحجوب ترجمہ مولانا ابوالحسنات سید محمد قادری
- مرحوم۔ لاہور ۱۳۹۳ھ
- ۲۱۶۔ محمد اسلم : تاریخی مقالات لاہور ۱۹۷۰ء
- ۲۱۷۔ محمد جیون داسی : لطائف سیرۃ لاہور
- ۲۱۸۔ محمد اقبال مجددی : احوال و آثار عبداللہ خوشیگی قصوری۔ لاہور ۱۹۷۲ء
- ۲۱۹۔ محمد شیرانی : مقالات شیرانی مرتبہ مظہر محمود شیرانی۔ جلد پنجم۔ لاہور
- ۲۲۰۔ محمود عالم مفتی : ذکر جمیل (از کار اولاد شیخ الاسلام شہاب الدین انور
- خصوصاً مفتی غلام سہروردی لاہوری) لاہور ۱۹۶۸ء
- ۲۲۱۔ منظورالحی صدیقی : شاہ لطیف بری۔ لاہور ۱۹۷۰ء
- ۲۲۲۔ محمد اقبال مجددی : مادہ ولال حسین مقالہ منشور اردو دائرہ المعارف اسلامیہ دانش گاہ
- پنجاب لاہور
- ۲۲۳۔ مقصود ناصر : تاریخ شیخوپورہ۔ لاہور ۱۹۶۳ء
- ۲۲۴۔ معنی اجیری : سوانح حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ۱۹۲۷ء

- ۲۲۵- مسلم نظامی : انوار الفرید - پاک پٹن ۱۹۶۵ء
 ۲۲۶- شتاق احمد میٹھی : انوار العاشقین - حیدرآباد - دکن ۱۳۳۲ھ
 ۲۲۷- معین عبدالمعبود : روائج النظام (سوانح شاہ نظام الدین اویگ آبادی) دہلی ۱۳۳۳ھ
 ۲۲۸- مظہر جان جاناں مرزا : خطوط مرزا مظہر ترجمہ خلیق انجم - دہلی ۱۹۶۲ء
 ۲۲۹- محب الحسن : کشمیر سلاطین کے عہد میں - دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۶۷ء
 ۲۳۰- منظور حسن عباسی : فہرست مخطوطات عربی و فارسی پنجاب پبلک لائبریری لاہور ۱۹۶۶ء
 ۲۳۱- نامی غلام دستگیر پیر : تاریخ جلید - لاہور ۱۹۶۰ء
 ۲۳۲- ایضاً : سوانح حضرت شاہ محمد غوث لاہوری - لاہور (س - ن)
 ۲۳۳- ایضاً : بزرگان لاہور - لاہور ۱۹۶۶ء
 ۲۳۴- ایضاً : بی بیلاں پاکدامن - لاہور ۱۹۳۵ء
 ۲۳۵- نسیم ایم ایس : تذکرہ شاہ دولہ گجراتی - لاہور ۱۹۷۰ء
 ۲۳۶- نذر صابری : نوادرات اکمل - اکمل ۱۹۶۳ء
 ۲۳۷- نور احمد پشٹی : تحقیقات پشٹی - لاہور پیما اخبار لاہور ایڈیشن
 ۲۳۸- نور احمد خاں فریدی : تذکرہ حضرت بہار الدین ننگر یا ملتان؟ - ملتان ۱۹۵۴ء
 ۲۳۹- ایضاً : تذکرہ حضرت شاہ رکن عالم ملتان؟ - ملتان ۱۹۶۱ء
 ۲۴۰- ایضاً : تذکرہ حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ - ۱۹۵۸ء
 ۲۴۱- ہاشمی فرید آبادی : آثار لاہور - لاہور ۱۹۵۶ء
 ۲۴۲- وحید احمد مسعود : سوانح بابا فرید الدین گنج شکر کراچی ۱۹۶۵ء

متفرق مطبوعات

- ۲۴۳- اثر عبدالحلیم افغانی قاضی : روحانی رابطہ اور روحانی ترغیون پشاور ۱۳۸۴ھ (زبان پشتو)
 ۲۴۴- بلھے شاد بابا : کلیات بلھے شاہ مرتبہ فقیر محمد فقیر لاہور (زبان پنجابی)
 ۱۴۵- محمد الدین : باغ اولیائے ہند - لاہور ۱۹۲۸ء (پنجابی منظوم)

رسائل کے مضامین

- ۲۲۶- اظہر من الشمس : مفتی عبدالسلام لاہوری۔ مشمولہ المعارف ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور مئی ۱۹۷۰ء
- ۲۲۷- امین اللہ علوی : شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری۔ مشمولہ الرحیم سندھی حیدر آباد سندھ مئی ۱۹۷۱ء (زبان سندھی)
- ۲۲۸- شجاع الدین : خاتونہ شیخ کاکوچنی۔ مجلہ بہار دیال سنگھ کالج لاہور ۱۹۵۴ء
- ۲۲۹- عبدالحی حبیبی : تاریخ وفات داتا گنج بخش علی ہجویری غزنوی۔ اونیٹیل کالج میگزین سندھ مئی ۱۹۶۰ء
- ۲۵۰- لطیف ملک : ملفوظات حضرت بہار الدین زکریا ملتانی۔ صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۷۱ء
- ۲۵۱- محمد اقبال مجددی : حدائق داؤدی۔ مجلہ برلمان ندوۃ المصنفین، عظیم گڑھ نومبر ۱۹۶۷ء
- ۲۵۲- ایضاً : ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم کے چند نادر مخطوطات۔ المعارف لاہور اگست ۱۹۷۰ء
- ۲۵۳- ایضاً : تحفۃ الراصلین اور اس کا سال تصنیف معارف دار المصنفین عظیم گڑھ نومبر ۱۹۶۷ء
- ۲۵۴- ایضاً : شیخ علی متقی۔ رسالہ سرحد کالج مارچ ۱۹۷۲ء
- ۲۵۵- محمد عمران خاں قاضی : معین بن خاوند محمود اور ان کی تصانیف معارف عظیم گڑھ مارچ ۱۹۶۷ء
- ۲۵۶- محمد اسلم : تذکرہ اشیرخ والحمد ۱۰۵۴ھ مؤلفہ صورت سنگھ (احمال شیخ حسوٹیل لاہوری) المعارف لاہور اکتوبر ۱۹۷۳ء
- ۲۵۷- محمد ابراہیم ڈار : جہاں آراہ کی ایک غیر معروف تصنیف صاحبہ اونیٹیل کالج میگزین اگست ۱۹۳۷ء
- ۲۵۸- محمد عبدالدین خاں : مقالات طریقت مؤلفہ عبدالرحیم حیدر آبادی۔ معارف عظیم گڑھ ستمبر ۱۹۶۵ء

English:

259: Storey, G.A. *Persian Literature* Vol: 1, Part II
London 1953.

260: Nizami, Khaliq Ahmad: *Life and times of Sh. Farid-ud-Din, Aligarh*, 1955.

261: M. Slim: *Shaykh Nizam-ud-Din Auliya and the Sultans of Dehli. Journal, Historical Society, Karachi, January 1967.*

262: M. Latif: *Lahore.*

: Friedman Yu : *Shaykh Ahmad Sirhindi*
Canada. 1971.

264: Abdul Muqtadir: *Catalogue of Arabic and Persian Manuscripts in the Oriental Public Library at Bankipur, Calcutta, 1908-39.*

265: Abdullah; S.M. *Cat. Persian, Urdu and Arabic Mss. in the Punjab University Libr: Lahore, 1942-1948.*

تمام شد کتاب حدیقة الاولیاء تالیف مفتی غلام سرور لاہوری
باعتقدہ تصحیح و حاشی و تہذیب محرابالعبادہ مفتی محمد رفیع الدار المومنین
لاہور۔ پچھرا تاریخ شاہ حسین کلچ لاہور ۱۲ دسمبر ۱۹۶۴ء

فہرست تصانیف و مقالات محمد اقبال مجددی

صفحات

تصانیف

۲۱۶

۱۔ احوال و آثار عبدالرشید خٹکی قصوری۔ مطبوعہ دارالمؤرخین لاہور ۱۹۷۲ء

۲۔ علمائے ساہیوالہ (سیالکوٹ) کا ایک غیر مطبوعہ تذکرہ (مبنی بریک مخلوطہ نادہ)

۲۲۸

لاہور ۱۹۷۱ء

۶۴

۳۔ احوال و آثار سید شرافت نوشاہی۔ لاہور ۱۹۷۱ء

۴۔ گنج شریف (کلیات نظم اردو حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری ۱۹۷۳ء)

جامع سید شرافت نوشاہی۔ تقدیم محمد اقبال مجددی

۵۔ تذکرہ علماء و صوفیائے قصور (غیر مطبوعہ)

۶۔ حیات حاجی محمد سعید لاہوری (۱۸۷۷ء) غیر مطبوعہ

۷۔ حیات حضرت مجدد الف ثانیؑ کے ماخذ (غیر مطبوعہ)

۸۔ حیات شیخ محمد مراد کشمیری (۱۸۸۰ء)

۹۔ تاریخ مغلیہ کے فارسی ماخذ (۱۷۰۷-۱۷۴۸ء) ۱۹۷۲ء مقالہ برائے ایم۔ اے۔ ۵۰۰

۱۰۔ حیات شاہ عنایت قادری قصوری (ف بعد ۱۷۳۷ء)

۱۱۔ سوانح مولانا غلام محی الدین قصوری (۱۷۲۷ء)

مقالات

۱۔ تحفۃ الواصلین اور اس کا سال تالیف۔ مطبوعہ رسالہ معارف دارالمصنفین اعظم گڑھ

نومبر ۱۹۶۷ء

۲۔ فہرست مخطوطات شیرانی کی ترتیب میں مرتب کی گئی فروگزاشتیں۔ معارف

اعظم گڑھ جنوری ۱۹۶۹ء

۳۔ عظمت اشد بے خبر بلگرامی کے رسالہ بخار خاطر کا ایک قدیم مطبوعہ نسخہ معارف جون ۱۹۶۶ء

۴۔ شاہ حسین لاہوری کی ایک غیر مطبوعہ فارسی تصنیف تمنیت معارف اگست ۱۹۷۰ء

- ۵۔ حدائق داؤدوی (تاریخ سلسلہ صابریہ کا ایک اہم ماخذ) برٹان - ندوۃ المصنفین دہلی نئی ۱۹۷۷ء
 ۶۔ لاہور کے چند غیر معروف صوفیہ (مبنی برخطوطات) المعارف ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

اپریل ۱۹۷۰ء

- ۷۔ پیر کلید کے تذکرے - بصائر کراچی
 ۸۔ فرست خطوطات کتب خانہ مخدومی شمس الدین مرحوم - المعارف لاہور اگست ۱۹۷۰ء
 ۹۔ حافظ نعمت اللہ لاہوری - المعارف لاہور جون ۱۹۷۱ء
 ۱۰۔ حضرت شیخ علی متقی - رسالہ سرحد کراچی - مارچ ۱۹۷۴ء
 ۱۱۔ مولانا محمد سعید حسرت - فی ۱۳۴۳ھ
 ۱۲۔ شیخ نور محمد مدنی لاہوری
 ۱۳۔ خط نستعلیق، تاریخ، تراجم ماہرین - مشمولہ مجلہ نمائش اسلامیہ کالج لاہور
 ۱۴۔ محمد اکبری میں فن خطاطی اور خطاطین - رسالہ کرسینٹ لاہور
 ۱۵۔ ناقدین حیات جاوید اور مولانا ابوالکلام آزاد - کرسینٹ حالی نمبر لاہور
 ۱۶۔ علم کلام پر علامہ شبلی کا ایک نایاب لیکچر - معارف اعظم گڑھ
 ۱۷۔ تقریر علامہ شبلی - سالانہ جلسہ انجمن حمایت اسلام لاہور - معارف اعظم گڑھ
 ۱۸۔ لیکچر انجمن ترقی اردو بمبئی علامہ شبلی نعمانی - معارف اعظم گڑھ
 ۱۹۔ فرست خطوطات تاریخی درکتا بنانہ کے شخصی پاکستان ضمیمہ صفحات ۴۰۰، غیر مطبوعہ
 ۲۰۔ پشاور کے چند نادیر خطوطات - مشمولہ رسالہ المعارف لاہور

ضمیمہ ثانی

شمارہ ۸۳ ص ۱۱۷

(۱) جدید تحقیق کی روشنی میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نسب اٹھائیس واسطوں سے نہیں بلکہ تیس واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے واسطے یہ ہیں :-
 محذوم عبدالاحد - زین العابدین - عبدالحی - محمد - حبیب اللہ - امام رفیع الدین -
 نصیر الدین - سلمان - یوسف - اسحق - عبد اللہ - شعیب - احمد - یوسف -
 شہاب الدین علی فرخ شاہ - نور الدین - نصیر الدین - محمود - سلیمان - محمود -
 عبداللہ و اعلا الاصغر - عبداللہ و اعلا الاکبر - ابوالفتح - اسحق - ابراہیم - ناصر - عبداللہ -
 ع - حفص - عاصم - حب اللہ - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم
 مولانا زید الحسن فاروقی مدظلہ کے قول کے مطابق زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کے مصنفین
 نے نقطہ اٹھائیس واسطے لکھے ہیں جو کتب انساب کے مطابق درست نہیں ہیں۔ لکھتے ہیں :-
 ”میزان الاعتدال اور تقریب التہذیب میں عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر کا ذکر
 ملا اور خیال ہوا کہ عبداللہ بن عمر بن حفص کے صاحبزادے کا نام ناصر ہوگا اور مشابہت کی
 وجہ سے عبداللہ بن عمر کو ابن الخطاب سمجھ لیا گیا۔“

(زید ابوالحسن فاروقی: مقامات خیر مطبوعہ دہلی ۱۳۹۲ھ ص ۲۵ ص ۳۳)

۴ حضرت شاہ سکر کیسٹقل (متوفی ۱۰۲۳ھ) شاہ کمال کیسٹقل کے پوتے اور شاہ عماد الدین کے فرزند تھے
 مزاکرہ کیسٹقل شریف میں مروج غلطی ہے۔ ملاحظہ ہو گزشتہ خوارق قلمی مخزنہ خانقاہ شریف کیسٹقل تالیف بزرگانی
 کیسٹقل قلمی مخزنہ ایضاً اور شرائف غوثیہ قلمی مخزنہ ایضاً
 (۲) شمارہ ۸۸ ص ۱۲۲ شیخ بہلول اپنے بارے میں خود لکھتے ہیں :

شیخ بہلول گول جالندھری نے مکہ معظمہ میں ۱۰۸۶ھ میں سند حدیث شیخ مخدوم بن عبدین
 اور شیخ علی الطبری سے حاصل کی اور اسی سند میں مولوی فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید سرہندی
 سے مشکوٰۃ اور صبح بخاری کی سند بھی حاصل کی اور ۱۰۸۸ھ میں حدیث کی سند حضرت شیخ
 محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ سے حاصل کی اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار اور حضرت
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے کتب حدیث پڑھیں۔
 انہوں نے اپنے تخلص گول کے معنی بنظر انکسا خود بیان کئے ہیں :

”خود را از راه اضمات گول کہ بمعنی نادان و احمق آمدہ مقرر کردہ“ (فائدہ لار قلمی رق)

شیخ بہلول نے اپنی غالب علمی کی زندگی اس طرح بیان کی ہے :-

اجازتِ حدیثِ بندِ صبیح الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در سنہ یک ہزار و ہشتاد و شش بابویم از جانب محمد بن العابدین و علی الطبری ساکنین مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفا رسیدہ و واسطہ میاں او و میاں ایشان شیخ عارف باللہ تعالیٰ حافظ منقح متورع حاجی حرمین شریفین شیخ عبد الکبیر ست و نیز در سنہ مذکور اجازتِ حدیثِ بندِ صبیح از مولوی محمد فرخ الکابلی ثم السہندی بلفظ تعلیم و تخصیص از شکوۃ و صحیح بخاری ہمہ از صحاح ستہ و احادیث مسلسل و مرسل رسیدہ و ایشان را اجازت از جانب شیخ علی الطبری و والد شریف خود میاں محمد سعید قدس سرہ رسیدہ است و ہم بابویم در سنہ یک ہزار و ہشتاد و ہشت اجازتِ حدیث از جانب شیخ محمد یحییٰ المعروف بہ میاں شاہ جیو الکابلی ثم السہندی و ایشان را اجازت و از جانب حضرات خود و از جانب حضرت میاں شیخ بدر الدین افغان و از پسر او میاں نجم الدین السلطان پوری الحنفی فتح اللہ تعالیٰ نے فی اجلہ رسیدہ و ایشان را از شیخ شمس الدین محمد الباہلی الشافعی رسیدہ است ۔

بہلول گول : فوائد الاسرار فی رفع الاستار عن

عیون الایثار قلمی ۔ مخرونہ بیافت میو ریل پبلک

لائبریری ۔ کراچی

اہم معلومات ہیں اپنے قیام کراچی ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کے دوران میسر آئیں۔ فوائد الاسرار کا مذکورہ خطی نسخہ ذخیرہ بیڑائی دانشگاہ پنجاب لاہور چونکہ ناقص الاول ہے اس لئے نسخہ کراچی سے یہ معلومات منقول ہیں ۔

۱۲۹۹ھ شیخ عبد الاحد وحدت کا دیوان فارسی قلمی بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۱۳۶ میں موجود ہے ۔
فہرست مخطوطات فارسی : ایوانوف (۱۱۷)

شمارہ ۹۲ ص ۱۳ شیخ محمد عابد بنامی کی نسبت شامی کے متعلق مولوی محمد صالح کنجاہی نے لکھا ہے :
”نام بغض بین مہملہ و تشدید نون قصہ ایت از توابع سہزاد (سلسلہ الاولیاء قلمی ورق ۸۳ ب حاشیہ) شیخ محمد عابد بنامی کا سال وفات حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے ۱۱۶۰ھ لکھا ہے (مقامات مظہری ص ۱۷۴) جو مفتی صاحب کے عین مطابق ہے اس لئے فقیر محمد جمالی کا مندرجہ ۱۱۶۲ھ درست نہیں ہے ۔

شیخ محمد عابد بنامی کا مرزا مبارک بانغ کے سامنے آواز دہلی کے قریب ہے (مزارات دہلی ص ۱۳۴)

بحوالہ خلیق انجم : مرزا مظہر کے خطوط ۔ دہلی ۱۹۶۲ء ص ۲۳

اِشَارِیہ

رجال

۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵	ابو اسحاق شامی ۷۲	شہاب الدین محمد بن دہلوی
۱۵۵	ابو بکر حافظ ممدی ۴۲	ابو اسحاق قادری لاہوری ۳۸، ۴۵
۲۸	ابو بکر شبلی ۲۴، ۱۸۲	ابو سیف بن حارث ۱۵۵
۲۸	ابو بکر صدیق ۱۱۵، ۱۱۷	ابو سلیمان ۲۸
۱۴۶	ابو بکر صدیق ۱۳۱، ۱۳۹	ابو العباس احمد ۲۸
۱۱۵	ابو بکر علی ۱۰۰	ابو عبد اللہ خفیف ۱۴۶
۲۲۶	ابو بکر غازی بن فارس ۸۱	ابو علی فارمدی ۱۱۵
۲۰۹	ابو بکر نساخ ۱۴۶	ابو الغیث بخاری مجذوب ۲۲۶
۷۵	ابو بکر جمال ۲۴	ابو الفتح ۲۰۹
۱۷۸	ابو الحسن ترک دیکھے نحر و امیر ۱۷۸	ابو الفتح (والد کرم شاہ) ۷۵
۵۱	ابو الحسن (جد کرم شاہ) ۱۷۸	ابو الفتح لاہوری ۵۱
۱۶۰	ابو الحسن خرقانی ۱۱۵	ابو الفتح بن عبد الغزیز ۱۶۰
۲۷	ابو الحسن مدراسی ۱۴۳	ابو الفرج طرطوسی ۲۷
۳۲	ابو الحسن علی سید ۲۸	ابو فرج ۳۲
۱۸۲	ابو الحسن قریشی ہجاری ۲۷	ابو الفضل خلی ۱۸۲
۳۶	ابو الحسن ۷۵، ۷۲	ابو الفضل سید ۳۶
۱۲۰	ابو سعید صابری گنگوہی ۹۲	ابو الفضل محمد احسان ۱۲۰
۳۶	ابو سعید مبارک مخرمی ۱۰۹، ۹۳	ابو الفیض سید ۳۶
۳۷	ابو سعید مبارک مخرمی ۲۷	ابو القاسم سید ۳۷، ۳۸
۱۲۸، ۱۲۷	آدم بنوڑی ۴۷، ۱۲۲	آدم بنوڑی ۱۲۸، ۱۲۷
۱۹۰	آدم بن علی جعفر ۲۹، ۴۰، ۴۸	آدم بن علی جعفر ۱۹۰
۱۳۳	آزاد، غلام علی، بگرامی ۱۳۳	آزاد، غلام علی، بگرامی ۱۳۳
۱۳۳	آرزو سراج الدین احمد خان ۱۳۳	آرزو سراج الدین احمد خان ۱۳۳
۲۱۸	آزاد، صدر الدین ۲۱۸	آزاد، صدر الدین ۲۱۸
۱۰۳	آصف جاہ نظام الملک اول ۱۰۳	آصف جاہ نظام الملک اول ۱۰۳
۹۲	آفتاب بیگ ۹۲	آفتاب بیگ ۹۲
۹۱	ابراہیم فاروقی ۹۱	ابراہیم فاروقی ۹۱
۵۷	ابراہیم دار ۵۷	ابراہیم دار ۵۷
۱۵۷	ابراہیم ابوالحسن ہیکاری ۱۵۷	ابراہیم ابوالحسن ہیکاری ۱۵۷
۷۵، ۷۲	ابراہیم ادھم ۷۵، ۷۲	ابراہیم ادھم ۷۵، ۷۲
۱۸۱	ابن اشیر ۱۸۱	ابن اشیر ۱۸۱
۷۲	ابو ابدال خواجہ ۷۲	ابو ابدال خواجہ ۷۲
۳۷	ابو ابراہیم اسماعیل ۳۷	ابو ابراہیم اسماعیل ۳۷

۱۴۲	احمد سعید مجذبی دہلوی	۱۸۵	۱۴۶	ابوالقاسم گورگانی
۱۴۰	احمد شاہ ابدالی	۳۷	۳۷	ابولاح احمد سید
۶۳	احمد شیخ الہند گیلانی	۲۷	۳۷	ابوالیث سمرقندی امام
	احمد علی مصنف اسرار النصوص	۴۸	۳۶	ابوالحسن سید
۱۷۵		۷۳	۴۰	ابو محمد شاہ
۸۷	احمد عبدالحق رودلوی	۵۹	۷۲	ابو محمد حشقی
۸۸		۱۱۲	۶۴	ابو محمد لاہوری
۱۲۱	احمد کاشانی	۲۰۸	۵۱، ۳۶	ابو المعالی سید
۱۶۹	احمد کبیر الدین بخاری	۶۰	۳۳	ابو المعالی شاہ لاہوری
۱۵۷، ۱۵۶	احمد کبیر	۲۰۴	۴۶، ۴۵، ۳۷	
۲۲۱	احمد کشمیری تارہ بلی	۲۱۹	۹۷، ۹۶	ابو المعالی امین شوی
۳۰	احمد قادری سید	۱۹۲	۱۰۶، ۱۰۱، ۱۰۰	
۱۴۶	احمد غزالی	۱۸۷	۳۶	ابو المکارم سید
۲۲۰	احمد الدین لاہوری	۱۴۶	۱۵۰	ابو المویذ علی
۱۷۶	احمد الدین حافظ	۱۳۸		ابونجیب ضیاء الدین بہروردی
۱۸۵	احمد والد سخی سرور	۱۴۰، ۱۵۳	۱۴۶	
۶۳، ۶۰	احمد متقی		۷۲	ابو یوسف حشقی
۱۴۴	احمد مجددی	۷۲	۱۱۵	ابو یوسف ہمدانی
۱۵۲، ۱۵۱	احمد معشوق الہی	۱۰۶، ۱۷	۷۲	ابن احمد بن فرناح حشقی
۱۳۵	احمد مکی	۱۳۶	۲۷	ابوصالح موسیٰ
۷۳	احمد دوشی	۸۲	۶۰، ۶۳	ابن نصر صالح
۸۱	احمد سیوی	۱۸۴، ۱۷۹	۱۶۲	ابو بختان قصوری
۲۹	اختر غلام احمد	۱۹۲	۶۹	الثر عبد الحکیم افغانی
۱۳۸	ارشاد حسین قصوری	۳۵، ۳۳	۷۳	احسن سید
۱۳۲	اسد خاں وزیر	۵۲	۲۳۷، ۱۸۷، ۱۵۵	احمد ختمہ

۲۵	امام الدین حکیم	۸۵	اعز الدین علی	۱۹۴	اسرار الدین بن نظام الدین
۱۴۳	امام علی شاہ تڑو شتر پوری	۷۵	اعز الدین محمود	۶۱	اسد اللہ لاہوری قادری
۱۴۴		۱۱۱	اعظم چشتی روپڑی	۷۳	اسحاق سید
۱۱۴	امام بخش جام پوری	۱۲۴، ۹۲، ۴۲	اکبر بادشاہ	۸۷	اسحاق بن شیخ کاکو
۲۶۳	امام گاموں	۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶		۱۶۳	اسحاق سندھی حاجی
۱۱۱	امانت علی ثانی	۲۷۰	الفتید شاہ	۱۶۶	اسحاق قاری کشمیری
۱۱۱	امانت علی اردو پوری	۴۱	الہ بخش انصاری	۱۹۱	اسحاق گازرونی
۴۰	ابد اللہ مہاجر مکی حاجی	۹۳	الہ بخش براسوی	۸۷	اسد اللہ لاہوری
۱۱۲	ابن بخش جلد ساز		الہ بخش (سجادہ نشین حضرت سلیمان)	۷۸، ۵۷	اسلم محمد پروفیسر
۱۰۰	امیر حمزہ	۱۱۲	تونسوی	۱۶۸، ۸۹	
	امیر خرد (مصنف سیر الاولیاء)	۴۲	الدواد مداری	۲۹	اسمعیل
۱۵۳، ۸۴، ۸۲، ۸۰، ۷۷		۲۰۹	الدواد مدید محکم الدین	۱۸۶	اسمعیل بن امام جعفر
۶۶، ۶۰، ۳۴، ۲۹	امیر شاہ	۶۱	الدواد قادری اکبر آبادی	۱۷۲	اسمعیل قریشی
۲۰۳	امین اللہ علوی	۲۲۵	الردین مجذوب نارتولی	۳۷	اسمعیل لاہوری مولانا
۱۸۱	اننگ پال راجہ	۸۹	الردیہ چشتی	۱۷۹، ۷۷، ۸۷	اسمعیل محدث لاہوری
۱۹۷	انور علی بن عبد اللطیف	۴۳	الردیوان لاہوری	۲۳۶، ۱۸۰	
۱۹۱	اوصد الدین اصفہانی	۷۱	الہی بخش نوشاہی	۱۸۰	اسمعیل شاشی
۱۶۳	اورنگ زب عالمگیر	۶۳، ۶۰	الیاس سید سید ابوالنصر	۱۴۷	اشرف جہانگیر سنہانی
۱۳۲، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴			امام گاموں (حافظ غلام محمد امام)	۱۵۷، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۴۹	
۲۴۰	بنی بی اولیاء	۷۰	مسجد وزیر خاں		اشرف سید (والد شیخ عبد الرشید)
۱۸۰	ایاز لاہوری	۵۹	امام بخش برفنداری جاندھری	۹۸	جاندھری
	حضرت ایشاں (خاوند محمود لاہوری)		امام بخش (جند غلام سرور لاہوری)	۳۲	اصغر سید
۱۲۴، ۱۲۰		۹۹، ۹۸، ۷۰		۷۸، ۴۸	اصغر علی
۲۵۷	ایوب صابری گیلانی	۸۱	امام اعظم، ابو حنیفہ		اصغر علی گیلانی (دک علی اصغر)
۱۹۸	ایوب قریشی لاہوری	۸۱	امام الدین ابدال	۸۸، ۱۵	اظہار نور احمد

ب

۱۴۶	بہاول الدین نکر یا ملکانی	۲۲۷	بدیع الدین مجذوب کشمیری
۱۴۷	برکت علی خان بہادر ڈپٹی	۱۷	۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۳
۱۷۲	۱۵۴، ۱۵۷	۱۳۱	برنی ضیاء الدین
۲۰۱	بہاول الدین عباس	۸۹	برہان احمد فاروقی
۱۶۶	بہاول الدین کشمیری	۴۹	برہان پیر
۴۰	بہاول الدین محمد	۱۷۵	برہان مخدوم
۱۲۰	بہاول الدین نقشبند	۲۲۵	برہان الدین بلخی
۲۰	بھاوون شاہ (عبد الکریم لاہوری)	۲۰	برہان الدین پیر
۲۰۹	۲۱۴	۱۱۷	بشیر الدین احمد پیر
۴۷	بہاول شیر قندرجوئی	۲۱۴	بشیر حسین گیلانی
۳۴	ربہاؤ الدین گیلانی	۱۷۱	بشیر الدین احمد دہلوی
۵۱	۳۹، ۳۵	۲۵۲	ببل شاہ کشمیری
۱۸۸	برہم شاہ غزنوی	۱۱۵	بلال زبیری
۱۵	بھگوان سنگھ سردار لاہور	۸۸، ۸۷	بلاق شاہ لاہوری
۴۲	بہلول قادری	۲۰۱	بلاق لاہوری
۱۰۲	بہلول گول برکی	۵۸	بلاق شیخ
۱۵	بہلول لودھی سلطان	۲۹	بلاول لاہوری شاہ
۶۹	بھٹہ شاہ قصوری	۷۷	بلاول لاہوری
۲۰۷	۷۰	۶۰	بلخی پیر
۲۵۱	بھولا پیر لاہوری	۱۵۱	بھاگی مانی لاہوری
۸۱	یوعلی قندرشرف الدین	۲۰۴	بہاول الدین (والد حمید الدین حاکم)
۱۸۷	بی بیان پاک دامن	۱۳۳	۴۸، ۱۳۳
۲۳۵	۱۶۱	۱۷۲	بہاول الدین بخاری
۱۶	بیج ناتھ پنڈت	۸۲	بہاول الدین بن قطب الدین
۵۴	بھواری لاہوری خواجہ	۶۴	بہاول الدین بن موج دریا

بابا خان

بابا ظہیر الدین بادشاہ

بادی بنی بنی

بادی شاہ دیکھتے بدیع الدین

مجذوب

باقی بالمدد دہلوی

۱۱۷، ۱۱۷

بالا دین اولیٰ سلطان

بام الدین بابا کشمیری

بابا سلطان

بایزید بظامی

بایزید بیات

بایزید ثانی

بختا ورخان

بدر الدین

بدر الدین اسحاق

بدر الدین حسن

بدر الدین بھاکھری

بدر الدین بن جعفر

بدر الدین سرہندی

بدر الدین شیخ

بدر الدین غزنوی

بدر محی الدین

پ

پاشایوگم

۱۳۶

پاک رحمان نوشاہی

۶۹، ۶۸

پرویز شاہزادہ

۱۷۷

پیام شاہجہان پوری

۶۶

پیر غازی لاہوری

۲۰

پیر کمال لاہوری

۶۸، ۵۹

پیر محمد لاہوری

۴۰

پیر محمد لاہوری (ثانی)

۴۲

پیر محمد حشیتی لاہوری

۵۳، ۴۵

پیر محمد حشیتی لاہوری

۸۸

پیر محمد قصوری

۶۳

پیر محمد سچیا نوشاہی

۶۵، ۶۴

ت

تانا راخان

۱-۸

تاج العارفین سچیا

۶۳

تاج الدین

۱۰۰

تاج الدین حسین

۱۶۱

تاج الدین محمود

۴۰

تاج شاہ فقیر

۲۳۲، ۲۰

توکل بیگ

۵۸، ۵۷

تیماسنگ راجہ

۱۵

تیمور لاہوری

۱۷۵

ثناء اللہ پانی پتی قاضی

ج

جاندار محمود علی

۱۸۴

جان اللہ صابری لاہوری

۹۴، ۹۱

جان محمد قصوری

۵۵

جان محمد ہرودی لاہوری

۱۷۴

جان محمد لاہوری

۲۴

جان محمد ثانی لاہوری

۱۷۷

جان محمد قصاب پوری

۱۷۷

جان محمد حشیتی

۱۶۸

جان محمد فاضل لاہوری

۲۱۹

جان محمد ام تسری

۱۸۳

جعفر سید

۱۶۹، ۱۶۱

جعفر سید

۳۱

جعفر صادق امام

۱۵۰

جمال الدین عطاء اللہ محدث

۱۱۵

جمال الدین موسیٰ

۱۷۳

جمال الدین بانسوی

۵۴

جمال اللہ دیکمیں حیات المیر

۳۱

جمال الدین بن محمد

۱۹۰

جمال الدین شاہ جیون

۱۸۰

جلال الدین محمد

۱۸۱

جلال الدین

۲۲۱

جلال الدین پانی پتی

۸۴

جلال الدین تھانیسری

جلال الدین خوارزمی

جلال الدین حیدر بن جلال الدین

جلال الدین محمود پانی پتی گارڈنی

جلال الدین محمد ہرودی لاہوری

جلال الدین مفتی

جلال خاتون

شاہ جمال لاہوری

جمال الدین ابوبکر اکبر آبادی

جمال الدین بن محمد

جمال الدین سید

جمال الدین سلیمان

جمال اللہ دیکمیں حیات المیر

جمال الدین بن محمد

جمال الدین شاہ جیون

جلال الدین محمد

جلال الدین

جلال الدین پانی پتی

جلال الدین

جلال الدین

جلال الدین

جلال الدین

جلال الدین

جلال الدین

جلال الدین

جلال الدین

جلال الدین

۷۲	حسن بصری خواجہ	۲۳۶	چنگیز خاں ۷۶، ۱۸۹	۲۵۹	جمعیت حاجی
۲۲۶	حسن بودلہ مجددوب		چوہدر بندگی لاہوری دیکھئے	۱۴۶، ۲۷	جنید بذاوی
۲۲۷			عبدالحلیل لاہوری قطب العالم	۵۷	جہاں آرا بیگم
۶۰	حسن پشاورى ۳۴			۴۹، ۴۵	جہاں گیر بادشاہ
۶۶، ۶۵، ۶۱				۱۶۸، ۱۲۴، ۹۲	
۲۰	حسن شاہ	۱۸۷	حاج بی بی	۲۳۴، ۲۰	جھٹے شاہ لاہوری
۷۲	حسن الزمان حیدر آبادی	۱۰۹	حاجی قطب		جھولن شاہ بید (گھوڑے شاہ)
۷۷، ۷۴	حسن سجری امیر	۱۴۴	حاجی احمد قلاتی	۱۶۸، ۱۶۷	لاہوری
۱۸۴	۸۴، ۱۴۷		حاکم حمید الدین سلطان	۲۵۴	جہانیاں پیر سید کمال
۳۱	حسن سید	۱۶۰، ۱۵۵		۱۲۵، ۵۷	جی معین الدین
۲۹	حسن شاہ بخاری		حاکم شاہ بید ولد محمد شاہ	۱۴۰، ۱۳۴	
	شیخ حسن کنجد گردیکھے حوتیلی		دیکھئے جھولن شاہ	۱۸۱	جے پال
۲۷	حسن مثنی بن امام حسن	۱۶۱	حامد بخاری سید		جیونی بی بی (والدہ نوشاہ)
۲۶۷	حسن ولی	۳۰	حامد شیخ	۵۸	گنج بخش
۱۶۸	حوتیلی	۳۳، ۲۹	حامد گنج بخش سید	۱۰۹	جیوی شاہ گجراتی
۱۸۲	حسین اصغر	۱۵۸، ۴۱، ۴۰، ۳۶			
۱۶۳، ۲۷	حسین امام	۱۹۴	حامد گیلانی		
۱۴۴	حسین شاہ بھوہرے والے	۶۶	حامد قاری لاہوری		چراغ دہلی، نصیر الدین محمود
۱۸۷	حسین ثانی بن حسین محمد رنی	۲۶۶، ۱۵۷		۸۶، ۸۵	
۶۴	حسین خان (حاکم قصور)	۱۸۴، ۱۸۳	حبیبی عبدالحی	۲۲۱	چراغ دین مفتی
۱۸۶، ۱۸۴	حسین زنجانی	۷۲	خدیفہ مرثی		شاہ چراغ لاہوری (عبدلرزاق)
۱۸۷		۷۳	حسام الدین	۵۵	
۱۹۲	حسین سامانی	۱۴۸	حسام الدین ترمذی	۲۶۲	چراغ شاہ لاہوری
	حسین سید	۱۹۲	حسام الدین والد علی متقی		شیخ چندو (والد حوتیلی شانی)
۳۱		۸۵	حسن امام	۱۶۸	

حسین لاهوری شاه (مادھو)	نضر خان	۱۸۴	در داکو روی میر	۱۰۵
لال حسین (۲۲، ۲۵، ۵۲)	نضر سیستانی	۴۸، ۴۹	در گاه قلی خان در گاه	۱۳۳
حسین مرزا سلطان (حاکم سندھ)	خلیق انجم ڈاکٹر	۱۳۲، ۱۳۳	در گاہی قادری لاهوری	۱۰۹
شیخ حسری	خلیل الرحمن سرحدی	۱۲۲		۲۵۵
شیخ حمزہ کشمیری	خیر الدین (والد شاہ ابوالعالی)		درویش محمد خواجہ	۱۱۵
		۴۵	دوست محمد	۲۰۹
جید الدین لاهوری	خیر الدین بن ضیاء الدین	۱۸۵	دوست محمد قنوجاری	۱۳۴
جید شاعر قلندر	خیر شاہ چشتی لاهوری	۱۱۰، ۱۱۳		۱۴۳
	خیر الدین مخدوم	۱۴۵	دولہ دریائی گجراتی شاہ	۱۴۲
حمیس (سید حسین ثانی)			دین محمد (مصنف احترام الاصفیاء)	۱۴۴
حنیف امام				
حیات المیر زندہ پیر	ولایت شکرہ	۳۴، ۳۵، ۳۹		۱۱۲
		۵۰، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶		
جید بن شاہ قمیص		۲۰۴		
جید میر	دان شہید	۲۱۸	ڈہل مجذوب	۲۴۴
حیرت نظام الدین احمد کاطی	داؤد بن عبد الجلیل	۱۸۵		
	داؤد خاکی بابا	۱۶۵، ۱۶۶		
		۱۶۴، ۱۶۵	ذکی پیر	۲۵۰ - ۲۰
	داؤد سید	۲۴، ۳۴		
خالد گردی	داؤد کرطی	۵۳، ۳۴		
خاموش غلام معین الدین		۴۵، ۴۶	راجن قتال (سید صدر الدین)	
خان کلمتی	داؤد گنگوہی	۹۳، ۹۴		۱۵۴، ۱۵۸، ۱۴۲
خسرو امیر		۹۴، ۹۸	راستی بی بی	۱۵۴
	داؤد مجذوب کشمیری	۲۲۸	راستی بی بی زو جہ صدر الدین	
خسرو ملک	سائیں دتہ قاضی	۴۸، ۴۹	عارف	۲۴۰

۲۷	زین العابدین	۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹	رکن عالم ملتانی	۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴	زین العابدین	۲۷
۱۶۳	زین العابدین	۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵	راغب پیرغازی	۲۲۸	زین العابدین	۱۶۳
	زین العابدین (سید علاؤ الدین)	۱۰۰	رافت روف احمد سرہندی	رمز الدین	زین العابدین	۱۰۰
۳۴	زین العابدین (والد محمد غوث)	۱۵	۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲	رمضان حاجی لاہوری	زین العابدین	۳۴
	زین العابدین	۱۵، ۱۶، ۱۷	رجب الدین رشی	۱۴۱	زین العابدین	۱۵، ۱۶، ۱۷
۵۶	بالا پیرا	۲۴۳	رحم علی شاہ سید	۴۰	بالا پیرا	۵۶
۱۷۱	زین الدین بابا	۴۰	رحمان علی	۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶	زین الدین بابا	۱۷۱
۶۱	زین العابدین حسینی	۲۷۰	رحمت اللہ قریشی حنفی	۱۳، ۱۴، ۱۵	زین العابدین حسینی	۶۱
۱۳۷	زین العابدین سرہندی	۱۴۶	رحیم اللہ متقی	۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱	زین العابدین سرہندی	۱۳۷

س

ز

۲۷	سارابی بی والدہ نظام الدین	۲۷	زابد	۲۱۴	رحیم بخش	۲۱۴
۲۳۷	ابوالموئید	۱۰۸	زابد شاہ	۱۰۴	رحیم بخش فخری	۱۰۴
۸۱	سالار حسن	۱۱۱	زکریا (والد شاہ سلیمان تونسوی)	۱۶۳	رزق اللہ بنیانی شاہ	۱۶۳
۸۱	سالار عزیز الدین	۱۱۱	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	رشید الدین	۱۵۵
۷۱	سالار فخر الدین	۸۲، ۲۳۹	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	رشید الدین قریشی	۱۵۵
۷۱	سامان شاہ	۸۲، ۲۳۹	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	شاہ رضا قادری لاہوری	۱۵۵
۱۹	سٹوری، سی، اے، اے	۱۹	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	سٹوری، سی، اے، اے	۱۹
۱۲۰	سراج احمد سرہندی	۱۲۰	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	سراج احمد سرہندی	۱۲۰
۷۱	سراج دین پیر	۵۸	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	سراج دین پیر	۷۱
۲۵۱	سراجی پیر سراج الدین	۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	سراجی پیر سراج الدین	۲۵۱
۲۱	سر بلند سید	۱۲۰	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	سر بلند سید	۲۱
۲۵۰	سر بلند	۱۸۴	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	سر بلند	۲۵۰
	سرخ بخاری اوچی (جلال الدین شیرازی)	۱۰۰	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	سرخ بخاری اوچی (جلال الدین شیرازی)	۱۰۰
۱۶۹	۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳	۱۸۷	زکریا بی (والدہ نظام الدین اویا)	۱۵۵	۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳	۱۶۹

سید احمد ابوالبرکات مولانا ۱۶۴	سلطان التارکین دیکھے { ۱۹۷	سرمد دہلوی
سیف الدین احمد شہید شیخ الاسلام	حاکم حمید الدین ۱۷۲	مہر مست بید
۱۸۰	سلطان عرب بن شمس الدین بن ۲۲۴	نمرنگا مجذوب بالنسوی
سیف الدین سرہندی ۱۲۶	غیاث الدین ۱۶۳	سرور (رک - غلام سرور مفتی)
۲۰۳، ۱۳۵، ۱۲۸	سلطان المشائخ دیکھے {	لاہوری
سیف الدین عبدالوہاب ۲۸	نظام الدین اولیاء ۱۸۵	سرور سلطان سخی (سید احمد)
۳۰، ۳۱، ۳۲	سلطان فارسی ۱۱۵	سری سقطی
سیفی عبد المجید ۱۲۲، ۱۲۳	سلیم چشتی لاہوری ۱۱۰	سعد اللہ (اسد اللہ) وزیر آبادی
سن	سلیم شہزادہ دیکھے جہانگیر	۱۲۷
	سلیمان بطلوای ۵۸	سعد اللہ بنی اسرائیل لاہوری
شاہ بھجان بادشاہ ۱۲۱	سلیمان بن شیخ سعد اللہ ۲۰۱	۸۸، ۸۷
۱۲۸، ۱۲۳	۲۰۳	سعد اللہ لاہوری ۴۴، ۴۹
شاہ درگاہی دہلوی ۱۳۷	سلیمان تونسوی خواجہ ۱۰۸	سعد اللہ مجددی ۲۰۱
۳۰	شاہ عالم ۱۱۳، ۱۱۱	سعد اللہ نقشبندی ۱۳۲
شاہ محمد فریشی لاہوری ۴۰	سلیمان شاہ ۴۸	سعد الدین سرہندی ۱۲۲
شاہ محمد ولد سید عثمان جھولانجاری	سلیمان قادری لاہوری شاہ	سعدی لاہوری ۱۲۶
۱۶۷ (رہاؤ الدین)	۵۴	۲۵۸، ۱۲۸
شاہ میر سید ۲۸	سلیمان کفار شکن ۱۰۰	سعید امیر سید ۱۰۰
شاہ نور ۱۶۳	سلیمان مزید محکم الدین ۲۰۹	سکندر شاہ بن کرم شاہ ۱۷۸
شجاع بن ابوالحسن علی ۱۸۲	سلیمان مسعود ۷۵	سکندر کیتیلی شاہ ۴۷، ۱۱۷
شجاع الدین پروفیسر ۸۸	سواء الدین دہلوی ۱۵۳	سکندر لودھی سلطان ۲۸
شرافت نوشاہی سید ۲۹	سماسی بابا ۱۱۵	۸۹، ۱۵۵، ۱۶۱، ۱۶۴
۳۲، ۳۹، ۵۵، ۵۹	سمیح اللہ تونسوی ۱۱۳	سلطان بیگم (میشیرہ اکبر بادشاہ)
۱۷۲، ۶۴، ۶۸	سومجن مجذوب اجودھنی ۲۲۴	۱۷۳
شبیر شاہ قصوری ۱۴۲	سونڈھا سفیدونی ۹۳، ۹۶	۱۹۲
		سلطان پکھلی

شرف شاہ لاہوری ۲۰، ۲۵۵	شمس الدین محمد ۲۸، ۳۴	صادق علی شاہ بن امام علی شاہ
شرف الدین پانی پتی ۷۰	شمیم زیدی ۱۲۸	۱۲۴
شرف الدین دہلوی مفتی ۱۳۵	شہاب الدین احمد ۴۰، ۴۳	صالح بید ۳۴، ۴۰، ۴۳
شرف الدین قریشی ۱۲۷	شہاب الدین عمر سہروردی	صالح محمد بن عبدالحق اولیسی ۲۱۴
شرف الدین کشمیری ۱۲۸	۱۲۷، ۱۲۸، ۱۸۵	صحابی شمسوی (دیکھئے عبد اللہ شمسوی)
شریف حسن ۲۲۳	شہاب الدین نوری سلطان ۷۵	۲۵۶
شریف زندانی ۷۲	شہاب الدین ملتانی ۱۵۰	صدر جہاں مخدوم شاہ عالم
شریف عمر قریشی ۱۵۵	شہباز بن عمادی الملک ۱۶۸	صدر دیوان زرخانی ۱۸۸
شریف میرسید (والد حضرت ایشاں لاہوری)	شہر اللہ (مصنف تذکرہ جمید بیہ)	صداقت محمد ماہ کنہاوی ۵۹
۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۶۱	صدر الدین بخاری ۱۶۴	۱۶۴
شعور احمد مجددی ۲۳۷	۱۶۲، ۱۷۲	صدر الدین بن نور الدین ۲۰۴
شعیب بن احمد ۷۵	شوق احمد علی رامپوری ۱۳۶	صدر الدین سمرقندی ۱۲۷
شکر الدین رشتی ۱۷۱	۱۳۷، ۱۴۳	صدر الدین سید ۳۴
شمس الدین احمد سمرقندی ۱۲۷	شیخ قریشی ۲۸	صدر الدین عارف ملتان ۱۲۹
شمس الدین تاجر کتب ۱۲۷	شیرانی، حافظ محمود ۹۳	۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۷۲
شمس الدین ترک پانی پتی ۸۰	شیرخان لودھی ۵۸	صدر الدین محمد غوث ۱۵۱، ۱۵۶
۸۱، ۸۶	شیر شاہ قادری ملتانی ۲۵۴	صدر الدین میر ۲۱۸
شمس الدین خواجہ ۸۱	شیر شاہ سوری ۲۲۵	صفی الدین آدم کرماتی ۳۶
شمس الدین خواجہ مشہور	شیر شاہ ملتانی ۳۶	صفی الدین بن موج دریا بخاری
شمس العارفین ۳۲، ۳۱	شیفہ، نواب مصطفیٰ خاں ۱۳۷	۱۶۹
شمس الدین شہید تاتاری ۶۳	ص	
شمس الدین فقیر ۱۶		
شمس الدین قادری لاہوری	صابر علی احمد کلیری ۸۰، ۸۱	صفی الدین مشہور برہید چوٹی ۲۸
۴۵، ۵۰، ۵۱	صاحب سنگھ بیدی ۲۱۰	صفی القدر مجددی ۱۳۵
شمس الدین قاسم ۶۳	صادق علی شاہ ۱۲۵	صلاح الدین بن زین العابدین ۱۸۵

عبدالرزاق سید ۳۳، ۳۴، ۳۵	عبد الغنی (نیرہ شاہ بلاول) ۵	عبد اللطیف (والد شاہ غلام علی)	۱۳۳
۶۰۰، ۴۸	عبد القاضی بخش ۴۰، ۳۳، ۴		
عبدالرزاق سید (والد احمد)	۴۵، ۴۸، ۵۳، ۱۷۰، ۱۷۱	عبد اللطیف سید جد سنی نر ۱۸۵	۱۹۰
شیخ الہند گیلانی ۶۳	عبد القادر بدایونی ۳۷، ۴۱	عبد اللہ اشقری	۱۱۱
عبدالرزاق شاہ کی لاہوری ۲۰	۴۳، ۴۴، ۵۳، ۸۸، ۹۰	عبد اللہ امروہوی	۱۴۴
۲۵۷	عبد القادر بن حامد گنج بخش ۴۱	عبد اللہ بن یوسف قرشی	۱۳۳
عبدالرزاق قریشی ۱۳۳	عبد القادر بن ولی اللہ دہلوی ۲۱۵	عبد اللہ ثانی	۱۳۰
عبد الرسول قصوری ۱۴۰	عبد القادر ثانی ۲۹، ۳۹، ۳۱	عبد اللہ جان	۱۷۷
عبد الرشید ۳۶	۳۳، ۳۶، ۵۶	عبد اللہ چغتائی	۱۳۴
عبد الرشید جالندھری ۹۸	عبد القادر ثالث ۵۶، ۱۷۰	عبد اللہ خاں خالیدی	۱۹۸
عبد الرشید سیالکوٹی ۹۲، ۱۹۸	عبد القادر ٹھکوری ۱۴۷	عبد اللہ خورشید گل قصوری ۴۰	۱۰۲
عبد الرشید سید ۱۰۲	۱۵۳، ۱۶۹	۴۴، ۴۵، ۴۸، ۵۳، ۷۸	۲۰۹
عبد الرشید لاہوری ۲۰۹	عبد القادر رام پوری ۱۳۶	۸۷، ۱۱۸، ۱۲۹، ۱۵۸	۱۸۴
عبد الصمد (خواہر زادہ ابوالفضل)	عبد القادر گیلانی سید محی الدین	عبد اللہ ربانی ۲۹	۱۰۸
عبد العزیز پیراوی ۱۰۸	غوث الاعظم ۲۷، ۲۸، ۳۳	عبد اللہ سرہندی ۱۲۲	۷۰
عبد العزیز خان فیروز پوری ۷۰	۳۴، ۳۳، ۳۸، ۴۰، ۴۱	عبد اللہ سلطان پوری	۱۴۸
عبد العزیز لاہوری ۱۴	۴۲، ۴۸، ۶۰، ۷۳، ۱۳۸	مخدوم الملک	۲۷
عبد العزیز محدث دہلوی ۱۳۸	عبد القادر گیلانی لاہوری ۲۶۷	عبد اللہ سید ۲۷	۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴
۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴	عبد القدوس گنگوہی ۸۰، ۸۸	عبد اللہ شاہ برادر بادای راشیا	۲۵۵
عبد الغفار پیر لاہوری ۶۸	۸۹، ۹۰، ۱۱۷		۲۰۹
عبد الغفور نقشبندی ۶۵	عبد الکریم حافظ	عبد اللہ شاہ بلوچ لاہوری	۷۱، ۷۰
عبد الغنی بن سید حبیب ۱۸۵	عبد الکریم لاہوری ۹۱، ۸۷		۲۲۹
عبد الغنی مجددی ۱۳۴	عبد الکریم مجددی لاہوری ۱۴۵	عبد اللہ شاہ کوٹاہی	۳۰
۱۳۶، ۱۴۳	عبد اللطیف (جوشاہ چراغ دہلی) ۸۵	عبد اللہ گیلانی	

عبداللہ گیلانی سید	۱۵۰	عبدالوہاب بخاری ۱۶۴، ۲۲۶	عزیز القدر مجددی ۱۳۵	
عبداللہ گیلانی (والحسن پشادری)	۱۵۵	عبدالوہاب بن ابوسفیان	عصامی ۱۵۳	
۶۰	عبدالوہاب بن عمر خان	۱۱۱	عصمت اللہ حمزہ پہلوان	
عبداللہ مارواڑی ادچی	۲۹	عبدالوہاب سید	۵۶	نوشاہی ۶۵
عبداللہ محض	۲۷	عبدی - دیکھئے عبداللہ خولیشکی	عطار فرید الدین ۱۱۵، ۱۲۰	
عبداللہ	۲۷	قصوری	۱۸۴، ۱۲۱	
عبداللہ واعظ الاکبر	۷۵	عبدی (والد ملا شاہ بخش)	۵۶	عصیف شمس سراج ۸۴
عبدالمجید	۳۶	عبید اللہ احرار	۱۱۵	علاء الحق والدین (فرزند
عبد الغنی	۱۴۳	عبید اللہ کلاں بن خواجہ باقی باللہ	اسعد اللہ لاہوری	۸۷
عبدالمقتدر قاضی	۱۵۹	۱۱۶	علاء الدین خلجی ۸۶، ۱۵۳	
عبد الملک بن محمد اشرف	۲۵۱	عبید اللہ نواسہ حاجی محمد سجد ۷۰۳	علاء الدین (والد نوشاد گنج بخش)	
عبد الملک جلد علی متقی	۱۹۴	عقیق اللہ بن برہان الدین	۲۲۰	۵۸
عبد الملک قصوری	۱۳۹	عقیق اللہ جالندھری ۱۰۱، ۱۰۶	علاء الدین علی حسین ۱۵۷	
عبد السبحان (نواسہ اکبر بادشاہ)	۱۳۲	عثمان امیر المومنین	۸۶	علم الدین اولیٰ ۱۶۹
عبد السلام مفتی شیخ الاسلام	۱۳۲	عثمان جھولانجاری لاہوری ۱۶۱	علم الدین بخاری ثانی ۱۶۹	
لاہوری	۱۴	عثمان ڈاھڑہ	۴۲	علم الدین بن عبد السلام کھوکھر
عبد الشکور فاروقی تھانیلسری	۹۱	عثمان (والد شاہ بلادل لاہوری)	۱۶۳	
عبد البہادی لاہوری	۶۳	۵۰	علم الدین چونی وال ۱۶۲	
عبد الواحد بلگرامی	۸۶	عثمان (والد نانک گنج بخش) ۱۸۲	علو دینوری خواجہ ۷۲	
۱۵۷، ۱۵۸	عزاتی فخر الدین	۱۵۳	۷۲، ۷۳، ۷۴	علی کرم اللہ وجہہ ۲۵، ۲۷
عبد الواحد بن زبید	۷۲	عزیزان علی خواجہ	۱۱۵	علی اصغر سید ۱۵۰
عبد الواحد میمنی	۲۷	عزیز الدین	۱۰۰	علی اصغر گیلانی ۲۸
عبد الواحد سید	۹۹	عزیز الدین نون زئی ۲۰۲، ۲۰۳	رمضف شجرۃ الانوار	۲۹
عبد الوجید چودھری	۲۰۳	عزیز الدین مکی ۱۷۹، ۱۸۹	علی اکبر دستانی ۷۸، ۱۲۰	

۲۰	غلام رسول لاہوری مولوی	۱۸۵	عیسیٰ بن صالح	۸۲	علی بخاری
۱۴۵	غلام رسول مخدوم		عیسیٰ قادری (جدشاه بادل)	۱۴۴، ۱۴۶	علی بن احمد غوری
	غلام سرور مفتی لاہوری (مولف ہذا)	۵۰	(لاہوری)		علی بن عثمان بجزیری دیکمیں
۳۲، ۳۰، ۲۶، ۲۵، ۱۵، ۱۴		۲۱۸	عنایت احمد کاکوری		گنج بخش لاہوری
۴، ۸۸، ۵۴، ۵۴، ۵۳، ۴۶		۲۲۰	عنایت اللہ بن کمال الدین	۲۴	علی بن سید علاء الدین
۱۴۹، ۱۶۴، ۹۸، ۹۲		۱۴	عنایت اللہ مفتی	۲۴	علی بن موسیٰ رضا
۲۲۲	غلام شاہ		عنایت قادری قصوری شاہ	۱۸۴	علی الحق سیالکوٹی
۲۰	غلام شاہ میل سید	۶۹، ۶۴، ۶۳		۲۲۳	علی الحق شاہ
۲۴۰	غلام صفدر بن غلام سرور	ع		۶۳	علی رضا فاروقی سرسندی
۹۲، ۹۰	غلام عبدالقدوس			۲۶۵	علی زنگر نیر
۹۴، ۹۳		۵۴	غازی خاں نواب	۱۴۶	علی رودباری
۸۴	غلام علی دہلوی شاہ	۱۰۵	غازی الدین خاں نظام الملک	۳۰	علی سید
۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴		۹۶	غریب اللہ	۱۰۹	علی شاہ چشتی جالندھری
۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۴، ۱۳۵		۴۳	غریب شاہ		علی شاہ رہبر کاکلی
۱۴۵، ۱۴۳، ۱۴۲		۲۲۱	غلام احمد مفتی	۱۹۴	علی متقی
۲۰	غلام غوث سید	۲۴۱	غلام اکبر لاہوری	۱۹۲	علی سہرانی
۲۲۲	غلام غوث گیلانی	۲۰	غلام اللہ مولانا لاہوری	۱۰۲	علیم اللہ جالندھری
۲۱۰، ۲۰	غلام فرید لاہوری	۲۱۹	غلام اللہ فاضل لاہوری	۱۰۴، ۹۸	
۶۹	غلام قادر نوشاہی	۱۰۸	غلام حسن (مصنف انوار جالیہ)	۸۵	عمادی الملک امیر
۶۶، ۶۱، ۳۴، ۳۳	غلام کشمیری، میر	۲۲۳	غلام حسین		عمادی الملک دیکھئے مخدوم الملک
۱۴۰، ۱۳۹	غلام رفیع قصوری	۴۱	غلام حسین بن بہرام خان		عمادی الملک برادر جھوٹن شاہ
۱۲۰، ۱۱۶	غلام مصطفیٰ خان	۴۱	غلام حسین دایاں والے	۱۶۸	لاہوری
۱۲۴، ۱۲۶		۳۶۹	غلام جید بن غلام سرور	۵۵	عمر بخش رسول نگری
۲۲۰، ۲۵، ۲۰	غلام محمد مفتی	۱۶	غلام دستگیر قصوری مولانا	۲۹، ۲۷	عمر سید
۹۸	غلام محی الدین بن شیخ عبدالرشید جالندھری	۲۱۴	غلام رسول فاضل لاہوری	۱۰۰	عمر علی سید

غلام محی الدین فیروز لاهوری	۵۹	فانی محسن کشمیری	۵۸	فضل شاہ	۱۷۸
غلام محی الدین قصوری	۷۸	فتح اللہ کرمانی	۳۴، ۴۵	فضل شاہ مجنوب	۲۶۰
غلام محی الدین کنجاہی	۱۴۵، ۱۴۱، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۴	فتح شاہ امرتسری	۲۵۴، ۲۰	فضل علی لاهوری	۲۵۴
غلام محی الدین میران	۲۱۵، ۲۰	فتح شاہ بن موج دیانجاری	۱۷۰	فضیل بن عیاض	۷۲
غلام نبی الہی	۱۳۸	فتح شاہ شطاری لاهوری	۲۰	فقیر صاحبان	۲۴۸
عنوت محی الدین	۴۰	فتح شاہ لاهوری	۲۰۰	فقیر محمد جلی	۱۳۱، ۱۲۵
غوثی حسن مانڈوی	۳۷	فتح علی	۳۴	فقیر محمد فقیر	۷۰
۴۴، ۴۵، ۴۸، ۸۲، ۸۴		فتوح الملک	۳۱	فوزی آغا	۶۶
۸۶، ۸۹، ۱۱۶، ۱۴۹، ۱۵۳		فخر الدین دہلوی شاہ	۷۲	فوق محمد الدین	۲۹۷
۱۶۰، ۱۸۰، ۱۸۴		۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۰۸		فوقی محمد دین	۱۲۵
۱۶۰، ۱۸۰، ۱۸۴		فخر الدین شیخ	۱۷۸	فیروز شاہ تغلق	۱۵۸، ۴۲
غیاث الدین بن بہاء الدین	۱۸۵	فرحت فرح بخش	۱۵۵	فیروز میرید شاہ	۳۰، ۲۷
		۱۶۱، ۱۷۸، ۱۸۷		فیض بخش قریشی لاهوری	۷۰
		فرخ شاہ علامہ سرہندی	۱۲۲	فیض بخش لاهوری	۱۱۳، ۲۰

ف

فاروق اعظم عربی الخطاب	۷۵، ۷۶، ۹۰، ۱۱۷	فرخ شاہ کابلی (شہاب الدین احمد)	۷۶، ۷۵	ق	
فاضل لاهوری ملّا	۵۴	فرزند علی	۱۴۷	قادر ناضی	۴۸
فاطمہ بنت قطب الدین بن		فرشتہ ابوالقاسم	۱۴۹	قاسم بن ابوبکر صدیق	۱۱۵
بکیر الدین بخاری	۱۶۴	فرید بخش، شیخ	۱۶۸	قاسم خان بحری	۱۶۷
فاطمہ بی بی (والدہ میاں میر)	۴۸	فرید ثانی	۲۰۱	قاضی خان	۱۹۴
فاطمہ بی بی زوجہ شیخ موج دیانجاری		فرید مان یوحنا	۱۲۰	قائم الدین فانوگو	۱۴۴
	۲۰	فرید نوشاہی	۲۶۱	قانع مٹھوی	۴۹
بی بی فاطمہ ادچی	۱۵۱	فرید الدین (اتاد میراں بھیکم)	۱۰۰	قباچہ سلطان	۱۴۷
بی بی فاطمہ سیدہ زودہ موج دیبا		فرید الدین مسعود دیکھے گنج شکر		قدوة الدین	۱۵۰
بخاری	۲۲۲	فضل الدین ایوب	۱۵۳	قدوسی، اعجاز الحق	۹۰

گ

۱۵۳	کشلو خاں	۲۳۸، ۷۵	قرسم خاتون
۱۷۳	ککڑا بیگ	۹۹	قطب شاہ
۱۱۵	کلال امیر خواجہ	۲۲۳	قطب شاہ لاہوری
۴۲	کلبجس رائے	۲۰	قطب شاہ سائیں
۷۱	کلیم محمد دین	۱۵۵	قطب الدین قریشی
۲۷	کمال سید	۷۳	قطب الدین بختیار کاکی اوشی
۲۰	شاہ کمال (برادر شاہ جمال لاہوری)	۲۷۵، ۱۰۵، ۸۲، ۸۱، ۷۶، ۷۷	
۱۰۶	گل محمد احمد پوری	۱۵۵	قلندر شاہ
۳۴	گل حسن شاہ	۱۷۸	قلندر شاہ بن کرم شاہ
۹۹	گل محمد نوشاہی	۲۹، ۴۸	قلندر فاروقی قاضی
	گلچ بخش دانا، علی بن عثمان بھوپری	۲۰۹	قمر الدین مرید حکم الدین
	گلچ بخش سید	۳۶	قمیص اللہ
	گلچ شکر فرید الدین	۴۰	قمیص سادھوری شاہ
	گلچ شکر فرید الدین	۷۱	قیصر شاہ (کبیر شاہ)
	گلچ شکر فرید الدین		

ک

۱۳۰، ۱۲۷، ۱۲۳	کابو محمد صالح لاہوری	۸۸، ۸۷	کاکو چشتی لاہوری
۴۳	کاکو محمد صالح لاہوری	۱۵۵	کالو لاکھ ملتان
۱۱۸، ۴۸	کاکو محمد صالح لاہوری	۴۲	کامل شاہ لاہوری
۱۳۰، ۱۲۷، ۱۲۳	کاکو محمد صالح لاہوری	۸۷، ۸۶	کبیر الاویا و جلال الدین
۴۳	کاکو محمد صالح لاہوری	۱۷۲	کبیر شاہ
۱۱۸، ۴۸	کاکو محمد صالح لاہوری	۱۷۸	کرم شاہ حارثی بٹکاری
۴۳	کاکو محمد صالح لاہوری	۵۸	کریم الدین ملا
۱۱۸، ۴۸	کاکو محمد صالح لاہوری	۱۹۰	کریم الدین بن نور الدین
۴۳	کاکو محمد صالح لاہوری	۷۵	کھرک سنگھ
۱۱۸، ۴۸	کاکو محمد صالح لاہوری		

ل

۱۶	لائسنر ڈاکٹر
۲۷۱	لائق چراغ دین لاہوری
۲۱۷، ۲۰	لدھی شاہ لاہوری
	لسان اللہ دیکھئے ملا شاہ بدخشی

۴۴	محمد افضل چوہدری	۱۶۶	محب الحسن	۱۰۲، ۱۰۱	لطف اللہ امبیٹھوی
۶۱۸	محمد افضل فاروقی	۱۱۸	محبوب الہی	۹۸، ۹۷	لطف اللہ انبالوی
۶۴	محمد افضل کلانوی	۱۶۱، ۲۰	محترم شیخ	۱۰۴، ۱۰۳، ۹۸	
۲۳	محمد اقبال مجددی		محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۲	لطف اللہ سرہندی
۹۶، ۹۳، ۸۹	محمد اکرم برلاسوی	۱۴۴، ۴۱، ۳۲، ۲۵، ۲۴، ۱۸		۱۷۱	لطف الدین رشتی
۱۲۸، ۱۲۷	محمد امین بدخشی	۱۶۶، ۱۶۴، ۱۵۸		۲۰۰	لطیف بریلون پوری
۲۰۹	محمد انور ملتانوی	۱۴۴	محمد ابراہیم قصوری	۳۷، ۳۶، ۳۳	لطیف بری شاہ
۹۶	محمد ایوب قادری	۳۷	محمد پیر شاہ سید	۱۷۱	لطیف الدین رشتی
۲۰، ۱۲	محمد ایوب لاہوری خواجہ		محمد ادیس اوچی	۱۴۷، ۱۴۶	لطیف ملک
۱۶۳، ۲۷	محمد یاقرانام	۹۶، ۵۸	محمد اسلم سپروی	۱۸۴، ۸۴، ۷۷	علی بیگ علی
۲۰۸	محمد باقر دھڑیالوی	۱۲۱	محمد اسحاق دہ بیدی	۲۴۰	لہ کشمیری بی بی
۲۷۳	محمد باقر شرف الدین لاہوری	۶۱۸	محمد اسحاق دہلوی		
۴۰	محمد باقر شاہ		محمد اسماعیل لاہوری دیکھنے میاں وڈا		
۱۰۹	محمد باقر شرچہ پوری	۱۵۴	محمد اسماعیل ملتانوی	۵۳، ۵۲، ۴۳	مادھو میاں شیخ
۲۲۳	محمد بخش سید	۲۰۳، ۲۰۱	محمد اشرف لاہوری	۳۸، ۳۲، ۲۹	مبارک حقانی
۵۲، ۳۵	محمد بخش میاں	۱۲۰	محمد اشرف سرہندی	۲۱۴	مبارک علی خاں
۷۸	محمد بلاق چشتی		محمد اشرف امبیٹھوی (والد)	۱۸۹، ۲۰	مٹھالاہوری سید
	محمد بن احمد انبال : دیکھئے	۹۷	شاہ ابوالعالی	۲۲۸	مٹھا مجذوب نوشاہی
	نظام الدین اولیا :	۵۹	محمد اشرف منجری		مجدد العت ثانی (احمد سرہندی)
۸۶	محمد بن تغلق	۳۷	محمد اعربی سید	۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۸۸، ۴۷	
۸۹، ۸۸	محمد بن شیخ عارف	۵۸، ۵۷	محمد اعظم دیدہ مری	۱۲۶، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۰، ۱۱۹	
۱۵۹	محمد بن قاضی	۱۷۱، ۱۳۰، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۷۱		۱۳۵، ۱۳۳، ۱۳۰، ۱۲۷	
۱۹۲	محمد بن علی ہمدانی	۱۲۷، ۱۲۶	محمد اعظم سرہندی	۱۳۸، ۱۳۳، ۱۳۶	
	محمد بن محمود دیکھئے جلال الدین	۲۰۸	محمد اعظم نوشاہی	۱۸۱	مجدد و شہزادہ
	گازونی	۱۳۲	محمد افضل حاجی	۱۳۱	مجنون خان

محمد بن یوسف	۱۹۰	محمد سعید دیکشیران بهیکه	محمد عابد دفرزند شاه محمد غوث
محمد تقی امام	۱۵۰	محمد سعید صابری شرفی ۱۰۹	محمد غوث (لاهوری) ۶۱
محمد تقی بن محمد تقی	۲۲۰	محمد سعید لاهوری ۲۰۰	محمد عابد سنائی ۱۳۲، ۱۳۰
محمد تقی سرهندي	۱۲۲	۲۰۳، ۲۰۱	محمد عارف خواجہ ۱۱۵
محمد تغلق	۱۵۳	محمد سعید نقشبندی لاهوری ۱۲۲	محمد عارف صابری لاهوری
محمد جلال تاداں	۶۱	محمد سلطان بخاری ۶۳	۹۵، ۲۰
محمد جعفر توماسی	۱۵۶	محمد سلیم قریشی ۲۰۹	محمد عاشق بھلیقی ۲۰۵
محمد جمال ملتانى	۱۰۸	محمد سلیم لاهوری ۲۰	محمد عاقل لاهوری ۱۴۴
محمد تختہ	۱۰۰	محمد سلیم ۸۴	محمد عاقل قاضی ۱۱۱، ۱۰۸
محمد چوہن داعلی ۲۰۸، ۲۰۹	۲۰۹	محمد سعید مفتی ۱۶	محمد مصطفی الدین ۲۱۴
محمد حبیب پرونیسر ۲۱	۲۱	محمد سعید ۳۷	محمد علی ۱۶۳
محمد حسن لہری ۱۴۲	۱۴۲	محمد سعید ۲۷	محمد علی ثانی ۱۱۲
محمد خلیفہ شاہ دیکھے دھول شاہ ۵	۵	محمد سعید ۲۸، ۲۷	محمد علی حافظ ۱۱۲
محمد علی اچھی گیلانی ۳۰	۳۰	محمد سعید ۷۳	محمد علی ۲۲۳
محمد حنیف امام ۱۳۱	۱۳۱	محمد شاہ کرنالی ۱۰۴	محمد عمران ٹونکی ۱۲۶، ۱۲۵
محمد حیات (نیر شاہ بلاول) ۵۰	۵۰	محمد شاہ نوشاہی ۶۹	محمد عمر چنگینی ۱۲۷
محمد حیات نوشاہی ۶۸، ۵۹	۶۸، ۵۹	محمد شریف مجددی ۱۳۷	محمد عیسیٰ سرهندي ۱۳۵
محمد خواجہ امکنگی ۱۱۵	۱۱۵	محمد شریف قصوری ۶۴	محمد غزالی ۱۴۶
محمد الدین ۱۴۴	۱۴۴	محمد شفیع صاحبزادہ ۱۷۵	محمد غوث بالاپیر ۵۶
محمد رفیع پشاورى اخوند		محمد شفیع مولوی ڈاکٹر ۷۰	محمد غوث بید بن جلال الدین ۱۶۴
۲۰۱، ۱۲۷	۲۰۱، ۱۲۷	۱۳۸، ۱۳۷، ۱۴۷	محمد غوث بید اچھی ۵۶، ۳۳، ۲۷
محمد رومی بید		محمد شیرازی پیر ۲۵۴	محمد غوث گوالیاری ۶۳
محمد زاہد ۱۱۵	۱۱۵	محمد طاہر قاضی مفتی ۱۴	۲۰۱، ۲۰۰
محمد زمان ۱۴۴	۱۴۴	محمد طاہر ہندگی لاهوری ۴۴، ۴۷	محمد غوث شاہ لاهوری ۴۰، ۳۳، ۴۷
محمد زمان بن محمد ۲۰۴	۲۰۴	۵۲، ۶۴، ۱۱۳، ۱۱۷	۱۷۲، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۱

محمد بنون مرید محکم الدین	۲۰۹	محمد مراد تنگ کشمیری	۱۳۰	محمد یوسف سوانیہ	۹۹
محمد صادق شہابی	۱۸	محمد معصوم (سید بہاء الدین احمد)		محمد یعقوب لاہوری	۲۰۴
محمد صادق ہدائی (مصنعت)		۱۵۱		محمد یعقوب مجددی	۱۲۲
کلمات الصادقین (۴۴، ۸۴)		محمد معصوم سرہندی	۱۲۳	محکم الدین بیرانی	۲۰۹، ۲۰۸
۸۶، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۹۶		۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۵		محسن نرسپی	۱۳۴، ۱۳۶
محمد صالح کبوسہ	۱۲۱	محمد تقیم سیالکوٹی	۱۶۹	محسن شاہ	۲۰۹
محمد صالح کتجہاوی	۱۴۰، ۱۳۸	میر محمد دیکھنے میاں میر		محسن شاہ دوتی	۱۶۸
محمد صادق گنگوہی	۹۴، ۹۳، ۹۴	محمد مبارک علوی: دیکھنے امیر خرد		محسن شاہ مرید پیر ہادی رہنما	
محمد صدیق پشاورى	۱۳۲، ۱۲۴	محمد محمود بن عبدالسلام	۲۲۰	۲۵۵	
محمد صدیق لاہوری	۲۰	محمد مدنی سید	۱۰۰	محمود بن احمد	۱۹۰
محمد صدیق صابری لاہوری	۹۵	محمد منظر مجددی	۱۲۰، ۱۲۹	محمود بن علی کردی	۲۰۰
محمد فاضل قادری بٹالوی	۶۴	۱۳۵، ۱۳۶، ۱۴۰، ۱۴۳		محمود حضورى لاہوری	۳۱
محمد فاضل لاہوری	۶۱	محمد مکرم مفتی	۲۰	۵۵، ۳۲	
محمد فضل اللہ مجددی	۱۲۷	محمد موسیٰ امرنہری	۱۸۴	محمود خواجہ غفصوری	۱۱۵
۱۳۰، ۱۷۰		مومن صدیقی صابری	۹۸	محمد سعید حسینی جالندھری	۱۱۰
محمد فیض اوبسی	۲۰۹	محمد نظام الدین	۱۰۰	محمود سید	۳۴
محمد قادری شاہ	۴۰	محمد نور سید	۳۹	محمود سید (جبر حسن پشاورى)	۶۰
محمد قریشی	۱۵	محمد نورانی سید	۲۹	محمود (والد جمال تنہا بکسری)	۹۰
محمد فاسم راجوروی	۳۴	محمد ہادی علی	۱۱۲	سید محمود (والد سید عثمان جھولا)	۱۶۱
محمد قاضی	۶۹	محمد ہاشم جان مجددی	۱۲۰	محمود شاہ نقشبندی لاہوری	۱۲۵
محمد قریشی شاہ لاہوری	۴۸	محمد ہاشم ٹھٹھوی	۱۴۸	محمود شیرانی	۱۸۰
محمد قصودی شیخ	۱۳۸	محمد ہاشم کشمیری	۴۸، ۷۶	محمود عالم مفتی	۱۴
محمد لطیف حج بید	۱۴۵، ۹۵	۹۰، ۱۲۲، ۱۲۳		محمود غزنوی	۷۵
۱۶۹، ۱۸۱		محمد ہاشم سید	۲۹	۱۲۰، ۱۸۰	
محمد ماہ	۳۷	محمد یار	۱۱۲	محمی الدین شاہ	۴۰

مخدوم جہانیاں جہاں گشت	شیخ مصطفیٰ قصوری	۱۲۰	منظور الحق صدیقی	۳۴
بنجاری ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۷	مظہر جان جاناں مرزا	۸۷	منظور نعمانی	۱۲۰
۱۵۸، ۱۶۱، ۱۶۹	۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴		منور علی شاہ نقشبندی	۲۱۸
مخدوم الملک عبداللہ انصاری ^۹	معروف چشتی	۳۲، ۳۸، ۵۵	منور لاہوری	۸۷
مراد بخش	معروف سید	۷۳	موج دریا بنجاری	۱۶۹، ۱۷۰
مراد شاہ بن کرم شاہ	معروف شاہ	۱۷۳	مودود چشتی	۷۲
مراد شاہ لاہوری	معروف کرخی	۲۷	موسیٰ آہنگر لاہوری	۱۶۲
مراد ملتان شاہ	معروف مجذوب دہلوی	۲۲۵	۱۶۳، ۱۶۴	
مرتضیٰ خاں نواب	معصوم شاہ مجددی	۱۳۴، ۱۳۵	موسیٰ پاک شہید ملتان	۴۰
مرزا جان ترک	معصوم شاہ مجذوب	۲۰، ۲۳۰	۴۱، ۱۹۴	
مرگ نینی محمد سلطان	معنی اجیری	۷۸	موسیٰ ثانی	۲۷
مستان شاہ لاہوری	معین الدین بن حضرت ایشان		موسیٰ ثالث	۲۷
مستعد خاں محمد ساقی	۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۶		موسیٰ حلبی	۴۸
مستقیم شاہ فیض پوری	معین الدین چشتی اجیری	۷۲	موسیٰ حمید	۱۰۰
۲۰، ۲۳۲	۷۳، ۱۱۳، ۱۸۳، ۱۸۶، ۱۸۸		موسیٰ رضا امام	۳۷
مسعود سلطان	۱۹۵		موسیٰ کاظم امام	۳۶
مسعود سید	معین الدین ٹھٹھوی	۱۲۰	موسیٰ کشمیری قاضی	۱۶۷، ۱۶۸
مسکین غلام محی الدین کشمیری	معینی عبدالمجود	۱۰۶	موسیٰ کھوکھر شیخ	۲۶۱، ۲۰
مسلم نظامی	مقصود ناصر	۵۰	موسیٰ سید	
مشتاق احمد امیٹھوی	مقیم حکم الدین جردی	۳۴، ۳۵	موسیٰ مالک پوری	۱۱۲
۹۸، ۹۹	۳۹، ۵۱، ۵۲		موسیٰ تبرق	۳۷
مشتاق رام گجراتی	مکرم قریشی	۲۶۴	مومن سید	۳۴
مشتاق سید	ملا شاہ بدخشی	۵۶، ۵۷، ۵۸	مونگا شاہ	۱۷۶
مصطفیٰ بن شاہ چراغ لاہوری	ملکوتی بی روالہ میراں بیکھ	۱۰۰	مونگر مجذوب لاہوری	۲۲۶
۵۶	مشاد علود پوری	۷۲، ۱۲۶	موی چشتی مالک پوری حافظ	۱۱۰

۱۲۸	نظام الدین سکارپوری	نامی 'غلام دستگیر' ۶۸، ۶۱، ۶۴	۱۱۴	مہاں سنگھ
۸۶، ۷۷	نظام غریب میمنی	۱۵۵، ۱۷۱، ۱۶۲، ۱۷۰، ۱۷۱	۱۷۰	مہار (شاہ شہاب الدین)
۲۳۳	نظام شاہ لاہوری	۲۳۰	۱۶۳	مہری شیخ
۷۵	نظامی خلیق احمد	نجم الدین (مصنف مناقب المجتہدین)		میاں منگو والد شاہ سلیمان
۱۰۴، ۸۶، ۸۴، ۷۷، ۷۷، ۷۷		۱۰۶	۵۴	قادری لاہوری
۱۵۸، ۱۵۳، ۱۴۷، ۱۱۲، ۱۰۵		۱۹۷	۵۰، ۴۹، ۴۸	میاں میر لاہوری
۴۹	نعمت اللہ اخوند	۸۶، ۷۷	۷۰، ۶۶، ۵۸، ۵۴، ۵۳	
۱۳۳	نعیم اللہ بھٹراچی	۱۶۹، ۱۶۱	۱۷۷، ۱۷۵	میاں دولہا
۳۶	نفی الدین احمد	۱۹۰		میران بادشاہ لاہوری (دیکھیے)
۳۰	شاہ نواز دین	۱۷۲		اسحاق گاروئی
۵۵	شاہ نور (والد جان محمد حسودی)	۷۷	۶۷، ۶۵، ۶۷	میران بھیکہ چشتی
۶۱	سید نور	۸۴، ۷۷	۱۰۴، ۱۰۳، ۹۹، ۹۸	
۲۱۱	نور حسین قادری	۴۰		میر قبطی (امیر عبداللہ ہروی)
۹۰	نور احمد قسری، مولانا	۷۷	۱۸۰	
۵۳، ۴۸، ۴۰	نور احمد چشتی	۳۸		میر مبارک دیکھیے امیر خود
۱۶۸، ۱۶۷، ۱۴۵، ۱۱۱		۱۶۶	۱۶۱	میر محمد
۱۵۳، ۱۴۹، ۱۴۶، ۱۴۴	نور احمد فریدی	۱۷۱	۱۷۵	میلو محذوم
	نور احمد معروف بہ نور حسین قادری	نظام الدین احمد ہروی ۳۷، ۳۷، ۳۷	۱۶۸	میلی (والدہ حسوتیلی)
۲۰		نظام الدین اورنگ آبادی		
۱۵۷	نور بہار شاہ اوچی	۷۶		
۱۶۱	نوبہار صاحب دستار	۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱	۱۷۸	ناصر بن موسیٰ
	(حامد بخاری)	۱۰۵	۱۰۰	ناصر شاہ ترمذی
۱۰۰	نوبہار دین الدین	۱۶۹	۱۶۰	ناصر الدین اوچی بخاری
۱۷۸	نور الحسن قریشی	نظام الدین بلخی ۹۱، ۹۳، ۱۰۹	۱۷۱	ناصر الدین رشتی
۲۸، ۲۷	نور الدین ابی الحسن	نظام الدین بودیان والا ۲۵۷	۱۳۳	ناصر الدین قادری

ن

نورالدین بن حاکم	۱۶۰	وجیه الدین گجراتی ۶۳، ۱۹۴	یحییٰ سید (جد چراغ دہلی) ۸۶
نورالدین ولی رشی	۱۴۱	۱۹۸، ۲۰۱	یحییٰ ہشید تاتاری ۶۰
نورالدین ولی کشمیری	۱۹۲	وحدت عبدالاحد شاہ گل	یعقوب چرخ ۱۱۵، ۱۸۳
نورنگی بی	۱۴۰	۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۲	یوسف بنوری ۱۲۸
نوشاہ گنج بخش (حاجی محمد)		وجید احمد مسعود	یعقوب سید ۳۲
۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۲، ۶۵، ۶۸		وڈیرہ گنیش داس	یوسف شیخ ۱۴۲
نورقصوری	۱۶۲	ولی اللہ شاہ دہلوی	یونس بن عبدالوہاب ۱۹۷
نورکشور منشی ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۴		۱۳۶، ۲۰۵، ۲۰۶	شیخ یونس والد محمد اشرف
۱۹۵			لاہوری ۲۰۱

۵

نور محمد بدایونی	۱۳۱، ۱۲۸		
نور محمد مجمل مباروی	۱۰۷	بادی راہنا پیر	۲۵۵
۱۰۸، ۱۱۱		باشم بخاری میر	۱۶۳
نور محمد جمنجھانوی	۴۰	باشمی فرید آبادی	۱۸۱، ۱۸۰
نور محمد سادھو	۱۸۳	بیسرہ بصری	۷۲
نور محمد قادری سید	۲۹	ہدایت علی نقشبندی	۱۲۴
نور محمد مدنی لاہوری	۲۰۳	ہیر سنگھ	۲۳۳
نور نہال سنگھ	۶۴، ۶۵	ہربنس سنگھ	۱۵
نور نور رشی بابا	۱۴۱	ہلاکون خان	۲۸
		ہمایوں بادشاہ	۱۳۱
		ہندال (والد خواجہ نور محمد مباروی)	

و

وہیر امین اللہ	۱۹۷	۱۰۸	
وجیہ الدین جندی	۷۵	ہندی (درک کینیا لال)	

ی

وجیہ الدین دیکھتے پیر زہدی لاہوری			
وجیہ الدین سہروردی			
۱۲۶، ۱۲۸		یحییٰ بن محمد الفت ثانی	۱۳۷

۳۴	پوهنویس	۱۶۹	شالہ (درجہ تفسیر و آبادی)	۱۶۹	بشار
۱۷۷	پرویز آباد لاہور	۱۷۱، ۱۷۲		۱۷۱، ۱۷۲	بشار
۱۰۸	پہار	۳۴	بدریوں	۱۷۱، ۱۷۲	اکبر آباد (دیکھیے آگرہ)
		۹۹، ۹۸	براس	۱۷۱، ۱۷۲	آگرہ
		۳۳	بسطام		
۱۶۵	تجرازی گنہ زیر گیر	۱۸۹، ۳۰، ۲۸	بغداد		
۱۳۵	تورکی	۱۳۳	مبئی		احمد پور (پنجاب)
۱۸۷	تورنی	۱۷۸	بغداد ماڑی	۱۷۵	احمد نگر راجپوت پنجاب
۹۷	تھانیر	۲۰۹، ۱۷۷، ۱۰۸	بہاولپور	۱۳۳	اعظم گڑھ
۱۱۱	تونسہ	۱۳۷	بھوپال	۱۸۲، ۱۷۷	افغانستان
		۱۶	بیر بالا حسانی منزل	۱۷۷، ۹۰، ۱۷۲	اگرتر
				۲۵۸، ۱۸۳	
۱۶۸	ٹھٹھ (سندھ)			۱۱۱	امروہہ
۱۳۶، ۱۲۵	ٹونک	۱۸۲، ۹۲	پاکستان	۱۰۴، ۱۰۳، ۹۷، ۹۰	انجائے
		۸۹	پانی پت	۱۰۴	اورنگ آباد
		۱۴۲	پشاور	۳۲، ۳۱، ۲۹، ۲۸	اویچ
۱۰۷، ۱۰۱، ۹۸	جاندھر	۲۸، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۷	پنجاب	۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸	
۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۷		۱۱۵، ۱۰۸، ۱۰۷، ۹۵		۱۶۰، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵	
۹۳	جگ ناتھ	۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵		۱۶۹، ۱۶۱	
۱۶	جلیسر	۲۵۲، ۱۸۱			ایبٹ
۱۲۵	جموں	۱۷، ۱۶	پنجاب یونیورسٹی لاہور		
۱۴۳	جنت البقیع	۱۱۲	پنڈی بہاؤ الدین	۱۶۹	بارخ کرم خان

س	۱۱۲	جوگی پور (آگرہ) ۱۶۰ خیرآباد ۲۴
سادھوہ ۱۰۰، ۱۰۰ ساندہ ۱۴۸	د	جبلان ۲۴
سائین پال گجرات ۱۴۲، ۳۲ سرائے وزیرخاں ۱۲۴	دامن کوہ (قصبہ) ۲۱۰ دکن ۱۵۴، ۱۰۴، ۱۳۲	چاہ میراں ۲۳ چبہ چیمہ ۱۴۵
سرہند ۱۱۸، ۱۲۴، ۱۲۴ ۱۲۹، ۱۲۴	دہلی ۱۰۴، ۹۲، ۸۹، ۲۵ ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۴	چنور گروہ ۱۴۹ چکنی ۱۲۴
سرینگر ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۹۰ سرک میاں میر ۳۲	۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۴ ۱۴۴، ۱۳۹	چوٹالہ (مضافات جہاد) ۱۴۴ چونیاں ۱۶۲، ۳۹، ۳۴
سفیدون ۹۹، ۹۸ سمرقند ۱۴۴، ۱۴۴	ط	چہل بی بیان (عہد) ۱۸۸ چنی لک ضلع گجرات ۱۴۵
سنام ۱۳۰ سنبھل ۱۳۶	ڈیرہ غازی خان ۱۱۱	ح
سندھ ۲۸، ۱۲۰، ۱۳۹ ۱۴۴	ر	حجرہ شاہ مقیم ۳۴ حرین شریفین ۱۲۴، ۱۲۸
سہارنپور ۹۴ سیوانہ (سیانہ) ۱۰۰	راپور ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۴ ۱۴۲	۱۳۶، ۱۳۴، ۱۴۸، ۱۶۴ حسن ابدال ۱۴۲
س	راولپنڈی ۱۳۴، ۱۳۸ رٹھور شتر گرو اسپور ۱۴۴ رتی ٹھٹھ متقل وزیرآباد ۴۳	حلب ۲۸ سویلی میاں خان لاہور ۱۵
شالامار باغ ۱۲۲ شاہ پور ۱۰۹	رودل (قصبہ) ۱۸۴ ۸۹	جیدر آباد (دکن) ۱۰۵ خبرسان ۲۸
شاہ جہان پور ۱۴۸ شرقی پور ۱۰۹، ۱۴۴	رودلی ۱۳۳ روٹالہ ۲۸	خ
شیخوپورہ ۵۰، ۲۱۰	روم ۲۸	خوارزم ۱۸۹، ۱۴۸

۱۴۴	گورداسپور	۱۴۴	قلات	۳۷	شیرگرھ
۱۰۱	گھرام	۱۵۱	قندھار		

ل

ک

ط

طبرستان

ع

۱۸	لاہور	۱۲۱	کابل		
۹۱	۱۵	۲۳	۲۸	۲۵	کاپور
۹۸	۹۵	۹۳	۹۰	۱۰۵	کراچی
۱۱۲	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۷	۱۵۷	۲۰۲
۱۲۲	۱۲۱	۱۲۰	۱۱۹	۱۲۸	عراق
۱۳۳	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۰	۱۳۵	علاول خاں لوبانی محلہ
۱۴۳	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۰	۱۴۵	عرب
۱۵۳	۱۵۲	۱۵۱	۱۵۰	۱۵۵	علی گرھ
۱۶۳	۱۶۲	۱۶۱	۱۶۰	۱۶۵	
۱۷۳	۱۷۲	۱۷۱	۱۷۰	۱۷۵	
۱۸۳	۱۸۲	۱۸۱	۱۸۰	۱۸۵	
۱۹۳	۱۹۲	۱۹۱	۱۹۰	۱۹۵	

ع

۱۸۱	۱۸۰	۱۸۵	کوٹ نہلی (باغ زیب النساء)	۹۲	لاہور
۱۹۱	۱۹۰	۱۹۵	کوٹلی مفتیان لاہور	۱۵	لداخ
۲۰۱	۲۰۰	۲۰۵	کوہ پنج شیرغازی	۳۸	لکھنؤ
۲۱۱	۲۱۰	۲۱۵	کیچ کمران	۱۴۰	

ف

۱۵	فتح گرھ چوئیاں				
۱۶	گجرات	۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	گازرون

گ

ق

م

۱۲۰	قصر	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۶	۱۱۵	قصر پورہ
۱۳۰	قصاب پورہ	۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۷	قصاب پورہ
۱۴۰	قصاب پورہ	۱۳۰	۱۲۹	۱۲۸	۱۲۷	قصاب پورہ

و

۱۲۱	ونش	۱۵۶	۱۱۱	۱۱۰	نانکپور
۱۲۷	وزیر آباد	۱۷۱	۱۱۱		مٹھن کوٹ
					محلہ حاجی سودائی
					مدراس

و

۲۲۴	مالنی	۱۵۶	۱۲۴	۱۲۳	مدینہ منورہ
		۱۰۸	۱۵۷	۱۴۸	مراد آباد
		۱۴۹	۱۴۲		مزننگ محلہ

۱۲۱ ہندوستان | ۱۳۵ | ۱۳۳ | ۱۳۱ | مشہد |

ن

۱۶۷	۱۶۵	۱۶۴	۱۶۳	۱۶۲	۱۶۱	مصر
۲۲۲	ہوشیار پور	۱۰۰	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۶	نشان
۱۵	ہیبت پور (پٹی)					۱۴۹
						۱۴۸
						۱۴۷
						۱۴۶

ضمیمہ ثالث

یہ کتاب پریس میں جاچکی تھی کہ جناب مرزا عبد المجید بیگ مدظلہ نے مہربانی فرما کر اپنا خاندانی ریکارڈ دکھایا۔ ابھی سارا ریکارڈ نہیں دیکھ سکا سرسری جائزہ کے بعد تین دستاویزات کے عکس اس کتاب میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ خاندانی ریکارڈ حضرت حافظ محمد صدیق اور ان کی اولاد خصوصاً حافظ غلام محمد معروف بہ امام گاموں امام خطیب مسجد وزیر خاں اندرون دہلی دروازہ لاہور سے متعلق ہے۔ ایک ہم عصر ورق پر ان دو اصحاب کے سنیں وفات بھی مرقوم ہیں۔

تاریخ وفات جناب حافظ غلام محمد معروف بہ امام گاموں ۱۲۴۴ھ
 تاریخ وفات حافظ امام اللہ بخش بن حافظ غلام محمد مذکور تاریخ یازدہم ماہ رمضان المبارک ۱۲۷۸ھ
 دستاویزات کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اجازت نامہ امامت و خطابت مسجد وزیر خاں برائے ملا محمد حنیف ولد محمد لطیف

بمہر صدر الصدور افضل خاں فدوی بادشاہ غازی محمد فرخ سیر ۱۱۲۵ھ

۲۔ تحریر مہر حافظ غلام محمد معروف بہ امام گاموں بن حافظ محمد صدیق مذکور جس میں بتایا گیا ہے کہ مسجد وزیر خاں کی امامت، خطابت اور مزار حضرت سید اسحق گارونی کی فتوحات وغیرہ میرے صاحبزادے اللہ بخش کو ملیں۔ اور بطور گواہ دیگر سربراہ آورده اصحاب لاہور کے دستخط اور مواہیر بھی ثبت ہیں۔

۳۔ اجازت تحریری بنام پسر خود اباب امامت و خطابت مسجد وزیر خاں۔

مع مواہیر علمائے کرام لاہور

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب ہذا سلسلہ شمارہ۔ ۲۴۰، صفحہ ۲۶۳-۲۶۴

مرزا عبد المجید بیگ مدظلہ بن خان صاحب مرزا عبد العزیز مرحوم ریٹائرڈ ریٹیرے انسپکٹر، گوالیار



کتابخانه شخصی حضرت میرزا اسعد الله خاں صاحب کتب و عتیقات

دانش لا یزید و در هر نصف از او اسرار و حکم و علم و کرامت

[illegible]

عالم معارف و فنون جہانگیر بنی سہیل پرنسز ریفرنسی جہاد لکھنؤ

نوع کوه و من دردم و به سر زنی ملک و ز و نس و س و س

مسند ذیابکر علیہم ذیابکر اودہ مند وریاب فیضی

محمد و انرج اس کا نام ہے

ضمیمہ رابع

تعلیقات جدیدہ

مقدمہ، ص ۱۹

۲۱۔ دیوان وصال سرور

مرتبہ مفتی غلام صندر فوقانی بن مفتی غلام سرور
اس دیوان میں وہ نعتیں شامل ہیں جو مفتی غلام سرور نے اپنے سفر حج
(۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) کے دوران لکھی تھیں اور اسی سفر میں مفتی صاحب کا وصال
ہو گیا تھا۔ گویا ان کی آخری تصنیف ہے یہ کتاب مطبع صدیقی، فیروزپور سے ۱۸۹۰ء
کو طبع ہوئی۔ یہ دیوان نعت سروری سے جداگانہ ہے۔

۲۲۔ کلیات سرور

مرتبہ حکیم مفتی محمد انور بن مفتی مفتی غلام سرور، مطبوعہ، مطبع اسلامیہ
لاہور، ۱۹۱۰ء۔

یہ کلیات دراصل مفتی صاحب مرحوم کے دو نعتیہ مجموعوں دیوان نعت
سروری (۱۲۹۰ھ) اور دیوان وصال سرور کا مجموعہ ہے۔

دیوان وصال سرور اور کلیات سرور کے مقدموں میں مفتی غلام سرور
لاہوری اور ان کے اجداد و اخلاف کے متعلق درجہ اول کی بہت سی معلومات جمع کر
دی گئی ہیں۔

ان تالیفات کے علاوہ مفتی غلام سرور نے اپنے دوست اور مورخ لاہور
رائے بہادر کنھیالال کی مندرجہ ذیل تالیفات پر نظر ثانی کی تھی:

رنجیت نامہ، ہیرو رانجھا، مناجات ہندی، یادگار ہندی، نصیحت نامہ، بندگی نامہ، تاریخ پنجاب، تاریخ لاہور، اخلاق ہندی اور دیوان ہندی۔

ان کے علاوہ انہوں نے اپنے بیٹے مفتی غلام صفدر فوقانی کی دو کتابوں یعنی انشای صفدری اور معلومات فوقانی (تحقیق الحروف) پر بھی تجدید نظر کی تھی، (دیوان وصال سرور، مقدمہ ص ۲۰-۲۱)

انشائے صفدری دراصل خود مفتی غلام سرور کے لکھے ہوئے وہ خطوط ہیں جو انہوں نے اپنے فرزندوں غلام صفدر اور مفتی غلام حیدر کو ان کے زمانہ طالب علمی میں لکھے تھے۔ مفتی صاحب کے بیٹے غلام صفدر نے انہیں مرتب شکل میں جمع کر کے انشائے صفدری نام رکھا جو کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

شمارہ۔ ۷، ص ۳۳، شمارہ۔ ۲۳، ص ۵۱۔

خانوادۂ بزرگان حجرہ شاہ مقیم میں سے سید عنایت اللہ حسینی کی ایک عربی تصنیف کفایت النہو کا خطی نسخہ جناب خلیل الرحمن داؤدی (لاہور) کے کتب خانے میں دیکھا جس سے اس خاندان پر مفصلہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

فیقول العبد المتقرالی اللہ الغنی السید عنایت اللہ
الحسینی من اولاد سید الکبیر الکریم۔۔۔۔۔ الولدان
الذین یتصل انتسابہا الی المحبوب السبحانی وامیر
محی الدین الغوث الصمدانی رکن الحق والذین الحق
سید بہاء الدین بہاء الحق الذین یظهر من یدہ خوارق
الاعداد لاتعدد لاتحصی البانی للحجرۃ المبارکۃ فی
الاصل ہی موضع خلوتہ و معبدہ و بنیائہا الی الان
قائمۃ ثم سمی بہا مسکنہ من قبیل تسمیۃ الكل باسم
الجزء و استفاد تاریخ وفاتہ من تعداد اعداد عبدالقادر

بادشاہ ثابت کیا ہے لیکن اس سلطان کے لئے جو القاب اور اوصاف اس شارح نے لکھے ہیں اور دیگر اس قسم کی کتب میں مذکور ہیں کی بنیاد پر علمی کام ہونا چاہیے۔

شمارہ ۲۲، ص ۵

شاہ بلاول لاہوری کی خواہش پر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف غنیۃ الطالبین کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس ترجمے کے خطی نسخوں کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

احمد منزوی: فهرست مشترک ۱۷۶/۳

شمارہ ۱۱، ص ۳۸

شیخ ابواسحاق قادری لاہوری پر علمی کتاب حاضر (محمد اقبال مجددی) کا ایک مقالہ واشنامہ زبان و ادبیات فارسی شبہ قارہ، تہران۔ ایران میں شائع ہوا ہے جس کے بعض مندرجات حسب ذیل ہیں:

شیخ ابواسحاق بن حسین قادری کے اجداد کا تعلق بخارا سے تھا۔ ان کی خانقاہ درس و تدریس کے باعث مدرسہ اسحاقیہ کہلاتی تھی۔ اہل لاہور ان کے معتقد تھے (مغرب التواریخ ۳/۳۸، طبقات اکبری ۲/۴۷۶) علم سلوک پر شیخ ابواسحاق کے ایک رسالہ ناطقہ کا خطی نسخہ رضا لاہوری رام پور میں ہے۔ جس کا سال کتابت ۹۷۵ھ ہے۔ اس رسالے کا کاتب ان کا معاصر تھا اس نے شیخ اسحاق کا سال وفات اس کے ترقیے میں ۹۷۴ھ ہی درج کیا ہے گویا سال کتابت و سال وفات مولف ایک ہی ہیں۔ جس کے مقابلہ میں متاخر تذکرہ نویسان لاہور کا مندرجہ سال وفات یعنی ۹۸۵ھ اہمیت نہیں رکھتا۔

مذکورہ دانشنامہ میں ہمارا دوسرا مقالہ شیخ اسحاق لاہوری کے مقبرہ پر ہے۔

شمارہ۔ ۳۷، ص ۶۵

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کا سال وفات ۱۱۵۲ھ قلعہ ہے۔
ڈاکٹر ام سلسلی گیلانی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ محدث کبیر حضرت شاہ
محمد غوث لاہوری کی دینی و علمی خدمات (ص ۹۹-۱۰۱) میں ایک معاصر
ماخذ تماس نامہ تالیف تماس خان کے حوالے سے ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء کو
صحیح ثابت کیا ہے۔

شمارہ ۳۳، ص ۷۵

قصبہ کنوال کا صحیح نام کوٹھے وال ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ

ہو:

عمر اسلم: ”حضرت بابا فرید کا آبائی وطن“ مقالہ مشمولہ المعارف

لاہور، جولائی ۱۹۸۳ء

شمارہ۔ ۵۵، ص ۹۲۔ حاشیہ نمبر ۲

شیخ عبدالکریم چشتی لاہوری کی تصانیف میں سے ترتیب
السلوک، رسالہ غومیہ، فارسی شرح فصوص الحکم اور مصابح العارفین کے
خطی نسخے پاکستان کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ (رک فہرست
مشترک ۱۳۳۷/۳، ۱۴۲۰، ۱۷۳۳، ۱۹۲۶ء۔)

نیز شیخ عبدالکریم چشتی کی شخصیت پر ایک اہم مقالہ رسالہ
المعارف، لاہور، جون ۱۹۸۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔ جس میں ہمارے ان
مطبیقات سے بغیر حوالہ کے استفادہ کیا گیا ہے۔

شمارہ۔ ۵۶، ص ۹۲

مفتی غلام سرور نے خزائن الاصفیاء (۱/۴۷۲) میں شیخ ابوسعید کنگوہی کا سال وفات بحوالہ مراۃ الاسرار ۱۰۳۹ھ لکھا ہے، لیکن مراۃ الاسرار میں سرے سے ان کا سال وصال درج ہی نہیں ہے۔ اقتباس الانوار (ص ۲۸۲) میں بھی ان کا سال وفات درج نہیں ہے۔ مشتاق احمد امٹھوی نے بغیر کسی حوالے کے ان کا سال وصال ربیع الاول ۱۰۳۰ھ دیا ہے (انوار العاشقین ۷۸)

ہم نے دانشنامہ شبہ قارہ تہران۔ ایران میں شیخ ابوسعید کنگوہی پر جو مقالہ لکھا ہے اس میں ان تمام شواہد کو یکجا کر دیا ہے۔

شمارہ۔ ۶۲، ص ۹۷

شاہ ابوالعالی چشتی انسٹوٹی پر ہمارا ایک مفصل مقالہ دانشنامہ شبہ قارہ میں شامل ہے جس میں ان تمام مباحث کو جمع کر کے بعض نتائج اخذ کئے گئے ہیں جن کا تعلق اس بزرگ شخصیت کی علمی و روحانی سرگرمیوں سے ہے۔

شمارہ۔ ۷۱، ص ۱۰۶

شیخ علیم اللہ جالندھری نے علم سلوک پر ایک کتاب نزہۃ السالکین کے نام سے لکھی تھی جس میں اپنے اور اپنے شیخ میراں بھیکہ چشتی کے حالات بھی لکھے ہیں۔ یہ کتاب فارسی نثر میں ہے اس کا متن تاحال طبع نہیں ہوا ہے (پاکستان میں موجود خطی نسخوں کی تفصیل کے لئے دیکھئے فرست مشترک ۳/۲۰۶۵) اس کتاب کا اردو ترجمہ تحفۃ الصالحین کے نام سے لاہور حدود ۱۹۳۱ء کو شائع ہوا تھا۔ جو ہمارے پیش نظر ہے۔ اس کے اہم مندرجات حسب ذیل ہیں:

یہ کتاب ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۸ء کو تالیف ہوئی (ص ۱۱) مولف کا مسکن

قصبہ جالندھر ہے مولف پندرہ سال کی عمر میں سید کبیر قدس سرہ کی خدمت میں مطول شرح تلخیص پڑھتے تھے استاد پر روحانیت کا غلبہ تھا ظاہری علوم کی تدریس میں ناغہ ہو جاتا تھا۔ مولف کو ابتداء میں سروردی مشائخ کی کتب خصوصاً "عوارف المعارف" تالیف شیخ شہاب الدین سروردی بہت پسند تھی اور اسی مناسبت سے ابتدائی رحجان سلسلہ سروردیہ کی جانب تھا۔ لیکن عالم رویا میں مجھے چشتی سلسلے سے فیض یاب ہونے کا امر ہوا تو میں میران سید سحیکہ کی خدمت میں پہنچا لیکن حاضری سے قبل عریضہ لکھ کر دریافت کر لیا کہ میرا تعلیم کا سلسلہ ابھی نامکمل ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہیے فوراً جواب موصول ہوا کہ پہلے اپنی تعلیم مکمل کرو پھر اس طرف کا قصد کرنا۔ اس کے بعد انہوں نے سید ابراہیم سے سبق لینا شروع کیا۔ جس میں میبذی اور ہدایہ کی تکمیل کی پھر مولانا عبدالرحمن کی خدمت میں رہ کر تحصیل کی۔ انہوں نے تکمیل کی بشارت دی تو اب ارادہ روائگی ہوا لیکن والد گرامی نے سفر کی صعوبت کے پیش نظر اجازت نہ دی جس سے بہت مغموم ہو کر بیٹھ گیا۔ جالندھر میں میراں سحیکہ کے خلیفہ شاہ بھلول برکی جالندھری (رک شمارہ۔ ۶۸) سے ملا اور انہوں نے بھی اشتیاق میں اضافہ کیا میں میران سحیکہ کے دیگر مریدوں کے ساتھ پانی پت پہنچ گیا۔ اور حضرت نے شفقت کرتے ہوئے بیعت کر لیا۔ مولف نے اپنے شیخ کے بہت سے ملفوظات و مکالمات بھی درج کر دیئے ہیں۔ وہ مولف کو "فاضل جالندھری" کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ چند دن قیام کے بعد واپس جالندھر جانے کا قصد کیا تو فرمایا سرہند کے راستے جانا اور سید مرتضیٰ کے گھر سے کھانا کھا لینا۔ (۱۷۲-۱۹۸ ملخصاً) سید میراں سحیکہ ۳ رمضان ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء کو فوت ہوئے اور آپ نے عمر ۸۵ سال پائی (ص ۲۰۳) انہیں قصبہ کھرام جو موضع کم تملہ سے بارہ

کوس پر واقع ہے دفن کیا گیا۔ کئی امراء بھی آپ کے مرید تھے ان میں
مرزا جعفر علی خان شاہ آبادی بیخ ہزاری منصب دار بھی شامل ہے (ص ۲۰۲)
(ج ۲) میر محمد باقر میراں جیکہ کے فرزند تھے۔ (ص ۲۰۳)

شمارہ ۷۸، ص ۱۱۱۔

خواجہ محمد سلیمان چشتی تونسوی پر ہمارا ایک مفصل مقالہ داشنامہ
شبہ قارہ میں ”تونسوی“ خواجہ محمد سلیمان“ کے عنوان سے شامل ہے جس
میں آپ کے ملفوظات کے مختلف مجموعوں کا تعارف کروایا گیا ہے۔

شمارہ ۸۷، ص ۱۲۶

وقات ان (خواجہ معین الدین نقشبندی کشمیری) کی بقول صاحب
تواریخ ڈومری ماہ محرم سن ایک ہزار پچاسی ہجری میں واقع ہوئی۔
یہاں ”تواریخ ڈومری“ سے مراد خواجہ محمد اعظم دیدہ مری
کشمیری کی تاریخ کشمیر اعظمی ہے جس کا تاریخی نام ”واقعات کشمیر“ ہے۔
جس کا آغاز ۱۱۳۸ھ کو ہوا اور ۱۱۶۰ھ و بہ بعد تک اس میں وقائع و سنن
وقات درج ہیں۔ اس کا فارسی متن پہلے مطبع محمدی لاہور سے ۱۳۰۳ھ پھر
سری نگر مقبوضہ کشمیر سے بنصحبیح مولوی محمد شاہ سعادت ۱۳۵۵ھ کو
مطبع ہوا۔ لیکن اس کا اردو ترجمہ ۱۸۳۶ء کو چھپ چکا تھا حال ہی میں ڈاکٹر
عبد الحمید یزدانی کا اردو ترجمہ اقبال اکیڈمی لاہور سے شائع ہوا ہے۔ مفتی
صاحب نے شیخ محمد اعظم کی نسبت ”ڈومری“ لکھی ہے۔ جو غالباً درست
نہیں ہے۔ دراصل سری نگر میں ایک قدیم محلہ دیدہ مری کے نام سے
تھا۔ جہاں بابا ظلیل اللہ کی خانقاہ تھی جو ایک فساد میں نذر آتش ہو گئی۔
اسی مناسبت سے اس کا نام محلہ خانقاہ سوختہ پڑ گیا جو اب تک رائج ہے۔
(کلیات مکاتیب اقبال ۲/۷۶۸۔ مہلیقات مرتب) گویا یہ علاقائی نسبت

ہے جو ڈومری نہیں بلکہ دیدہ مری کی مناسبت سے دیدہ مری ہوئی
 جاہی ہے۔ ویسے خواجہ محمد اعظم نے تاریخ کشمیر میں اپنے نام کے ساتھ یہ
 نسبت لکھی ہی نہیں ہے۔

شمارہ۔ ۱۰۳، ص ۱۵۱

شیخ احمد معشوق الہی، اس قدر قوی جذبہ الہی اور عشق حقیقی کے
 مالک تھے کہ اکابر صوفیہ کہ مجالس میں ان کی وارفتگی کو مثال کے طور پر
 پیش کیا جاتا تھا، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی مجالس میں ان کا تذکرہ
 بڑے دلچسپ انداز سے بیان ہوا ہے (فوائد الفوائد ۴۳۶، ۴۳۹) مقالہ محمد
 اقبال مجددی بعنوان احمد معشوق الہی، مشمولہ داشنامہ شبہ قارہ۔

شمارہ۔ ۱۰۷، ص ۱۵۶

مخدوم جنائیاں جہاں گشت بخاری کے والد گرامی سید احمد کبیر
 الدین بھی ایک بزرگ صوفی تھے ان کے والد سید جلال سرخ بخاری
 (رک شمارہ۔ ۱۰۳) ۱۲۳۵ھ/۱۲۲۷ء کو بخارا سے ہجرت کر کے ملتان آ
 گئے تھے۔ ان کے جانشین ان کے فرزند سید احمد کبیر تھے۔ وہ شیخ جمال
 خنداں رو کی خدمت میں بھی حاضر رہتے تھے۔ مخدوم احمد کبیر کی باطنی
 تربیت شیخ صدر الدین عارف ملتان نے کی تھی۔ مخدوم سید احمد کبیر کا
 سال وفات تذکروں میں نہیں ملتا۔ ہم نے بعض قرائن و قیاسات کی بنیاد
 پر حدود ۷۳۱ھ/۳۰-۱۳۳۱ء قرار دیا ہے (رک مقالہ مجددی بعنوان ”
 احمد کبیر الدین“ مشمولہ داشنامہ شبہ قارہ)

شمارہ۔ ۱۱۳، ص ۱۶۳

حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی کے حالات پر ایک مستقل کتاب
 تذکرۃ الابرار کے نام سے عبدالغفور بن ضیاء الدین حیدر الاسدی نے

لکھی تھی جو فارسی نثر میں ہے اس کا ایک قلمی نسخہ حیدر آباد، دکن میں ہماری نظر سے گذرا تھا جس کے بعض مندرجات حسب ذیل ہیں:

حاجی عبدالوہاب بخاری کی ولادت ۸۶۹ھ کو ہوئی (ورق ۳۵ ب) ان کا سلسلہ نسب پدری و مادری دونوں کی تفصیل بھی درج ہے۔ (۳۵ ب) شیخ نے علم تصوف، حدیث اور تفسیر کے موضوع پر کئی کتابیں تالیف کی تھیں۔ تفسیر انوری کے نام سے انہوں نے قرآن پاک کی ایک تفسیر ربیع الاول ۹۱۰ھ کو شروع کی اور اسی سال ۱۷ شوال کو مکمل کر لی (ورق ۳۹ ب) آپ نے ایک رسالہ در شمائل نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تالیف کیا تھا۔ (ورق ۵۰۔ الف) حاجی عبدالوہاب کا وصال ۹۳۲ھ کو دہلی میں ہوا اور ان کا مدفن دہلی میں شیخ عبداللہ قریشی کے مزار کے قریب ہے۔ وفات کے وقت حاجی عبدالوہاب کی عمر ۶۳ سال تھی اسی سال بابر بادشاہ نے دہلی پر حملہ کیا تھا یعنی ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء کو پانی پت کی جنگ کے بعد بابر دہلی میں داخل ہوا تھا۔ (ورق ۵۲۔ ب) تذکرہ الابراہیم حاجی عبدالوہاب کے بہت سے معارف اور ملفوظات بھی درج ہیں۔

شمارہ۔ ۱۳۶، ص ۱۸۹

شیخ عزیز الدین کی لاہوری پر ”پیر کی“ کے عنوان سے ہم نے ایک منسل مقالہ و اشنامہ شبہ قارہ۔ تہران، ایران کے لئے سپرد قلم کیا ہے۔ اس کے بعض نکات حسب ذیل ہیں:

مورخین لاہور نے اس سلسلے میں محض سماعی باتیں لکھی ہیں کسی نے کوئی تحقیق نہیں کی۔ یہاں تک کہ سلاطین غوریان و غزنویان کی جو چپقلش ہوئی تھی اس کے سنیں بھی غلط لکھے ہیں۔ مفتی غلام سرور نے

بخزینۃ الاصفیاء (۲/۲۵۶) میں ان حملوں کے جو سنیں درج کئے ہیں وہ بھی معاصر کتب تاریخ کی روشنی میں غلط ہیں۔ نور احمد چشتی نے تحقیقات چشتی (۶۰۶-۶۰۷) میں بغیر کسی حوالے کے پیر کی کا سال وفات ۱۰۴۸ھ لکھ دیا ہے جو بے بنیاد ہے۔ لیکن مفتی غلام سرور کا درج کردہ سال وفات ۶۱۲ھ/۱۵-۲۱۶ء زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

شمارہ- ۳۰۸- ص ۲۶۰

پیر بلخی لاہوری پر دانشنامہ شبہ قارہ۔ تران میں ہمارا ایک مقالہ شامل ہے۔ جس کے بعض مندرجات کی تلخیص یہ ہے:

لاہور کے عجائب گھر میں ایک ایسا کتبہ موجود ہے جو پیر بلخی کا لوح مزار معلوم ہوتا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے:

”ہذا مقبرة الشهيد الشيخ ابوالمحامد الحسين بن محمد الحسين ابوبکر الذکری البلخی رحمته اللہ وقد عاش ثمانية وتسعين سنة وفاته فی يوم الجمعة التاسع من ذی الحج وھی يوم عرفه من ثلاثه ولربعین وستہ مایہ“

اس کتبے سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) یہ ایک کا مزار ہے۔

(۲) ان کا نام ابوالمحامد حسین تھا۔

(۳) ان کے والد کا نام محمد حسین ابوبکر تھا۔

(۴) ان کی نسبت ذکر کی بلخی ہے۔

(۵) ان کی عمر بوقت شہادت ۹۸ سال تھی۔

(۶) ان کی وفات (شہادت) ۹ ذی الحج ۶۴۳ھ کو ہوئی۔

(۷) ان کا سال ولادت بحساب عمر ۵۴۵ = (۶۴۳-۹۸) ہے۔

گویا چنگیز خان (۶۰۳-۶۲۴ھ/۱۲۰۶-۱۲۲۷ء) کے حملوں سے ان کی شہادت کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ معاصر مورخ شہاب الدین نسوی نے سیرت جلال الدین میکبرنی (ص ۱۱۰-۱۱۳) نے چنگیز خان کے لاہور پر حملے کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ لکھا ہے کہ جب سلطان جلال الدین میکبرنی کا لاہور پر قبضہ ہو گیا تو سلطان اسے نقد خراج پر دینے کے وعدے پر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ (سیرت میکبرنی ۱۱۹-۱۲۲) اس سے مترشح ہوتا ہے کہ پیر بلخی چنگیزی حملے میں شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ علاء الدین مسعود شاہ (۶۳۹ھ-۶۴۳ھ/۱۲۴۲-۱۲۴۶ء) کے عہد میں لاہور پر منگولوں کے حملوں میں ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء کو شہید ہوئے۔ جو مذکورہ کتبے کے مطابق درست ہے:

پیر بلخی کا مزار گزر رڑہ (موجودہ کشمیری بازار) میں واقع ہے۔ دہلی دروازے سے سنہری مسجد کی طرف جائیں تو یہ مزار بائیں ہاتھ پر واقع ہے۔ ۱۱۶۳ھ/۱۷۴۹ء کو جب نواب سید بھکاری خان نے سنہری مسجد تعمیر کروائی تو مسجد کی زمیں بڑھانے کے لئے اس نے بازار سیدھا کو دیا (تاریخی مساجد لاہور ص ۱۰۴) تو پیر بلخی کا یہ مزار سرراہ آگیا مزار کا بہت سا حصہ توڑ کر گرا دیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس توڑ پھوڑ میں پیر بلخی کے مزار کا اصل کتبہ اتر گیا۔ اور کسی طرح عجائب گھر لاہور میں پہنچا دیا گیا۔

کلاسیک کتب تصوف کے مستند اُردو تراجم

○ طواسین	مُنف: ابن حلاجؒ	ترجم: حقیق الرحمن خاں	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
○ کتاب اللمع	مُنف: ابو نصر سراجؒ	ترجم: سید اسرار بخاری	قیمت جلد ۳۰/- روپے
○ تعریف	مُنف: امام ابو یوسف کلاباذنیؒ	ترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن	قیمت جلد ۱۲۵/- روپے
○ کشف المحجوب	مُنف: سید علی ہجویریؒ	ترجم: سید محمد فاروق قادری	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ صد میدان	مُنف: خواجہ عبد اللہ انصاریؒ	ترجم: حافظ محمد فضل فیض	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
○ فتوح الغیب	مُنف: غوث الاعظم عبد القادر جیلانیؒ	ترجم: سید محمد فاروق قادری	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ آداب المہدین	مُنف: ضیاء الدین بہروردیؒ	ترجم: محمد عبد الباق	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ فتوحات مکیہ	مُنف: شیخ اکبر ابن عربیؒ	ترجم: مولوی محمد فضل خان	قیمت جلد ۳۰۰/- روپے
○ فصوص الحکم	مُنف: شیخ اکبر ابن عربیؒ	ترجم: بکت اللہ فریخی علیؒ	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ الاواراد	مُنف: بہاء الدین زکریا ملتانیؒ	ترجم: ڈاکٹر محمد عباس حنیفی	قیمت جلد ۱۳۵/- روپے
○ لواح	مُنف: مولانا عبدالرحمن جامیؒ	ترجم: سید فیض الحسن رضوی	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ انوار المعانی	مُنف: شاہ ولی اللہ دہلویؒ	ترجم: سید محمد فاروق قادری	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ الطاف القدس	مُنف: شاہ ولی اللہ دہلویؒ	ترجم: سید محمد فاروق قادری	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ رسائل تصوف	مُنف: شاہ ولی اللہ دہلویؒ	ترجم: سید محمد فاروق قادری	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ مرآت العاشقین	مُنف: سید محمد سعید نعمانیؒ	ترجم: غلام نظام الدین بڑوی	قیمت جلد ۱۲۵/- روپے

اہم کتب تصوف اور تذکرے

○ کشف المحجوب	فارسی (نسخہ تہران)	مُنف: شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ	ترجم: علی وقیم	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ کشف المحجوب	انگریزی (نسخہ لاہور)	مُنف: شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ	ترجم: ڈاکٹر نکلن	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ کشف الاسرار	(اُردو ترجمہ)	مُنف: شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ	ترجم: کبیر محمد حوان	قیمت جلد ۲۵۰/- روپے
○ ارمان ابن عربیؒ	_____	مُنف: مولانا محمد اشرف علی قانونیؒ	_____	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ اُمینہ تصوف	_____	مُنف: ضیاء الحسن فاروقیؒ	_____	قیمت جلد ۱۲۵/- روپے
○ حیات جاوداں	_____	مُنف: ڈاکٹر پیر محمد حسن	_____	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ شہاں رسولؒ	(اُردو ترجمہ)	مُنف: شیخ یوسف بن اسماعیل بہانیؒ	ترجم: محمد میاں صدیقی	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ بیماری اور اس کا روحانی علاج	_____	مُنف: ڈاکٹر مسیح علی الدین	_____	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
○ تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ	_____	مُنف: اسرار المسیح قادریؒ	_____	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ سیرت فخر العارفینؒ	_____	تذکرہ: شاہ محمد عالمی جامیؒ	مؤلف: سید سکندر شاہ	قیمت جلد ۲۵۰/- روپے
○ چراغ ابراہم العدائی	_____	تذکرہ: صوفی محمد حسنؒ	مؤلف: حضرت نقیہ شاہؒ	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ حدیقۃ الاولیاء	_____	مُنف: مفتی غلام سرور لاہوریؒ	ترجم: محمد اقبال مجددی	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ احوال و آثار حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ	_____	_____	مُنف: حمید اللہ شاہ داعیؒ	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
○ اخلاص الخواص	_____	تذکرہ: حضرت فضل شاہ قطب عالم بڑا شاہیہ	_____	قیمت جلد ۱۲۵/- روپے
○ فاضل انوار الہی	_____	مُنف: حضرت فضل شاہ قطب عالم بڑا شاہیہ	_____	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے

مطبوعات تصوف فاؤنڈیشن

شعبہ شیخ علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

فارسی متن — نسخہ تہران

کشف المحجوب تصنیف لطیف: شیخ علی بن عثمان ہجویری

بتصحیح و تحشیہ: علی قویم

مخامت ۴۰۰ صفحات، قیمت مجلد ۱۷۵ روپے

اُردو ترجمہ — نسخہ ماسکو

کشف المحجوب تصنیف لطیف: شیخ علی بن عثمان ہجویری

تحقیق و ترجمہ: سید محمد فاروق القادری، پیش لفظ: حکیم محمد موسیٰ امرتسری

مخامت ۶۱۶ صفحات، قیمت مجلد ۱۵۰ روپے

انگریزی ترجمہ — نسخہ لاہور

کشف المحجوب تصنیف لطیف: شیخ علی بن عثمان ہجویری

تحقیق و ترجمہ: آر۔ اے۔ نکلسن، پیش لفظ: حضرت شہید اللہ فریدی

مخامت ۴۷۲ صفحات، قیمت مجلد ۱۷۵ روپے

(نوٹ) کشف الاسرار از حضرت داغ بخش لاہوری کے اُردو تراجم فقیر نامہ اور بیان الاسرار بھی شائع ہو چکے ہیں

تصوف فاؤنڈیشن

لاہوری، تحقیق و تصنیف، تالیف و ترجمہ، مطبوعات

۲۳۹۔ این سن آباد - لاہور - پاکستان

شوروم: المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور

شعبۂ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

فتوحات مکیہ تصنیف لطیف: شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

ترجمہ و شرح :- مولوی محمد فضل خاں

مخامات جلد اول ۸۰۰ صفحات ، قیمت مجلد -/۳۰۰ روپے

فصوص الحکم تصنیف لطیف: شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

ترجمہ و حواشی :- محمد بکرت اللہ لکھنوی

مخامات ۳۵۰ صفحات ، قیمت مجلد -/۱۵۰ روپے

ارمغان ابن عربیؒ تصنیف و تالیف: مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

مشققات بر

التَّائِبَةُ الطَّرِيقِي فِي تَنْزِيَةِ ابْنِ الْعَرَبِيِّ
خُصُوصُ الْكَلَمِ فِي حَلِّ فُصُوصِ الْحِكْمِ

مخامات ۲۵۰ صفحات ، قیمت مجلد -/۱۵۰ روپے

تصوف فاؤنڈیشن

لاہوری تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

۲۴۹ این سمن آباد - لاہور - پاکستان

شوروم: المعارف ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

تصوف فاؤنڈیشن کی زیادہ سے زیادہ کتابیں خریدیے یہ صدقہ جاریہ ہے
ان کتابوں کی تمام آمدن صرف اشاعت کتب تصوف پر صرف ہوتی ہے

Maktabah Mujaddidiyah

www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.